غالب کی خاندانی پنشن اور دیگر امور

سرکاری اسناد و دستاویزات (۱۸۰۵ء تا ۱۸۶۹ء)



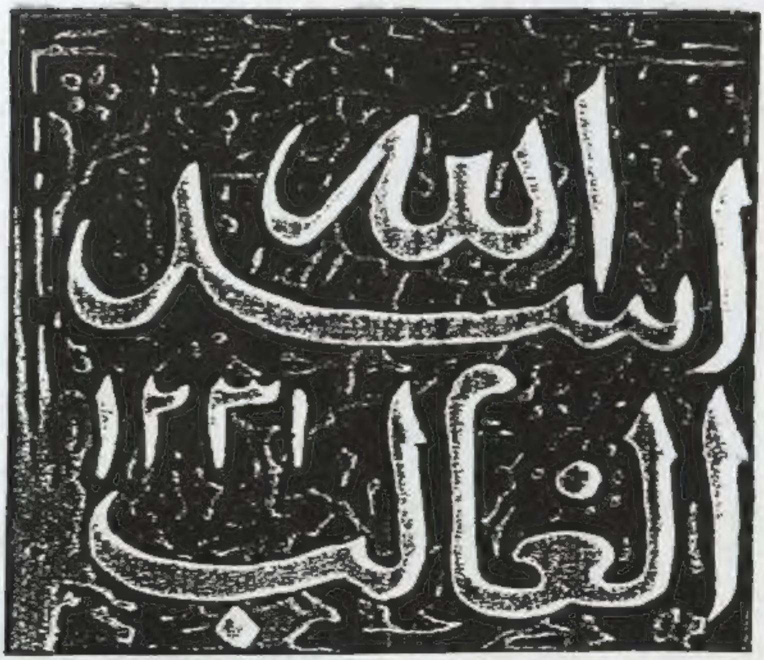
غالب: (۱۷۹۷ء تا ۱۸۶۹ء)

نیشنل ڈاکومنٹیشن سنٹر ○ مقتدرہ قومی زبان - پاکستان

غالب کی خاندانی پنشن اور دیگر امور

— سرکاری اسناد و دستاویزات

(۱۸۰۵ء تا ۱۸۶۹ء)



نیشنل ڈاکومنٹیشن سنٹر
مقتدرہ قومی زبان پاکستان

سلسلہ مطبوعات: ۳۳۷
عالمی معیاری کتاب نمبر: ۹۶۹-۴۷۴-۱۸۶-۶ ISBN

نام کتاب: غالب کی خاندانی پنشن اور دیگر امور
---- سرکاری اسناد و دستاویزات

طبع اول: ۱۹۹۷ء

تعداد: ایک ہزار

قیمت: ۳۰۰ روپے

تدوین و حواشی: ڈاکٹر گوہر نوشاہی، معاونت قاضی عزیز الرحمن عاصم

حرف چینی: محمد اسلم، یونیورسل کمپوزنگ سسٹم، اسلام آباد

اہتمام: اجمل وجیہہ

مطبع: ایس ٹی پرنٹرز، گوالمنڈی، راولپنڈی

ناشر: افتخار عارف (صدر نشین)
مقتدرہ قومی زبان، پطرس بخاری روڈ،
ایچ ۸/۴، اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیش نامہ

غالب کے دو صد سالہ یوم ولادت کی مناسبت سے مقتدرہ قومی زبان اور نیشنل ڈاکو منٹیشن سنٹر کے اشتراک سے "غالب کی خاندانی پنشن اور دیگر امور : سرکاری اسناد و دستاویزات ۱۸۰۵ء - ۱۸۶۹ء" پیش خدمت ہے۔ انیسویں صدی کے ربع اوّل میں مرزا اسداللہ خاں غالب نے کلکتے میں اپنی خاندانی پنشن کا مقدمہ دائر کیا۔ دعویٰ پہلے کلکتے میں اور پھر دہلی میں دائر کیا گیا۔ غالب نے عمر عزیز کے تقریباً سترہ سال اس جدوجہد میں صرف کیے اور آخرکار انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ان سترہ برسوں میں غالب نے جو عرضیاں دیں اور ان کے بارے میں جو رپورٹیں مرتب کیں ان سب کا ریکارڈ کلکتہ، دہلی اور لاہور کے ریکارڈ آفس میں محفوظ ہے۔ ان مسلوں کی کچھ نقلیں انڈیا آفس لائبریری لندن میں بھی موجود ہیں۔ تاریخ ادب میں غالب کی اہمیت کے پیش نظر اہل تحقیق کو ہمیشہ اس مواد کی جستجو رہتی تھی۔ آج سے بیس برس پہلے نیشنل ڈاکو منٹیشن سنٹر کے نگران محترم و مکرم میاں سعداللہ نے پنجاب آرکائیوز، دہلی آرکائیوز اور انڈیا آفس لائبریری لندن وغیرہ کے ذخائر سے تحقیق و جستجو کے بعد ایک سو چھپن ایسی دستاویزات جمع کیں جو غالب کی زندگی کے ایک خاص پہلو اور ایک اہم دور سے تعلق رکھتی تھیں۔ کابینہ ڈویژن کی جانب سے دستاویزات کا یہ مسودہ ۱۹۹۷ء میں مقتدرہ قومی زبان کو اشاعت کی غرض سے دیا گیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی غرض سے مناسب سمجھا گیا کہ انگریزی اور فارسی متن کے ساتھ ان دستاویزات کا اردو ترجمہ شامل ہو اور اس پر ضروری حواشی بھی دیے جائیں۔ اردو کے ممتاز محقق اور مقتدرہ قومی زبان کے شعبہ درسیات کے سربراہ ڈاکٹر گوہر نوشاہی کی نگرانی میں اس کام کو حتمی شکل دی گئی۔

ہمیں یقین ہے کہ سوانح غالب کے حوالے سے اس بکھرے ہوئے مواد کی یکجا اشاعت صاحبان دانش و بینش کے ساتھ عام قارئین کے لیے بھی دلچسپی کا باعث ہو گی۔

افتخار عارف
(مقتدرہ قومی زبان)

نذیر احمد
(نیشنل ڈاکو منٹیشن سنٹر)

مقدمہ

میرزا اسد اللہ خان غالب جن کے نام کی مہروں اور سجعوں میں محمد اسد اللہ خاں بھی موجود ہے، ۸ رجب ۱۲۱۲ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۷۹۷ء کو بدھ کی رات آگرہ میں پیدا ہوئے(۱)۔ ولادت کی تاریخ اس زائچے کے مطابق ہے جو غالب نے اپنے ایک فارسی قصیدے در منقبت سیدا لشہدا حضرت امام حسینؑ میں بیان کی ہے۔ قصیدے کی تمہید یوں ہے:

مگر مرا دل کافر بود شب میلاد
کہ ظلمتش دہد از گور اہل عصیاں یاد

اس قصیدے میں زائچے سے متعلق ۱۸ اشعار ہیں جن کی تشریح سید صمد حسین رضوی، مسلم ضیائی اور مولانا امتیاز علی عرشی کے مقالات میں موجود ہے۔ سلسلہ نسب تور ابن فریدون سے ملتا ہے جو ایران کے عظیم حکمران جمشید کا پوتا تھا۔ ضحاک کے ظلم سے تنگ آکر عوام نے فریدوں کو تخت نشین کیا تھا۔ اس کا بیٹا تو ضحاک ہی کا نواسہ تھا تور اور اس کے ایک بھائی نے ایران سے نقل مکانی کر کے ترکستان میں "توران" کے نام سے ایک نئی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ تورانیوں کے اخلاف میں سے ہی ایک گروہ نے سلجوقی سلطنت قائم کی اور سلاجقہ کبیر کے نام سے معروف ہوئے۔ اس خاندان کا بانی طغرل بیگ تھا جس نے اپنے سلسلے کا نام اپنے دادا سلجوق کے نام پر سے وابستہ کیا۔ اسی سلسلے کا ایک بادشاہ بقول غالب برکیاروق تھا اور غالب اسی برکیاروق کی اوالد سے تھے(۲)۔ غالب نے اپنے ایک خود نوشت حالات میں یہ تفصیل یوں بیان کی ہے:

"اسداللہ خاں غالب تخلص قوم کا ترک سلجوقی، سلطان برکیاروق سلجوقی کی اولاد سے۔ اس کا دادا قوقان بیگ خان شاہ عالم کے عہد میں سمرقند سے دلی آیا.... باپ اسداللہ خان مذکور کا عبداللہ بیگ خان دلی کی ریاست چھوڑ کر اکبر آباد میں جا رہا۔ اسداللہ خان اکبر آباد میں پیدا ہوا۔ سال ولادت ۱۲۱۲ ہجری۔(۳)"

۱۔ ذکر غالب ص ۱۸۔

۲۔ بحوالہ "سورج" لاہور دو صد سالہ جشن غالب نمبر اپریل، مئی ۱۹۹۶ء ص ۱۳، ۱۷، ۴۳۔

۳۔ مطبوعہ رسالہ اردو جولائی ۱۹۲۸ء ص ۳۲۸۔

مالک رام نے کلیات نثر غالب' غالب از مہر' درفش کاویانی' اردوئے معلیٰ اور نادرات غالب سے اس اجمال کی تفصیل یوں مرتب کی ہے:

"میرزا غالب کے پردادا قوقان بیگ خان تھے۔ وہ اپنے باپ سے ناراض ہو کر محمد شاہ رنگیلے کے عہد میں سمرقند سے ہندوستان چلے آئے۔ ان کی زبان ترکی تھی اور ہندوستانی بالکل برائے نام جانتے تھے۔ وہ پہلے لاہور میں نواب معین الملک بہادر عرف میر منو کی ملازمت میں داخل ہوئے پھر معین الملک کی وفات پر لاہور سے دہلی پہنچے اور نواب ذوالفقار الدولہ میر نجف خاں بہادر کی سرکار سے وابستہ ہو گئے۔ نواب ذوالفقار الدولہ ہی کے توسل سے وہ شاہ عالم کی سرکار میں پچاس گھوڑے اور نقارہ و نشان سے ملازم ہوئے۔ ایک سیر حاصل پرگنہ پھاسو جو انگریزوں کو سمرو بیگم کی سرکار سے حاصل ہوا تھا' ان کی ذات اور رسالے کی تنخواہ کے لیے مقرر ہوا اور یوں آرام سے بسر ہونے لگی۔ قوقان بیگ خاں کی اولاد میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں... ہمیں ان میں سے صرف دو صاحبزادوں کے نام معلوم ہیں۔ میرزا عبداللہ بیگ خان اور میرزا نصراللہ بیگ خان۔ یہی میرزا عبداللہ بیگ خان میرزا غالب کے والد بزرگوار ہیں..... میرزا عبداللہ بیگ خان کی ولادت دہلی میں ہوئی(۱)۔

غالب اردوئے معلیٰ کے ایک خط میں اپنے والد کے بارے میں تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"باپ میرا عبداللہ بیگ خاں بہادر لکھنؤ جا کر نواب آصف الدولہ کا نوکر رہا۔ بعد چند روز حیدر آباد جا کر نواب نظام علی خاں کا نوکر ہوا۔ تین سو سوار کی جمعیت سے ملازم رہا۔ کئی برس وہاں رہا۔ وہ نوکری ایک خانہ جنگی کے بکھیڑے میں جاتی رہی۔ والد نے گھبرا کر الور کا قصد کیا۔ راؤ بختاور سنگھ کا نوکر ہوا' وہاں کسی لڑائی میں مارا گیا(۲)

غالب کی والدہ عزت النساء بیگم' میرٹھ سرکار کے ایک فوجی افسر خواجہ غلام حسین کمیدان کی بیٹی تھی اور غالب نے آگرہ کے خداداد خان اور ان کے بیٹے ولی داد خان کے نام ایک خط میں لکھا ہے کہ موصوفہ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔(۳) مالک رام کے نزدیک یہ خط ۱۸۴۰ء میں لکھا گیا تھا۔(۴) مولانا حالی نے لکھا ہے کہ میرزا غالب کے والد راجہ بختاور سنگھ کی طرفداری میں لڑتے ہوئے گولی کا نشانہ بنے تھے اور راجہ بختاور سنگھ نے ان کی اس جانفشانی کے

۱۔ ذکر غالب' ص ۱۴ تا ۱۵۔

۲۔ اردوئے معلیٰ' مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور۔

۳۔ مطبوعہ زمانہ کانپور جولائی ۱۹۳۶ء' صفحہ ۲۶۔

۴۔ ذکر غالب' حاشیہ ص ۱۶۔

ضلعے میں میرزا عبداللہ بیگ کے دو بیٹوں یعنی میرزا غالب اور ان کے چھوٹے بھائی میرزا یوسف کی پرورش کے لیے دو گاؤں سیر حاصل اور کسی قدر روزینہ مقرر کیا تھا جو ایک مدت تک جاری رہا(۱)۔ میرزا غالب کا عرف میرزا نوشہ تھا۔ ان سے ایک بڑی بہن کا نام چھوٹی خانم تھا جن کی شادی حضرت سرخوش بدخشی کی اولاد میں قبیلہ برلاس کے ایک شخص میرزا جیون کے صاحبزادے میرزا اکبر بیگ سے ہوئی تھی اور ایک بھائی ان سے دو سال چھوٹے تھے جن کا پورا نام میرزا یوسف علی بیگ تھا۔ میرزا عبداللہ بیگ خان کی وفات کے بعد غالب اپنے چچا میرزا نصراللہ بیگ خاں کی سرپرستی میں آئے۔ میرزا نصراللہ بیگ خاں انہیں اولاد کی طرح چاہتے تھے۔ والد کی وفات کے وقت غالب کی عمر پانچ یا چھ برس سے زیادہ نہ تھی۔ چچا کے بارے میں غالب نے اپنے خود نوشت حالات میں لکھا ہے:

> "اس کا (غالب) حقیقی چچا نصراللہ بیگ خاں مرہٹوں کی طرف سے اکبر آباد کا صوبہ دار تھا۔ ۱۸۰۳ عیسوی میں جب جرنیل لیک صاحب اکبر آباد آئے تو نصراللہ بیگ خان نے شہر سپرد کر دیا اور اطاعت کی۔ جرنیل صاحب نے چار سو سوار کا برگیڈیئر کیا اور ایک ہزار سات سو کی تنخواہ مقرر کی۔ پھر جب اس نے اپنے زور بازو سے سونک سونسا دو پرگنے بھرت پور کے قریب ہولکر کے سواروں سے چھین لیے، جرنیل صاحب نے وہ دونوں پرگنے بہادر موصوف کو بطریق استمرار عطا فرمائے مگر خان موصوف جاگیر مقرر ہونے کے دس مہینے کے بعد بمرگ ناگہاں ہاتھی پر سے گر کر مر گیا۔ جاگیر سرکار میں بازیافت ہوئی اور اس کے عوض نقد مقرر ہوئی"(۲)۔

میرزا نصراللہ بیگ خان ۱۸۰۶ء کے ایک معرکے میں لڑتے ہوئے ہاتھی سے گر کر جاں بحق ہوئے۔ غالب نے دوستوں کے نام خطوط میں اس صدمے کو اپنے اور اپنے بھائی کے لیے دوبارہ یتیمی کے مترادف قرار دیا ہے۔ نصراللہ بیگ خان کی وفات کے بعد سرکار انگریزی نے ان کی جاگیر ضبط کر لی اور اس کے عوض ان کے لواحقین کی پنشن مقرر کی جس میں سے مبلغ ڈیڑھ ہزار روپے سالانہ غالب اور اس کے بھائی کے حصے میں آئے اور ان میں سے سات سو پچاس روپے پوری زندگی غالب کو ملتے رہے۔

میرزا غالب کی ابتدائی تعلیم آگرے میں ہوئی ان کے ننھیال چونکہ خاصے خوشحال تھے اس لیے یقین ہے مروجہ تعلیم کی طرف خاطر خواہ توجہ کی گئی ہو گی۔ یادگار غالب میں مولانا حالی نے لکھا ہے کہ غالب نے آگرے میں مولوی محمد معظم سے فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور ابتدائی زمانے میں ہی فارسی شعر و سخن کا

۱۔ یادگار غالب، ص ۱۱۔

۲۔ خونوشت حالات کا عکس مطبوعہ اردو جولائی ۱۹۲۸ء، ص ۳۲۸۔ ان بیانات کی وضاحت زیر نظر کتاب میں موجود مختلف دستاویزوں سے ہو گی۔

اعلیٰ ذوق پیدا کر لیا(۱)۔ فارسی زبان و ادب کے رموز و غوامض اور اعلیٰ استعداد بقول غالب، ملا عبدالصمد سے حاصل ہوئی جو ایرانی النسل، یزد کے رہنے والے اصلاً زردشتی تھے لیکن قبول اسلام کے بعد تھوڑی مدت کے لیے آگرہ میں آئے اور غالب کے اتالیق مقرر ہوئے تھے۔ دو برس تک غالب نے ان سے تعلیم حاصل کی۔ غالب کی تصانیف لطائف غیبی اور درفش کاویانی کی رو سے ۱۸۱۱ء میں جب مرزا غالب، ملا عبدالصمد کے شاگرد ہوئے تو ان کی عمر چودہ برس کی تھی(۲)۔ اس وقت تک غالب کی شادی کو تقریباً ایک برس ہو چکا تھا اور وہ عاقل و بالغ قرار پاتے تھے۔ ۷ رجب ۱۲۲۵ھ مطابق ۹ اگست ۱۸۱۰ء کو مرزا غالب کی شادی نواب احمد بخش خاں بہادر والی لوہارو کے چھوٹے بھائی نواب الٰہی بخش خاں معروف کی گیارہ سالہ صاحبزادی امراؤ بیگم سے ہو گئی تھی۔ یہ زمانہ غالب کی زندگی میں عیش و عشرت اور فارغ البالی کا تھا۔ ان میں رئیس زادوں کی وہ تمام عادتیں اور بے اعتدالیاں موجود تھیں جو ایک لاڈ پیار میں پلے بچے اور فارسی محاورے کے مطابق ایک "ناز دانہ" میں ہو سکتی تھیں۔ ان میں سے کچھ عادتیں تو امتداد زمانہ میں دور ہو گئیں لیکن بعض سے تازیست چھٹکارا حاصل نہ ہوا اور غالب کی مالی عسرت اور اقتصادی پریشانیوں کی بنیاد بنی رہی۔

میرزا غالب ۱۸۱۲ء میں آگرے کی سکونت ترک کر کے دہلی آ گئے تھے۔ ان کے ہمراہ ان کے اہل خانہ کے علاوہ ان کے استاد ملا عبدالصمد بھی تھے جنہیں انھوں نے ۱۲۲۸ھ میں دہلی سے رخصت کیا تھا۔ دہلی مغلیہ حکومت کا دارالسلطنت اور پایہ تخت ہونے کے سبب آگرے کی نسبت علمی، ادبی اور اقتصادی وسائل سے زیادہ بہرہ مند تھا اور غالب کو اس ماحول میں اپنے تمام خوابوں کی تعبیر مل سکتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی نئی زندگی کے نئے تقاضوں نے مسائل کی جو زنجیر غالب کے لیے تیار کی اس سے انھیں زندگی بھر رہائی نہ مل سکی۔ غالب کی آزادانہ زندگی، فارغ البالی اور عیش کوشی کی عادت زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ سنجیدگی، متانت، سلامت روی اور شخصیت سازی کی خواہش ان کی زندگی کا محور قرار پائی اور وہ علمی، فکری اور سماجی مناصب میں رفعت اور فتوحات کے زینے چڑھنے لگے۔ البتہ وقت کے ساتھ ساتھ مالی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا گیا اور آگرے کی زندگی ان کے لیے خواب بن کر رہ گئی۔

جب تک آگرے میں رہے غالب کو اپنے مالی وسائل اتنے پریشان کن اور حقیر دکھائی نہ دیئے۔ مالک رام کے بقول "انھیں خرچ کی کوئی تنگی نہ تھی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ روپے پیسے کی افراط تھی"(۳)۔ دہلی کے ابتدائی ایام بھی زیادہ سخت نہ تھے۔ ساڑھے سات سو روپے سالانہ پنشن نواب احمد بخش خان کی وساطت سے ملتی تھی اور اس کے علاوہ بھی وہ بھائی کا داماد ہونے کے ناطے کچھ نہ کچھ الفت اور حسن سلوک کر دیا کرتے تھے نیز اس وقت تک الور سے بھی تھوڑا بہت مدد معاش کے طور پر پہنچ جاتا تھا۔ غالب کی والدہ زندہ تھیں اور بھی اپنے والد کے وسائل سے

۱۔ یادگار غالب، ص ۱۳۔

۲۔ لطائف غیبی، ص ۳۵ درفش کاویانی ص ۱۸۔

۳۔ ذکر غالب، ص ۳۶۔

کچھ نہ کچھ آگرے سے بھیج دیتی تھیں۔ لیکن آہستہ آہستہ غالب کے اخراجات اور آمدن میں توازن بگڑنے لگا اور غم روزگار کا حصار ان کے گرد تنگ ہونے لگا۔ ڈاکٹر انیس ناگی نے اس صورت حال کی تصویر کشی یوں کی ہے:

"غالب کا لائف سٹائل عام لوگوں سے مختلف تھا۔ انھوں نے اپنی بیگم کی رہائش کے لیے دو مکان کرایے پر لیے ہوئے تھے، چار پانچ نوکر رکھے ہوئے تھے وہ ولائتی کپڑے سے لباس سلواتے تھے۔ انھیں جوا کھیلنے کی عادت تھی۔ ان تمام مصارف کے لیے معقول رقم درکار تھی لیکن غالب کی معیشت کا انحصار ان کے چچا نصراللہ بیگ کے حوالے سے برطانوی پنشن پر تھا۔ جب پنشن کی رقم سے کفالت نہ ہوتی تو وہ کبھی امراؤ بیگم کے زیورات فروخت کر دیتے یا جو کچھ ہاتھ لگتا اسے پار کر دیتے۔ اس سے بھی تسلی نہ ہوئی تو پھر قرض لینا شروع کر دیا۔ اپنی خواہشات پوری کرنے کے لیے وسائل کی ضرورت تھی جو غالب کے پاس نہیں تھے"(۱)۔

اس میں شک نہیں ۱۸۲۸ء کے قریب غالب زندگی کے بدترین مالی بحران میں مبتلا تھے اور تقریباً چالیس سے پچاس ہزار روپے تک قرض ان کے ذمہ تھا جو اس زمانے کے اعتبار سے خطیر رقم تھی۔ غالب کے اس زمانہ عسرت اور تنگدستی کے بارے میں تقریباً سبھی غالب شناسوں نے اظہار خیال کیا ہے۔ غالب کے پاس اس زمانے میں سوائے اس کے کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ وہ کسی نہ کسی ذریعے سے اپنی آمدنی میں اضافہ کریں اور قرض خواہوں سے اپنی گلوخلاصی کروائیں۔ مرزا غالب کے علم میں یہ بات تھی کہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کو ان کے چچا نصراللہ بیگ خاں کے ورثا کے بارے میں جو شقہ لارڈلیک نے تحریر کیا تھا اور جس کی رو سے پنشن کی رقم نواب احمد بخش خاں کی طرف سے واجب الادا زر استمرار سے منسلک کر دی گئی تھی، اس میں متعلقین نصراللہ بیگ خاں کے لیے دس ہزار روپے سالانہ کی رقم مختص کی گئی تھی لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ لارڈ لیک کا ایک دوسرا شقہ مرقومہ ۷ جون ۱۸۰۶ء بھی نواب موصوف کے پاس تھا جس میں اس رقم کو آدھا یعنی پانچ ہزار روپیہ سالانہ کر دیا گیا تھا اور اسی کی بنا پر غالب اور ان کے خاندان کو پوری رقم ادا نہیں کی جاتی تھی۔ غالب اس بات کے ذمہ دار ہمیشہ نواب احمد بخش خاں کو ٹھہراتے تھے کہ وہ دس ہزار روپے سالانہ ادا نہیں کرتے اور دوسری طرف نواب احمد بخش خاں غالب پر اصل حقیقت واضح کرنے کی بجائے انھیں دلاسے اور استمالے سے مطمئن رکھتے تھے۔ غالب کو پنشن کی تقسیم پر ایک بڑا اعتراض یہ بھی تھا کہ نصراللہ بیگ خاں کے متعلقین میں ایک شخص خواجہ حاجی کو بھی حصے دار بنایا گیا ہے جو موصوف سے دور کی قرابت بھی نہیں رکھتا۔ پنشن کے تعین اور اجراء کے وقت غالب صغیر سن تھے لیکن ہوش سنبھالنے کے بعد انھوں نے کئی مرتبہ نواب احمد بخش خاں سے اس ناانصافی کا تذکرہ کیا کیونکہ وہ انہی کو اس سارے قضیے کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔

۱۔ غالب کا مقدمہ پنشن، ص ۷۔

نواب احمد بخش خاں احساس گناہ یا وضع داری یا کسی سیاسی اور ذہنی تحفظ کی بنا پر غالب کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کی بجائے مستقبل میں ان کے حسب خواہش عمل کرنے کا وعدہ کرتے رہے۔

۱۸۲۶ء میں ان حالات نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ اکتوبر ۱۸۲۶ء میں نواب شمس الدین خاں فیروزپور جھرکہ کے خودمختار نواب مقرر ہوئے اور ان کے والد نواب احمد بخش خاں نے گوشہ گزینی اختیار کی۔ چنانچہ اب غالب کی پنشن کی ادائیگی کا معاملہ نواب احمد بخش خاں کے ہاتھ سے نکل کر ایک ایسے شخص کے اختیار میں چلا گیا جس کے مخالفین سے غالب کے گہرے مراسم تھے اور غالب کو یقین تھا کہ وہ پنشن کی ادائیگی میں ہزار طرح کی مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔ دوسرے اسی سال خواجہ حاجی کا انتقال ہو گیا اور غالب کی توقع کے برعکس اور نواب احمد بخش خان کے وعدے کے برعکس پنشن میں مختص خواجہ حاجی کی رقم ان کے دو بیٹوں خواجہ شمس الدین عرف خواجہ جان اور خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان کے نام جاری ہو گئی۔ چنانچہ غالب نے اس تمام صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے پنشن کی رقم میں اضافے اور اپنے استحقاق کے مطابق پنشن کے حصول کے لیے چارہ جوئی کا فیصلہ کیا۔ وہ اتمام حجت کے لیے پہلے نواب احمد بخش خاں کے پاس آئے اور ان سے داد رسی کی درخواست کی لیکن جب انھیں یقین ہو گیا کہ نواب اس سلسلے میں کچھ نہیں کر پائیں گے تو ناچار خود کلکتہ جا کر مقدمہ دائر کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ ایک طرح سے غالب کے لے جہد للبقا کا مرحلہ تھا۔

غالب اگست ۱۸۲۶ء میں دہلی سے روانہ ہوئے۔ کانپور سے ہوتے ہوئے لکھنؤ پہنچے۔ اہل لکھنؤ نے ان کی تکریم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ ان کے اعزاز میں بڑے پیمانے پر مشاعرے منعقد کیے۔ درج ذیل اشعار انھی ایام کی یادگار ہیں:

وہاں پہنچ کر جو غش آتا پیہم ہے ہم کو
صدرہ آہنگ زمیں بوس قدم ہے ہم کو

لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا، یعنی
ہوس سیر و تماشا، سو کم ہے ہم کو

مقطع سلسلہ شوق نہیں ہے یہ شہر
عزم سیر نجف و طوف حرم ہے ہم کو

لیے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالب
جادۂ رہ کشش کاف کرم ہے ہم کو

لکھنؤ میں سال بھر قیام کے بعد غالب واپس کانپور آئے اور پھر بنارس، پٹنہ اور مرشد آباد کے راستے بقول مالک رام(۱) ۱۹ فروری اور بقول پرتھوی چندر(۲) ۲۱ فروری ۱۸۲۸ء کو کلکتہ پہنچ گئے۔ اس میں سے کچھ مسافت گھوڑا گاڑی، کچھ کشتی کے ذریعے اور زیادہ گھوڑے پر طے کی گئی۔ اس کی تفصیل غالب نے پنج آہنگ میں شامل خطوط بنام مولوی محمد علی، رائے چھج مل اور علی بخش رنجور وغیرہ میں بیان کی ہے۔ ۲۸ فروری ۱۸۲۸ء کو غالب نے

۱۔ ذکر غالب، ص ۴۲۔

۲۔ جاگیر غالب ص ۴۱

گورنر جنرل با کونسل کو عرضی دعویٰ پر مشتمل اپنی درخواست پیش کی۔ یہ درخواست انڈیا آفس لائبریری لندن سے حاصل کر کے اس کا اردو ترجمہ آنجہانی مالک رام نے پہلی مرتبہ فسانہ غالب میں شامل کیا۔ پرتھوی چندر کے ہاں اس کا متن نہیں ہے لیکن انھوں نے جاگیر غالب کے تعارف میں اس کا خلاصہ درج کیا ہے۔ زیر نظر کتاب میں اس دستاویز کا پورا انگریزی متن اور ترجمہ شامل ہے۔ موجودہ صورت میں یہ دستاویز ۲ مئی ۱۸۲۸ء کو سیاسی روئداد کے طور پر قلمبند کی گئی تھی اور یہ نیشنل آرکائیوز دہلی شعبہ سیاسی کی روئداد نمبر۴۶ میں شامل ہے۔ یہ درخواست بہت طویل ہے لیکن پرتھوی چندر نے اس کے اہم نکات کا خلاصہ اور غالب کے مطالبات کا لب لباب یوں بیان کیا ہے:

۱۔ نواب احمد بخش خاں کو جائیداد اس شرط پر دی گئی تھی کہ وہ پچیس ہزار روپے سالانہ حکومت کو ادا کرتے رہیں گے لیکن جب نصراللہ بیگ کا انتقال ہوا تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ صرف پچاس سواروں کی دیکھ بھال کریں گے اور مرحوم کے وارثوں کو گزارہ دیتے رہیں گے۔ اس کے بدلے میں بیس ہزار روپیہ کی معافی دیدی گئی۔ لہٰذا شمس الدین خاں سے بیس بائیس سال کا حساب طلب کیا جائے تاکہ پتہ چلے کہ انھوں نے ان دونوں مدوں پر کتنا خرچ کیا۔

۲۔ احمد بخش خاں نے خود ہی بجائے دس ہزار کے پانچ ہزار روپیہ کر دیئے اور اس میں بھی خواجہ حاجی کو دو ہزار کا حصہ دار بنا دیا گو ہمیں تین ہزار ہی ملے کیونکہ خواجہ حاجی کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پوری رقم ہمیں ملنا چاہیے تھی تین ہزار بھی صرف دو آدمیوں کو ملے یعنی والدہ نصراللہ بیگ خاں اور ایک بھتیجا کو۔ باقی رشتہ داروں کو نظرانداز کر دیا گیا۔ لہٰذا یہ طریقہ تقسیم درست نہیں ہے۔ "میں برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے خاندان کا ایک ملازم میرے ساتھ برابر کا شریک ہو"۔

۳۔ حکومت از راہ مہربانی اس معاملہ کی پوری تحقیقات کرے اور لارڈ لیک کی سن ۱۸۰۵ء اور ۱۸۰۶ء کی خط و کتابت اور سندات ملاحظہ فرمائی جائیں۔ ریکارڈ سے یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ احمد بخش خاں کو یہ تین لاکھ کی جاگیر کن شرائط پر دی گئی تھی۔ ہمیں تین ہزار سے زیادہ کچھ بھی نہیں ملا۔

۴۔ خواجہ حاجی کے دو ہزار سے ہمیں کوئی علاقہ نہیں۔ یہ رقم ہمارے خاندان کی رقم میں سے وضع نہیں ہونا چاہیے۔

۵۔ حکومت کو معلوم ہو گا کہ پچاس سواروں کی نگہداشت کے لیے کوئی ملازم نہیں رکھا گیا گویا شرط پوری نہیں کی گئی۔ پھر معافی کس بات کی۔ لہٰذا رقم سرکاری خزانہ میں جمع ہونی چاہیے۔ ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں۔

۶۔ نصراللہ بیگ خاں کے وارثوں کی تحقیق کی جائے اور ہر ایک کی حیثیت کے مطابق وظیفہ عطا کیا جائے۔ ہر وظیفہ خوار کو الگ الگ اسناد عطا کی جائیں اور وظیفہ پھر سے مقرر کیا جائے۔

تمام وظیفوں کی ادائیگی خزانہ سرکار سے ہونا چاہیے اور ان کا کوئی تعلق فیروزپور کی جاگیر سے نہیں رہنا

چاہیے(۱)۔

غالب کے عرضی دعوے کی سرنوشت کے بارے میں شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں :

"اس وقت فارسی دفتر کے سیکرٹری اینڈریو سٹرلنگ تھے اور اسسٹنٹ سیکریٹری مسٹر سائمن فریزر۔ موخرالذکر کی ملاقات مرزا سے دوستانہ طریقہ سے ہوئی اور معانقہ و عطائے عطر و پان کی نوبت آئی۔ مسٹر اینڈریو سٹرلنگ نے جن کی تعریف میں مرزا کا فارسی قصیدہ موجود ہے' نواب گورنر جنرل کے نام غالب کی عرضداشت لے کر اس کا انگریزی ترجمہ کرایا اور کونسل میں پیش ہوئی تو وہاں سے حکم ہوا کہ پہلے یہ درخواست ایجنٹ دہلی کے پاس پیش ہونی چاہیے چنانچہ مرزا خود تو کلکتہ رکے اور اپنے وکیل ہیرا لال کو دہلی لکھا کہ عرضداشت پر سر ایڈورڈ کولبرک ایجنٹ دہلی کی سفارش کرا کے کلکتے بھجوائے"(۲)۔

یہ وہ نقطہ آغاز ہے جہاں پنشن کے مقدمے کے سلسلے میں غالب کی ناکامیوں کی داستان شروع ہوتی ہے جو تقریباً سترہ سال یا اس سے کچھ زاید عرصے پر محیط ہے۔ غالب کے دل و دماغ پر پنشن کے حصول کے مسائل اور ادائے قرض کا بوجھ تادم مرگ رہا اور وہ ۱۵ فروری ۱۸۶۹ء تک جبکہ انھوں نے اپنی جان عزیز' جان آفرین کے سپرد کی اس بارگراں سے رہائی نہ حاصل کر سکے۔ غالب کے سفر کلکتہ اور قیام کلکتہ کی تفصیلات الطاف حسین حالی' مولانا غلام رسول مہر' مولانا عرشی رامپوری' شیخ محمد اکرام' مالک رام' پرتھوی چندر' ملک حسن اختر وغیرہ نے اپنی تصانیف میں اتنے شرح و بسط سے دی ہے کہ ان محدود اوراق میں انہیں سمونا ممکن نہیں۔ البتہ سفر کلکتہ کے بنیادی مقصد یعنی خاندانی پنشن کے حصول کے لیے چارہ جوئی پر چونکہ زیرنظر کتاب جامع اور سیر حاصل مواد پیش کر رہی ہے اس لیے زیرنظر کتاب کے بارے میں کچھ وضاحت بے محل نہ ہوگی۔

(۲)

غالب کے مقدمہ پنشن پر جن اہم غالب شناسوں اور محققین نے قلم اٹھایا ہے ان میں مولانا الطاف حسین حالی' مولانا امتیاز علی عرشی' مولانا غلام رسول مہر' شیخ محمد اکرام' مالک رام' ڈاکٹر یوسف حسین خان' پروفیسر لطیف الزماں' اختر حسن' ڈاکٹر حسن اختر اور ڈاکٹر انیس ناگی قابل ذکر ہیں۔ سرسری ذکر تو غالب کے تمام سوانح نگاروں کے ہاں ملتا ہے لیکن مذکورہ صاحبان علم نے اس موضوع پر خصوصی توجہ دی ہے۔ مستشرقین میں سے سب سے مبسوط اور منضبط مقالہ

۱۔ جاگیر غالب' مرتبہ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن' ص ۴۱ تا ۴۳۔

۲۔ حیات غالب' ص ۸۰۔

P. Hardy کا ہے جو رالف رسل کی کتاب Ghalib, The Poet and His age میں شامل ہے۔ غالب کی اپنی تحریروں میں بھی اس موضوع کی تفصیلات جگہ جگہ بکھری ہوئی ہیں اور خاص طور پر غالب نے اپنے فارسی اور اردو خطوط میں اس واقع پر سیرحاصل روشنی ڈالی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۶۹ء یعنی غالب کے صد سالہ یوم وفات تک اس بارے میں جو کچھ لکھا گیا اس میں سے زیادہ تر غالب کی اپنی تحریروں پر ہی مشتمل تھا اور محققین عام طور پر کلیات نثر غالب (فارسی)، پنج آہنگ، متفرقات غالب، ماثر غالب، اردوئے معلیٰ، عودہندی، مکاتیب غالب اور نادرات غالب وغیرہ کے حوالے سے ہی اس موضوع کی تفصیلات بیان کرتے تھے جب ۱۹۶۳ء میں مالک رام نے غالب کا عرضی دعویٰ انڈیا آفس لندن سے حاصل کر کے اس کا اردو ترجمہ آج کل دہلی کے فروری ۱۹۶۳ء کے شمارے میں شائع کرایا تھا تو مقدمہ پنشن کے دستاویزی ثبوت مہیا کرنے کی طرف غالب شناسوں کا پہلی مرتبہ رجحان ہوا تھا۔

اس سلسلے کا سب سے اہم کام آنجہانی پرتھوی چندر نے انجام دیا جنھوں نے غالب کی خاندانی پنشن کے بارے میں نیشنل آرکائیوز دہلی سے دستاویزات اور اسناد حاصل کر کے انھیں ڈاکٹر سید معین الرحمٰن کے بقول پہلے ۱۹۷۰ء میں اور پھر اس غیرمعیاری ایڈیشن کو ضائع کر کے ۱۹۷۶ء میں جاگیر غالب کے نام سے شائع کیا(۱)۔ دہلی ریذیڈنسی میں موجود سرکاری ریکارڈ کی ایک فہرست کے نام سے گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور سے شائع ہوئی تھی، ممکن ہے پرتھوی ندر نے اس سے بھی استفادہ کیا ہو۔ انھوں نے انے کام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ایک جگہ لکھا ہے:

> "نسخہ ہذا تمام و کمال غالب کی عرضداشتوں، حاکمان ایسٹ انڈیا کمپنی و نیز عدالت ڈائریکٹران کمپنی کی کارروائیوں پر مشتمل ہے۔ مقدمہ پنشن سے متعلق مکمل متن نیشنل آرکائیوز نئی دہلی میں محفوظ ہے اور بہت سے ایسے انکشافات کی حامل جو ابھی تک نظروں سے اوجھل تھے"(۲)۔

جاگیر غالب میں کل ۵۱ دستاویزات ہیں جن میں ایک مکرر ہے اور اس اعتبار سے ان کی صحیح تعداد ۵۰ ہے۔ غالب کی ۲۸ فروری ۱۸۲۸ء کی درخواست جسے مالک رام نے انڈیا آفس سے حاصل کر کے ترجمہ کیا دہلی آرکائیوز میں موجود تھی لیکن نہ تو مالک رام اس کا متن یہاں سے حاصل کر سکے اور نہ ہی پرتھوی چندر نے اسے حاصل کر کے "جاگیرغالب" میں شامل کیا۔

جاگیر غالب کے مولف آنجہانی پرتھوی چندر کی اصل محنت ان دستاویزات کی فراہمی، قرات اور بازنوشت میں مضمر ہے۔ انھوں نے یہ کام اس قدر محنت اور جانکاہی سے انجام دیا ہے کہ وہ اس کام کے بلاشبہ بنیان گزار اور پہل کار مانے جا سکتے ہیں۔ ایک آدھ جگہ پر فروگزاشت اور حزم و احتیاط میں کمزوری بھی نظر آتی ہے مثلاً صفحہ ۱۴۵ سے ۱۵۵ تک لارڈ ولیم بینٹک کے نام غالب کی ایک درخواست ص ۱۶۹ سے ص ۱۹۱ تک دوبارہ درج ہو گئی ہے۔ اور یہ شاید

۱۔ جاگیر غالب، مرتبہ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن، ص ۴۱ تا ۴۳۔

۲۔ حیات غالب، ص ۸۰۔

اس لیے ہوا کہ ایک ہی دستاویز کو دو مرتب کتابت کرایا گیا اور نظرثانی کے وقت توجہ اس طرف نہیں گئی۔ اس کے علاوہ ص ۲۲۶ پر اصل دستاویز کے آخر میں ۱۴ نومبر کی تاریخ درج ہے جبکہ صفحہ ۲۲۷ پر اس کی بازنوشت میں یہ ۲۴ نومبر بنا دی گئی ہے۔ صفحہ ۲۴ پر ایڈمونسٹن، صفحہ ۲۵ پر ایڈ منسٹن اور صفحہ ۱۰۱ پر ایڈمانسٹن ہے اسے ایک ہی طرح لکھا جانا چاہیے تھا۔ صفحہ ۲۸۷ پر ۱۸۳۷ء کی بجائے جو اصل دستاویز میں ہے باز نوشت پر اسے ۱۸۸۷ء بنا دیا گیا ہے اور اسی طرح صفحہ ۳۳۱ پر ۱۸۴۴ء کی بجائے ۱۸۵۴ء چھپ گیا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن یہ معمولی باتیں پروف خوانی کے ذیل میں آتی ہیں، ان کے کام کی عظمت کو کم نہیں کرتیں۔

جاگیر غالب کا پاکستانی ایڈیشن مرتبہ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن اسی نسخے کی صدائے بازگشت ہے اور اس میں کوئی تحقیقی یا علمی اضافہ نظر نہیں آتا۔ حتیٰ کہ پرتھوی چندر کے ہاں جو فروگزاشتیں اور اغلاط رہ گئی ہیں، ڈاکٹر صاحب کے مرتبہ ایڈیشن میں بعینہٖ موجود ہیں مثال کے طور پر جاگیر غالب میں جو دستاویز مکرر شائع ہو گئی تھی ڈاکٹر معین الرحمٰن نے بھی اس پر کوئی توجہ نہیں دی اور اس کے بارے میں کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ پروف خوانی کی اغلاط اور فروگزاشتیں جن کا پرتھوی چندر کے ایڈیشن میں ذکر کیا گیا اس اشاعت میں بھی جوں کی توں موجود ہیں۔ ماہنامہ سورج کے غالب نمبر (لاہور، اپریل مئی ۱۹۹۶ء) میں پروفیسر لطیف الزمان نے جاگیر غالب کو دوبارہ شائع کرایا ہے اور ڈاکٹر معین الرحمٰن کے کام پر مبالغہ آمیز اعتراض کیے ہیں۔ میرے نزدیک ڈاکٹر معین الرحمٰن کے کام میں کوئی ندرت تو نہیں البتہ اس اعتبار سے غیرمفید بھی نہیں کہ ان کی وساطت سے قارئین غالب کو ایک نایاب کتاب میسر آئی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ پنشن کی دستاویزات کی نقول دہلی، لاہور، اور لندن میں محفوظ کی گئی تھیں۔ چنانچہ پنجاب آرکائیوز میں قدیم دستاویزات کے جو بستے اور ریکارڈ محفوظ ہیں ان میں بھی غالب کے مقدمہ پنشن کی اسناد اور دستاویزات ہیں۔ ان دستاویزات کی ایک فہرست بھی ۱۹۱۵ء میں گورنمنٹ پریس لاہور سے Old Record of the Punjab Secretariat کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ نیشنل ڈاکومنٹیشن سینٹر سے وابستہ ایک علم دوست بزرگ میاں محمد سعداللہ نے اس تمام ریکارڈ کی محنت اور لگن سے چھان بین کر کے، نیشنل آرکائیوز دہلی کے ریکارڈ کو دیکھ کر اور انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود مسلوں کی پڑتال کر کے غالب کے مقدمہ پنشن کو ایک جامع منصوبے کی صورت میں مرتب کیا اور اس کا نام Seventeen Years of Ghalib's Life رکھا۔ زیرنظر کتاب کی بنیاد اسی کام پر ہے۔

اس سے پہلے کہ زیرنظر کتاب کے مندرجات پر تفصیلی بات کی جائے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس میں شامل دستاویزات کی اس کے علاوہ ماخذ میں بھی نشاندہی کر دی جائے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ زیرنظر کتاب کے مطالب میاں محمد سعداللہ کے علاوہ دوسرے محققین کے ہاں بھی موجود ہیں اور ان کی صورتیں کیا ہیں؟

۱۔ ان دستاویز پر مشتمل پہلی کتاب ڈاکٹر ملک حسن اختر کی ہے جس کا عنوان ہے: حیات غالب کا ایک باب: تحقیق کی روشنی میں۔ اسے مکتبہ عالیہ اردو بازار لاہور نے شائع کیا تھا۔ کتاب پر سال اشاعت درج نہیں لیکن جاگیر غالب مرتبہ ڈاکٹر معین الرحمٰن میں اس کا سال اشاعت ۱۹۸۷ء درج ہے(۱) ڈاکٹر ملک حسن اختر نے جس زمانے میں

کام کیا جب میاں محمد اسلم پنجاب آرکائیوز میں ڈائریکٹر تھے۔ ملک صاحب نے ان کے تعاون کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کتاب کے دائرہ کار کے بارے میں ملک صاحب نے لکھا ہے:

> ''اصل میں دہلی ریذیڈنسی کے بعض کاغذات پنجاب میں منتقل کر دیئے گئے تھے۔ غالب کی دو عرضیوں پر خود ان کے دستخط اور مہر موجود ہے چنانچہ یہ اصل ہوں گی اور دہلی میں ان کی نقل وہی ہو گی۔ ان دستاویزات کی اشاعت سے غالب شناسوں کو یقیناً فائدہ پہنچے گا۔ اس کتاب میں پنشن کے سلسلہ میں مرزا غالب کی بیگم اور ان کی سالی کی درخواست کے بارے میں ایک سرکاری دستاویز بھی شائع کی جا رہی ہے۔ ان دستاویزات کا اردو ترجمہ میں نے کتاب کے متن میں شامل کر دیا ہے تاکہ اردو دان طبقہ اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔ مرزا غالب کی پنشن کے بارے میں مجھے بعض دستاویزات پنجاب آرکائیوز میں دستیاب ہوئی ہیں۔ میں نے ان دستاویزات کی عکسی نقول حاصل کر لیں جن کے لیے میں پنجاب آرکائیوز کے ڈائریکٹر جناب میاں محمد اسلم کا شکر گزار ہوں(۲)۔
>
> ان دستاویزات کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ یہ غالب کی پنشن کے مقدمے کے سلسلہ میں اہم ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔ میں نے ان کی روشنی میں حیات غالب پر لکھی ہوئی کتب کا مطالعہ کیا تو ان میں جا بجا اصلاح کی گنجائش نظر آئی چنانچہ میں نے حیات غالب کے اس حصہ پر ایک طویل مضمون قلم بند کرنے کا فیصلہ کیا جو اب اس کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں جو دستاویزات مجھے ملیں ان کے عکس بھی شائع کیے جا رہے ہیں۔ بعض دستاویزات کے انگریزی تراجم بھی ملے ہیں۔ ان کے عکس بھی شامل کیے جا رہے ہیں کیونکہ انگریز حکام کے سامنے یہ انگریزی تراجم ہی پیش ہوتے تھے۔

ملک صاحب جاگیر غالب کے متن سے لاعلم ہیں۔ ان کے کام کی بنیاد محض پنجاب آرکائیوز پر ہے۔ ''حیات غالب کا ایک باب'' کل ۲۷ دستاویزات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے پہلے حصے میں ان دستاویزات کو مقالے کی شکل میں پیش کیا گیا ہے اور آخر میں ان دستاویزات کی عکسی نقول شامل کر دی گئی ہیں۔ پہلے حصے میں غالب کے مقدمہ پنشن کی مفصل روداد کتاب میں موجود دستاویزات اور سوانح غالب کے دیگر ماخذ کی مدد سے قلمبند کی گئی ہے۔ ملک صاحب کا اسلوب نگارش عالمانہ اور تحقیقی شان و شوکت لیے ہوئے ہے انھوں نے موضوع سے متعلق انجام شدہ کاموں کا جائزہ لیا ہے اور غالبیات کے بعض نامور محققین سے اختلاف بھی کیا ہے اور بالخصوص آنجہانی مالک رام، شیخ محمد اکرام اور

۱۔ جاگیر غالب ص ۱۷ (حاشیہ نمبر۶)۔

۲۔ حیات غالب کا ایک باب، ص ۷۔

مولانا غلام رسول مہر کے بعض بیانات پر تنقید کی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ شیخ محمد اکرام نے ۷ جون ۱۸۰۶ء کے جس شقے کی بنیاد پر لکھا ہے کہ اس میں متوسلین نصراللہ بیگ خان کے لیے دس ہزار کی بجائے پانچ ہزار بطور مدد معاش مقرر کیے گئے ہیں، اس میں پانچ ہزار کی رقم کا کوئی ذکر نہیں۔ ملک صاحب کو جو شقہ دستیاب ہوا وہ نواب احمد بخش خاں کی بجائے محالات فیروزپور وغیرہ کے متصدیوں، چودھریوں اور گماشتوں وغیرہ کے نام ہے اور اس میں سہام اور رقوم کی صراحت کی چنداں ضرورت نہ تھی جبکہ اس تاریخ یعنی ۷ جون ۱۸۰۶ء کو ہی ایک دوسرا شقہ لارڈ لیک کی طرف سے نواب احمد بخش خاں کو ارسال کیا گیا تھا جس میں پانچ ہزار روپے کے نامزد حصوں کی صراحت ہے۔ یہ شقہ زیر نظر کتاب اور جاگیر غالب دونوں میں موجود ہے۔ "حیات غالب کا ایک باب" میں مسلوں کی عکسی نقول کی بازنوشت نہیں کی گئی جس کے سبب ایک عام قاری اور محقق اس سے کما حقہ استفادہ نہیں کر سکتا۔ ان سب باتوں کے باوجود غالب کے مقدمہ پنشن پر ڈاکٹر حسن اختر نے جس تفصیل سے قلم اٹھایا ہے، قابل تحسین ہے۔

(۲) مئی ۱۹۹۶ء میں ڈاکٹر انیس ناگی کی کتاب غالب کا مقدمہ پنشن" القمر انٹر پرائزز لاہور سے منظر عام پر آئی۔ ڈاکٹر ناگی نے یہ کتاب اس زمانے میں مرتب کی تھی جب وہ پنجاب گورنمنٹ میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ وہ میاں محمد سعداللہ کے کام سے بھی واقف تھے لیکن انھوں نے سرکاری ریکارڈ سے براہ راست استفادہ کر کے اس کتاب کو مرتب کیا۔ ڈاکٹر ناگی کے سامنے جاگیر غالب کا پاکستانی ایڈیشن بھی تھا۔ ڈاکٹر ناگی کی کتاب میں انگریزی اور فارسی دستاویزات کی مجموعی تعداد ۲۷ کے قریب ہے۔ اپنے کام کی وضاحت اور پرتھوی چندر کی کتاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

> "چند برس ہوئے ہندوستان میں ایک کتاب جاگیر غالب مرتبہ پرتھوی چند(۱) دہلی سے شائع ہوئی تھی۔ یہی کتاب بعد میں لاہور سے بھی اشاعت پذیر ہوئی۔ اس میں غالب کی ۲۲ درخواستیں شامل کی گئی ہیں۔ اس کتاب کے مولف کے مطابق اسے غالب کی پنشن کی درخواستیں دہلی آرکائیوز سے ملیں جو اس نے شائع کر دی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پرتھوی چندر نے اس سلسلے میں پوری چھان بین نہیں کی کیونکہ غالب کے پنشن کیس کے کاغذات پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ، شعبہ ترجمہ پولٹیکل ایجنٹ کے دفتر کے ریکارڈ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ پرتھوی چند نے اپنے دیباچے میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ غالب کا دہلی ریذیڈنسی کا ریکارڈ کتاب میں شامل نہیں ہو سکا۔ اس طرح دہلی آرکائیوز میں غالب کی جو فارسی اور بعض انگریزی کی درخواستیں ہیں وہ پرتھوی چندر کی نظر سے نہیں گزریں ان میں سے بعض کی نقول راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔ اس طرح جو درخواستیں انڈیا آفس لائبریری میں موجود ہیں وہ بھی پرتھوی چندر نے جاگیر غالب میں شامل

۱۔ ڈاکٹر ناگی کے پورے اقتباس میں پرتھوی چند ہی لکھا ہے اسے پرتھوی چندر پڑھا جائے۔

نہیں کیں، جن میں سے بعض کی نقول راقم الحروف کے پاس ہیں۔ اس کتاب میں غالب کی پنشن کی درخواستیں شامل کی گئی ہیں جو غالب نے ۱۸۳۵ء ---- ۱۸۳۶ء کے دوران کمپنی کی انتظامیہ کو لکھیں یہ دہلی ریذیڈنسی اور ایجنسیز کا ریکارڈ ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوا ہے۔ اس کی اشاعت کی اجازت حکومت پنجاب نے دی ہے۔ غرض اشاعت یہ ہے کہ اس کتاب میں شامل درخواستیں اور جاگیر غالب میں موجود غالب کی درخواستوں میں ایک طرح کا تسلسل پیدا کیا جائے۔ بہرکیف غالب کے شائقین کے مطالعے کے لیے غالب کی دو فارسی درخواستیں غالب کے حریف افضل خاں اور نواب شمس الدین کی درخواستیں بھی تتمہ کے طور پر شامل کی گئی ہیں۔ یہ تحریریں فارسی میں ہیں"(۱)۔

برادرم انیس ناگی کے کام سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں اسے ختم کرنے کی بہت جلدی تھی۔ تدوین کی بعض فروگزاشتوں مثلاً ص ۶۶ کے بعد ص ۶۷ کی عبارت ص ۶۷ پر چلی گئی ہے' سے قطع نظر تراجم بھی بعض مقامات پر اصل دستاویزات سے ذرا مختلف ہو گئے ہیں نواب شمس الدین خان کی درخواست میں Wilfully کا ترجمہ "جان بوجھ کر" یا "عمداً" کی بجائے "بددیناتی سے" کیا گیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں اپنے کام پر نظرثانی کا موقع نہیں ملا۔

یہ پس منظر تھا زیر نظر کتاب کا۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نیشنل ڈاکیومنٹیشن سینٹر کے مسودے کی تدوین کے بعد یہ امتیاز اس ادارے تک مختص نہ رہا کہ اس نے غالب کی خاندانی پنشن کے بارے میں جو کام کیا ہے وہ کسی اور کے نصیب میں نہیں آیا کیونکہ اب اس داستان کے اوراق پریشان ہو چکے تھے۔ شاید ایک سبب اس کام کی اشاعت میں تاخیر بھی ہو بہرحال اب یہ مسودہ اردو ترجمے، حواشی تعلیقات اور میری معروضات کے ساتھ قارئین کے سامنے ہے۔ اس مسودے میں غالب کے مقدمہ پنشن کے علاوہ ان کے خاندانی اور ذاتی مسائل سے متعلق بھی کچھ اسناد اور دستاویزات ہیں اور ان کی کل تعداد ۱۵۶ ہے۔ جو پرتھوی چندر، ڈاکٹر حسن اختر اور ڈاکٹر انیس ناگی تینوں سے زیادہ ہے۔ ان میں سے ۳۸ دستاویزات نیشنل آرکائیوز آف انڈیا کے شعبہ سیاسی کی روئداد سے، ۳۷ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز کے دہلی ریذیڈنسی اور ایجنسی ریکارڈ سے اور ۶۰ دستاویزات انڈیا آفس لندن کے ریکارڈ سے حاصل کی گئی ہیں۔ بعض کے ماخذ کی نشاندہی نہیں کی گئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کلکتہ میں موجود سرکاری ریکارڈ کی مختلف نقول لاہور، دہلی اور لندن کے ریکارڈ آفس میں محفوظ کی جاتی تھیں۔ اس لیے کہ پرتھوی چندر کی اصل دستاویزات جو دہلی آرکائیوز سے تعلق رکھتی ہیں خط اور املا کے اعتبار سے پنجاب میں موجود دستاویزات سے مختلف ہیں۔ گمان کہتا ہے کہ اگر کلکتہ کے سرکاری ریکارڈ کی پڑتال کی جائے تو نہ صرف وہاں بھی ان دستاویزات کی نشاندہی ممکن ہو گی

۱۔ غالب کا مقدمہ پنشن، ص ۱۱۔

بلکہ ہو سکتا ہے کچھ نئی اسناد اور دستاویزات بھی دریافت ہو جائیں۔

زیر نظر کتاب Official Record on Ghalib's Pursuit Family Pension and Related Matters 1805 - 1869 میں موجود تمام دستاویزات کا اردو ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ ترجمے کا ابتدائی حصہ جو کل مسودے کا تقریباً ایک تہائی تھا جناب سید محمد عارف نے ترجمہ کیا ہے اور باقی دو تہائی کے مترجم ڈاکٹر محمودالرحمٰن ہیں۔ فارسی دستاویزات کا ترجمہ راقم الحروف نے خود انجام دیا ہے ان میں سے بعض کے سلسلے میں راجہ حسن اختر اور انیس ناگی کے تراجم کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ مترجمین سے درخواست کی گئی تھی کہ جہاں تک ہو سکے ترجمے میں اصل کے مطالب کو مجروح نہ ہونے دیں اور عہد غالب کے ثقافتی مزاج کو مدنظر رکھیں۔ اس کے باوجود دونوں مترجمین کے اسلوب میں کافی اختلاف تھا جسے نظرثانی کے دوران یکساں بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۳)

زیر نظر دستاویزات میں بنیادی اہمیت غالب کے عرضی دعویٰ مورخہ ۲۸ فروری ۱۸۲۸ء کو حاصل ہے۔ اس کے بعد مرزا افضل بیگ کی طرف سے داخل کیے گئے جواب دعویٰ کا نمبر آتا ہے۔ باقی ساری دستاویزات انہی دونوں کے گرد گھومتی ہیں۔ غالب نے ان سترہ برسوں میں یعنی ۱۸۲۸ء سے ۱۸۴۵ء تک جتنی عرضیاں دیں ان کا لب لباب مندرجہ ذیل نکات میں مختصر کیا جا سکتا ہے۔

(۱) نصراللہ بیگ کے متوسلین کے لیے پنشن کے دو شقوں مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء اور ۷ جون ۱۸۰۶ء میں سے دوسرا شقہ جس پر پنشن کی رقم پانچ ہزار روپے کی گئی ہے اول تو جعلی ہے کیونکہ اس کی نواب شمس الدین خاں کی ملکیت کے علاوہ کوئی دوسری نقل کسی سرکاری ریکارڈ میں نہیں۔

(۲) خواجہ حاجی جنہیں دوسرے شقے میں دو ہزار روپے سالانہ کا مستحق قرار دیا گیا ہے' کا نصراللہ بیگ خان کے خاندان سے کوئی تعلق نہیں۔ نواب احمد بخش خان نے اپنے ذاتی مفاد اور ناانصافی کے سبب دس ہزار کے بجائے پانچ ہزار روپے خود ہی کر دیئے اور خواجہ حاجی کو دو ہزار کا حصے دار بنا کر لواحقین نصراللہ بیگ خان سے زیادتی کی۔ لواحقین کے درمیان پنشن کی تقسیم بھی درست نہیں۔

(۳) نواب شمس الدین خان سے پچاس سواروں کے دستے کے لیے دی گئی معافی کی رقم کا حساب لیا جائے جو بیس بائیس سال سے ادا نہیں ہوئی۔

(۴) خواجہ حاجی کو ادا کی جانے والی رقم ہماری خاندانی پنشن سے وضع نہیں ہونی چاہیے۔

(۵) پنشن کی تمام رقم سرکاری خزانے میں جمع ہونی چاہیے اور نصراللہ بیگ خان کے متوسلین کو سرکار براہ راست ہر ایک کی حیثیت کے مطابق حصہ ادا کرے۔ یہ پنشن فیروزپور کے خزانے سے ادا نہیں ہونی

چاہیے۔

غالب کی عرضداشت پر جب یہ فیصلہ ہوا کہ اسے ریذیڈنٹ دہلی کی وساطت سے پیش ہونا چاہیے اور دہلی سے نواب شمس الدین خان کی ساز باز سے غالب کے خلاف رپورٹ آئی تو غالب کو مایوسی کے عالم میں غم و غصے کا اظہار کرنا پڑا۔ اس پر طرہ یہ کہ نواب شمس الدین خان نے غالب کو شاعر کہہ کر اس کے دعویٰ کو غیر منطقی' بے بنیاد اور ہوس زر کا سبب قرار دیا۔ میرزا افضل بیگ نے جو خواجہ حاجی کا برادر نسبتی اور ان کے بیٹوں کا ماموں تھا اپنے جواب دعویٰ میں غالب کو خلل دماغ کا مریض قرار دیا۔ میرزا افضل بیگ دربار دہلی کی طرف سے سرکار انگریزی میں سفیر تھے اس لیے ان کے مقام سفارت کے احترام میں ان کی سخت گوئی پر توجہ نہ دی گئی جبکہ نواب شمس الدین خان کے رویے کو قابل اعتراض سمجھا گیا۔ مرزا غالب نے اپنی بعد کی درخواستوں میں جو موقف اختیار کیا اس کے چند مطالب درج ذیل ہیں۔

(۱) ضلع اکبر آباد میں نصراللہ بیگ خان کی جاگیر نواب احمد بخش کی جاگیر سے الگ واقع تھی لہٰذا اس جاگیر کے عوض پنشن سے فیروزپور کے نواب کا کوئی تعلق نہیں یہ انگریز حکومت اور متوسلین نصراللہ بیگ خاں کے درمیان براہ راست معاملہ ہے۔

(۲) لارڈ لیک سے منسوب دوسرا شقہ جعلی ہے اگر مجھ سے اس دستاویز کے جعلی ہونے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو میں اپنی حمایت میں معتبر گواہ پیش کروں گا۔ عقلی دلائل اور نقلی شواہد سے بھی اس دستاویز کو جعلی قرار دیا جا سکتا ہے۔

(۳) فدوی کا دعویٰ باطل قرار پائے تو اس دروغ گوئی کے لیے سزا کا مستوجب ہوگا۔

(۴) چونکہ اس خاندان کا سرپرست بے اولاد چھوڑے دنیا سے چلا گیا' میں جو اس کا سب سے بڑا بھتیجا ہوں' اس کس بیٹے کی مانند ہوں' نصراللہ بیگ خاں کا جانشین قرار پا سکتا ہوں' میں اس لائق ہوں کہ ان کے تمام لواحقین کی رقم مجھے دے دی جائے اور ان کی پرورش میرے ذمے کر دی جائے۔

(۵) ان پانچ شرکاء میں سے ہر ایک کے نام ان کی رقم مقرر کر دی جائے۔

(۶) رئیس خاندان کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے مجھے امتیازی حیثیت دی جائے تا کہ میری زندگی میں فراغت اور دنیا کی نظر میں میری عزت قائم رہے۔

یاد رہے کہ نصراللہ بیگ خاں کے لواحقین کی مدد معاش کے لیے مبلغ پانچ ہزار روپے کی رقم کا بٹوارہ ۷ جون ۱۸۰۶ء کے شقے میں مندرجہ ذیل طریقے سے کیا گیا تھا۔

(۱)	خواجہ حاجی رسالدار	دو ہزار روپے سالانہ
(۲)	نصراللہ بیگ خاں کی والدہ اور تین ہمشیرہ	پندرہ سو روپے سالانہ
(۳)	میرزا غالب اور ان کے بھائی میرزا یوسف	پندرہ سو روپے سالانہ

غالب کا اس سلسلے میں موقف مبنی بر صداقت ضرور تھا لیکن ان کی توجہ بعض بنیادی حقائق کی طرف نہیں جا رہی تھی۔

(الف) میرزا نصراللہ بیگ خاں کے لواحقین کو یہ وظیفہ نواب احمد بخش خان کی سفارش پر عطا کیا گیا تھا۔ لہٰذا اس کی تقسیم بھی انہی کی رضامندی اور سیاسی مصلحت کے تحت ضروری تھی۔ غالب جیسے صغیر سن اور خاندان کی چند خواتین کی اس وقت کیا حیثیت تھی۔

(ب) خواجہ حاجی' نصراللہ بیگ خاں کے مختار کل اور رسالدار تھے لہٰذا پچاس سواروں کے رسالے کو قائم رکھنے کے لیے ان کا وجود ضروری تھا۔ وہ نصراللہ بیگ خاں کے لواحقین میں سے نہ سہی متوسلین میں سے ضرور تھے۔ انگریز حکومت کو نواب احمد بخش اور ان کے رسالے کے ساتھ تعلقات استوار رکھنے کے لیے خواجہ حاجی کا وجود زیادہ اہم نظر آتا تھا۔ اس لیے انھوں نے اپنے سیاسی اور ذہنی تحفظات کے تحت خواجہ حاجی کا نام بطور خاص شقے میں شامل کیا۔

غالب کی عرضداشتوں کے اسلوب نگارش پر ڈاکٹر ناگی نے جن فنی اور لسانی اسقام کی نشاندہی کی ہے ان پر توجہ ضروری ہے۔ ڈاکٹر ناگی لکھتے ہیں:

> "غالب نے یہ درخواستیں فارسی میں تحریر کیں جن کا ترجمہ دہلی میں موجود مدراسی پٹیشن رائٹرز اور مترجمین نے انگریزی میں کیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ غالب ان کو اپنا درخواست کا متن بتا دیتے ہوں اور وہ الٹی سیدھی انگریزی میں ان کا ترجمہ کر دیتے۔ اکثر جگھوں پر نظام اوقاف' جملوں کی ساخت اور الفاظ کا استعمال بھی غلط ہے۔ ایک ہی نام کو مختلف ہجوں میں تحریر کیا گیا ہے۔ درخواست نویسی کے القابات کو بھی مضحکہ خیز طریقے سے استعمال کیا ہے۔ ان درخواستوں کو عرائض نویس شکستہ انگریزی میں لکھتے اور ان کے آخر میں غالب کا نام اسداللہ خاں' محمد اسداللہ خاں یا مرزا نوشہ آف دہلی لکھا ہوتا اور ان کے نیچے غالب کے نام کی مہر ثبت ہوتی"(۱)۔

البتہ مجھے ڈاکٹر ناگی کے اس مطالبے سے اتفاق نہیں ہے کہ ان درخواستوں میں ادبی چاشنی بھی ہونی چاہیے تھی' غالب نے اپنی درخواستوں کے ساتھ انگریز حکام کے قصیدے لکھے' کیا وہ ادبی چاشنی کی کمی پور نہیں کرتے؟ میرے نزدیک غالب کی یہ عرضیاں جن میں یقیناً کسی ماہر وکیل کی مشاورت یا غالب کے اپنے ذہن رسا کا دخل ہے' قانونی نکات اور منطقی موشگافیاں لیے ہوئے ہیں۔ خاص طور پر خواجہ حاجی کے خلاف ان کے دلائل ایسے ٹھوس اور قطعی ہیں کہ ان کی اولاد کے وکیل کا جواب دعویٰ معذرت خواہانہ دکھائی دے رہا ہے۔

۱۔ غالب کا مقدمہ پنشن' ص ۱۱۔

زیر نظر کتاب کا جو انگریزی متن میاں محمد سعداللہ نے تیار کیا تھا اس کی کمپوز شدہ صورت کے ساتھ پنجاب آرکائیوز میں موجود دستاویزات کے انگریزی متون کی چند عکسی نقول بھی منسلک تھیں۔ چنانچہ اس متن کو جب اصل سے ملایا گیا تو اندازہ ہوا کہ میاں صاحب کا متن نہ صرف بعض مقامات پر اصل سے دور ہے بلکہ اغلاط سے بھی پاک نہیں۔ چنانچہ زیر نظر کتاب میں ایسے بے شمار مقامات کو اصل کے مطابق کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں جناب قاضی عزیزالرحمٰن عاصم کا احسان مند ہوں کہ ان کی علمی معاونت نے میرے لیے ان میں سے بعض عقدے حل کیے۔ انگریزی متن کی صحت کا سارا دارومدار قاضی صاحب پر ہے اگر وہ تمام پروف بے حد احتیاط ' صبر اور ہمت سے نہ پڑھتے تو یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچنا اس قدر جلد ممکن نہ ہوتا۔ میں قاضی صاحب کا بے حد سپاس گزار ہوں۔

ناسپاسی ہو گی اگر صدر نشین مقتدرہ قومی زبان جناب افتخار عارف کا شکریہ بطور خاص ادا نہ کیا جائے۔ انھوں نے جس محبت اور حسن سلوک سے یہ کام مجھ سے کرایا وہ انھی کی مدبرانہ حکمت عملی کا نتیجہ ہے۔ نیشنل ڈاکو منٹیشن سینٹر کے سابق جوائنٹ سیکرٹری اور موجودہ کنسلٹنٹ جناب نذیر احمد کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے نہ صرف اس کام کی تحریک کی بلکہ مفید مشوروں اور علمی معاونت سے بھی نوازا۔

میرزا غالب کے دو سو سالہ جشن ولادت پر ہماری یہ حقیر کوشش اگر صاحبان علم و ادب کے درمیان شرف قبول پائے گی تو یہ امر ہمارے لیے سربلندی کا باعث ہو گا۔

مقتدرہ قومی زبان
اسلام آباد

ڈاکٹر گوہر نوشاہی
نائب ناظم شعبہ درسیات

فہرست

(۱)

سیاسی روئداد۔ ۲ مئی ۱۸۲۸ء

منجانب اسداللہ خان موصولہ ۲۸ اپریل ۱۸۲۸ء(۱)

جب مسٹر پیرن(۲) کماندار تھے تو آں جناب کی طرف سے صوبہ آگرہ کا انتظام و انصرام میرے چچا نصراللہ بیگ خان(۳) کے پاس تھا۔ انگریزی فوج جب اس علاقے میں پہنچی تو نصراللہ بیگ خان نے اس کی اطاعت قبول کر لی' خود سرکار برطانیہ کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر(۴) کی خدمت میں حاضر ہوئے جنھوں نے آگرہ صوبے کا انتظام ان کے حوالے کر دیا۔ بعد میں جب مسٹر ولیسرز آگرے کی قلعہ داری کے منصب پر فائز ہوئے تو صوبہ داری کی حیثیت وہ نہ رہی جو سابق کماندار کے زمانہ میں ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ نصراللہ بیگ خان متھرا چلے گئے اور جنرل موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے جنھوں نے انھیں سترہ سو روپے ماہانہ تنخواہ پر چار سو سواروں کے ایک دستے کی رسالداری سونپ دی۔

راجہ بھرت پور کے ساتھ دوستانہ مراسم کے قیام اور جنرل موصوف کی ولایت کو واپسی طے ہونے کے بعد آں جناب لارڈ صاحب بہادر نے واپسی سے پہلے نصراللہ بیگ خان کی وفاداری اور خدمات کے صلے میں انھیں تاحین حیات صوبہ آگرہ کے دو پرگنے سونک اور سونسا پندرہ ہزار آٹھ سو روپے پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عنایت فرمائے جن کا مالیہ ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ تھا۔

اس عطیے میں' سواروں کے دستہ کی رسالداری کے ساتھ اگر ان کی پنشن کو بھی شامل کر لیا جائے تو ان کی طاقت اور مرتبے میں بڑا اضافہ ہو گیا تھا۔ جنرل صاحب بہادر کی مہرشدہ سند اور کرنل براؤن صاحب بہادر کی سند جو لفظ بہ لفظ جنرل موصوف کی سند کی نقل ہے اور وظائف کی بابت نصراللہ بیگ خان کے نام جنرل موصوف کا پروانہ جس پر ان کی مہر لگی ہوئی ہے' میرے پاس موجود ہیں اور ان میں سے ہر دستاویز کی نقل اپنی اس عرضداشت کے ساتھ منسلک کر رہا ہوں۔

جاگیر پر ان کی تقرری کے دس یا گیارہ مہینے بعد نصراللہ بیگ خان ہاتھی پر سوار جا رہے تھے کہ اتفاقاً" نیچے گرے اور پیر کی ہڈی ٹوٹ جانے اور اندرونی چوٹوں کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔ جس روز یہ واقعہ ہوا حکومت نے اسی دن ان کی جاگیر پر قبضہ کر لیا اور کچھ ہی عرصے بعد ان کے چار سو سواروں کے دستے کو بھی سبکدوش کر دیا گیا۔

۲۔ چونکہ نصراللہ بیگ خان لاولد تھے(۵) اس لیے مندرجہ ذیل چھ اشخاص کے سوا ان کا اور کوئی وارث نہیں تھا جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ میں خود کہ نصراللہ بیگ خان کا بھتیجا تھا۔
۲۔ میرا بھائی جو مجھ سے دو سال چھوٹا تھا۔
۳۔ میری دادی یعنی نصراللہ بیگ خان کی والدہ اور
۴۔۶ نصراللہ بیگ خان کی تین بہنیں۔

اس وقت میری عمر صرف نو سال تھی اور میرے بھائی کی عمر سات سال۔ میری دادی ستر سال کی عمر کو پہنچ چکی تھیں اور بیٹے کی موت کے غم میں ان کی دنیا اندھیر ہو چکی تھی۔ اسی طرح نصراللہ بیگ خان کی بہنیں بھی اس ناگہانی آفت کی وجہ سے دل گرفتہ اور مغلوب جذبات تھیں چنانچہ ہم میں سے کوئی اس قابل نہیں تھا کہ نصراللہ بیگ خان کی چھوڑی ہوئی املاک و جائیداد کو سنبھال سکتا اور نہ ہی کوئی اس قابل تھا کہ جنرل موصوف کی خدمت میں حاضر ہو سکتا اور اپنا حال بیان کر سکتا۔

ایک شخص نے جس کا نام خواجہ حاجی(۶) تھا اور جس کا حال نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کے احوال کے ضمن میں آگے چل کر بیان کیا جائے گا' یہ شخص نصراللہ بیگ خان کے گھرانے کا ایک ملازم تھا۔ میدان کھلا پایا تو اس نے بے اصول حاشیہ نشینوں اور طفیلیوں کے ساتھ دوستانہ مراسم بڑھائے اور نصراللہ بیگ خان کے سارے مال و متاع' فرنیچر' خیمہ' خرگاہ' اونٹوں اور پالکیوں وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور ستر اسی سواروں' ایک ہاتھی' مذکورہ بالا لاؤ لشکر اور سامان حرب کے ساتھ چل پڑا اور نواب احمد بخش خان(۷) سے جا ملا۔

چونکہ نصراللہ بیگ خان نواب احمد بخش خان کے داماد(۸) تھے اور ظاہر ہے ہر شخص ان کے داماد اور عزیز و اقارب سے واقف تھا اس لیے یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ نواب احمد بخش خان خواجہ حاجی کو نصراللہ بیگ خان کا وارث و جانشین اور رشتہ دار سمجھ بیٹھتے خصوصا اس لیے بھی کہ نصراللہ بیگ خان کی اہلیہ جو احمد بخش خان کی بیٹی تھیں (کذا) اپنے شوہر سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں اور ان کی کوئی اولاد نہیں تھی لیکن صرف یہ خیال کر کے کہ اپنے تمام سواروں' ہاتھیوں' لاؤ لشکر اور طاقت کے ساتھ حاجی ایک قیمتی اثاثہ ہے' نواب احمد بخش خان نے اسے اپنے دوستوں میں شامل کر لیا اور اسے اپنی جگہ چھوڑ کر وہ خود لارڈ لیک صاحب بہادر سے ملاقات کے لیے کانپور چلے گئے۔

اسی زمانے میں فیروز پور' جھرکہ' پونا ہانا' نگینہ سانکرس (Sankurus) اور دوسرے اضلاع حکومت نے ہمیشہ کے لیے بیس یا تیس ہزار روپیہ سالانہ احمد بخش خان اور ان کے وارثوں کو دائمی قبضہ پر دے دیے تھے چنانچہ احمد بخش خان اور ان کے وارثوں پر یہ لازم قرار دیا گیا کہ وہ یہ رقم باقاعدگی سے ادا کرتے رہیں۔ تاہم انھوں نے جنرل موصوف سے درخواست کی کہ "میرے داماد (کذا) نصراللہ بیگ خان کا جو سونک اور سونسا کے جاگیردار تھے انتقال ہو گیا ہے اور وہ اپنے پیچھے بہت سے عزیز و اقارب اور پچاس سوار چھوڑ گئے ہیں۔ اگر حکومت اس رقم کی ادائیگی مجھے کرنی رہنے اور طے کر دے کہ یہ رقم نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کی گذر اوقات کے لیے ہو گی تو وہ بے نصیب محتاج و مفلس لوگ مملکت کی خوشحالی اور فلاح و بہبود کے لیے ساری زندگی دست بہ دعا رہیں گے اور وہ پچاس سوار

ہمیشہ میری سپردگی میں رہیں گے اور جب بھی حکومت انھیں بجا آوری خدمات کے لیے طلب کرے گی تو انھیں ہمہ وقت تیار پائے گی۔

جنرل صاحب بہادر نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اس کی ایک رپورٹ کلکتہ ارسال کر دی۔ جہاں گورنر جنرل صاحب بہادر نے بھی اس کی منظوری دے دی۔ چنانچہ گورنر جنرل صاحب بہادر نے احمد بخش خان کے نام ایک پروانہ جاری کر دیا جس میں نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کی پرورش و کفالت اور مقررہ پچاس سواروں کی خدمات مہیا کرنے کی شرط کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا۔

چونکہ جنرل صاحب بہادر کو احمد بخش خان کی باتوں پر مکمل اعتماد تھا اس لیے انھوں نے نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کے حقیقی احوال و حالات کے متعلق تفتیش نہیں کی بلکہ ان کی درخواست پر خواجہ حاجی کے نام ایک پروانہ جاری کر دیا جس میں بتایا گیا ہے کہ نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کی گذراوقات کے لیے جو وظیفہ اور پچاس سواروں کے لیے جو الاؤنس مقرر کیا گیا ہے وہ احمد بخش خان کو دی جانے والی جاگیر کے سمجھوتے کی شرائط میں شامل ہے اور یہ رقم ہمیشہ ان سے وصول کی جانی چاہیے۔

آخر کار جب احمد بخش خان کانپور سے پلٹے اور میوات پہنچے جہاں ان کی جاگیر تھی تو انھوں نے خواجہ حاجی کو ان کے ستر اسی سواروں کے دستے سمیت جو نصراللہ بیگ خان چھوڑ گئے تھے برقرار رکھا اور دستے کو اپنی ملازمت میں لے لیا اور پھر اس کی مدد سے اپنے اضلاع کا بندوبست کیا۔

جب وہ (نواب احمد بخش خان) اپنی جائیداد کے بندوبست سے مطمئن ہو گئے اور جنرل صاحب بہادر بھی یورپ واپس چلے گئے تو یہ دیکھتے ہوئے کہ نصراللہ بیگ خان کے ہم دونوں بھتیجے ابھی ناسمجھ ہیں اور یہ جانتے ہوئے کہ ماں اور بہنیں گوشہ نشین اور بے علم ہیں انھوں نے خواجہ حاجی کے ذریعہ پہلے پچاس سواروں کے دستے کو برطرف کر دیا اور پھر اس وعدے اور اقرار کے ساتھ خواجہ حاجی سے جنرل صاحب بہادر کے پروانے کا مطالبہ کیا کہ اگر وہ پروانہ حوالے کر دیں تو نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کے گزر بسر کے لیے ملنے والے وظیفے میں وہ انھیں بھی ایک حصہ دار کی حیثیت سے شامل کر لیں گے۔

چونکہ وہ بدبخت اور بدقماش اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں اور نصراللہ بیگ خان کے ساتھ اس کی کوئی قرابت داری بھی نہیں لیکن یہ سوچ کر کہ نصراللہ بیگ خان کے خاندان کے ساتھ یہ تعلق اس کی خوش بختی کے لیے ایک نادر موقع ہے، اس نے پروانہ احمد بخش خان کے حوالے کر دیا۔

احمد بخش خان نے خواجہ حاجی کو چند روز اپنے ساتھ رکھا اور پھر برطرف کر دیا۔ اس کے بعد انھوں نے اعلان کیا کہ حکومت نے ان کی جاگیر سے پانچ ہزار روپیہ سالانہ کی جو رقم نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کی کفالت کے لیے مقرر کی تھی اسے انھوں نے اپنی مرضی سے مندرجہ ذیل لوگوں میں اس طرح تقسیم کیا ہے: مبلغ دو ہزار روپے سالانہ خواجہ حاجی کو، پندرہ سو روپے سالانہ نصراللہ بیگ خان کی والدہ کو اور پندرہ سو روپے سالانہ مجھے

(آپ کے درخواست گذار کو)۔

چند برس بعد جب میں بلوغت کو پہنچا اور اس قابل ہوا کہ صحیح اور غلط' اچھے اور برے میں تمیز کر سکوں تو میں نے محسوس کیا کہ پانچ ہزار روپیہ کی تقسیم میں احمد بخش خان نے صریحاً" ناانصافیوں کا ارتکاب کیا ہے۔ پہلی یہ کہ انھوں نے عزیز و اقارب میں ایک ادنیٰ درجہ کے نوکر کو شامل کر لیا ہے دوسرے یہ کہ انھوں نے اس تقسیم سے میرے بھائی کو بالکل علیحدہ رکھا ہے جو میری ہی طرح نصراللہ بیگ خان کا حقیقی بھتیجا ہے۔

مزید بر آں مجھے یہ بات بڑی غیر معمولی لگی کہ جنرل صاحب بہادر نے جو بے پایاں سخاوت اور فیاضی کا پیکر تھے اور لاکھوں روپیہ بخش دیا کرتے تھے۔ ایک استمرار دار کے عزیز و اقارب کی پرورش کے لیے سالانہ صرف پانچ ہزار روپیہ مقرر کیے ہوں جبکہ جو اراضی اس کے پاس تھی اس کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ روپیہ تھی۔

میں نے ہر ممکن طریقہ سے اپنے دعاوی کا مسئلہ اٹھانے کی کوشش کی اور وقتاً" فوقتاً" کبھی تحریری اور کبھی زبانی اپنا مقدمہ احمد بخش خان کے سامنے پیش کیا اور ان سے عرض کیا کہ جناب عالی آخر وہ کون سا محرک ہے جس نے آپ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ آپ نے ایک اجنبی کو عزیز و اقارب کے زمرے میں شامل کر لیا اور ایک حقیقی بھتیجے کو اس زمرے سے خارج کر دیا؟ اگر آپ خواجہ حاجی کے کاموں سے بہت خوش ہیں تو اسے، آپ اپنی جیب خاص سے دیں یا نصراللہ بیگ خان کے دستے میں سے دو تین سواروں کا وظیفہ ان کے لیے مقرر کردیں۔ اس کے کیا معنی ہیں کہ نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کے وظیفے میں سے خواجہ حاجی کو تنخواہ دی جا رہی ہے؟

احمد بخش خان مجھے خط کے ذریعہ بھی جواب دیا کرتے تھے اور اپنے دعوے کے حق میں جھوٹی قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے "میں کیا کر سکتا ہوں؟ میں عزت ماب جنرل صاحب بہادر کو بتا چکا ہوں کہ خواجہ حاجی نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب ہی شامل نہیں اور میری غلطی سے ان کا نام سرکاری ریکارڈ میں بھی درج کیا جا چکا ہے۔ اب مجھے ذلیل و رسوا نہ کرو اور چند روز صبر کرو خواجہ حاجی کے انتقال کے بعد میں یہ دو ہزار روپے تم دونوں بھائیوں کو دیا کروں گا۔

چونکہ احمد بخش خان دو طرح سے میرے بزرگ اور عزیز تھے اول اس طرح کہ میرے چچا نصراللہ بیگ خان اُن کے داماد(۹) تھے دوسرے یوں کہ میں ان کے بھائی الٰہی بخش خان(۱۰) کا داماد تھا۔ ان واقعات و حالات کے بارے میں میں نے احمد بخش خان کی بزرگی اور ان کے ساتھ قرابت داری کا احترام کیا اور خود بھی اپنے ساتھ کی گئی ناانصافیوں کی اذیت کو خاموشی سے برداشت کر لیا۔ میں نے اپنے بھائی کو بھی باز رکھا کہ وہ بھی اپنی شکایات کا اظہار نہ کرے اور نہ ہی حکومت سے داد رسیٔ کا طالب ہو۔

اس طرح سے ایک زمانہ گزر جانے کے بعد خواجہ حاجی کا انتقال ہو گیا اور وہ اپنے پیچھے دو بچے(۱۱) چھوڑ گیا۔ میں نے سوچا کہ اس سال کی آمدنی مجھے ملے گی۔ لیکن جب تنخواہ کی تقسیم ہوئی تو احمد بخش خان کی ریاست سے دو ہزار روپیہ سالانہ کی رقم جس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے' فوراً خواجہ حاجی مرحوم کے بچوں کو ادا کر دی گئی۔

مایوسی کے عالم میں' میں احمد بخش خان کے پاس فیروزپور گیا اور ان سے کہا کہ آپ کو اپنا وعدہ پورا کرنا

چاہیے اور جو لوگ قانونی طور پر مستحق ہیں ان کے حقوق بحال کر دینے چاہئیں یا پھر مجھے اجازت دیں کہ میں اپنا مقدمہ حکومت کے سامنے پیش کر دوں۔ اس وقت وہ اپنے بستر سے اٹھ بیٹھے جس پر وہ زخمی ہو جانے کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے اور الور کی مختاری نکل جانے کے باعث بڑے دل شکستہ تھے۔ انھوں نے سسکیاں بھر بھر کر میرے سامنے رونا شروع کر دیا اور کہنے لگے۔ "برخوردار تم میرے بچے اور میری آنکھوں کا نور ہو' تم دیکھ رہے ہو کہ میں زخمی بھی ہوں اور بے در بھی ہو چکا ہوں اور فریب سے مجھے اپنے واجبات سے محروم کر دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ جنرل آکٹر لونی(۱۲) سے نہ میری دوستی رہی ہے اور نہ پہلے جیسے پرتپاک مراسم۔ کچھ دن اور انتظار کر لو تمہارے تمام کے تمام حقوق بالاخر بحال کر دیے جائیں گے۔

بعد میں جنرل آکٹر لونی کا انتقال ہو گیا اور سر چارلس منکاف(۱۳) کی آمد کا اعلان ہوا۔ احمد بخش خان نے مجھ سے بہت سے وعدے کیے اور کہا "خاموش اور مطمئن رہو۔ جب سر چارلس منکاف آئیں گے تو میں تمہارا ان سے تعارف کراؤں گا' تفصیل سے تمہارا مقدمہ ان کے سامنے پیش کروں گا اور بتاؤں گا کہ حکومت کے ساتھ تمہارے چچا کے تعلقات و مراسم کی نوعیت کیا تھی اور مستحق کو اس کا حق دلاؤں گا میں تم پانچوں کے نام حکومت کی جانب سے سند بنواؤں گا تاکہ میرے انتقال کے بعد میرے بچے تمہاری گزر اوقات کے لیے مقرر تنخواہ ادا کرنے میں نہ تو کوئی لیت و لعل کر سکیں اور نہ ہی کوئی دشواری پیدا کر سکیں۔

موصوف (سر چارلس منکاف) کی آمد کے بعد چونکہ بھرت پور کا معاملہ ان کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا اور وہ راجہ کی امداد اور بھرت پور میں باغیوں کی گوشمالی کی جانب اپنی ساری توجہ مبذول کیے ہوئے تھے' اس لیے احمد بخش خان نے کہا کہ مجھے اس سفر میں ان کے ساتھ جانا چاہیے بادجودیکہ میں اس زمانے میں اپنے بھائی کی علالت اور قرض خواہوں کے سخت تقاضوں کی وجہ سے اذیت ناک پریشانی میں مبتلا تھا اور بالکل اس سفر کے قابل نہیں تھا اس امید پر کہ موصوف (سرچارلس منکاف) کی طرف سے جو فرض منصبی مجھ پر عائد ہوتا ہے وہ ادا ہو جائے گا۔ میں نے اپنے بھائی کو بخار اور ہذیانی حالت میں چھوڑا' چار آدمی اس کی دیکھ بھال اور نگہداشت پر مقرر کیے' کچھ قرض خواہوں سے وعدے وعید کر کے انھیں راضی کیا' دوسروں سے چھپتا چھپاتا اور بھیس بدل کر کسی قسم کی سہولت کے بغیر بمشکل تمام احمد بخش خان کے ساتھ بھرت پور روانہ ہو گیا۔

بھرت پور کی فتح کے بعد میں نے احمد بخش خان سے بات کی تاہم انھوں نے اب بھی سر چارلس منکاف سے میرا تعارف نہیں کروایا۔ اسی زمانے میں ان کے چہرہ پر فالج کا حملہ ہوا لیکن ڈاکٹر ڈنکن کے بہترین علاج سے بالاخر انہیں شفا حاصل ہوئی اور وہ فیروزپور واپس آ گئے۔ سر چارلس منکاف نے اگرچہ فیروزپور میں تین روز قیام کیا اور میں تینوں دن روزانہ احمد بخش خان سے التجائیں کرتا رہا لیکن انھوں نے میرا تعارف ان سے نہ کراتا تھا اور نہ کروایا۔

جب موصوف (سر چارلس منکاف) دہلی چلے گئے تو میں نے احمد بخش خان سے وابستہ اپنی تمام امیدیں ختم کر دیں اور اپنے دل میں کہا انصاف پسند حکمران اپنے حمایتیوں میں سے ہر ایک کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں اس لیے

کیا ضرورت ہے کہ میں اس کام کے لیے احمد بخش خان کے وسیلہ اور اعانت کا سہارا لوں؟

بہتر یہ ہے کہ کسی اور کو بیچ میں ڈالے بغیر میں خود سر چارلس مٹکاف سے ملوں اور اپنا سارا احوال شروع سے آخر تک، بلا کم و کاست ان کی خدمت میں پیش کروں۔ تاہم قرض خواہوں کے تقاضوں کے خوف نے میرے لیے یہ ناممکن بنا دیا کہ میں دہلی جاؤں۔ علاوہ اپنی نیک نامی کے خیال سے کہ اسے بٹہ نہ لگ جائے میں نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ اس کے علاوہ ان ہی دنوں گورنر جنرل کی آمد کی خبر عام ہوئی اور امکان یہ تھا کہ سر چارلس مٹکاف گورنر جنرل کی ہم رکابی کے لیے تشریف لائیں گے تو میرے دل میں کانپور جانے اور وہاں سے ان کے خدم و حشم کے جلوس کے ساتھ واپس آنے اور راستے میں خود کو سر چارلس مٹکاف سے متعارف کرانے، اپنی عسرت و تنگ دستی کی ذلت بھری داستان بے چارگی اور قرض کا احوال ان کے گوش گذار کرنے اور انصاف حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مختصر یہ کہ اس ارادے کے ساتھ میں فیروز پور سے فرخ آباد اور کانپور کی جانب روانہ ہوا۔ اتفاق دیکھیے کہ کانپور پہنچتے ہی میں بیمار پڑ گیا۔ اچانک نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ہلنے جلنے کی طاقت بھی جاتی رہی۔ چونکہ مجھے اس شہر میں کوئی مناسب طبیب نہ مل سکا اس لیے مجبوراً دریائے گنگا کو عبور کر کے کرایہ کے ایک فینس میں مجھے لکھنؤ کی راہ لینا پڑی۔ میں لکھنؤ میں پانچ ماہ اور چند روز صاحب فراش رہا۔ میں نے گورنر جنرل کی آمد کی خوش کن خبر سنی اور آں جناب سے ملاقات کے لیے شاہ اودھ کے سفر کا حال سنا۔ ان دنوں میں اس قابل بھی نہ تھا کہ اپنے بستر سے اٹھ سکوں کیونکہ لکھنؤ کی آب و ہوا مجھے کبھی راس نہ آئی۔

چونکہ میرے اور نواب ذوالفقار علی بہادر کے آبا و اجداد میں دوستانہ مراسم زمانہ قدیم سے چلے آ رہے تھے اور میرے دل میں بھی نواب بہادر کے لیے بڑی محبت اور لگاؤ تھا اس لیے میں نے ایسی تدبیریں شروع کر دیں کہ جس طرح بھی بن پڑے میں بندیل کھنڈ میں باندے پہنچ جاؤں۔ میں وہاں نواب صاحب کے دولت کدے پر چھ مہینے تک مقیم رہا۔ اللہ کے فضل اور نواب صاحب کی توجہ اور تیمارداری کی بدولت مجھے اس خطرناک بیماری سے شفا حاصل ہوئی۔ اس وقت تک موسم برسات گذر چکا تھا اور گورنر جنرل واپس کلکتہ جا چکے تھے۔ میں جب فیروزپور سے دہلی نہ جا سکا تو باندے سے کلکتہ کیسے جا سکتا تھا؟ اس کے علاوہ میں نے محسوس کیا کہ دہلی اور کلکتہ کے درمیان ہر جگہ ایک ہی قانون نافذ ہے اس لیے میں حکومت ہی کے انصاف پر اعتماد کروں گا۔

میں کشتی کے ذریعے سفر کرنے کے قابل بھی نہیں تھا اس لیے مجبوراً دو تین نوکروں کے ساتھ آرام و آسائش کے کسی سامان کے بغیر خشکی کے راستے گھوڑے پر کلکتہ روانہ ہوا۔ ان دنوں میری حالت یہ تھی کہ میں بہت کمزور، ناتواں اور مضمحل تھا۔

میں جب مرشد آباد پہنچا تو مجھے احمد بخش خان کے انتقال(۱۴) اور شمس الدین احمد خان کی جانشینی کی خبر ملی۔ لیکن چونکہ میرا دعویٰ احمد بخش خان کے موقف سے متعلق تھا لہٰذا میں نے سوچا کہ ان کی زندگی یا موت سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور میں کلکتہ پہنچ گیا۔

پچھلے بیس برس کے واقعات بیان کرنے کے بعد اب میں نصراللہ بیگ خان کے خاندان کے حالات کا خاکہ بیان کرتا ہوں۔ جس میں، میں نے اپنی شکایات بھی تفصیلاً بیان کی ہیں اور اپنے مخصوص مطالبات کا لب لباب بھی اجمالاً پیش کیا ہے۔

جناب عالی!

نصراللہ بیگ خان کے متوسلین میں پہلا وہ شخص تھا جس کا نام خواجہ حاجی تھا جو اٹھارہ انیس سال احمد بخش خان کے توسط سے دو ہزار روپیہ سالانہ وصول کرتا رہا اور جو ابھی تک احمد بخش خان کی جاگیر سے اس کے بچوں کو مل رہا ہے۔ اس کی تاریخ یہ ہے نصراللہ بیگ خان کے والد محترم کے زمانے میں جن کا نام قوقان بیگ خان تھا۔ ایک نوجوان ہوا کرتا تھا جس کا نام خواجہ مرزا تھا اور جو پانچ سو روپیہ ماہانہ تنخواہ پر اسپ سواروں کے دستے میں بطور بارگیر ملازم تھا۔

کوکا بیگ خان☆ کی اہلیہ یعنی نصراللہ بیگ خان کی ماں کی ایک بیوہ بہن تھی جن کی ایک غیرشادی شدہ بیٹی تھی۔ نصراللہ بیگ خان کی والدہ کسی دوسرے متوسل کی طرح اپنی بہن اور بھانجی کی کفیل اور محافظ تھیں۔

کوکا بیگ خان☆☆ نے اپنی بیوی کی بہن کی بیٹی کا عقد خواجہ مرزا سے کر دیا اور یہ خواجہ حاجی ان ہی کا بیٹا تھا۔

سوائے اس کے کہ خواجہ حاجی کی والدہ نصراللہ بیگ خان کی ماں کی بہن کی بیٹی تھی خواجہ حاجی اور نصراللہ بیگ خان کے والدین کے درمیان نہ کبھی کوئی قرابت داری یا تعلق تھا اور نہ ہے۔

نصراللہ بیگ خان کے جائز وارثوں میں ایک میری دادی، نصراللہ بیگ خان کی والدہ تھیں۔ جن کے لیے احمد بخش خان نے اپنی زندگی ہی میں پندرہ سو روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا تھا ان کے انتقال کے بعد یہ وظیفہ ان کی سب سے بڑی بیٹی کو ملتا رہا جو نصراللہ بیگ خان کی سب سے بڑی بہن ہیں اور یہ وظیفہ انھیں اب بھی مل رہا ہے۔ وہ اپنی آمدنی اس طرح تقسیم کرتی ہیں کہ اس آمدنی کا ایک حصہ اپنی دو نوجوان بہنوں کو دے دیتی ہیں اور بقیہ رقم خود اپنی ضروریات پر خرچ کرتی ہیں لیکن چونکہ بھائی اور ماں کے بہت سے پرانے گھریلو ملازمین اور وابستگان ان ہی کے پاس رہتے ہیں اس لیے ان کی قلیل آمدنی خود ان کی ضروریات کے لیے بھی ناکافی ہوتی ہے چنانچہ انھوں نے اپنا بہت سا پرانا اثاثہ، ہر قسم کا سازوسامان اور مال و متاع جو ان کے پاس تھا فروخت کر دیا ہے اور کئی ہزار روپیہ کی مقروض بھی ہو گئی ہیں۔ وہ اسی امید کے ساتھ گذر بسر کر رہی تھیں کہ حکومت سے انھیں معاوضہ مل جائے گا۔ ان کی دو نوجوان بہنیں بھی اسی قلیل وظیفہ پر صبر و شکر اور جذبہ احسان مندی کے ساتھ گذر بسر کرنے پر مجبور ہیں جو انھیں ان کی بڑی بہن سے مل رہا ہے۔

☆، ☆☆ متن میں کوکا بیگ ہے جبکہ صحیح نام قوقان بیگ ہے۔ غالب نے بھی قلمی سوانح میں قوقان بیگ ہی لکھا ہے (گ ۔ ن)

میرے چچا نصراللہ بیگ خان کے ایک اور وارث نصراللہ بیگ خان کے بھتیجے اور میرے بھائی یوسف علی خان المعروف مرزا یوسف ہیں(۱۵)۔ ان کا معاملہ یہ ہے کہ احمد بخش خان نے ان کے لیے ایک پھوٹی کوڑی بھی وقف نہیں کی اور اس بندوبست میں انھیں بالکل فراموش کر دیا۔ اگرچہ وہ اکثر احمد بخش خان کے پاس جاتے تھے اور گذراوقات کے لیے ان سے اعانت و امداد کی التجائیں کرتے تھے۔ احمد بخش خان بعض اوقات وعدوں سے ان کا منہ بند کر دیتے کہ خواجہ حاجی کے مرنے کے بعد وہ انہیں کچھ نہ کچھ ضرور دیں گے اور بعض اوقات چرب زبانی' فریب اور خوشامد سے انھیں خاموش کر دیتے تھے۔ ان کی گذربسر کا ایک بڑا ذریعہ تو یہ تھا کہ وہ اپنے والد مرحوم کی چھوڑی ہوئی املاک کو بیچ ڈالتے تھے اور کچھ اس طرح کہ تھوری بہت میں ان کی اعانت کر دیا کرتا تھا۔

وہ نوجوان اور شادی شدہ(۱۶) تھے اور ان کے اخراجات میں بے پناہ اضافہ اور ان کی ذریعہ معاش نہ ہونے کی پریشانی بدبختی اور غربت کے آلام و مصائب نے انھیں جنون کی ایک ایسی کیفیت میں مبتلا کر دیا جس کے بعد رفتہ رفتہ وہ دماغی توازن کھو بیٹھے اور پاگل ہو گئے۔

میں مجبور تھا کہ سالانہ پندرہ سو روپیہ کی رقم میں سے چھ سو روپیہ ان کے علاج معالجے کے لیے علیحدہ کر دوں۔ ان کی ایک بیوی اور ایک بیٹی(۱۷) ہے۔ بیٹی اس زمانے میں پیدا ہوئی تھی جب ان کا دماغ درست تھا۔ خادماؤں اور نوکروں کے علاوہ چار آدمی محض ان کی دیکھ بھال اور حفاظت پر مامور تھے۔ سالانہ چھ سو روپے جو میں دیتا ہوں وہ ملا کر ہزار روپیہ ان کے علاج پر خرچ ہو جاتے ہیں اور تنخواہوں کی ادائیگی اور گھر کے دیگر اخراجات کو پورا کرنے کے لیے ان کی بیوی اپنے زیورات اور اسباب فروخت کرتی رہتی ہے۔ لیکن وہ بھی آخر کب تک اس قابل رہیں گی کہ اپنا اثاثہ بیچتی رہیں؟ انجام کار وہ کیا کریں گی؟ تاہم حال ہی میں گھر سے موصول ہونے والے ایک خط سے پتہ چلا ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے اسے (مرزا یوسف) کو کچھ افاقہ ہوا ہے۔ قوی امید ہے کہ اس آزار سے انہیں مکمل شفا ہو جائے گی اور ان کی صحت ویسی ہی ہو جائے گی جیسی پہلے ہوا کرتی تھی اور یہ کہ حکومت کے التفات کی بدولت وہ مایوسیوں اور آزمائشوں کے بیس برس گزارنے کے بعد بالاخر اپنی تمام آرزوؤں اور تمناؤں کو پورا کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

نصراللہ بیگ خان کا ایک اور جائز وارث میں آپ کا درخواست گزار محمد اسداللہ خان المعروف مرزا نوشہ ہوں۔ احمد بخش خان نے میرے گزارے کے لیے پندرہ سو روپیہ سالانہ مقرر کیے تھے۔ کچھ عرصے تک میں نے جائیداد اور اثاثہ جات جو میرے مرحوم والد(۱۸) نے چھوڑے تھے اور اپنے نانا غلام حسین(۱۹) جو آگرہ کے ممتاز امراء میں سے اور نواب نجف خان کے درباری امیر تھے' کا خزانہ' اشیا اور املاک بیچ کر گزارہ کیا۔ بالاخر' ضرورت سے مجبور ہو کر میں دہلی گیا جو میرے آباواجداد کا اصل زاد بوم ہے۔ یہاں میں نے اپنے نانا اور والد کے تمام اثاثے جو میرے پاس بچ رہے تھے بیچ ڈالے اور قرض خواہوں سے قرض چکانے کے لیے رابطہ قائم کیا اور اس آمدنی سے قرض چکانے کے باوجود اس وقت بھی میں بیس ہزار روپے کا مقروض ہوں۔

اس زمانے میں میرا بھائی دماغی عارضے میں مبتلا ہو چکا تھا اور اس کی دیکھ بھال کے لیے مجھے چھ سو روپے نکالنے پڑتے تھے اور میرے پاس قرض خواہوں کو ادا کرنے کے لیے نو سو روپے بچ رہتے تھے۔ دو تین نوکروں کے ساتھ بھیس بدل کر دہلی سے گھوڑے پر روانہ ہو گیا اور بھرت پور کی فتح تک میں نے احمد بخش خان کے ساتھ رہنے کی اذیتیں محض اس لیے برداشت کیں تاکہ وہ اپنے وعدوں کو ایفا کریں۔ بالآخر قرض خواہوں کے واجب الادا قرضوں کے ڈر اور اپنی نیک نامی کی لاج کے خیال سے میں نے دہلی واپس جانا ناممکن خیال کیا اور کانپور چلا گیا۔ وہاں میں بیمار پڑ گیا اور پانچ مہینے کچھ دن لکھنؤ میں گزارے اور چھ مہینے تک بندیل کھنڈ میں باندے میں صاحب فراش رہا۔ اب دو مہینے سے میں یہاں ہوں جہاں انصاف کی گدی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اگر حکومت نے میرے ساتھ کی گئی ناانصافیوں کی تلافی کر دی اور میرے دعوؤں کی شنوائی کی تو بامراد و مطمئن اپنے گھر چلا جاؤں گا اور آرام سے زندگی بسر کروں گا اور اپنے غریب بھائی کی معالجے کی کوشش کروں گا اور اگر ارباب حکومت میرے مقدمہ میں تحقیق کرنے کی زحمت گوارا نہیں کریں گے تو میں یہاں سے جدھر منہ اٹھے گا چلا جاؤں گا' اپنے لباس کو تار تار کر دوں گا اور خاک چھانتا عرب اور دوسرے ممالک کے اجنبی شہروں میں ساری زندگی بھیک مانگ کر گزار دوں گا کیونکہ اس اعزاز کے ساتھ کہ حکومت سے میرے مراسم بڑے اچھے ہیں میں ہندوستان میں کسی کے در پر بھیک مانگنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا(۲۰)۔

میری شکایات کا لب لباب یہ ہے کہ حکومت نے احمد بخش خان کو بیس بائیس ہزار روپیہ کی رقم واجب الادا ادائیگی سے اس لیے مستثنیٰ کیا تاکہ نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کو دیے جاتے اور نصراللہ بیگ خان کے اسپ سوار دستے کی خدمات حاصل کرنے کے لیے خرچ کیے جاتے اور یہ کہ احمد بخش خان نے ایک شخص کے ساتھ مل کر' جو نصراللہ بیگ خان کا ایک ملازم تھا اسپ سوار دستے کو فی الفور برطرف کر دیا اور بلا جھجک دستے کی خدمات اپنے لیے حاصل کر لیں اور یہ کہ نصراللہ بیگ خان کے خاندان والوں کا وظیفہ موقوف کر کے صرف پانچ ہزار روپیہ کی رقم مقرر کی جس میں سے دو ہزار روپیہ اس سے خواجہ حاجی کو اس کی ان خدمات کے صلے میں دیے جو اس نے نصراللہ بیگ خان کے اسپ سوار دستے کو برباد کرتے میں انجام دی تھیں اور تین ہزار روپیہ سالانہ نصراللہ بیگ خان کی ایک بہن اور ایک بھتیجے کو دیے تاکہ یہ بات کہی جا سکے کہ نصراللہ بیگ خاں کے قرابت داروں کو وظیفہ مل رہا ہے حالانکہ حکومت نے نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کے وظیفے کے لیے' جو رقم مقرر تھی اس میں سے انھیں سالانہ تین ہزار روپے ملے اور وہ بھی پانچ میں سے صرف دو کو' دوسرے تین اعزہ کو ان میں شامل ہی نہیں کیا گیا۔ بحیثیت مجموعی میں نہ تو احمد بخش خان کی مقرر کی ہوئی رقم سے مطمئن ہوں اور نہ ان کے رقم کی تقسیم کے طریقہ کار سے اور اب میں مزید یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میں اپنے حقوق کسی اور کے ہاتھوں سے وصول کروں اور نہ یہ برداشت کر سکتا ہوں کہ میرے ایک ادنیٰ ملازم کو میرے برابر کھڑا کر دیا جائے۔

میرے مطالبے کا لب لباب یہ ہے کہ حکومت ہی میری سند' میری گواہ' میری سلامتی' میری شناخت اور میری طاقت و قوت کا سرچشمہ ہے۔ وہ از راہ مہربانی جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر کے زمانے کے کاغذات اور وہ رپورٹیں

ملاحظہ کر لے جو انھوں نے ۱۸۰۵ء سے ۱۸۰۶ء کے اختتام تک کلکتہ بھیجی تھیں۔ ان سے پتہ چلے گا کہ یہ جائیداد جس لی مالیت تین لاکھ روپیہ تھی۔ حکومت نے صرف چند ہزار روپیہ کی مقررہ ادائیگی کے عوض احمد بخش خان کو دی تھی اور پھر انھیں اس رقم کی ادائیگی سے مستثنیٰ بھی کر دیا تھا۔ آخر کیوں؟ اور کس لیے؟ اس لیے کہ یہ رقم نصراللہ بیگ خان کے خاندان والوں کے وظیفے کے طور پر مقرر کی گئی تھی! حکومت کو چاہیے کہ وہ شمس الدین خان(۲۱) سے اس تمام رقم کا حساب طلب کرے اگر ایسا ہو تو پتہ چل جائے گا کہ نصراللہ بیگ خان کے خاندان والوں کو پانچ ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ کبھی نہیں ملے۔

جیسا کہ میرے ادعا کے موجب خواجہ حاجی کی کارستانی اور نصراللہ بیگ خان کے سواروں کے دستے کی بربادی' ثابت ہو چکی ہے اس لیے وہ دو ہزار روپیہ یقیناً اس وظیفے کے حساب میں شامل نہیں کیے جائیں گے جو نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کے لیے مقرر کیے گئے تھے اس لیے کہ استحقاق کے بغیر شراکت داری ناممکن ہوتی ہے۔ نہ ہی حکومت کو وہ رقم شامل حساب کرنی چاہیے جو اسپ سوار دستے کے لیے رکھی گئی تھی کیونکہ اس کے لیے گھوڑوں اور سواروں کی موجودگی ایک ضروری شرط تھی لیکن جب گھوڑوں اور سواروں کا کوئی وجود ہی نہیں تو حکومت کا ان کے لیے کوئی بھتہ مقرر کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ حکومت کو احمد بخش خان کی جاگیر سے تقاضا کرنا چاہیے کہ وہ ۱۸۰۶ء کے آغاز سے اسپ سوار دستے کے لیے مقرر کیا گیا الاؤنس واپس کرے اور اسے سرکاری خزانے میں جمع کرائے کیونکہ میرا اور میرے ساتھیوں کا اس روپیہ پر کوئی دعویٰ نہیں۔ نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کا وظیفہ کچھ بھی ہو' حکومت کو اس میں سے تین ہزار روپیہ سالانہ کے حساب سے منہا کر لینا چاہیے اور بقیہ رقم احمد بخش خان کی جاگیر سے لینی چاہیے اور جب یہ ساری رقم سرکاری خزانے میں جمع ہو جائے تو پھر حکومت کو نصراللہ بیگ خان کے متوسلین کے بارے میں جانچ پڑتال کرنی چاہیے اور میرے بیانات کے مطابق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ دو بھتیجے اور تین بہنیں نصراللہ بیگ خان کی وارث ہیں تو گذشتہ برسوں کی رقم پانچ افراد میں ان کے دعوؤں' استحقاق اور ان میں سے ہر فرد کی عسرت و مفلسی کے مطابق تقسیم کر دی جانی چاہیے۔

اور آئندہ کے لیے یہ متعین کر دیا جانا چاہیے کہ حکومت کو واجب الادا اصل رقم کل کی کل اور پوری کی پوری احمد بخش خان کی جاگیر سے ادا کی جائے اور اسپ سوار دستے کے لیے مقررہ رقم سرکاری خزانے میں جمع کرائی جائے اور حکومت نصراللہ بیگ خان کے دو بھتیجوں اور تین بہنوں کی گزر اوقات کے لیے' ان کے حقوق و استحقاق کے مطابق ان میں سے ہر ایک کے انفرادی اخراجات کو ملحوظ رکھتے ہوئے وظیفے کی جو تقسیم کرے اس کے مطابق ہر ایک کو جداگانہ سند جاری کی جائے تاکہ ہر ایک کو دہلی کے خزانے سے فرداً" فرداً" وظیفہ ملنے لگے اور وہ سب مملکت کی ابدی فلاح و بہبود کے لیے ہمیشہ دست بہ دعا رہیں اور اراکین حکومت کی انصاف پسندی اور عدل گستری کا ڈنکا ساری دنیا میں بجتا رہے۔ حکومت کی واجب الادا رقم محفوظ ہو جائے اور ہم پانچوں ستائے ہوئے لوگوں کو ان کا حق دوبارہ حاصل ہو جائے۔☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا--- پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر۴۶' ۲ مئی ۱۸۲۸ء

(۲)

لارڈ لیک صاحب بہادر کے پروانہ کی نقل

نصراللہ بیگ خان کے اختیار و اقتدار اور عزت میں اضافہ

جارج لارڈ لیک صاحب بہادر، کمانڈر انچیف ممبر کونسل وغیرہ

در آں حا یئد سونک و سونسا پرگنے سے جو آپ کی دائمی ملکیت ہے آپ کے یومیہ پنشن داروں کے لیے مبلغ ۵۶۰۰ روپیہ بطور ایک امدادی وظیفے کے مقرر کر دیا گیا ہے جو انہیں ہمیشہ ملتا رہا ہے اور چونکہ یہ رقم سونک اور سونسا کے پرگنہ کے منافع میں سے ہے لہٰذا یہ آپ کے مقررہ مالیہ کے علاوہ ہے۔

مطلوب ہے کہ ان میں سے ہر شخص کو مذکورہ وظیفہ ادا کرنے کے بعد، آپ ان سے رسید حاصل کریں گے اور اسے سرکاری دفتر میں جمع کرائیں گے۔ اس فیصلے پر ہمیشہ عمل کیا جائے گا اور یہ کہ آپ کسی سے بھی کسی نئی سند کا مطالبہ نہیں کریں گے۔

۲۱ ستمبر ۱۸۰۵ء

اس فیصلے کو قطعی تصور کیا جائے☆

(دستخط)

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا --- پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر ۴۶

(۴)

لارڈ لیک کے ایک حکم نامہ کی نقل

صوبہ آگرہ کے پرگنے سونک سونسا کے چودھریوں' زمینداروں' قانون گوؤں اور اوور سیروں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ مذکورہ پورا پرگنہ اپنے تمام محاصل اور چونگی کے ساتھ سوائے بغیر مالیہ کی جاگیروں املاک' عطیات اور باغات وغیرہ کے' عزت مآب (ہز ایکسی لینسی) نے نصراللہ بیگ خان کو تازیست بطور استمرار مبلغ پندرہ ہزار آٹھ سو روپیہ سالانہ لگان پر اس شرط کے ساتھ عطا کر دیا ہے کہ وہ عطیات وصول کرنے والوں سے متعلق احکامات پر برضا و رغبت اور سرگرمی سے عمل کرتے رہیں گے (جن کے نام ایک پروانہ جاری کر دیا گیا ہے) اور مقررہ لگان قسطوں میں باقاعدگی سے ادا کرتے رہیں گے۔

حکم دیا جاتا ہے کہ وہ پوری خوش دلی کے ساتھ مرزا موصوف کے نائبین کی خدمت میں حاضر ہوا کریں گے اور حکومت کے واجبات ادا کیا کریں گے اور ہر طرح سے اپنے کام میں خوشنودی کو ملحوظ رکھیں گے اور ان کی خوشی اور تنبیہ کو مقدم تصور کریں گے۔

وہ (مرزا) اپنے حسن سلوک سے ان لوگوں کو مطمئن اور خوش رکھنے کی کوشش کریں گے تاکہ محال کی پیداوار میں اضافہ ہو۔

عزت مآب (ہز ایکسی لینسی) کو پورا یقین ہے کہ ظلم و ستم کی کوئی شکایت ان کے کانوں تک نہیں پہنچے گی اور یہ کہ مرزا طے شدہ شرائط پر عمل کریں گے۔

اسے حتمی تصور کیا جائے۔

۲۶ ستمبر ۱۸۰۵ء

اس کے بعد کرنل جارج سیک ویل براؤن کا پروانہ ہے' جو لفظ بلفظ جنرل لارڈ لیک کے پروانے کی نقل ہے۔

(درست ترجمہ)

(دستخط) جارج میکس ول بیٹن

نائب معتمد فارسی برائے حکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا --- پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر ۴۶' ۲ مئی ۱۸۲۸ء

حکم ہوا ہے کہ سائل کو مطلع کر دیا جائے کہ مندرجہ بالا عرض داشت ریذیڈنٹ دہلی کی خدمت میں پیش کی جانی چاہیے☆۔

(دستخط) ایس۔ فریزر☆☆

قائمقام معتمد فارسی

برائے حکومت

۲۰ جون ۱۸۲۸ء

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا--- پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر۴۶' ۲ مئی ۱۸۲۸ء

☆☆ میں مسٹر فریزر جوائنٹ سکریٹری سے ملنے گیا' شائستہ طریقہ پر ملاقات ہوئی۔ استقبال مشایعت اور معانقہ کی رسم عمل میں آئی۔ عطر و پان سے تواضع کی۔ اس خوش صفات افسر کی طرز ملاقات سے میں بہت محظوظ ہوا اور اس نے مجھے تازہ دم اور توانا دل کر دیا۔ (غالب : پنج آہنگ بحوالہ اوراق معانی ص ۷۹)

(۴)

مسٹر فریزر کے نام اسداللہ خان غالب کے مراسلہ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۸۲۸ء کی نقل
(فارسی سے اردو)

صاحب والا مناقب، والا شان، عادل با انصاف، فیض پہنچانے والے،

آپ کا شان و شکوہ قائم رہے

خدمت عالی میں عرض گزار ہوں کہ فدوی سرکار عالی مقام کمپنی انگریزی بہادر دام اقبالہ، کے متوسلین، پرورش یافتگان اور نمک خواروں میں سے فدوی کے سگے چچا نصراللہ بیگ خان، اعلیٰ خوبیوں کے مالک جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر کے عہد میں سرکار کی طرف سے چار سو سواروں کے رسالے کا افسر اور سرکار کی جانب سے ایک لاکھ روپے کی جاگیر کا مالک تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے لواحقین کی پرورش کے لیے احمد بخش خان جاگیردار میوات کی جاگیر سے سرکار نے وظیفہ مقرر کیا چونکہ میں اس رقم کے تعین اور احمد بخش خان کے طریقہ تقسیم سے راضی نہیں ہوں، اپنا مدعا بیان کرنے کے لیے خود کلکتہ آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ نواب والا القاب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں اپنی درخواست پیش کروں۔ صاحب ریذیڈنٹ شاہجہان آباد کی خدمت میں فدوی کے حاضر نہ ہو سکنے کی دو وجوہ ہیں۔ پہلی وجہ یہ کہ فدوی احمد بخش خان کی زیادتیاں برداشت کرتا رہا۔ پھر بھرت پور کی فتح تک احمد بخش خان کے وعدے پر سفر میں سرگرداں رہا، احمد بخش خان پر اپنا مدعا ظاہر کیا۔ اپنے قرض خواہوں کے ڈر اور اس رسوائی کے سبب شاہجہان آباد سے دور رہا اور کانپور چلا گیا۔ کانپور میں بیمار پڑ گیا۔ یہ مفصل روئداد میں نے آپ کی خدمت میں پیش کردہ عرضداشت میں بیان کر دی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جن دستاویزات پر میرے دعوے کا انحصار ہے ریذیڈنسی کے دفتر واقع شاہجہان آباد میں نہیں ہیں۔

ایک رپورٹ جو احمد بخش خان کی جاگیر اور سرکار انگریزی کی طرف سے اس پر زر استمراری کی معافی کے بارے میں والا مناقب جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر نے (۱۸۰۶ء) کو کلکتہ سے ارسال کی تھی وہ بھی کلکتہ کے دفتر میں موجود ہو گی۔ چونکہ دہلی، کلکتہ اور ہندوستان کے جملہ شہر ایک ہی حکومت کے تابع ہیں لہٰذا فدوی حصول انصاف اور کامیابی کی امید سے بے سروسامانی، بیماری اور ناتوانی کی حالت میں دو سو فرسنگ (چھ سو میل) کا فاصلہ طے کر کے اس

دادگاہ تک پہنچا ہے اور اس مقدمے سے فدوی کا مقصد سرکار جہاندار کی خیراندیشی اور حصول حمایت ہے۔ چنانچہ میری عرضداشت کے ملاحظے کے بعد یہ بات واضح ہو جائے گی۔ امید ہے کہ فدوی کی درخواست حضور سراپا نور کی پر برکت نظر سے فیض یاب ہو گی۔ جو کچھ ضروری تھا عرض کیا گیا۔ آپ کے اقبال اور حکومت کا سورج تابان اور درخشاں رہے۔

عرضے

اسداللہ خاں عرف مرزا نوشہ برادر زادۂ نصراللہ بیگ خان

جاگیردار سونک سونسا

لفافے پر:

صاحب والا توصیفات،

عادل اور فیض بخش جناب فریزر صاحب بہادر

دام شوکتہ، کی پرستانہ نظر فیض اثر سے گزرے

اسداللہ خان عرف مرزا نوشہ برادر زادہ مرزا نصراللہ بیگ خان جاگیردار سونک سونسا کی عرضداشت

مرقومہ ۲۸ اپریل ۱۸۲۸ء

(۵)

اسد اللہ خان غالب کے مراسلے کی نقل جو فروری ۱۸۲۹ء کو موصول ہوا۔
(فارسی سے اردو)

خداوند نعمت، فیاض زماں، بیکسوں کا ہاتھ تھامنے والے، زیردستوں کی عزت بڑھانے والے، آپ کا اقبال بلند رہے۔

بڑے احترام کے ساتھ عرض گزار ہوں کہ چونکہ بخشش کرنے والے ایزد پاک نے آپ کی ذات کو صفات کا مجموعہ بنایا ہے اس لیے آپ کی ذات خدمت گزاروں کو عطائے مدعا کے لیے بھی ہزار گنا کامیاب رہتی ہے۔ خاص طور پر فدوی جس کا آپ کے در دولت کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں اور حصول مدعا کے لیے آپ کے علاوہ اور کوئی وسیلہ نہیں اور آپ کے علاوہ کسی دوسری امیدگاہ سے واقف نہیں، آپ کی عنایات سے امیدوار ہے کہ اسے معلی الالقاب نواب گورنر جنرل بہادر کی باریابی کا شرف عطا کیا جائے تاکہ اس فدوی کی توقیر اپنے ہم عصروں کے درمیان زیادہ ہو، اور آپ کی بے پناہ عنایات کا روزافزوں امیدوار رہے۔ ہم اپنے بلند مقصد تک نہیں پہنچ سکتے تاوقتیکہ آپ کی عنایات چند قدم ہماری طرف نہ بڑھائیں۔ اس سے زیادہ حد ادب مانع ہے۔ آپ کی سلطنت اور اقبال مندی کا سورج چمکتا رہے۔

عرضی

فدوی اسد اللہ خان برادر زادہ نصر اللہ بیگ خان

(۶)

سیاسی روئداد۔ ۱۳ مارچ ۱۸۲۹ء

بخدمت گرامی : اے۔ اسٹرلنگ صاحب بہادر(۲۲)
نائب معتمد برائے حکومت شعبہ سیاسی فورٹ ولیم
جناب عالی

اسداللہ خان کی طرف سے جو اپنے آپ کو نصراللہ بیگ خان کا بھتیجا بتاتا ہے ایک طویل عرضداشت میرے سامنے پیش کی گئی ہے جس پر کی گئی تصدیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ سائل نے یہ درخواست ۲۸ اپریل ۱۸۲۸ء کو آپ کے دفتر میں داخل کی تھی ترجمہ ۱۴ مئی کو کیا گیا۔ یہ ترجمہ اور اس کے ساتھ سائل کے نام جناب فریزر کا ایک اصل خط مورخہ ۲۸ جون جس میں قاعدے کے مطابق انھیں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ یہ عرضداشت ریذیڈنسی کی وساطت سے پیش کریں۔

عرضداشت کا نفس مضمون یہ ہے کہ نصراللہ بیگ خان کی وفات کے وقت مقرری میں سونک اور سونسہ پرگنے تاحین حیات پندرہ ہزار روپے زراشتی پر ان کے پاس تھے۔ احمد بخش خان مرحوم کے پاس بیس اور تیس ہزار روپے کے درمیان زراشتی پر فیروزپور وغیرہ میں زمینیں تھیں' جن سے وہ دست بردار ہو گئے تھے کیونکہ انہوں نے نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کی کفالت کی ذمہ داری قبول کر لی تھی اور یہ کہ اس مقصد کے لیے احمد بخش خان نے کبھی بھی سالانہ پانچ ہزار روپیہ سے زیادہ نہیں دیے۔ جس میں سے وہ دو ہزار روپے ایک شخص خواجہ حاجی کو دیا کرتے تھے جس کا ہمارے خاندان سے کوئی تعلق نہیں تھا' پندرہ سو روپیہ اس درخواست دہندہ کو اور پندرہ سو روپے درخواست دہندہ کی ایک بہن کو دیتے تھے۔ انہوں نے درخواست دہندہ کے ایک بھائی اور دو بہنوں کو بالکل فراموش کر دیا تھا اور انھیں کچھ نہیں دیتے تھے۔

حکومت کی طرف سے احمد بخش خان کو فیروزپور وغیرہ کی جو سند ۴ مئی ۱۸۰۶ء کو ملی تھی اس میں مندرجہ ذیل شق درج تھی اور میں خواجہ حاجی کے متعلق بس یہی کچھ معلوم کر سکا ہوں۔

"خواجہ حاجی اور مرحوم مرزا نصراللہ بیگ خان کے دوسرے متعلقین کی دیکھ بھال پرورش اور کفالت کی ذمہ

داری تم پر عائد ہوتی ہے اور تم بوقت ضرورت طلب کرنے پر پچاس سوار' سرکار کے لیے بالکل تیار رکھو گے۔"

تاہم عرضداشت میں بیان کیا گیا ہے کہ اس معاملہ کی کچھ توضیح لارڈ لیک کی مراسلت سے مل جائے گی جو سال ۱۸۰۵ء کے آخر یا سال ۱۸۰۶ کے آغاز میں ہوئی تھی اور جس کا تعلق فیروزپور کی جاگیر سے ہے جو بالاخر احمد بخش خان کو عطا کر دی گئی تھی۔ اور اگر عزت ماب گورنر جنرل صاحب درخواست گذار کے الزامات کی تحقیق کرانا پسند فرمائیں تو میں آپ سے اپنے لیے ایسی دستاویزات کی نقول کے لیے التماس کروں گا جن کا اس مقدمہ سے تعلق ہو۔

آپ کا مخلص

(دستخط) ایڈورڈ کول بروک

دہلی ریذیڈنسی ریذیڈنٹ☆

۲۴ فروری ۱۸۲۹ء

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر ۲۲ ۔ ۱۳ مارچ ۱۸۲۸ء

(۷)

حکم ہوا کہ لیفٹیننٹ کرنل میلکم کا جو بیان ۴ مئی ۱۸۰۶ء کے مراسلہ میں دیا گیا ہے جو انھوں نے محکمہ خفیہ میں ایک سرکاری کارروائی کے دوران ۱۵ مئی کو دیا تھا۔ اس کا ایک اقتباس دہلی کے ریذیڈنٹ کو مندرجہ ذیل خط کے ساتھ ارسال کر دیا جائے۔

یہ حکم مسٹر ایڈورڈ کول بروک' ریذیڈنٹ دہلی ریذیڈنسی کے خط مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۲۹ء پر ریکارڈ کیا گیا تھا جو انھوں نے اے اسٹرلنگ صاحب' نائب معتمد برائے حکومت محکمہ سیاسی' فورٹ ولیم کو لکھا تھا جو صفحات نمبر ۱۹ اور ۲۰ پر ہے۔

(۸)

بخدمت گرامی :
سر ایڈکول بروک بارنٹ ریذیڈنٹ دہلی
جناب عالی!

مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کے پچھلے مہینے کی ۲۴ تاریخ کے خط کی وصولی کی اطلاع دوں اور آپ کی اطلاع کے لیے ایک مراسلہ کا اقتباس روانہ کروں جو لیفٹیننٹ کرنل میلکم(۲۳) کے ایک بیان سے لیا گیا ہے جو انھوں نے ۴ مئی ۱۸۰٦ء کو نواب احمد بخش خان کے ساتھ ایک تصفیہ کی بابت دیا تھا۔

۲۔ مجھے مزید ہدایت کی گئی ہے کہ آپ سے اس خواہش کا اظہار کروں کہ آپ اسداللہ خان کی درخواست کی چھان بین کریں اور رپورٹ پیش کریں۔

فورٹ ولیم — (دستخط) اے اسٹرلنگ

۱۳ مارچ ۱۸۲۹ء — معتمد برائے حکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر ۲۳ ۔ ۱۳ مارچ ۱۸۲۹ء

(۹)

اسداللہ خان غالب کی طرف سے مسٹر اینڈریو سٹرلنگ کو ۴ مئی ۱۸۲۹ء کے موصولہ خط کی نقل

(فارسی سے اردو)

بہترین خوبیوں کے مالک، صاحب قوت، فیض بخشنے اور پہنچانے والے، بے سہاروں کے سہارا کا اقبال بلند ہو!

احترام کے ساتھ کہ فدوی دہلی ریذیڈنسی کی کچہری میں وکیل کی وساطت سے درج اپنے مقدمے کے سلسلے میں عرض پرداز ہے کہ والا مناقب عالی شان روشن الدولہ ضیاء الملک مسٹر جیمس ایڈورڈ کول بروک بارنٹ بہادر منصور جنگ دام شوکتہ، کا میرے نام ایک خط مرقومہ ۱۷ اپریل ۱۸۲۹ء جو میرے وکیل کے خط کے ساتھ مجھے دہلی سے موصول ہوا ہے۔ آپ کے ملاحظے کے لیے ارسال ہے۔ بادی النظر میں صاحب والا مناقب نے میری عرض کردہ چار دفعات کے ضمن میں کونسل عالیہ سے تحقیقات کی اجازت طلب کی ہے۔ دفعات حسب ذیل ہیں۔

دفعہ اول: نصراللہ بیگ خان کی وفات کے بعد سرکار کی طرف سے جاری کردہ استمراری رقم جو نصراللہ بیگ خان کے لواحقین اور اسپ سوار ملازمین کے لیے جناب جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر کی رپورٹ پر ۱۸۰۵ء کے آخر یا ۱۸۰۶ء کے اوائل میں کانپور سے کلکتہ پہنچی اور احمد بخش خان کو بخشی گئی اس کا نصراللہ بیگ خان کے لواحقین کو کچھ علم نہیں۔

دفعہ دوم: احمد بخش خان نے نصراللہ بیگ خان کے گھوڑوں کو غائب اور نیست و نابود کر کے پچاس سواروں کی رقم خورد برد کر لی ہے اور فدوی اور دیگر متعلقین کا یہ دعویٰ گھوڑوں کے معدوم ہونے کی وجہ سے نہیں کیونکہ یہ امر سرکار سے متعلق ہے۔

دفعہ سوم: یہ کہ نصراللہ بیگ خان کے حقیقی بھتیجے اور حقیقی بھانجے کو ابتدا سے اب تک ہزار گونہ رسوائی اور سرگردانی کے ساتھ ابتدا سے اب تک احمد بخش خان کی جاگیر سے صرف ۳ ہزار روپے سالانہ وصول ہوئے ہیں باقی سب خوردبرد کی نذر ہو گئے ہیں چنانچہ فدوی کے قول کی صداقت تحقیقات کے بعد جناب عالی کے سامنے آشکارا ہو جائے گی۔

دفعہ چہارم: احمد بخش خان نے خواجہ حاجی نامی ایک شخص کو جو نصراللہ بیگ کا نمک خوار تھا اپنے کاموں پر پردہ داری اور نگہداشت کے لیے جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر کے سامنے نصراللہ بیگ خان کا رشتہ دار ظاہر کیا اور ہم پانچ افراد میں اسے بھی شریک پرورش کر لیا ہے۔ یقین ہے کہ جب صاحبان انصاف معاملے کی جزئیات اور خواجہ حاجی کی اس خاندان سے نسبت سے آگاہ ہوں گے اس کے استحقاق کو پورے طور پر پرکھ لیں گے، وہ رقم جو احمد بخش خان کی جاگیر سے خواجہ حاجی کو ملی اور خواجہ حاجی کو اور اب اس کی وفات کے بعد اس کی بیٹوں کو مل رہی ہے وہ اس کے ہرگز مستحق قرار نہ پائیں گے اور نہ ہی وہ نصراللہ بیگ کے اقربا میں تصور کئے جا سکیں گے۔ یہ چار دفعات عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح سرکار کی طرف سے متعین رقم ضائع نہ ہو گی۔ اور مستحقین بھی اپنے انصاف کو پا کر سرکار کی عطا کی ہوئی روزی سے بہرہ اندوز ہو سکیں گے۔ عزواقبال کا سورج چمکتا رہے۔

عرضے

محمد اسداللہ خان

لفافے پر:

فیض اثر ربوبیت مظہر جناب مستطاب خداوند خدایگان فیض بخش فیض رسان بے کسوں کے دستگیر حضور پرنور ایڈورڈ اسٹرلنگ بہادر دام اقبالہ' کی نظر سے گزرے۔

(۱۰)

اسد اللہ خان غالب کے مراسلہ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۸۲۹ء کی ایک نقل
(فارسی سے اردو)

غریب پرور سلامت!

خواجہ حاجی کے بارے میں فدوی کا دعوئی یہ ہے کہ خواجہ حاجی اس امر کا مستحق نہیں ہے کہ سرکار دولت مدار اس کی پرورش کرے اور نواب احمد بخش خاں کی جاگیر سے خواجہ حاجی کو جو رقم ملتی ہے وہ اس لائق نہیں کہ نصراللہ بیگ کے رشتہ داروں کی پرورش و نگہداشت کے لیے محسوب ہو۔اس کی دلیل یہ ہے کہ خواجہ حاجی براہ راست متوسل اور سرکار کا نمک خوار نہ تھا اور نصراللہ بیگ خاں مرحوم کے رسالے میں دیگر چار سو سواروں کی طرح یہ بھی ایک ملازم تھا اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ وہ نصراللہ بیگ خان کا خانہ زاد یا نمک پروردہ تھا اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو رقم سرکار کی جانب سے احمد بخش خاں کے لیے معاف ہوئی وہ نصراللہ بیگ کے لواحقین کی کفالت اور پرورش کے لیے ہے جو یقیناً نصراللہ بیگ کی خدمات اور جانفشانی کا صلہ ہے۔ چاہیے کہ یہ رقم نصراللہ بیگ کے لواحقین میں تقسیم ہو اور نصراللہ بیگ کے لواحقین اور ورثا میں یہی پانچ اشخاص ہیں۔ تین حقیقی بہنیں اور دو حقیقی بھتیجے چونکہ نصراللہ بیگ لاولد فوت ہوئے اس لیے بلاشبہ کے اس کے بھائی کے حقیقی بیٹے بہرصورت اس کے اپنے بیٹوں کے برابر متصور ہوں گے لہٰذا خواجہ حاجی کا قرابت دار ہونا مشہور تو ہے امرواقع نہیں۔ اس کا یہ بیان کہ خواجہ مرزا نام کا ایک جوان نصراللہ بیگ خاں کے والد کے پاس پانچ روپے ماہانہ کا سائیس تھا(۲۴)۔ حسن اتفاق ہے کہ نصراللہ بیگ خاں کی والدہ کی ایک بہن بیوہ تھی اس کی ایک بیٹی کنواری تھی۔ خواجہ حاجی کی ماں☆ نے اپنی بہن اور اس کی بیٹی کو محل میں پرورش پانے والے دیگر افراد کی طرح پالا اور جب یہ مذکورہ لڑکی جوان ہوئی تو مذکورہ سائیس خواجہ مرزا کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ خواجہ حاجی مرحوم اسی خواجہ مرزا مرحوم کا بیٹا ہے۔ خواجہ مرزا والد خواجہ حاجی کا نصراللہ بیگ کے باپ اور ماں کے ساتھ سوائے ایک ملازم ہونے کے کسی اور رشتہ داری کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں خواجہ حاجی کی ماں نصراللہ بیگ خاں کی ماں کی بھانجی تھی۔ چنانچہ خواجہ حاجی شرعاً عقلاً عرفاً گویا کسی لحاظ سے بھی اس امر کا مستحق نہیں ہے کہ اسے نصراللہ بیگ خاں کے اقربا میں داخل کیا جا سکے یا اس کی پرورش نصراللہ بیگ خاں کی بہنوں اور بھتیجوں کے ساتھ ہو۔ چونکہ وہ ذاتی طور پر پرورش کا استحقاق نہیں رکھتا لہٰذا اسے درخواست کرنے کا بھی کوئی حق نہیں لیکن چونکہ اس کا نام سرکار کے پاس درج ہے جو نواب احمد بخش مرحوم کی بدنیتی کی دلیل ہے۔ احمد بخش خان نے قصداً اسے نصراللہ بیگ کے رشتہ داروں میں شمار نہیں کیا☆☆۔ کیونکہ نصراللہ بیگ خاں نواب احمد بخش خان

☆ غالباً اشتباہ یا سہو کتابت ہے۔ یہاں نصراللہ بیگ خاں کی ماں ہونا چاہیے۔ (گ۔ ن)

☆☆ انگریزی عبارت کے مطابق 'اشتباہ' "احمد بخش خاں نے اسے قصداً نصراللہ بیگ خاں کے رشتہ داروں میں شمار کیا" ہونا چاہیے۔

کا داماد تھا اور ہر شخص اپنے داماد اور داماد کے رشتہ داروں کو خوب پہچانتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ احمد بخش خان نے نصراللہ بیگ خاں کی ماں کو جو اس وقت زندہ تھیں نصراللہ بیگ خاں کی تینوں بہنوں کے ہمراہ جو ابھی تک بقید حیات ہیں بے بس اور پردہ نشین مستورات خیال کرتے ہوئے اور نصراللہ بیگ کے دونوں بھتیجوں کو کم سن اور بے خبر گردانتے ہوئے جان بوجھ کر اپنے مفاد کی خاطر خواجہ حاجی کو نصراللہ بیگ کا رشتہ دار ظاہر کیا اور اسے اپنے کاموں پر پردہ ڈالنے کے لیے آلہ کار بنایا۔ چنانچہ نصراللہ بیگ خاں کے گھوڑوں کی بربادی اور پچاس سواروں کی نوکری کا خاتمہ اس پردے سے ظاہر ہوا اور یہ بات اتنی واضح ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ بہرکیف ثابت ہوا کہ سرکار کے پاس خواجہ حاجی کے نام کا اندراج احمد بخش خاں کی غلط بیانی کی بنا پر ہوا ہے۔ احمد بخش خاں کی غلط بیانی اس وجہ سے تھی کہ حقائق کی پردہ داری کی جائے اور اپنے آپ کو بدنامی سے بچایا جائے۔ میں جو کہ اسد اللہ خاں عرف مرزا نوشہ' نصراللہ بیگ کا بڑا بھتیجا ہوں' نے خواجہ حاجی مذکور کے مرنے کے بعد احمد بخش خاں کی خدمت میں عرض کیا کہ اب یہ دو ہزار روپیہ سالانہ جو خواجہ حاجی کو ملتا ہے مجھے دے دیا جائے تاکہ میں اسے حقیقی ورثا کی ضرورتوں کے مطابق تقسیم کر کے باقی رقم اپنے استعمال میں لاؤں۔ نواب احمد بخش نے اس کے باوجود اپنی عاقبت اندیشی و دور نگاہی کی بنا پر خواجہ حاجی کی تنخواہ کو جاری رکھا۔ بظاہر انہیں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں یہ مقدمہ طول نہ پکڑ جائے اور معاملہ سرکار تک نہ پہنچ جائے۔ جس سے پرورش و نگہداشت کی رقم کی مقدار ظاہر ہو جائے لیکن حضور پرنور معلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر نے احمد بخش خاں کے نام جو شقہ مورخہ ۱۸۰۶ء میں تحریر کیا ہے کہ خواجہ حاجی وغیرہ متوسلین مرزا نصراللہ بیگ خاں کی پرورش و کفالت ان کے ذمہ ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ سرکار نے نصراللہ بیگ کے رشتہ داروں کی کفالت منظور کی ہے اور خواجہ حاجی کو احمد بخش خاں کے بیان کے مطابق نصراللہ بیگ خاں کا رشتہ دار گردانا ہے اور احمد بخش خاں کی درخواست پر خواجہ حاجی کے نام کا اندراج کیا ہے حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ خواجہ حاجی کی نصراللہ بیگ کے ساتھ نسبت نہایت کمزور ہے۔ اس کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جو رقم خواجہ حاجی اور اس کے بیٹوں کو ملے' نصراللہ بیگ خاں کے لواحقین کی کفالت میں شمار نہ کی جائے اور نہ ہی ان کی پرورش و نگہداشت کے لیے محسوب کی جائے۔ سرکار والا کی تحریر سے یہ مطلب اخذ کیا جا سکتا ہے کہ پچاس سواروں کی تنخواہ احمد بخش خاں کے حساب میں منہا کر دی جائے اور وہ بھی خواجہ حاجی کی زندگی تک اور وہ بھی محض سرکار جہاندار کی تحریر کے احترام میں۔ یہ بات بہرصورت ثابت ہوتی ہے کہ نصراللہ بیگ خاں کی تین بہنیں اور دو بھتیجے ۱۸۰۶ء سے ۱۸۲۹ء تک نواب احمد بخش خاں مرحوم کی جاگیر سے صرف تین ہزار روپے سالانہ حاصل کر رہے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ خواجہ حاجی مرحوم کے بیٹے یہ دلیل لائیں گے اور یقیناً یہ ظاہر کریں گے کہ خواجہ حاجی نے نصراللہ بیگ خاں کی ماں کا دودھ پیا ہے۔ یہ توجیہہ انتہائی بے وزن اور یہ دعویٰ بالکل باطل ہے لیکن میری یہ خواہش ہے کہ خواجہ حاجی کا حال پوشیدہ نہ رہے لہٰذا اس مقدمہ کا حال بلا تامل عرض کرتا ہوں۔ آپ بھی اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ دنیائے اسلام خصوصاً ہندوستان میں یہ رسم موجود ہے کہ مستورات غیر محرم سے پردہ کرتی ہیں اور اپنے

حقیقی بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں کے سوا کسی دوسرے کے سامنے نہیں آتیں۔ جب خواجہ حاجی پیدا ہوا اور نصراللہ بیگ خاں کی ماں نے جب یہ دیکھا کہ میرے بیٹے، بھوئیں خاندانی رسم و رواج کے مطابق خواجہ حاجی سے پردہ برقرار نہیں رکھ سکیں گی اس لیے کہ خواجہ حاجی کے باپ کی حیثیت ایک سائیس سے زیادہ نہیں اور ہمارے ساتھ اس کی نسبت مستحکم نہیں اس لئے نصراللہ بیگ خاں کی ماں نے اپنی بہن کی عزت افزائی اور دل جوئی کی غرض سے خواجہ حاجی کو دودھ پلایا اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ جب خواجہ حاجی جوان ہو جائے تو کوئی اس سے پردہ نہ کرائے۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔ فدوی کی خواجہ حاجی سے بیگانگی پر یہ دلیل انتہائی محکم اور ٹھوس ہے کہ جب تک خواجہ حاجی نے نصراللہ بیگ خاں کی ماں کا دودھ نہ پیا اور اضافی رشتہ استوار نہ کیا وہ اس قابل نہ ہو سکا کہ نصراللہ بیگ خاں کی بہنیں اس کے سامنے آتیں۔

میرا یہ بھی خیال ہے کہ خواجہ حاجی مرحوم کے بیٹوں نے اس سلسلے میں نصراللہ بیگ کی مہر کے ساتھ کوئی دستاویز پیش کی ہو گی اور اسے اپنی سچائی کی دستاویز بنایا ہو گا حالانکہ یہ ایک جعلی ہبہ نامہ ہے جو خواجہ حاجی نے نصراللہ بیگ کی رحلت کے بعد تحریر کیا اور اس پر نصراللہ خاں کی مہر ثبت کی اور متھرا شہر کے قاضی کو رشوت دے کر اس جعلی ہبہ نامہ پر اس کے دستخط حاصل کر لیے۔ لہٰذا وہ دستاویز نصراللہ بیگ کے زیر کفالت افراد میں خواجہ حاجی کی شمولیت کے دعویٰ کو ثابت نہیں کرتی۔ اگر مجھ سے اس ہبہ نامہ کے جعلی ہونے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو میں اس سلسلے میں معتبر گواہان پیش کروں گا۔ عقلی دلائل اور نقلی شواہد سے بھی اس دستاویز کو جعلی قرار دیا جا سکتا ہے۔ وضاحت بالا سے فدوی کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ حاجی کفالت کے مستحق نہ تھا اور پرورش نگہداشت میں اس کی شمولیت کی وجہ نواب احمد بخش خاں کی بدنیتی کے سوا کچھ اور نہیں۔ امید ہے کہ فدوی کے جھوٹ اور سچ کی تحقیق کی جائے گی۔ سوائے اس کمزور رشتے اور معمولی وجہ کے جو میں نے اوپر بیان کی ہے نصراللہ بیگ خاں کے ساتھ خواجہ حاجی کا کوئی اور رشتہ یا قرابت داری ثابت ہو یا فدوی کا دعوی باطل قرار پائے تو فدوی اس دروغ گوئی کے لئے سزا کا مستوجب ہو گا اور اگر فدوی اپنے دعوی میں کلی طور پر سچا ثابت ہو تو وہ رقم جو آج تک خواجہ حاجی اور اس کے بیٹوں کو نصراللہ بیگ خاں کے زیر کفالت افراد کی پرورش و نگہداشت کے لیے ملتی رہی ہے، نصراللہ بیگ خاں کے اقربا کے نام پر احمد بخش کو آئندہ جاری نہ کی جائے اور خواجہ حاجی کے بیٹوں کو کفالت میں شامل نہ کیا جائے اور پرورش کی اس رقم سے وہ کچھ حاصل نہ کر سکیں۔ جو ضروری سمجھا عرض کر دیا۔ آپ کی خوش بختی وسطوت کا آفتاب ہمیشہ طلوع و تابندہ رہے۔

عرضے

اسداللہ خاں عرف مرزا نوشہ برادر زادہ نصراللہ بیگ خاں مورخہ ۱۵ جولائی بروز بدھ ۱۸۲۹ء۔

(۱۱)

اسد اللہ خاں غالب کی جانب سے مسٹر اینڈریو اسٹرلنگ کے نام خط مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۲۹ء کی نقل

(فارسی سے اردو)

جناب مستطاب خداوند خدایگان داور فریدوں فرہنگ نشاں دام اقبالہ و زاد افضالہ'

مودبانہ گذارش ہے کہ!

چونکہ اب میں حضور سے اجازت چاہتا ہوں کہ دہلی کو پلٹوں جو فدوی کا وطن ہے اور ابھی حضور کے رسالے کے کوچ میں تین ماہ کا عرصہ باقی ہے اور میں اس امر کی استطاعت نہیں رکھتا کہ اپنی جگہ حضور کے پاس کسی وکیل کو بھیج سکوں تاکہ اگر کسی وقت فدوی کا مقدمہ فدوی کی عدم موجودگی میں پیش ہو تو مذکورہ وکیل' فدوی کی جانب سے اس کا مدعا حضور کی خدمت میں پیش کر سکے اور اگر یہ ضروری کوائف رپورٹ کے کونسل عالیہ کو پہنچنے تک بیان نہ ہوئے تو مقدمے کے سلسلے میں فدوی کی جانب سے انصاف کے مطالبے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ لہٰذا ضروری حقائق و کوائف اپنے دستخطوں کے ساتھ پانچ دفعات پر مشتمل عرضداشت کی صورت میں آپ کے حضور پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ کے حکم سے پانچ دفعات پر مبنی اس عرضداشت کا انگریزی میں ترجمہ کرانے کے بعد ریذیڈنٹ بہادر دہلی دام شوکتہ' کی جانب سے رپورٹ موصول ہونے کے ساتھ ہی اسے فلک مقام کونسل عالیہ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا اور ان پانچ دفعات میں سے ہر دفعہ کے بارے میں واضح احکام صادر فرمائے جائیں گے تاکہ فدوی داد رسی اور انصاف کے حصول میں کامیاب ہو سکے۔

نوازش۔ آپ کی شان و شکوہ اور جاہ و جلال کا سورج پورے عالم پر سایہ فگن رہے۔

عرضے

فدوی بقلم خود اسد اللہ معروضہ ۱۱ اگست ۱۸۲۹ء

لفافے پر:

جناب فیض اثر ربوبیت مظہر جناب مستطاب خداوند خدایگان داور فریدون فرہنگ نشاں آقای مظلوم پرور جناب مسٹر اینڈریو اسٹرلنگ صاحب بہادر دام اقبالہ' و زاد افضالہ کی نظر سے گزرے۔

(۱۲)

اسد اللہ خاں غالب کی طرف سے یادداشت مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۲۹ء کی نقل
(فارسی سے اردو)

پانچ دفعات پر مشتمل گزارشات کی تفصیل

دفعہ اول:

حضور والا!

خواجہ حاجی کو نصراللہ بیگ خاں کے رشتہ داروں میں شامل و محسوب کرنا فدوی کو گوارا نہیں اور اس ناگواری کی بنیاد طمع و لالچ نہیں بلکہ حق کا حصول ہے کیونکہ فدوی کے خیال کے مطابق خواجہ حاجی بلحاظ قرابت و استحقاق اس لائق نہیں کہ اس کی پرورش و کفالت سرکار کرے جبکہ اس کی زیر کفالت افراد میں شمولیت احمد بخش مرحوم کی غلطی کے باعث ہے اور محض نواب احمد بخش کی تجویز پر استحقاق قائم نہیں کیا جا سکتا۔ لٰہذا میں چاہتا ہوں خواجہ حاجی کی قرابت اور استحقاق اور اس کی پرورش و کفالت میں شمولیت کے احوال کی تحقیقات کے بعد گورنر جنرل بہادر کونسل عالیہ کے اجلاس میں اس مقدمے کے بارے میں احکام صادر فرمائیں کہ مسئلے کا تصفیہ ہو جائے اور آئندہ کسی فریق کو بات کرنے کی جرات نہ ہو سکے۔

دفعہ دوم:

فیض رساں! میرا اس کونسل عالیہ میں اس درخواست کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نصراللہ بیگ کے لواحقین میں چار اصلی شرکا جن میں ایک میرا چھوٹا بھائی اور نصراللہ بیگ کی تین بہنیں شامل ہیں کا احوال انتہائی سچائی کے ساتھ بیان کر دوں، دراصل استحقاق کی رو سے ہم پانچوں متوسلین برابر ہیں، لیکن یہ مدد معاش سرکار کی طرف سے مال متروکہ کی بجائے جاگیر کے معاوضے کا درجہ رکھتی ہے، ایک لحاظ سے ریاست کا حق ملکیت ہے اور چونکہ اس خاندان کا سرپرست بے اولاد چھوڑے دنیا سے چلا گیا ہے، میں جو اس کا سب کے بڑا بھتیجا ہوں، اس کے بیٹے کی مانند ہوں، نصراللہ بیگ خاں کا جانشین قرار پا سکتا ہوں۔ میں اس لائق ہوں کہ ان تمام لواحقین کی پرورش کی رقم مجھے مرحمت فرمائی جائے اور ان کی پرورش میرے ذمے کر دی جائے تاکہ ہماری خاندانی وضع داری باقی رہے لیکن چونکہ میں نے بعض اوقات اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ نواب احمد بخش خاں جاہ و مرتبے کے باوجود متعلقین نصراللہ بیگ

خاں کی پرورش میں حیل و حجت کرتے تھے' ڈرتا ہوں کہ کہیں ان شرکا میں سے بھی کوئی مجھ سے ناراض نہ ہو جائے یا غیرارادی طور پر بھی کسی کی حق تلفی ہو جائے لہٰذا میں دوسرے شرکا کا کفیل بننا نہیں چاہتا اور التماس کرتا ہوں کہ ان پانچ شرکا میں سے ہر ایک کے نام اس کی رقم مقرر کر دی جائے تاکہ فدوی کو کسی کمی بیشی کی مجال اور متعلقین کے لیے کسی ناراضگی یا حق سے زیادہ مانگنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ تاہم میں اتنا چاہتا ہوں کہ رئیس خاندان کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے مجھے امتیازی حیثیت دی جائے تاکہ میری زندگی میں فراغت اور دنیا کی نظر میں میری عزت قائم رہے۔

دفعہ سوم:

مظلوم پرورا! جب یہ بات واضح ہے کہ نصراللہ بیگ خاں کی جاگیر احمد بخش کی جاگیر سے ضلع اکبر آباد میں الگ واقع تھی۔ اس سلسلے میں ہمارا موقف یہ ہے کہ نصراللہ بیگ خاں' نواب احمد بخش کا داماد تھا اور نصراللہ بیگ خاں کی وفات کے بعد اس کی جاگیر کو احمد بخش کی جاگیر میں شامل کرواتے ہوئے اس کے لواحقین کی کفالت کے لئے احمد بخش خاں کی جاگیر سے وظیفہ مقرر کیا گیا' حالانکہ یہ جاگیر احمد بخش کی جاگیر سے بالکل علیحدہ ہے اگر اس بنا پر کفالت کی رقم میں معافی نہ دی جاتی تو اس رقم کو سال بہ سال خزانہ عامرہ میں داخل کرایا جاتا۔ پس زر استمراری سرکار والا کے تصرف میں ہے۔ لہٰذا ان مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر درخواست کرتا ہوں کہ یہ وظیفہ خزانہ سرکار سے مقرر ہو۔ مذکورہ وجوہ سے قطع نظر شمس الدین کے خزانہ سے وظیفہ کی وصولی انتہائی معیوب ہے کیونکہ جاگیر شمس الدین کے تصرف میں نسل در نسل چلے گی اور وظیفہ بھی نصراللہ بیگ خاں کے زیر کفالت افراد کے لیے نسل بعد نسل ہو گا اور دفعہ دوم میں میں نے خود یہ درخواست کی ہے نصراللہ بیگ خاں کے پانچوں لواحقین میں سے ہر ایک کے لیے الگ وظیفہ مقرر کیا جائے اس صورت میں ان پانچوں اشخاص میں سے اگر کوئی مر جائے گا تو دو حالتوں سے ایک ضرور ہو گی اگر وہ متوفی صاحب اولاد مرے گا تو اس صورت میں اس کی اولاد اس وظیفے کی حق دار ہو گی لیکن اگر ان پانچ میں سے کوئی شخص لا ولد ہو گا تو بلاشبہ اس کے وظیفے کی رقم کے لیے تنازعہ اٹھ کھڑا ہو جائے گا۔ ایک طرف جاگیر دار فیروزپور اس وظیفے کے ضبط کرنے کی کوشش کرے گا اور دوسری طرف دیگر شرکا کی اولاد اس رقم کی دعویٰ دار بن جائے گی لہٰذا میں امید کرتا ہوں کہ حکومت اس سلسلے میں کوئی واضح قاعدہ بنائے گی اور جاگیردار فیروزپور کو حکم جاری کرے گی کہ نصراللہ بیگ خاں کے زیر کفالت افراد کی پرورش و نگہداشت کے لیے مقرر کردہ وظیفہ ہر سال خزانہ عامرہ میں داخل کرایا جائے اور سرکار والا سے ان پانچ افراد میں سے ہر ایک کے لیے اس کے خرچے کے مطابق مشاہرہ مقرر کیا جائے تاکہ فدوی بلاواسطہ اور میرے واسطے سے شرکائے فدوی' تاحیات ریذیڈنسی کے دفتر میں وصولی کی رسید داخل کرا کر اپنے مقرر حصے کو بلاخوف حاصل کر سکیں اور آئندہ جو لاولد فوت ہو تو اس کی تنخواہ بحق سرکار ضبط کر لی جائے۔ اگر متوفی صاحب اولاد ہو تو اس کی اولاد سرکار کو اپنی شناخت کروائے اور اس وظیفے کو اپنے تصرف میں لائے اس صورت میں سرکاری رقم کے ضیاع کا اندیشہ بھی نہیں رہے گا نیز ہم پانچوں کی اولاد کے درمیان کسی قسم کا کوئی اختلاف و تنازعہ پیدا نہیں

ہو گا۔ فقط۔

دفعہ چہارم :

حضور والا !

مجھے امید ہے کہ مقدمہ ہذا کے فیصلہ کے بعد گزشتہ سالوں کے بقایا جات کے لیے دعوی دائر کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی اور مقدمہ کے تصفیہ کے ساتھ گزشتہ سالوں کے بقایاجات پر مشتمل رقم جاگیردار فیروزپور سے کسی انتظار کی زحمت کے بغیر وصول ہو جائے گی۔ فقط۔

دفعہ پنجم :

فریادرس !

چونکہ ۔ بات اظہر من الشمس ہے کہ فدوی کے حقیقی چچا نصراللہ بیگ خاں کا شمار آپ کے متوسلین میں ہوتا ہے۔ فدوی کو بھی آپ کی عنایت سے آپ کی سرپرستی کی نسبت حاصل ہے لیکن نواب احمد بخش نے جو فدوی کے حقیقی چچا کا سسر اور فدوی کے سسر کا حقیقی بھائی تھا فدوی کو ناکام' نامراد' بیزار اور گمنام بنا دیا لہٰذا میری خواہش ہے کہ اس مقدمہ کے فیصلے اور عدالتی کارروائی کے دوران فدوی کی مایوسی وحرمان زدگی اور ناکامی ونامرادی دور کر دی جائے' فدوی کی قدر افزائی کی جائے حضور والا کی جانب سے ایک خلعت عطا ہونا چاہیے تاکہ فدوی کی جاہ وحشمت میں اضافہ ہو اور مایوسی وناکامی کا غم جاتا رہے۔ ایک دنیا جانتی ہے کہ میں بھی سرکار جہاںمدار کے متوسلین میں سے ایک ہوں۔

آپ کی شان وشوکت کا سورج تمام دنیا پر چمکتا رہے۔

عرضداشت

فدوی اسد اللہ خاں عرف مرزانوشہ برادر زادہ نصراللہ بیگ خاں

جاگیردار سونک سونا

معروضہ ۱۱ اگست ۱۸۲۹ء

(۱۳)

سیاسی روداد ۱۹ دسمبر ۱۸۲۹ء

بخدمت گرامی:

اے اسٹرلنگ صاحب بہادر

فارسی معتمد برائے حکومت

شعبہ سیاسی فورٹ ولیم

جناب عالی!

میں آپ کی توجہ سر۔ای۔ کول بروک کی طرف سے گزشتہ فروری کی ۲۴ تاریخ کو لکھے گئے اس خط کی جانب جس اسداللہ خاں کی عرضداشت پر رپورٹ کرنے کے لیے کہا گیا تھا مبذول کرانا چاہتا ہوں' ابھی تک مذکورہ بالا خط کا کوئی جواب دفتر میں موصول نہیں ہوا۔

میرے لیے اعزاز ہے' جناب!

آپ کا ناچیز خادم

(دستخط) ایف ہاکنز

قائم مقام ریذیڈنٹ☆

دہلی ریذیڈنسی

۵ دسمبر ۱۸۲۹ء

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر۲۹' ۱۹ دسمبر ۱۸۲۹ء

(۱۴)

حکم ہوا ہے کہ مراسلہ بنام ریذیڈنٹ مورخہ ۱۳ مارچ سابق کی ایک ہو بہو نقل مندرجہ ذیل خط کے ساتھ قائم مقام ریڈیڈنٹ کو ان کے پتے پر ارسال کر دی جائے۔

یہ حکم اسٹرلنگ صاحب، فارسی معتمد برائے حکومت شعبہ سیاسی فورٹ ولیم کے نام دہلی ریذیڈنسی کے قائم مقام ریذیڈنٹ کے خط مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۲۹ء میں جو صفحہ ۴۴ پر درج کیا گیا تھا☆۔

☆ انڈیا آفس ریکارڈز، لندن، نمبر آئی او آر۔ ایف /۴/ ۱۳۴۴ بورڈز کلیکشن نمبر ۵۳۴۲۹

(۱۵)

بخدمت گرامی : قائم مقام ریذیڈنٹ صاحب بہادر

بر مقام دہلی

جناب عالی!

مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کے خط مورخہ ۵ ماہ رواں کی وصول یابی سے آپ کو مطلع کروں اور جوابا" آپ کو آگاہ کروں کہ سر۔ای۔ کول بروک کے خط مورخہ ۲۴ فروری کا جواب ۱۳ مارچ کو ارسال کر دیا گیا ہے جس میں اسد اللہ خان جو خود کو نصراللہ بیگ خان کا بھتیجا بتاتا ہے کی اس عرضداشت کے بارے میں رپورٹ دی گئی ہے جو اس نے ان کی خدمت میں پیش کی تھی ایسے کسی معاملے میں مزید کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی ہے جس میں نصراللہ بیگ خان کے نام کا ذکر آیا ہو۔ جیسا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا ہدایات دہلی کے دفتر میں موصول نہیں ہو رہی ہیں اس لیے میں اپنے خط کا ایک مثنیٰ اور اس سے منسلکات آپ کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں☆۔

آپ کا خادم

فورٹ ولیم (دستخط) اے اسٹرلنگ

۱۹ دسمبر ۱۸۲۹ء نائب متعمد برائے حکومت

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ۔ پروسیڈنگز نمبر ۳۰' ۱۹ دسمبر ۱۸۲۸ء

(۱۶)

نقل عرضی برائے جواب دعوی از افضل بیگ

(فارسی سے اردو)

مورخہ ۸ مارچ ۱۸۳۰ء

عزت ماب، عالی جناب کی خدمت میں عرض پرداز ہوں!

خواجہ حاجی خاں مرحوم کے فرزند خواجہ شمس الدین عرف خواجہ جان و خواجہ بدرالدین عرف خواجہ امان جو سرکار انگریز بہادر کے نمک پرور وہ ہیں، میرے حقیقی بھانجے ہیں۔ اسد اللہ خاں عرف مرزا نوشہ نے ان کی حق تلفی کے ارادہ سے مذکورہ لڑکوں کے تخفیف حق کے موضوع پر کلکتہ سے اپنی مراجعت کے وقت ایک درخواست حضور کی انصاف پسند خدمت میں پیش کی نیز اس درخواست کے مطالب ریذیڈنٹ کی خدمت میں بھی پیش کیے ہیں۔ لہٰذا میں جو عرضی کے متن میں ذکر کیے گئے خواجہ شمس الدین اور خواجہ بدرالدین کا حقیقی ماموں ہوں۔ مذکورہ اشخاص کی اجازت سے اسد اللہ خاں کی عرضی کا جواب آپ کے حضور میں پیش کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ اس جواب کے مطالب تک رسائی کے بعد اسد اللہ خاں غالب کے مقدمے کی تحقیق کے دوران ان مطالب کو ریذیڈنٹ بہادر شاہجہان آباد کی تحویل میں دے دیا جائے اور فدوی کو بھی ان کی خدمت میں پیش ہونے کی اجازت ہو۔ چونکہ اسد اللہ خاں نے یہ معاملہ ریذیڈنٹ بہادر شاہجہاں آباد کے علم میں ہونے کے باوجود محض خواجہ حاجی کے بیٹوں کی حق تلفی کے لیے آپ تک پہنچایا ہے لہٰذا حضور کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسد اللہ خاں کا بیان صاف جھوٹ پر مبنی ہے۔ اس مقدمے کا جواب داخل کر کے امید کرتا ہوں کہ از راہ ملازم پروری اور متوسل نوازی فدوی کے جواب کو بذریعہ مراسلہ ریذیڈنٹ صاحب کی خدمت میں روانہ فرما دیں تاکہ انھیں مقدمے کی رپورٹ کے دوران میں دعویٰ و جواب دعویٰ دونوں کے مطالب سے آگاہی رہے تاکہ مدعیان آپ کی عنایت اور جناب ریذیڈنٹ کی توجہ سے انصاف حاصل کر سکیں اور سرکار کمپنی انگریز بہادر کی ہمیشہ قائم ودائم رہنے والی حکومت کے دعاگو اور وفادار رہیں۔ فقط۔

درخواست گزار

عبدہ، افضل بیگ۔(۲۵) مورخہ ۸ مارچ ۱۸۳۰ء

(۱۷)

افضل بیگ خاں کی طرف سے دائر کردہ جواب دعویٰ مورخہ ۸ مارچ ۱۸۳۰ء کی نقل

(فارسی سے اردو)

غریب پرور سلامت!

افضل بیگ خان جو خواجہ شمس الدین عرف خواجہ جان اور خواجہ بدرالدین عرف خواجہ امان پسران خواجہ حاجی مرحوم نمک پروردہ سرکاری عالیہ کا مختاری ہے کی جانب سے اسد اللہ خاں کی عرضی کا جواب حسب ذیل ہے:

۱۸۰۶ء میں فیروزپور جھرکہ 'سانکرس' 'پونا' 'ہانا' وبچھورد' نگینہ کی جاگیریں نواب احمد بخش خاں کو استمراری حق (نگان داری) پر مع سند دس مخصوص شرائط کے مطابق نسلاً" بعد نسل عطا ہوئیں۔

اول : یہ کہ مرزا نصراللہ بیگ خاں مرحوم کے زیر کفالت افراد خواجہ حاجی وغیرہ کی پرورش اور دیکھ بھال نواب موصوف کے ذمہ ہو گی۔ فقط۔

دوم : یہ کہ پچاس سوار بوقت ضرورت سرکار کے لیے حاضر کئے جائیں فقط۔ اگرچہ نواب موصوف نے عالی مرتبت جنرل سرجان مالکم صاحب بہادر کے حضور دس ہزار روپیہ نصراللہ بیگ خاں مرحوم کے زیر کفالت افراد خواجہ حاجی وغیرہ کے درمیان تقسیم کرنے کا ذمہ لیا لیکن نصراللہ بیگ مرحوم کے زیر کفالت افراد یعنی خواجہ حاجی وغیرہ کو اس معینہ رقم کی کوئی خبر (اطلاع) نہ کی تھی۔ اس صورت میں نواب موصوف از راہ بخل نصراللہ بیگ خاں مرحوم کے زیر کفالت افراد حاجی وغیرہ کو صرف پانچ ہزار روپے سالانہ دیتے تھے۔ یعنی مبلغ دو ہزار روپے خواجہ حاجی کو مبلغ ایک ہزار پانچ سو روپے مرحوم کی بہنوں کو ایک ہزار پانچ سو روپے اسد اللہ خاں اور مرزا یوسف کو جو نصراللہ بیگ خان مرحوم کے بھتیجے تھے سالانہ ملتے تھے۔ گزشتہ سال اسداللہ خاں نے اولاً شرکا کی رضامندی سے نواب احمد بخش مرحوم کے ورثاء کے خلاف تنخواہ میں اضافے کے لیے ایک عرضی حضور کی خدمت میں پیش کی۔ ثانیاً" طمع اور بے انصافی کے تحت خواجہ حاجی خاں کے بیٹوں کو ان کے حق سے محروم کرنے کے لیے ایک دوسری عرضی پیش کی اور خواجہ حاجی کے بیٹوں کی جو اسد اللہ بیگ کے لیے بھی واجب الاحترام بزرگ ہیں کی تحقیر و تذلیل کو مفید مطلب سمجھتے ہوئے لکھا کہ خواجہ حاجی ہرگز اس امر کا مستحق نہیں کہ سرکار اس کی کفالت کا اہتمام کرے۔

غریب پرور! دشمنی اور کینہ پروری نے اسد اللہ خاں کے ذہن کو بالکل ماؤف کر دیا ہے یہاں تک کہ

اس نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ حکومت کے اہل کاروں کو امور مملکت کے انتظام میں تعلیم دینے پر کمربستہ ہے اور حکومت کے خیر خواہوں کی درجہ بندی اور کفالت کے سلسلے میں کسی کوتاہی کو سرکاری اہل کاروں کی غفلت پر محمول کرتا ہے۔ اگر سرکاری اہل کاروں کو خواجہ حاجی کی خیر خواہی اور خدمت گزاری پر مکمل اعتماد نہ ہوتا اور خواجہ حاجی خاں کی نصراللہ بیگ مرحوم کی معیت میں حسن خدمت کے صلے کے طور پر خواجہ حاجی اور اس کی اولاد کی کفالت سرکاری اہل کاروں کی خصوصی توجہ کا مرکز نہ ہوتی تو خواجہ حاجی کا نام نصراللہ بیگ مرحوم کے زیر کفالت افراد کے زمرے میں شامل نہ ہوتا اور حضور کی جانب سے عطا کردہ سند میں اس کا نام کمپنی انگریز بہادر کی حکومت کی سرپرستی کے مستحق افراد میں درج نہ ہوتا۔ دیگر دلائل سے قطع نظر سند کی عبارت بلاشبہ خواجہ حاجی مرحوم کے لازوال استحقاق کے لئے ایک ناقابل تردید دلیل ہے۔

ثانیاً : اسد اللہ خاں خواجہ حاجی کے بیٹوں کی رسوائی کی غرض سے لکھتا ہے کہ خواجہ حاجی یعنی فدوی کے بھانجوں کا باپ نصراللہ بیگ خاں کا غلام زادہ اور نمک خوار تھا۔ خواجہ مرزا' خواجہ حاجی کا باپ نصراللہ بیگ خاں کے باپ کے پاس صرف پانچ روپے ماہانہ پر بطور سائیس ملازم تھا لیکن خان مذکور اپنے بیان کے تناقض کی پرواہ کئے بغیر دوبارہ لکھتا ہے کہ نصراللہ بیگ خاں کی ماں نے اپنی بھانجی کا نکاح جو اس بزرگ خاتون کو اپنی بیٹی کی طرح عزیز تھی خواجہ مرزا کے ساتھ کر دیا اور خواجہ حاجی مرحوم بن خواجہ مرزا اسی بیٹی کے بطن سے ہے۔ غریب پرور! نصراللہ بیگ خاں کی ماں اور اسد اللہ خاں کی دادی کی حالت پر تاسف ہے کہ بقول اسد اللہ خاں اس نے اپنی بھانجی کا نکاح کمال رضامندی کے ساتھ ایک غیر اور گھٹیا شخص کے ساتھ کر دیا۔ حیف ہے اسد اللہ خاں کے حال پر کہ وہ خواجہ حاجی کے لیے جو اس کی دادی کی بھانجی کا بیٹا ہے غلام زادہ اور اسی قسم کے دوسرے آمیز الفاظ استعمال کرتا ہے حالانکہ یہ شخص (اسد اللہ خاں) خود گھٹیا ہے۔ نصراللہ بیگ خاں کی ماں یعنی اس (اسداللہ خاں) کی دادی نے اپنی بہن کی عزت افزائی و خاطرداری کے لیے خواجہ حاجی کو دودھ پلایا اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ جب خواجہ حاجی جوان ہو جائے تو کوئی اس سے پردہ نہ کرائے لیکن اسد اللہ خاں اپنے بزرگوں کے برعکس اپنی دادی کی بہن اور اس کی اولاد کی قدر افزائی کی بجائے ان کی عزت کو حاکمان وقت کے حضور بار بار اپنی زبان درازی سے مجروح کرتا ہے اور اپنے بزرگوں کی توہین و تحقیر کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھتا ہے۔ غریب پرور! اسد اللہ خاں اولاً خواجہ حاجی خاں سے کسی قسم کی رشتہ داری سے انکار کرتا ہے اور خواجہ حاجی کو صرف نصراللہ بیگ خاں کے نوکروں کے زمرے میں شمار کرتا ہے اور آخر کار نصراللہ بیگ مرحوم اور خواجہ حاجی مغفور کے درمیان کمزور تعلق کو ظاہر کرتا ہے فقط۔ خان مذکور پر یہ بات پوشیدہ نہ ہوگی کہ خواجہ حاجی مرزا نصراللہ بیگ خاں مرحوم کے زیر کفالت افراد میں سب سے اول نمبر پر ہے۔ سند کی عبارت نصراللہ بیگ خاں مرحوم کے زیر کفالت افراد یعنی خواجہ حاجی وغیرہ

کی کفالت و نگہداشت وغیرہ ان کے ذمہ ہے اس امر پر صریحاً" دلالت کرتی ہے۔ لغوی طور پر توسل کے معنی ہیں کسی چیز کے واسطے سے نزدیکی چاہنا۔ اور توسل الیہ سے مراد ہے (بوسیلہ الی القرب الیہ بعمل)۔ اس صورت میں خواجہ حاجی پر لفظ متوسل کا اطلاق دوسروں کی نسبت نہایت صحیح اور واضح ہے۔ عرف عام میں متوسلین کا لفظ ان رشتہ داروں دوستوں اور غیروں پر صادق آتا ہے جن کا تعلق کسی دوسرے شخص سے ہو۔ چنانچہ گورنر جنرل بہادر کا متوسل اور نامور بادشاہوں کے متوسلین وغیرہ کا لفظ خواص کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ خواجہ حاجی جو نصراللہ بیگ خاں کی خالہ کا نواسا ہے اور مہمات کے انتظام میں بھی ان کے ساتھ رہا ہے' قرابت داری اور دوستی کے اعتبار سے نصراللہ بیگ خان مرحوم کے خصوصی متوسلین میں سے ہے اور دوسرے اشخاص نصراللہ بیگ خان کے عمومی متوسلین میں داخل ہیں۔ چنانچہ سند میں متوسلین سے متعلق جو عبارت درج ہے وہ ان ہی حقائق کی مصداق ہے اور نصراللہ بیگ خاں مرحوم کی رفاقت میں خواجہ حاجی خان کی خدمات' جانفشانی اور اعتبارات کے پیش نظر سرکاری اہل کار' خواجہ حاجی مرحوم کی اس پرداخت کو اولین اور اہم تصور کرتے ہوئے خواجہ حاجی مذکور اور اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں کی کفالت کرتے چلے آرہے ہیں۔ غریب پرور سلامت! اسد اللہ خاں' خواجہ حاجی اور اس کے بیٹوں کو حق سے محروم کرنے کی خاطر معلی القاب جارج بارلو گورنر جنرل بہادر کی عطا کردہ سند کو جس پر خواجہ حاجی اور اس کے بیٹوں کے دعویٰ اور اسد اللہ خاں اور اس کے بھائی اور نصراللہ بیگ خاں مرحوم کی بہنوں کی مخالفت کا دارومدار ہے کو ساقط الاعتبار قرار دیتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ حضور کی سند میں خواجہ حاجی کے نام کا اندراج نواب احمد بخش خاں مرحوم کے غلط بیانی کی وجہ سے ہے کیونکہ نواب احمد بخش خاں نے خواجہ حاجی کو اپنے معاملات کا راز دار بنا رکھا تھا۔ انصاف پرور! اس صورت میں کہ نواب احمد بخش خان مرحوم کو سند استمراری کا اجرا اور خواجہ حاجی وغیرہ نصراللہ بیگ خان متوسلین کو سرکار کی طرف سے تنخواہ کا حصول سپہ سالار نامدار جنرل لارڈ لیک بہادر کے تجربہ و تحقیق کی بنا پر نہیں بلکہ اس کا دارومدار احمد بخش خاں کی بد نیتی اور غلط بیانی پر تھا سند استمراری اور دائمی تنخواہ کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا' اس لیے کہ جس شے کی بنیاد ہی دھوکہ اور فریب پر ہو وہ قابل اعتبار و استمرار نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ خواجہ حاجی اور اس کے بیٹوں کے حق کو غلط ثابت کرنے کی خاطر اسد اللہ خاں نے خود اپنے حق کا ابطال بھی کر دیا ہے۔ اس سے اسداللہ خاں کے طمع و حرص اور واضح عناد کے سوا کچھ اور ظاہر نہیں ہوتا۔

غریب پرور! اس کے باوجود کہ سرکاری اہل کاروں نے خواجہ حاجی وغیرہ متوسلین نصراللہ بیگ خاں مرحوم جو سرکار کے جانثار رہے ہیں کی کفالت و نگہداشت کا ہر صورت تہیہ کر رکھا ہے اسد اللہ خاں غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے ظاہر کرتا ہے کہ چونکہ سرکار نے نصراللہ بیگ مرحوم کے قریبی رشتہ داروں کی پرورش اپنے ذمہ لی تھی لہٰذا وہ رقم جو خواجہ حاجی اور اس کے بیٹوں کو بغرض پرورش دی جاتی ہے اسے

نصراللہ بیگ خاں مرحوم کے رشتہ داروں کی پرورش اور نگہداشت پر محمول نہ کیا جائے۔ انصاف پرور! سرکاری اہل کاروں کی نیت اور ارادے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں بلکہ کونسل کی جانب سے عطا کردہ سند کی عبارت سرکار کے اس ارادے پر صریحاً" دلالت کرتی ہے اور اسد اللہ خان یا کسی دوسرے کی تشریح و توضیح کی محتاج نہیں۔ افسوس کہ اس حرص کے بندے کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اگر خواجہ حاجی اپنے نام کی صراحت کے باوجود سرکاری پرورش کا مستحق نہیں تو نصراللہ بیگ خان مرحوم کے زیر کفالت افراد کے علاوہ دیگر افراد جن میں اسداللہ خاں کا نام بھی شامل ہے اور جن کا ذکر وغیرہ میں ہے کسی طرح بھی سرکار کی طرف سے پرورش کے مستحق نہیں ٹھہرتے۔ اسد اللہ خاں کی درخواست کی عبارت سے ظاہر ہے کہ نصراللہ بیگ خان کے دونوں بھتیجے یعنی اسداللہ خان و مرزا یوسف استمراری کے اجرا اور تنخواہ کے تقرر کے وقت کم سن یا بے خبر نہ تھے اس صورت میں ظاہر ہے کہ خواجہ حاجی نے جو کہ نصراللہ بیگ خاں قرابت داروں میں سے ایک ہے ان (نصراللہ بیگ) کی رفاقت میں سرکار دولت مدار کی خدمات سرانجام دیں تھیں۔ اس لیے ایسے آدمی جس نے بذات خود خدمت و جانثاری کی ہو' کے مقابلے میں ناسمجھ لڑکوں کا استحقاق فائق نہیں ہوتا۔ غریب پرور! اسد اللہ خاں کے بیان سے یہ ظاہر ہے کہ نصراللہ بیگ کے بھتیجے سند کے حصول سے قبل اس سے بالکل بے خبر تھے۔ بلکہ مقام افسوس ہے کہ ابھی بھی ان میں سے ایک یعنی مرزا یوسف پاگل ہے اور شریعت کا مکلف نہیں ہے اور دوسرے کا مزاج اکثر و بیشتر قمر کے زوال و کمال کے ساتھ ساتھ اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ یہ عرضی جو خاندان اور عزیزوں کی رسوائی اور ذلت کا مرقع ہے آثار قمر کے غلبہ کے موقع تحریر کی گئی ہو فقط۔ اسدا للہ خاں نے عرضی کے آخر میں اپنے سوئے ظن کے اظہار میں بعض فضول باتیں بھی کی ہیں اسداللہ خاں کا یہ واضح ہذیان اس قابل نہیں کہ اس کا سرکار جواب دے یا اس پر غور کرے۔

غریب پرور! مذکورہ بالا محالات نواب احمد بخش خاں نسل در نسل دو خاص شرائط یعنی خواجہ حاجی وغیرہ متوسلین نصراللہ بیگ خاں کی کفالت و حسب طلب سرکار کے حضور پچاس سوار حاضر کرنے پر عطا ہوئی تھی۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ ان دو شرائط پر محالات دواماً عطا کرنے سے سرکار دولت مدار کے پیش نظر اور ملحوظ خاطر یہ ہے کہ علی ہذا القیاس یہ دو شرائط کی نوعیت بھی مدامی و مستقل ہے۔ لہٰذا آپ کی انصاف پروری سے مجھے امید واثق ہے کہ آپ نواب موصوف کے ورثا کے نام فرمان صادر فرمائیں گے نواب احمد بخش کے اس معاہدہ کے مطابق جو سرکاری اہل کاروں کے ساتھ طے پایا ہے مبلغ چار ہزار روپے سالانہ تنخواہ اور باقی ماندہ رقم بھی خواجہ حاجی کے بیٹوں کو جو سرکار دولت مدار کے نمک خوار ہیں عطا فرمائیں اور آئندہ اس سلسلے میں کسی تنگ چشمی اور غفلت کا مظاہرہ نہ کیا جائے تاکہ آپ کے یہ پرانے نمک خوار مع قبیلوں اور خانوادوں کے آپ کی حکومت کی سلامتی و درازی کے لئے دعاگو رہیں۔

مورخہ ۸ مارچ ۱۸۳۰ء افضل بیگ' مقام کلکتہ عبدہ افضل بیگ

(۱۸)

سیاسی روئداد۔ ۲۸ مئی ۱۸۳۰ء

بخدمت گرامی:
اے سٹرلنگ صاحب بہادر
نائب معتمد برائے حکومت
فورٹ ولیم

جناب عالی:

میں اپنے خط کے حوالے سے جو میں نے آپ کو گذشتہ دسمبر کی ۵ تاریخ کو لکھا تھا اور آپ کے خط کے حوالے سے جو آپ نے مجھے اس مہینے کی ۱۹ تاریخ کو لکھا عزت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسد اللہ خاں جو عرف عام میں مرزا نوشہ کہلاتا ہے کہ دعویٰ کے جواب میں نواب شمس الدین خاں کے مراسلہ کا لارڈلیک صاحب بہادر کے مراسلہ مورخہ ۸ جون ۱۸۰۶ء کا ترجمہ جس میں ان افراد کی صراحت کی گئی ہے جنھیں پانچ ہزار روپیہ سالانہ کی وہ رقم ملنا تھی جو سرکار برطانیہ نے مرحوم نصراللہ بیگ خاں کے عزیزواقارب کی کفالت کے لیے مقرر کی تھی اور اس بارے میں میں اپنی رائے سے آپ کو آگاہ کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ میری رائے میں شکایت کنندہ کو اس سے زیادہ مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں جتنا کہ لارڈلیک صاحب بہادر نے ان کے اور ان کے بھائی مرزا یوسف کے لیے مقرر کر دیا تھا یعنی پندرہ سو روپیہ سالانہ جو نواب شمس الدین خان ہمیشہ ادا کرنے کے لیے تیار رہے ہیں۔

میں ہوں آپ کا خادم

دہلی ریذیڈنسی — (دستخط) ایف ہاکنز

۵ مئی ۱۸۳ء — قائم مقام ریذیڈنٹ☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر ۱۲ مورخہ ۲۸ مئی ۱۸۳۰ء

(۱۹)

فیروز پور کے نواب شمس الدین خان کے خط کا ترجمہ جو انھوں نے دہلی کے قائم مقام ریذیڈنٹ کو ارسال کیا۔

آپ کا وہ خط جس میں اطلاع دی گئی تھی کہ محمد اسد اللہ خان لی شکایت کی تحقیق و تفتیش کے احکامات موصول ہو چکے ہیں اور جس کے ساتھ آپ نے مجھے ان کی عرضداشت کی ایک نقل ارسال کر دی ہے اور اس کے جواب میں آپ نے مجھ سے ایک تفصیلی وضاحت کی خواہش کا اظہار فرمایا ہے، مجھے مل گیا ہے اور میں نے اس کے مندر جات کو سمجھ لیا ہے۔ میرے والد محترم نواب احمد بخش خان مرحوم کے زمانے سے مرزا نصراللہ بیگ خان مرحوم کے عزیز و اقارب کی کفالت کے لیے جو کچھ کیا جاتا رہا ہے اس سے وہ اچھی طرح واقف ہیں اور انہیں دہرانے سے آپ کو غیر ضروری الجھن و پریشانی میں مبتلا کرنے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوگا تاہم آپ کے احکام کی تعمیل کرتے ہوئے میں مندرجہ ذیل توضیحات پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں :

اسد اللہ خان نے اپنے عریضہ میں جن مبینہ ناانصافیوں کا ذکر کیا ہے اور جن کے ازالے کے لیے وہ رجوع کرنے پر مجبور ہوئے، اس سے بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرحوم نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کی کفالت کے لیے جو رقم مقرر کی گئی تھی وہ اس کی مقدار سے بالکل ناواقف ہیں تاہم یہ بڑی حیرانی کی بات ہے کہ اس انتظام کے نفاذ سے کی ابتدا سے اب تک وہ فصل بہ فصل اور سال بہ سال مقررہ رقم ہی سے اتنا حصہ وصول کرتے رہے ہیں اور اس کی رسیدیں اس دفتر میں جمع کراتے رہے ہیں لیکن اب وہ مقررہ رقم سے اپنی لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ البتہ وہ ایک شاعر ہیں اور شاعر ہونے کی حیثیت سے انھیں آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی عرضداشت بیان کرنے کے لیے جس قدر چاہیں مبالغہ آرائی سے کام لیں۔

سب جانتے ہیں کہ لارڈلیک صاحب بہادر کے احکامات کے مطابق نصراللہ بیگ خان کے خاندان کی کفالت کے لیے مبلغ پانچ ہزار روپے ایک زمانے سے مقرر ہیں جس میں سے سالانہ وظیفہ کے طور پر دو ہزار روپے خواجہ حاجی کے لیے، پندرہ سو روپے مرحوم مرزا کے بھتیجوں کے لیے جو وہ باقاعدگی سے وصول

کرتے آرہے ہیں سوائے گذشتہ دو فصلوں کے جب شکایت کنندہ نے عمداً اپنا وظیفہ لینے اور رسید دفتر میں داخل کرنے سے انکار کر دیا۔ انھیں کرنا صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ رسید دیں اور معمول کے مطابق خزانچی سے اپنا وظیفہ وصول کرلیں۔ میں نے نہ کبھی کسی شخص کے واجبات ادا کرنے سے انکار کیا نہ کبھی عدم آمادگی ظاہر کی۔

اپنی عرضداشت کے دوسرے پیراگراف میں انہوں نے پچاس سواروں پر اعتراض کیا ہے۔ مجھے ان کے اس اعتراض کا جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ سرکار برطانیہ کے دست نگر آج بھی اس کے دست نگر ہیں اور کل بھی اس کی ہی فیاضی اور لطف و کرم کے دست نگر رہیں گے۔ خان کا اس مسئلے سے کوئی واسطہ نہیں حکومت جب بھی چاہے گی سواروں کی خدمات طلب کرلے گی اور یہ خدمت ۵۰ سواروں تک محدود نہیں ہوگی۔ جان ومال سب اس کے ہیں۔ دکن کی تازہ ترین مہم کے دوران جس فیاضی' لطف وکرم اور عنایات کی بارش کی گئی اسی کا بدلہ کسی طرح بھی نہیں دیا جا سکتا۔ میرے والد' جنرل سرڈی۔ آکٹر لونی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے انھیں بتایا کہ گورنر جنرل صاحب بہادر نے ایک خط میں جو حضور والا سے موصول ہوا ان (نواب) کی اپنے دستوں سمیت ہمرکابی پر انتہائی اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ میرے والد نے جواب دیا کہ حکومت برطانیہ اپنے ملازمین اور متوسلین کی وفاداریوں اور اچھائیوں پر ان کی جتنی قدر کرتی ہے اور ان کے ساتھ جس قدر اخلاق ومروت اور احسان مندی کے ساتھ پیش آتی ہے میں اس کے جواب میں اس کے سوا اور کیا کر سکتا ہوں کہ ان لیے اپنی جان بھی قربان کردوں اور جب ان کے لطف وکرم اور عنایات کا یہ عالم ہو تو مفاد پرستوں کی غلط بیانیاں ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہیں۔

تیسرے یہ کہ خان نے وظائف میں نظرثانی کا ذکر کیا ہے جس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ انھیں مجھ سے اتنی ہی رقم ملتی رہے گی جتنی میرے والد محترم سے ملا کرتی تھی اور میری ذمہ داری صرف یہیں تک ہے۔ اگر کوئی تنازعہ ہے تو وہ جس طرح مناسب سمجھیں آپس میں حل کرسکتے ہیں' اور۔۔۔۔۔

چوتھے یہ کہ خان نے الزام لگایا ہے کہ میرے والد کی غلط بیانی کی وجہ سے خواجہ حاجی کو جائز شرکا کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ اس نکتہ پر بھی میرے والد یا میرے خلاف کسی شک وشبہ کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ خواجہ حاجی اور نصراللہ بیگ خان کے دوسرے متوسلین کی کفالت کا ذکر گورنر جنرل صاحب بہادر کی سند میں خاص طور سے کیا گیا ہے جس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ گورنر جنرل صاحب بہادر خواجہ حاجی کو خاندان کا ایک سینئر رکن تصور کرتے ہیں اور اسی لیے انھوں نے ان کا نام سند میں شامل کیا جبکہ مرزا کے خاندان والوں کے لیے ''وغیرہ'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ خان آپ کے حضور اپنی عرض داشت کے چوتھے پیراگراف میں اپنی فراست وطباعی سے اپنے شدید مصائب کے چار اسباب بیان کرتے ہیں لیکن

حقیقت یہ ہے کہ بے معنی خواہشات سے مایوسیوں کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔
میں نے مندرجہ بالا سطور میں آپ کی اطلاع کے لیے سب کچھ گوش گزار کر دیا ہے۔

(مہرودستخط) شمس الدین خان

(صحیح ترجمہ)

(دستخط) ایم۔ بلیک

معاون برائے ریذیڈنٹ دہلی☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ۔ پروسیڈنگز نمبر ۱۲ مورخہ ۲۸ مئی ۱۸۳۰ء

(۲۰)

سند کا ترجمہ

(دستخط) لارڈلیک

بخدمت گرامی :
احمد بخش خان

سرکار برطانیہ مرحوم نصراللہ بیگ خان کے بقید حیات عزیزو اقارب کی سرپرستی اور کفالت کرنا چاہتی ہے جیسا کہ اس سند میں پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے جو گورنر جنرل صاحب بہادر نے آپ کو عطا کی ہے بنا بریں آپ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ آپ پرگنہ سے جو حکومت نے آپ کو عطا کیا ہے سالانہ پانچ ہزار روپے سکہ رائج الوقت باقاعدہ ماہانہ اقساط میں منسلکہ ذیل تفصیلات کے مطابق مرحوم مرزا کے ہر متوسل کو ادا کیا کریں تاکہ ان کی کفالت ہو اور وہ برطانوی حکومت کی خوشحالی کے لیے ہمیشہ دعاگو رہیں۔ آپ اس حکم کو لازمی تصور کریں۔

خواجہ حاجی ۲۰۰۰ روپے
مرحوم مرزا کی ماں اور بہن ۱۵۰۰روپے
مرحوم مرزا کے برادر زادے مرزا نوشہ اور مرزایوسف ۱۵۰۰ روپے
مورخہ ۷ جون ۱۸۰۶ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۲۲۱

صحیح ترجمہ
(دستخط) ایم۔ بلیک
معاون برائے ریڈیڈنٹ دہلی☆

☆ نیشنل آر کائیوز آف انڈیا۔ پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ پرسیڈنگز نمبر ۱۲، ۲۸ مئی ۱۸۳۰ء

(۲۱)

حکم ہوا کہ مندرجہ ذیل جواب مسٹر ہاکنز کو ارسال کر دیا جائے۔
مندرجہ بالا حکم قائم مقام ریذیڈنٹ دہلی ایف ہاکنز صاحب بہادر کے مراسلے مورخہ ۵ مئی ۱۸۳۰ء بنام اے۔ اسٹرلنگ صاحب بہادر نائب معتمد برائے حکومت فورٹ ولیم جو صفحہ ۴۳ پر ہے درج کیا گیا ہے☆۔

☆ انڈیا آفس ریکارڈز' لندن' نمبر آئی او آر۔ایف/۴/۱۳۴۴ بورڈز کلیکشن نمبر ۵۳۴۲۹

(۲۲)

بخدمت گرامی:
محترم ایف۔ ہاکنز صاحب بہادر
قائم مقام ریذیڈنٹ دہلی

جناب عالی!

مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کے مراسلے مورخہ ۵ ماہ رواں کی وصول یابی سے آپ کو مطلع کروں اور جواب میں آپ کو آگاہ کروں کہ جناب عالی مرتبت گورنر جنرل صاحب بہادر' اسداللہ خان عرف مرزا نوشہ کے دعویٰ کے بارے میں' آپ کی رائے سے متفق ہیں۔

آپ کا خیراندیش

دستخط جی۔ سوئٹن فورٹ ولیم
معتمد اعلیٰ برائے حکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر ۱' مئی ۱۸۳۰ء

(۲۳)

سیاسی روئداد ۲۰ اگست ۱۸۳۰ء

بخدمت گرامی: نائب معتمد برائے حکومت شعبہ سیاسی فورٹ ولیم

جناب عالی!

میں ایک انگریزی درخواست مودبانہ طور پر منسلک کرنے کی اجازت چاہتا ہوں اور آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ ازراہ کرم یہ درخواست عالی جناب گورنر جنزل صاحب بہادر ان کونسل کے حضور پیش کر دیں۔

میں آپ کی خدمت میں اس التماس کو بھی اپنے لیے باعث عزت تصور کرتا ہوں کہ عالی جناب گورنر جنزل بہادر اگر میری درخواست پر کوئی احکام صادر فرمانے پر ملتفت ہوں تو آپ ازراہ کرم میری رہنمائی و اطلاع کے لئے وہ (احکام) مجھے دہلی میں ضرور بھجوائیں۔

دہلی

۷ جولائی ۱۸۳۰ء

آپ کا مخلص و تابعدار

(دستخط) فارسی رسم الخط میں

محمد اسداللہ خان☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر ۳۵، ۲۰ اگست ۱۸۳۰ء

(۲۴)

عرضداشت اسداللہ خان، برادر زادہ نصراللہ بیگ خاں سابق جاگیردار سونک اور سونسا ضلع آگرہ حال مقیم دہلی۔

بخدمت گرامی: عزت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل فورٹ ولیم
بعز عرض عالی جناب!

(۱) فدوی نے ۱۸۲۸ء میں خود کلکتہ کا سفر کیا اور ایک عرضداشت قائم مقام گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل عزت ماب ڈبلیو، بی، بیلی صاحب بہادر کی خدمت میں ایس، فریزر صاحب بہادر (نائب) معتمد برائے فارسی کی وساطت سے پیش کی اور اس عرضداشت پر سرکاری احکامات میں فدوی کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنا مقدمہ پہلے دہلی کے ریذیڈنٹ صاحب بہادر کی خدمت میں پیش کرے۔ اس موقع پر جو عرضداشت حکومت کو پیش کی گئی تھی وہ (نائب) معتمد برائے فارسی کے دفتر کے ریکارڈ میں موجود ہے۔
(۲) اس عرضداشت میں، درخواست گزار نے عرض کیا تھا کہ اس کے چچا نصراللہ بیگ خان کے انتقال کے بعد جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر نے ان کے اہل خاندان کی کفالت کے لئے سالانہ کچھ رقم دینے کا فیصلہ کیا جو انہیں مرحوم نواب احمد بخش خان کی جاگیر سے ملنا تھی۔ لیکن انہیں سالانہ صرف پانچ ہزار روپے مذکورہ جاگیر سے ادا کئے جاتے تھے اور ان میں سے بھی دو ہزار روپے سالانہ خواجہ حاجی کو دیئے جاتے تھے جو ہمارے لئے بیگانہ محض تھا اور کسی طرح سے بھی اس کا کسی قسم کا تعلق درخواست گزار کے خاندان کی کسی شاخ سے نہیں تھا۔ اس ادائیگی کے بعد آپ کے اس درخواست گزار اور اہل خاندان کے لئے سالانہ صرف تین ہزار روپے بچتے ہیں۔
(۳) اس عرضداشت میں آپ کے درخواست گزار نے یہ التجا کی تھی کہ حکومت سرکاری دفاتر کے ریکارڈ کی مدد سے اس امر کی تفتیش کروائے کہ نصراللہ بیگ خان کے انتقال کے بعد آپ کے درخواست گزار کے خاندان والوں کی کفالت کے لئے کتنی رقم مقرر کی گئی تھی؟ اور یہ تفتیش بھی کروائے کہ خواجہ حاجی جو

زبردستی کا رشتہ دار بن بیٹھا ہے، نصراللہ بیگ خان کے ساتھ اس کی قرابت داری کی نوعیت کیا ہے؟ کیا یہ خونی رشتہ ہے یا خاندانی رشتہ۔

(۴) مسٹر ایڈ ورڈ کول بروک سابق ریذیڈنٹ دہلی(۲۶) نے جب حضور والا کے درخواست گزار کی عرضداشت پر حکومت کو رپورٹ پیش کی تو انہوں نے خاندان کی کفالت کے لئے طے پانے والے سالانہ وظیفہ کی جملہ تفصیلات سے آگہی حاصل کرنے کی خاطر سرکاری ریکارڈ سے اس خط و کتابت کی نقول فراہم کرنے کو کہا۔ جن کا ذکر آپ کے درخواست گزار نے اپنی عرضداشت میں کیا تھا۔ انہوں نے خواجہ حاجی کے معاملے کا بھی ذکر کیا جو خاندان کے لیے ایک غیر ہے حکومت نے ' جناب اسٹرلنگ صاحب بہادر کے ذریعہ ریذیڈنسی کے ریکارڈ سے کرنل میلکم کے خط کی ایک نقل ارسال کی اور حضور والا نے اس موقع پر ازراہ کرم یہ حکم جاری کیا کہ معاملہ کے صحیح یا غلط ہونے کا تعین کرنے کے لیے تفتیش کی جائے۔

مسٹر ایڈورڈ کول بروک کی رپورٹیں اور ان پر حکومت کے احکامات اور لیفٹیننٹ کرنل میلکم کا خط سرکار کے دفتر میں ریکارڈ پر موجود ہیں۔

(۵) مبنی بر انصاف مناسب تو یہ ہوتا کہ حکومت کے احکامات کے مطابق کرنل میلکم کے خط میں جو وظیفہ مقرر کیا گیا تھا اسی کو جائز بنیاد تصور کیا جاتا اور اسی بنیاد پر آپ کے درخواست گزار اور اس کے خاندان والوں کی پنشن جاری رکھی جانی چاہیے تھی۔ جیسا کہ آپ کا درخواست گزار محسوس کرتا ہے بلکہ انصاف کا تقاضا بھی یہی تھا کہ خواجہ حاجی کے ان دعووں کی کہ وہ نصراللہ بیگ خان کا قرابت دار ہے فوری تفتیش کرائی جانا بہت ہی ضروری تھی لیکن آپ کا درخواست گزار عالی جناب لارڈ صاحب ان کونسل کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ دہلی ریذیڈنسی میں ان واضح نکات پر ذرا بھی توجہ نہ دی گئی۔ معاون برائے ریذیڈنٹ جناب بلیک صاحب بہادر نے آپ کے درخواست گزار کو بلا بھیجا اور مطلع کیا کہ قائم مقام ریذیڈنٹ مسٹر ایف ہاکنز نے فیصلہ کیا ہے کہ نصراللہ بیگ خان کے خاندان کو اتنی ہی رقم ملنی چاہیے جتنی پہلے ملتی تھی یعنی سالانہ پانچ ہزار روپیہ اور خواجہ حاجی کو (زبردستی کا حصہ دار) اس وظیفہ میں سے بدستور دو ہزار روپے سالانہ ملتے رہنا چاہئیں۔

(۶) یہ کہ آپ کا درخواست گزار یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ دہلی ریذیڈنسی کے دفتر میں آخر ایسی کون سی دستاویز یا مراسلت دریافت ہوئی ہے جس نے اس شرط کو منسوخ یا بے اثر کر دیا ہے جس کا ذکر لیفٹیننٹ کرنل میلکم کے خط میں کیا گیا ہے اور خواجہ حاجی کے دعووں کو کیونکر قانوناً" تسلیم کر لیا گیا ہے جس کے تحت خواجہ حاجی کے بیٹوں کو بھی دو ہزار روپیہ سالانہ وصول کرنے کا حق مل جائے۔

(۷) فیروز پور کے جاگیردار نے اپنے دفتر سے دہلی کے ریذیڈنٹ کو ایک سند ارسال کی ہے جس پر ۷ جون ۱۸۰۶ء کی تاریخ درج ہے اور جس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس پر لارڈ لیک صاحب بہادر کے

دستخط بھی ہیں اور مہر بھی۔ اس سند میں نصراللہ بیگ خان کے خاندان کے لئے صرف پانچ ہزار روپیہ سالانہ مقرر کئے گئے ہیں۔ فیروز پور کے کے جاگیردار اس جعلی سند کی بنیاد پر آپ کے درخواست گزار کے خاندان کو ناحق ان کے جائز حقوق سے محروم کر دینا چاہتے ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس جعلی سند میں جیسا کہ ایسی صورتوں میں ہوتا ہے' کوئی ایسی دفعہ نہیں جس میں کسی سابقہ دستاویز یا بندوبست کا ذکر کیا گیا ہو یا جس میں یہ ذکر کیا گیا ہو کہ کرنل میلکم کے خط میں حکومت کی منظوری کی جس شرط کا ذکر کیا گیا تھا وہ منسوخ کر دی گئی ہے۔ جب آپ کا درخواست گزار آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرتا ہے کہ جو سند اب ثبوت کے طور پر پیش کی گئی ہے' پوری جستجو کے بعد اس کا کوئی سراغ نہ تو دہلی کے ریذیڈنٹ کے دفتر میں ملا ہے اور نہ ہی سرکار کے ریکارڈ میں' تو حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔

(۸) اس جعلی سند کی ایک نقل آپ کے درخواست گزار کو مہیا کی گئی تھی جس پر اس زمانے میں دہلی کے معاون برائے ریذیڈنٹ دہلی مسٹر ٹریوی لین کے تصدیقی دستخط تھے آپ کے درخواست گزار نے ریذیڈنٹ صاحب کی خدمت میں دو درخواستیں پیش کیں ایک ۶ مارچ کو اور دوسری ۲۰ مارچ کو جس میں یہ ثابت کرنے کی پیش کش کی گئی تھی کہ جو سند اب پیش کی گئی ہے وہ ایک جعلی دستاویز ہے۔ آپ کا درخواست گزار محسوس کرتا ہے کہ ریذیڈنٹ صاحب نے حکومت کو اس معاملہ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے میری ان مذکورہ درخواستوں پر غور نہیں کیا۔

(۹) آپ کے درخواست گزار نے لارڈلیک صاحب بہادر کی زیر دستخطی دو باضابطہ سندوں کا ذکر کیا ہے اصل دستاویزات فیروز پور کے جاگیردار کے دفتر میں ہیں اور نقول دہلی کے ریذیڈنٹ کے دفتر میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۸۰۴ء فیروز پور جھرکہ اور سونک اور سونسا کے پانچ ہزار روپیہ سالانہ پر استمرار سے متعلق ہے اور دوسری سند' مورخہ ۴ مارچ ۱۸۰۶ء پونا ہانا' بچھوڑ اور نگینہ کے بیس ہزار روپیہ سالانہ پر استمرار سے متعلق ہے۔ دونوں نواب احمد بخش خان کے نام ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب ریذیڈنٹ نے اپنی رپورٹ میں جو انہوں نے حکومت کو دی ہے' ان دونوں جائز سندوں کو نظرانداز کر دیا ہے۔

(۱۰) ان حالات میں دہلی میں کی گئی تحقیق کو بالکل یک طرفہ سمجھا جانا چاہیے۔ اور چونکہ اس کے اور اس کے خاندان والوں کے حقوق کا اس سے گہرا تعلق ہے اس لیے آپ کا درخواست گزار استدعا کرتا ہے کہ وہ دو درخواستیں جو ریذیڈنٹ صاحب کی خدمت میں پیش کی گئی تھیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اور جنرل لیک صاحب بہادر کی عطا کردہ دو سندیں مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۰۴ء اور ۴ مارچ ۱۸۰۶ء ریذیڈنٹ دہلی سے طلب کی جائیں اور اصل درخواست کے سلسلے میں جو آپ کے درخواست گزار نے حکومت کو اس وقت پیش کی تھی جب وہ کلکتہ میں تھا' جس کا اس درخواست کے دوسرے پیراگراف میں ذکر کیا گیا ہے' جناب ایڈورڈ کول بروک کی رپورٹ اور اس پر حکومت کے احکامات اور کرنل میلکم کے خط' ان تمام دستاویزات کی ایک مسل

بنا کر غور کے لیے حضور والا کی خدمت میں پیش کی جائے۔ پھر جب آپ کے درخواست گزار کو یقین ہو جائے گا کہ جعلی سند کی صحت قابل اعتراض پائی گئی ہے اور آپ کے درخواست گزار کے دعوے کی صداقت اور اس کے بر حق و منصفانہ ہونے کا تعین ہو گیا ہے تو حضور والا درخواست گزار کی مفرد درخواست کے قابل پذیرائی ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں جو بھی فیصلہ صادر فرمائیں گے وہ اس پر مطمئن ہو گا۔

جیسا کہ آپ کے درخواست گزار پر واجب ہے وہ برطانوی حکومت کی خوشحالی اور استحکام کے لئے ہمیشہ دست بدعا رہے گا۔



دہلی

مورخہ ۷ جولائی ۱۸۳۰ء　　　　(دستخط) فارسی رسم الخط میں

محمد اسد اللہ خان☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر ۳۶ مورخہ ۲۰ اگست ۱۸۳۰ء

(۲۵)

بخدمت گرامی: نائب معتمد برائے حکومت شعبہ سیاسی، فورٹ ولیم

منجانب: اسداللہ خاں

جناب عالی:

۱۔ آپ کو بخوبی علم ہوگا کہ مسٹر سٹرلنگ کی وفات کے بعد میں آپ کے سوا کسی اور کے متعلق یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ میرا مربی اور سرپرست ہے اور یہ کہ میں اس شریف النفس انسان کی بجائے اب آپ ہی کو اپنا معاون سمجھتا ہوں جو دادرسی کے لیے حکومت کے سامنے میرے دعووں کی حمایت کرتا ہے۔

۲۔ یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ دہلی ریذیڈنسی میں فیروز پور کے جاگیردار نواب شمس الدین خان کے ساتھ جانبداری برتی جاتی ہے اور ان کا خاص خیال رکھا جاتا ہے اور یہ کہ میں (وہاں سے) کسی دادرسی کی توقع نہیں کر سکتا، میں نے ضرورت محسوس کی کہ میں ماہ رواں کی ۷ تاریخ کو عالی جناب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کے سامنے ایک عرضداشت پیش کروں جو میں نے سرکاری طور پر آپ کو ارسال کر دی ہے اور مجھے آپ سے قوی امید ہے کہ حکومت میری عرضداشت پر توجہ دے گی جو سب کو ایک نظر سے دیکھتی ہے چاہے وہ امیر ہو یا غریب۔

۳۔ قاعدہ یہی ہے کہ حکومت کے احکامات کی نقول متعلقہ اشخاص کو فراہم کی جاتی ہیں اور ایسے متعدد لوگ میرے علم میں ہیں جن کی درخواست کے بارے میں احکامات کی نقول دفتر سے سرکاری طور پر فراہم کی گئی ہیں۔ تاہم یہ بڑی غیر معمولی بات ہے کہ اس رعایت سے جو سب کو عام طور سے ملتی ہے مجھے خاص طور پر محروم رکھا گیا حالانکہ میں ذاتی طور پر اور میرے وکیل معاون برائے ریذیڈنٹ جناب بلیک صاحب بہادر کی خدمت میں متعدد درخواستیں گزار چکے ہیں۔ میں آپ کا بہت زیر بار احسان ہوں اگر آپ ازراہ کرم میری درخواست پر جو میں نے حال ہی میں ارسال کی ہے اور جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے گورنر جنرل صاحب بہادر کونسل جو بھی احکامات صادر فرمائیں گے ان کی ایک نقل سرکاری لفافے میں مجھے ارسال کر دیں۔

۴ـ میرے لیے باعث اعزاز ہے کہ میں اپنی فارسی درخواست بنام جناب سوئٹن صاحب بہادر معتمد اعلیٰ منسلک کر رہا ہوں اور پر امید ہوں کہ آپ موصوف کو میری درخواست ارسال فرما دیں گے۔

دہلی

۲۸ جولائی ۱۸۳۰ء — آپ کا تابعدار



(دستخط) فارسی اسم الخط میں

محمد اسد اللہ خان☆

☆ نیشنل آر کائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر ۳۷ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۸۳۰ء

(۲۶)

منجانب: محمد اسداللہ خاں

بخدمت گرامی: معتمد سیاسی برائے حکومت

مورخہ ۲۸ جولائی موصولہ ۱۲ اگست

آپ کو بخوبی علم ہوگا کہ جب میں نے اپنا مقدمہ سرکار عالیہ کی خدمت میں پیش کیا تھا تو میں نے درخواست کی تھی کہ میری طرف سے سرکاری ریکارڈ بطور شہادت پیش کیا جائے۔ چنانچہ اس اپیل کے جواب میں حکومت نے کرنل میلکم کا خط جو دہلی ریذیڈنسی کے سرکاری ریکارڈ میں موجود تھا پیش کیا تھا تاکہ اس وظیفہ کی نوعیت کا صحیح تعین کیا جا سکے جو گزارہ کے لئے مجھے دیا گیا تھا۔

اگرچہ میں انگریزی زبان سے نابلد ہوں اور میں نے کرنل میلکم کا خط نہیں دیکھا ہے تاہم آنجہانی جناب اینڈریو اسٹرلنگ نے مجھے مطلع کیا تھا کہ کرنل میلکم کے خط میں جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے سالانہ مبلغ دس ہزار روپیہ کی رقم نصراللہ خان کے عزیز و اقارب کے گزارہ کے لئے منظور کی گئی تھی اور یہ کہ اس میں خواجہ حاجی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

مزید برآں مجھے اچھی طرح علم ہے کہ سرکاری دفتر سے ابھی تک ایسی کوئی دستاویز نہیں نکلی ہے جو کرنل میلکم کے خط کے مندرجات کو منسوخ یا ان کی تردید کرتی ہو بلکہ اس کے برعکس اگر سرکاری ریکارڈ میں تلاش کیا جائے تو لارڈ لیک صاحب بہادر کی وہ رپوٹیں بھی ملیں گی جو ہر اعتبار سے کرنل میلکم کے خط کے مندرجات کے عین مطابق ہوں گی۔

فیروز پور والے چاہتے ہیں کہ جعلی سند اور دہلی کے ریذیڈنٹ کی مدد سے میرے حقوق کو تاراج کروا دیں اور میری شہرت و آبرو کو خاک میں ملا دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دہلی ریذیڈنسی کے دفتر میں اس سند کی جو فیروز پور والوں نے پیش کی ہے کوئی نقل موجود نہیں اور نہ ہی سرکاری ریکارڈ میں لارڈ لیک صاحب بہادر کی کوئی ایسی رپورٹ دستیاب ہوگی جو اس سند کے مطابق ہو یا اس سند کی توثیق کرتی ہو۔

کسی پر تہمت لگانا یا الزام عائد کرنا میری عادت نہیں لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ فیروز پور کے جاگیردار

دولت مند ہیں اور میں غریب ہوں ---- یقیناً بہت غریب۔ دہلی ریذیڈنسی کے تمام اہل کار دل و جان سے فیروز پور والے کے ساتھ ہیں۔ اللہ میرا نگہبان ہوا اگر سرکار عالیہ نے میرے لیے کچھ نہ کیا تو تو میرا کیا حشر ہو گا؟

اس مہینے کی سات تاریخ کو میں نے گورنر جنرل صاحب بہادر کے نام انگریزی زبان میں ایک درخواست' بذریعہ ڈاک جناب سائمن فریزر صاحب بہادر کو ارسال کی ہے۔ جس کے آخری پیرا گراف کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے جو عرضیاں پیش کی ہیں اور جن سندوں کے حوالے دیے ہیں وہ دہلی ریذیڈنسی سے طلب کی جائیں اور ان کاغذات اور سرکاری دفتر میں موجود دستاویزات کا معائنہ کیا جائے اور سپریم کونسل کے سامنے میرے مقدمہ کی تفتیش کی جائے۔

پچھلے سال ۱۵ اگست کو میں نے جناب اسٹرلنگ مرحوم کی اجازت سے پانچ نکات پر مشتمل ایک درخواست ان کی خدمت میں پیش کی تھی اور درخواست کی تھی کہ میرے مقدمہ کے متعلق رپورٹ جب بھی دہلی سے موصول ہو تو اس کے ساتھ سرکار عالیہ کے سامنے میری درخواست بھی پیش کی جائے اور میری درخواست کے پانچ پیراگرافوں میں سے ہر پیراگراف کے متعلق احکام صادر کئے جائیں۔

جناب اسٹرلنگ نے میری التماس منظور کر لی اور وعدہ کیا کہ اس پر غور کیا جائے گا لیکن افسوس کہ میری بد نصیبی آڑے آئی اور وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

مایوسی کی حالت میں اب میں یہی شکایت آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور آپ کی اطلاع کے لئے اس کے ساتھ اس درخواست کی نقل منسلک کر رہا ہوں جو میں نے جناب اسٹرلنگ کی خدمت میں پیش کی تھی۔

(صحیح ترجمہ)

(دستخط) جی لشنگٹن(۲۷) معاون معتمد برائے حکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگ نمبر ۳۸

(۲۷)

حکم ہوا کہ مندرجہ ذیل خط قائم مقام ریذیڈنٹ دہلی کو ارسال کیا جائے۔
مندرجہ بالا حکم اس خط پر درج ہے جو صفحہ نمبر۵۹ پر ہے۔☆

☆ انڈیا آفس ریکارڈز' لندن' نمبر آئی۔ او۔ آر/۴/۱۳۴۴ بورڈز کلیکشن نمبر۵۳۴۲۹۔

(۲۸)

بخدمت گرامی : قائم مقام ریذیڈنٹ صاحب بہادر دہلی

جناب عالی!

اسداللہ خان کے مقدمے اور حکومت کے گزشتہ ۲۸ مئی کے احکامات کے موضوع پر آپ کے مراسلے کے حوالے سے مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کو اس امر سے آگاہ کروں کہ حکومت کے نام اس شخص کی یادداشت، جس میں گورنر جنرل صاحب بہادر کے حکم پر اس بنا پر نظرثانی کی درخواست کی گئی ہے کہ لارڈ لیک صاحب بہادر کا خط مورخہ ۷ جون ۱۸۰۶ء ایک جعل سازی ہے اور چونکہ عیاں ہے کہ اس قسم کی کوئی دستاویز ریذیڈنسی کے ریکارڈ میں موجود نہیں لہٰذا گورنر جنرل ضروری سمجھتے ہیں کہ نواب شمس الدین خان سے اصل دستاویز طلب کی جائے اور دستاویز کے درست ہونے کا اطمینان کرنے کے لئے حکومت کو ارسال کی جائے۔ اس کے بموجب آپ اصل دستاویز حاصل کریں اور بلا تاخیر مجھے ارسال کریں۔

فورٹ ولیم	آپ کا مخلص
۲۰ اگست ۱۸۳۰ء	(دستخط) جی۔ سوئن
	معتمد اعلیٰ برائے حکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر ۴۰

(۲۹)

نقل

ایس ۔ فریزر صاحب بہادر معاون معتمد برائے حکومت شعبہ سیاسی۔ فورٹ ولیم

جناب عالی!

اس عرضداشت کے حوالے سے جو میں نے آپ کی وساطت سے گزشتہ جولائی کے مہینے میں گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کے غور و خوض اور احکام کے لیے پیش کی تھی، میں بصد احترام منسلکہ یادداشت آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں اور آپ سے مودبانہ التماس کرتا ہوں کہ اصل سند کے ساتھ یہ یادداشت بھی آنرایبل کونسل بورڈ کے سامنے پیش کر دی جائے۔ دہلی کے قائم مقام ریذیڈنٹ کو میری سابقہ درخواست کے جواب میں پہلے ہی کہا گیا ہے کہ وہ فیروز پور کے جاگیردار سے اصل سند حاصل کی جائے اور عزت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر کے معائنہ اور غور و خوص کے لئے پیش کریں۔

دہلی ۲۹ ستمبر ۱۸۳۰ء

آپ کا تابعدار

(دستخط) محمد اسد اللہ خان

برادر زادہ نصراللہ بیگ خان جاگیردار☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات ۔ جلد نمبر ۲۰۸

(۳۰)

عرضداشت اسداللہ خان برادرزادہ مرحوم نصراللہ بیگ خان جاگیردار سونک سونسہ، ضلع آگرہ، حال مقیم دہلی۔

بخدمت گرامی: عزت ماب ولیم بینٹنک(۲۸) اور لیفٹیننٹ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل، کلکتہ فورٹ ولیم

مودبانہ عرض پرداز ہے کہ آپ کے درخواست گزار کو معلوم ہوا ہے جس پر وہ شکرگزار اور بہت پر امید ہے کہ حضور والا ان کونسل نے اس کی ایک درخواست کے جواب میں جو اس نے آنرایبل بورڈ کو گزشتہ جولائی میں پیش کی تھی، دہلی کے قائم مقام ریذیڈنٹ سے وہ اصل سند طلب کی ہے جس کی وجہ سے آپ کے درخواست دہندہ کے دعوے کو مسترد کر دیا گیا تھا۔

۲۔ اس عرضداشت میں آپ کے درخواست گزار نے حضور والا ان کونسل کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ فیروز پور کے جاگیردار نے اس کے دعوؤں کو باطل قرار دینے کے لیے جو سند پیش کی تھی وہ جعلی، جھوٹی اور غیر اہم ہے اور چونکہ اب وہی دستاویز آنرایبل بورڈ کے سامنے پیش کی جانے والی ہے آپ کا درخواست گزار مودبانہ ان اسباب کی بر وقت وضاحت کی جرات کرتا ہے جن کی بنیاد پر وہ مذکورہ دستاویز کو جعلی قرار دیتا ہے، جس میں کوئی واقعاتی صداقت موجود نہیں۔

۳۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ لارڈلیک صاحب بہادر نے یہ واجب التعمیل ضابطہ نافذ کیا تھا کہ جب کسی جاگیردار کو کوئی سند عطا کی جائے تو اس کی ایک نقل ریکارڈ کے طور پر سرکاری دفتر میں ضرور جمع کرائی جائے اس ضابطہ کا اطلاق پنشن کے شعبے پر بھی ہوتا تھا۔ اور ہر جاگیردار سے متعلق تمام حالات و واقعات کی ایک رپورٹ فوراً تیار کی جاتی تھی اور اس پر حکومت کا حکم حاصل کیا جاتا تھا۔ آنجناب کے لیے یہ بات بڑی غیر معمولی ہو گی کہ سرکاری امور و معاملات چلانے کے لئے جو ضروری احتیاط اور طریقہ کار مقرر کیا گیا تھا مذکورہ سند جاری کرتے وقت اس پر عمل نہیں کیا گیا اس میں اشارتاً" اور کنایتاً" بھی ایسی کسی مراسلت کا ذکر نہیں جس سے رسمی اور سرکاری طور پر اس کے درست ہونے کا پتہ چلتا ہو اس لیے نہ تو دہلی میں ریذیڈنٹ کے دفتر میں اس سند کی نقل کا کوئی سراغ ملتا ہے نہ پریذیڈنسی میں

حکومت کے شعبہ سیاسی میں، نہ ہی مرحوم نصراللہ بیگ خان کے اعزہ کے لئے صرف پانچ ہزار روپیہ کی فراہمی سے متعلق لارڈلیک صاحب بہادر اور حکومت کی کسی مراسلت کا سراغ ملتا ہے اور نہ ہی سرکار برطانیہ کی طرف سے اس کی توثیق کا کوئی ریکارڈ سرکاری دفاتر میں موجود ہے۔ صرف ان اہم اسباب کی بنا پر وہ سند جس پر اعتراض کیا گیا ہے مشتبہ ہو جاتی ہے۔

اس جعلی سند میں اس مد کا بھی ذکر نہیں کیا گیا ہے جس سے سالانہ پانچ ہزار روپے مرحوم نصراللہ بیگ خان کے خاندان والوں کو ادا کیے جاتے تھے اور نہ ہی اس کے نفس مضمون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لارڈلیک صاحب بہادر نے یہ وظیفہ کیوں دیا تھا۔ اس میں جتنی صداقت ہے اتنی ہی یہ بات غور طلب بھی ہے کہ اس تاریخ سے قبل جو اس جعلی دستاویز پر درج ہے میوات کا علاقہ مرحوم نواب احمد بخش خان کو بطور جاگیر عطا کیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ علاقہ، اس پر قبضے کے تسلسل میں کسی انقطاع کے بغیر انہیں ہبہ ہونے سے کسی شک و شبہ کے بغیر وہ بڑے محترم اور واجب التعظیم ہو گئے۔ اس کی کوئی توجیہ نظر نہیں آتی نہ پالیسی اعتبار سے نہ اعتماد کے اعتبار سے کہ لارڈلیک صاحب بہادر نے بعد میں کیسے مداخلت کی اور جاگیردار پر مرحوم نصراللہ بیگ کے عزیز و اقارب کو سالانہ مبلغ پانچ ہزار روپے مہیا کرنے کا فیصلہ مسلط کر دیا۔ لیکن اصل صورت حال کچھ اور ہے جیسا کہ اس یادداشت کے چھٹے پیراگراف سے عیاں ہوگا۔

۵۔ ۱۹۰۶ء میں (اس وقت) کرنل میلکم صاحب بہادر کے خط میں نصراللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کے لئے سالانہ دس ہزار روپیہ کی رقم مقرر کی گئی تھی، خط میں خواجہ حاجی یا اس کی کسی آل اولاد کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ آپ کا درخواست گزار مودبانہ عرض پرداز ہے کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ فارسی کی سند میں، جو اب سامنے لائی گئی ہے، اس سابقہ انتظام کا اشارے کنائے یا تفصیل سے کوئی حوالہ دیے بغیر ہی جو کرنل میلکم صاحب بہادر کے خط میں سے کیا گیا تھا خاندان کے لیے پانچ ہزر روپیہ کی رقم اور خواجہ حاجی کے نام کا ذکر کہاں سے آ گیا۔ اس کے علاوہ سند میں معمول اور روایت کے مطابق، سند وصول کرنے والے کی خدمات کا تفصیلی ذکر ہوتا ہے جس پر وظیفہ کی بنیاد ہوتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ وظیفہ کہاں سے ملے گا لیکن اس سند میں اس کا کہیں کوئی ذکر نہیں۔ سند میں خواجہ حاجی کے ساتھ قرابت داری کے جھوٹے ادعا پر بھی کوئی روشنی نہیں پڑتی کہ یہ قرابت داری خون کے رشتے کی بنا پر ہے یا شادی بیاہ کی وجہ سے یا کسی اور قریبی رشتہ کی وجہ سے۔

۶۔ میوات کا علاقہ لارڈلیک صاحب بہادر نے نواب احمد بخش خان کو جاگیر کے طور پر عطا کیا تھا اور طے پایا تھا کہ وہ دواما" سالانہ پچیس ہزار روپے حکومت برطانیہ کے خزانے میں جمع کراتے رہیں گے۔ اس سلسلے میں دو اصل سندات لارڈلیک صاحب بہادر کی مہر اور دستخط کے ساتھ فیروز پور کے جاگیردار کے دفتر میں موجود ہیں اور ان دو سندات کی نقول دہلی میں ریذیڈنٹ کے دفتر میں بھی محفوظ ہیں جن میں سے ایک پر ۲۲ دسمبر ۱۸۰۴ء کی تاریخ درج ہے اور دوسری پر ۴ مارچ ۱۸۰۶ء کی۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ ان دونوں تاریخوں میں لارڈلیک صاحب بہادر کی رپورٹ شعبہ سیاسی میں موجود ہو گی اور اس پر حکومت کے احکامات درج ہوں گے۔ آپ کا درخواست گزار ملتمس ہے کہ آپ مندرجہ ذیل

حقائق کی طرف توجہ مبذول فرمائیں۔ مئی ۱۸۰۶ء میں لارڈلیک صاحب بہادر نے مبلغ پچیس ہزار روپے کی وصولی کے لیے جو مرحوم نواب کو ہر سال سرکاری خزانے میں جمع کروانے پڑتے تھے ایک اور انتظام کو قرین مصلحت جانا یعنی یہ کہ پندرہ ہزار روپے سالانہ نصراللہ بیگ خان کی وفات کے وقت ان کے پاس سواروں کا جو دستہ تھا اس کی دیکھ بھال اور دیگر معاملات پر خرچ کئے جائیں گے اور دس ہزار روپے سالانہ مرحوم کے خاندان والوں کو بطور پنشن دیے جائیں گے لارڈلیک صاحب بہادر نے حکومت کو اس بندوبست کی اطلاع دی اور اس کی منظوری حاصل کی جیسا کہ پریذیڈنسی کے ریکارڈ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر فیروزپور کے جاگیردار اس بات پر زور دیتے ہیں کہ وہ سند جو اب سامنے لائی گئی ہے اور جس میں مرحوم نصراللہ بیگ خان کے اعزہ کے لیے پانچ ہزار روپیہ کی رقم مقرر کی گئی تھی وہ بالکل اصل ہے اور یہ کہ وہ اپنی جاگیر سے ۵۰ سواروں کے دستے کے اخراجات برداشت کرنے کے پابند نہیں تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ انہیں اس وقت تک سالانہ ۲۰ ہزار روپے سرکار برطانیہ کے خزانے میں جمع کروانا چاہئیں جب تک وہ کوئی ایسی دستاویز پیش نہ کر دیں جس میں انہیں اصل معاہدہ سے بری الذمہ قرار دیا گیا ہو۔

۷ ۔ جب ۲۵ ہزار روپے کی رقم میں سے جو فیروزپور کے جاگیردار نے ہر سال برطانوی خزانے میں جمع کروانے کا اقرار کیا تھا' دس ہزار روپے سالانہ مرحوم نصراللہ بیگ خان کے قرابت داروں کے لیے مخصوص کئے گئے اور لارڈلیک صاحب بہادر نے حکومت کو اطلاع دے کر عبوری مدت کے اس اقدام کی منظوری حاصل کر لی تو حضور والا کو یہ بات بڑی عجیب محسوس ہو گی کہ آخر لارڈلیک صاحب بہادر طے شدہ اور منظور شدہ فیصلے سے جس پر خود ان کے اپنے دستخط تھے یک بارگی کیسے منحرف ہوگئے اور انھوں نے حکومت سے کوئی خط وکتابت کئے بغیر یا حتیٰ کہ اسے اطلاع دیے بغیر ہی دس ہزار کی رقم نصف یعنی پانچ ہزار روپے کر دی اور سابقہ بندوبست کو منسوخ کر دیا۔

۸ ۔ ان مختلف اسباب کی بنا پر آپ کا درخواست گزار کسی پس وپیش کے بغیر پورے وثوق سے عرض پرداز ہے کہ مذکورہ سند جعلی ہے اور یہ کہ یہ لارڈلیک صاحب بہادر کے دفتر میں ان جیسے شریف النفس انسان کی منظوری سے کبھی زیر تحریر نہیں لائی گئی اور انھوں نے کبھی اصل پنشن کو نصف کرنے کی اجازت نہیں دی اور آپ کے درخواست گزار کو یقین ہے کہ دہلی یا پریذیڈنسی کے امورعامہ کے شعبوں میں اس قسم کی کوئی مراسلت دستیاب نہیں جو بلاواسطہ یا بالواسطہ اس واحد دستاویز کے "قانونا" جائز اور باضابطہ ہونے کی توثیق کر سکے یا جس سے کسی طرح سے بھی اس کے درست اور صحیح ہونے کا شائبہ ہو سکے۔ چنانچہ کسی صحیح نتیجے پر پہنچنے کے لیے دو نکات ایسے ہیں جن پر غور کرنا ہو گا۔ پہلا یہ کہ سند اس پر لگی ہوئی مہر اور دستخط سب جعلی ہیں اور دوسرے یہ کہ مرحوم نواب احمد بخش خان نے اپنی رہائش گاہ پر تیار کی اور لکھوائی اور عملہ کو رشوت دے کر اس زمانے میں جب لارڈلیک صاحب بہادر دوسرے اہم امور ومعاملات میں بہت الجھے ہوئے تھے' اس دستاویز کو فارسی زبان کی دوسری ڈھیروں دستاویزات اور کاغذات میں رکھ کر جو روزانہ دستخط کے لیے ان کے سامنے سے گزاری جاتی تھیں یہ درخواست بھی پیش کروائی اس پر دستخط حاصل کر لیے اور یہ اپنی نوعیت کا بدترین فریب اور انتہائی گھٹیا اور خطرناک جعل سازی تھی۔

۹۔ آخر میں آپ کا درخواست گزار مودبانہ عرض پرداز ہے کہ اصل معاہدہ کے مطابق جس پر لارڈلیک صاحب بہادر کے دستخط تھے فیروزپور کے جاگیردار سے کہا جائے وہ سالانہ ۲۵۰۰۰ روپے برطانوی خزانے میں جمع کرائیں۔ پندرہ ہزار روپے کی عدم ادائیگی کی پاداش میں جو اصلاً" پچاس سواروں کے دستے کی دیکھ بھال کے لیے اصل دستاویز میں مقرر کئے تھے سرکاری حساب میں جمع کرائیں اور حکم دیا جائے کہ دس ہزار روپیہ سالانہ کی جو رقم کرنل میلکم صاحب بہادر کے خط کے مطابق مرحوم نصراللہ بیگ خان کے عزواقارب کے لیے جن کی تعداد حقیقت میں پانچ ہے جس میں آپ کا یہ درخواست گزار اس کا چھوٹا بھائی اور مرحوم نصراللہ بیگ کی تین بہنیں جن کا کوئی وارث نہیں شامل ہیں کے وظیفہ کے طور پر مقرر کی گئی تھی انہیں آئندہ سرکاری خزانے سے ادا کی جائے اور آپ کے احقر درخواست یعنی مجھے مرحوم نصراللہ بیگ خاں کے بھائی کا بیٹا ہونے کے ناطے سے اس کا حقیقی جانشین اور خاندان کی دیکھ بھال کرنے والا قرار دیا جائے۔ اگر ریذیڈنسی کے ریکارڈ سے پوری احتیاط کے ساتھ چھان بین اور تفتیش کی جائے توحقیقت کا پتہ چل جائے گا اور اس حقیقت کے سوا اور کچھ حقیقت نہیں۔ حضور والا کی جانب سے غیرجانبدارانہ فیصلے سے مرحوم نصراللہ بیگ خان کے اقربا اور ورثا کے اصل حقوق ثابت اور متعین ہو جائیں گے۔

آپ کا درخواست گزار اسے اپنا فرض تصور کرے گا کہ وہ آپ کے حق میں ہمیشہ دست بدعا رہے گا۔

(دستخط) محمد اسد اللہ خان

برادر زادہ نصراللہ بیگ خان

جاگیردار

دہلی

۲۶ ستمبر ۱۸۳۰ء

صحیح نقل

(دستخط) جی سوئن

معتمد اعلیٰ برائے حکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا' فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر ۲۰۸

(۳۱)

بخدمت گرامی:
جناب لارڈ ولیم کینونڈش بینٹک صاحب بہادر وغیرہ
گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل برطانوی ہندوستان

اسداللہ خان برادر زادہ نصراللہ بیگ خان جاگیردار سونک سونا۔ مقیم دہلی۔

مودبانہ التماس ہے کہ حضور والا کو علم ہوگا کہ آپ کے درخواست گزار نے اولاً اپنی شکایات جیسا کہ سرکاری ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت کلکتہ میں بورڈ کے سامنے پیش کیں جب عزت ماب ڈبلیو۔ بی۔ بیلے صاحب بہادر قائم مقام گورنر جنرل تھے جس پر اس وقت یہ حکم صادر کیا گیا کہ آپ کے درخواست گزار کو اپنی عرض داشت دہلی میں ریذیڈنٹ کے سامنے پیش کرنی چاہیے۔

۲۔ اس درخواست کے ملاحظہ سے جو آپ کے درخواست گزار نے کلکتہ میں قیام کے دوران آنریبل بورڈ کے سامنے پیش کی تھی پتہ چلے گا کہ آپ کے درخوست گزار نے دو گزارشات کی تھیں ایک یہ کہ فیروزپور کے جاگیردار نے سالانہ وظیفہ میں جو نصراللہ بیگ خان کے انتقال کے وقت ان کے اقربا کے لیے مقرر کیا گیا تھا بہت کمی کر دی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس تھوڑے سے وظیفے میں جو اقربا کے لیے مقرر کیا گیا زبردستی کا ایک شریک خواجہ حاجی مسلط کر دیا گیا ہے جسے مذکورہ جاگیردار غیر قانونی اور غیر منصفانہ طور پر ایک معقول رقم ادا کر دیتا ہے۔ اس عرضداشت میں آپ کے درخواست گزار نے استدعا کی تھی کہ حضور والا سرکاری ریکارڈ کی روشنی میں اس بات کی تحقیقات کرائیں کہ لارڈ لیک صاحب بہادر نے نصراللہ بیگ خان کے خاندان کی کفالت کے لیے جو رقم مقرر کی تھی وہ کتنی تھی؟ اور اس بات کی بھی تفتیش کرائیں کہ وظیفہ میں سے ایک معقول رقم وصول کرنے کے سلسلہ میں خواجہ حاجی کے ادعا کی حقیقت کیا ہے؟ اور آپ کے درخواست گزار نے ان امور کے متعلق حکومت سے انصاف کی استدعا کی تھی۔

۳۔ سرایڈورڈ کول بروک نے جو اس زمانے میں دہلی کے ریذیڈنٹ تھے آپ کے درخواست گزار کے مقدمہ سے متعلق کاغذات حکومت سے طلب کیے کیونکہ ریذیڈنسی آفس میں اسی قسم کی کوئی دستاویز دستیاب نہیں تھی اور انہوں نے

خواجہ حاجی کے دعاوی کے متعلق حکومت کو رپورٹ ارسال کر دی۔ مسٹر اسٹرلنگ نے کرنل میلکم کا ۱۸۰۶ء کا خط ان احکامات کے ساتھ دہلی کے ریذیڈنٹ کو ارسال کیا کہ آپ کے درخواست گزار کے ادعا کی چھان بین کی جائے۔ سر۔ ایڈورڈ کول بروک کی رپورٹ سے نتیجۃً "آپ کے درخواست کے موجودہ دعوے کی تصدیق ہوئی ہے۔

۴۔ حکومت کے احکامات کے مطابق انصاف تو یہ تھا کہ کرنل میلکم کے خط میں وظیفہ کی جو رقم مقرر کی گئی تھی وہ متعین کی جاتی اور نصراللہ بیگ خان کے قرابت داروں کو جاری کر دی جاتی اور حاجی خان کے دعوے کی مناسب طریقے سے کما حقہ' چھان بین کی جاتی۔ مسٹر بلیک نے جو دہلی میں معاون برائے ریذیڈنٹ تھے آپ کے درخواست گزار کو طلب کیا اور اسے مطلع کیا کہ ریذیڈنٹ مسٹر ہاکنز نے انہیں ہدایت کی ہے کہ فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ نصراللہ بیگ خان کے اقربا کو حسب سابق سالانہ پانچ ہزار روپے ملتے رہیں گے۔ مسٹر ہاکنز کے اس فیصلہ کا آپ کے درخواست گزاز کے دعاوی اور گزارشات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے وہ طالب اجازت ہے کہ اس سلسلے میں اپنے مقدمہ کی تفصیلات حضور والا کی خدمت میں پیش کرے۔

۵۔ حضور والا نے جب یہ فیصلہ فرما دیا کہ نصراللہ بیگ خان کے اقربا کو پنشن کرنل میلکم کے خط کی دفعات کے مطابق دی جائے تو لفظی اور معنوی طور پر دہلی کے ریذیڈنٹ کا فیصلہ جو انہوں نے لکھا بڑا عجیب ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کس محکمے سے ایسی کون سی دستاویز ہاتھ آگئی ہے جس کے تحت کسی طرح بھی وہ دفعات کالعدم قرار دی جا سکیں جو کرنل میلکم کے خط میں بیان کی گئی ہیں۔

۶۔ حضور والا نے حکم دیا ہے کہ آپ کے درخواست گزار کی عرض داشت کی کما حقہ چھان بین اور دہلی میں اس کی جانچ پڑتال کی جانی چاہیے لیکن ابھی تک اس معاملے کے صحیح یا غلط ہونے کے متعلق کوئی تفتیش نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی خواجہ حاجی کے دعوؤں کی کوئی جانچ پڑتال کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ خواجہ حاجی کی شکایت کو پانچ ہزار روپے کی کفالت میں شامل کر لیا گیا ہے اور یہ تکلیف دہ صورت حال اسی طرح برقرار رہے گی جیسے وظیفہ کی رقم دس ہزار روپے تھی۔

۷۔ اگر دہلی کے ریذیڈنٹ نے اپنے فیصلے کی بنیاد اس سند پر قائم کی ہے جو فیروز پور کے جاگیردار نے پیش کی ہے اور جس پر لارڈلیک صاحب بہادر کی مہر ثبت ہے تو آپ کے درخواست گزار کو اس پر تین مختلف اسباب کی بنا پر بڑی حیرت ہے' پہلا یہ کہ فیروز پور کے جاگیردار نے جو سند پیش کی ہے اگر دہلی کے ریذیڈنٹ اور حکومت کے ریکارڈ میں اس کی کوئی نقل موجود نہیں تو اسے درست تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرا یہ کہ فیروز پور کے جاگیردار نے جو سند اب پیش کی ہے وہ کسی سابقہ سند یا کسی بندوبست۔ کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ اس لیے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سند اصل ہے۔

تیسرا یہ کہ سرکاری ریکارڈ سے ثابت ہے کہ ۲۵۰۰ روپے سالانہ ۵۰ گھوڑ سواروں کے دستے کی دیکھ بھال وغیرہ اور میرے خاندان کے لیے دیے گئے تھے۔ ان دستاویزات کو دیکھنے سے اس بات کا کوئی جواز نہیں کہ بقیہ ۲۰۰۰

روپے منہا کیے جا سکتے ہیں یا وظیفہ سے دیے جا سکتے ہیں اور کسی دوسرے کا حق فیروز پور کے جاگیردار کو دیا جا سکتا ہے۔

۸ ۔ آپ کے درخواست گزار نے دہلی کے ریذیڈنٹ کے سامنے دو عرضداشت پیش کی تھیں ایک مورخہ ۶ مارچ ۱۸۳۰ء کو اور دوسری، اسی سال اسی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو اور آپ کے درخواست گزار کے لیے یہ تصور کرنا ہی بڑا تکلیف دہ ہے کہ ریذیڈنٹ نے نہ تو ان عرضداشتوں پر غور کیا نہ ہی انہیں حکومت کے سامنے پیش کیا بلکہ یک طرفہ فیصلہ صادر کر دیا۔

۹ ۔ آپ کے درخواست گزار نے ریذیڈنٹ کے نام اپنی عرضداشت میں دو سندوں کا جن پر لارڈلیک صاحب بہادر کی مہر ثبت ہے ذکر کیا تھا۔ اصل سندیں فیروز پور میں ہیں اور نقول دہلی کے ریذیڈنٹ کے دفتر میں۔ ایک سند مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۸۰۴ء نواب احمد بخش خان مرحوم کے نام ہے جس کے تحت سالانہ پانچ ہزار روپے استمرار پر فیروز پور جھرکہ اور سانکرس انہیں بطور جاگیر عطا کیے گئے ہیں دوسری سند مورخہ ۴ مارچ ۱۸۰۶ء بھی ان ہی کے نام ہے جس کے تحت سالانہ بیس ہزار روپے استمرار پر پونا ہانا بچھوڑ اور نگینہ انہیں بطور جاگیر عطا کئے گئے ہیں ---- اور آپ کے درخواست گزار کا خیال ہے کہ ریذیڈنٹ نے حضور والا کے غور کرنے کے لئے ان سندوں کا مسئلہ پیش نہیں کیا ہے☆۔

☆ نیشنل آر کائیوز آف انڈیا---- فارن ڈیپارٹمنٹ۔ متفرقات جلد نمبر ۲۰۸۔

(۳۲)

فورٹ ولیم میں ۳۱ دسمبر ۱۸۳۰ء کے سیاسی مشوروں سے اقتباس

منجانب:
قائم مقام ریذیڈنٹ دہلی
بخدمت جناب معتمد اعلیٰ سوئٹن بہادر
مورخہ ۸ اکتوبر ۱۸۳۰ء

جناب عالی

لارڈلیک صاحب بہادر کا مراسلہ بھیجا جائے جو معتمد اعلیٰ کے مراسلہ مورخہ ۲۰ اگست سابق میں نسب کیا تھا۔

آپ کا خط مورخہ گذشتہ ۲۰ اگست موصول ہوتے ہی یعنی پچھلے مہینے کی ۱۳ تاریخ کو میں نے ایک خط نواب شمس الدین احمد خان کو ارسال کیا اور ان سے درخواست کی کہ لارڈلیک صاحب بہادر نے ان کے والد نواب احمد بخش خان کو ۱۸۰۶ء کی ۷ جون کو جو خط ارسال کیا تھا' جس میں مرحوم نصراللہ بیگ خان کے اقربا کو دیے جانے والے وظیفہ کی رقم مقرر کی گئی تھی اور جو خط انہوں نے پہلے بھی ایک موقع پر جب اسد اللہ خان المعروف مرزا نوشہ کے دعوے کی تفتیش کی جا رہی تھی میرے ملاحظے کے لیے ارسال کیا تھا۔ میں نے انہیں بتایا کہ اب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل وہ خط دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ مرزا اسداللہ خان نے ان کے سامنے ایک یادداشت پیش کی ہے جس میں اس مذکورہ خط کے جعلی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ نواب صاحب نے مطلوبہ خط جو فارسی میں لکھا ہوا ہے اور جس پر لارڈلیک صاحب بہادر کی مہراور دستخط ثبت ہیں مجھے ارسال کر دیا ہے اور اسے پیش کرتے ہوئے مجھے امید ہے کہ اسے دیکھنے کے بعد حکومت کو اس کے اصلی ہونے کا اسی طرح یقین ہو جائے گا جس طرح مجھے گذشتہ مئی میں اس وقت یقین ہو گیا تھا جب میں نے اسے دیکھا تھا اور میں نے اسداللہ خان کے دعوے کے بارے میں رپورٹ دی تھی اور اس شخص کے جھوٹے دعوے کو تسلیم کرنے کی اذیت میں مبتلا نہیں ہو گی جس نے نہ صرف حکومت کو بلکہ آپ کو اور مجھے بہت پریشان کیا اور نواب کی دل شکنی کی اب وہ شخص سزا سے نہیں بچ سکے گا۔

اسداللہ خاں کا ادعا کہ مذکورہ مراسلہ بالکل جعلی ہے قطعاً جھوٹا ہے سزا کا مستحق ہے۔

دہلی ریذیڈنسی
۸ اکتوبر ۱۸۳۰ء

میں آپ کا خادم☆
آپ کا مخلص
(دستخط) ایف ہاکنز' قائم مقام ریذیڈنٹ

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر ۲۰۸۔

(۳۴)

بنگال سے سیاسی خط کا اقتباس مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۳۰ء

ہم اسداللہ خان کے دعوے کے بارے میں مسٹر ہاکنز کی رائے سے متفق ہیں جو مدعی نے نواب شمس الدین خان خلف نواب احمد بخش خان کے خلاف سالانہ ۵۰۰۰ روپے کی اس رقم کے بارے میں پیش کیا ہے جو لارڈ لیک صاحب بہادر نے مرحوم نصراللہ بیگ خان کے اقربا کی گزر اوقات کے لیے نواب احمد بخش خان کی جاگیر سے مقرر کیا تھا۔ اسداللہ خان نے دعویٰ کیا تھا کہ انہیں اور ان کے بھائی مرزا یوسف کو سالانہ ۵۰۰۰ روپے کی رقم میں ان کے جائز حصہ سے محروم کر دیا گیا ہے کیونکہ نواب احمد بخش خان نے دو ہزار روپے سالانہ کے حق دار کی حیثیت سے اقربا میں خواجہ حاجی کے نام کی شمولیت کو مناسب جانا۔

مسٹر ہاکنز نے اس دعوے کو تسلیم نہیں کیا کہ اسداللہ خان کو اب تک جتنا حصہ ملتا رہا ہے وہ اس سے زیادہ کے حق دار ہیں☆۔

مراسلہ ۲۰ مئی نمبر ۱۲ - ۱۳

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن نمبر آئی او آر۔ ایف / ۴ / ۱۳۴۴ بورڈز کلیکشن نمبر ۵۳۴۲۹

(۳۴)

بخدمت گرامی: سی نورس صاحب بہادر معتمد اعلیٰ برائے حکومت بمبئی، شعبہ سیاسی

جناب عالی

عزت ماب نائب صدر ان کونسل نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں منسلکہ دستاویزات جو حاشیہ میں درج ہیں آپ کو ارسال کروں اور گزارش کروں کہ عزت ماب گورنر اصل فارسی دستاویز کا جائزہ لینے کے بعد جس کے بارے میں ایک فریق کا کہنا ہے کہ وہ لارڈلیک صاحب بہادر کا خط ہے اور دوسرا فریق اسے جعلی سازی قرار دیتا ہے، اسداللہ خان کے دعوے کے حق و نا حق ہونے اور ان کے اس ادعا کے بارے میں کہ مذکورہ دستاویز یا تو جعلی سازی ہے یا دھوکہ دہی کے ذریعہ حاصل کی گئی ہے اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

۱۔ اسداللہ خان کے دعوئی پر معتمد اعلیٰ کا ۱۴ اگست ۱۸۳۰ء کا نوٹ۔
۲۔ قائم مقام ریذیڈنٹ دہلی کا مراسلہ مورخہ ۸ اکتوبر
۳۔ سند منسلک ہے ایضاً
۴۔ اسداللہ خان کی جانب سے مراسلہ مورخہ ۲۶ ستمبر
۵۔ لیفٹیننٹ کرنل میکم کی جانب سے مراسلہ مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء
۶۔ منسلکہ سند کا ترجمہ ایضاً
۷۔ مراسلہ بجانب لیفٹیننٹ کرنل میلکم مورخہ ۱۶ مئی ۱۸۰۶ء
۸۔ مراسلہ منجانب کرنل میلکم مورخہ ۱۰ جون ۱۸۰۶ء

۲۔ عزت ماب جناب گورنر ملاحظہ فرمائیں گے کہ فارسی خط کی پشت پر انگریزی زبان میں کوئی تصدیقی دستخط نہیں ہیں جیسا کہ دستور ہے کہ دفتر فارسی کے معتمد کے دفتر سے فارسی زبان میں جاری کیے جانے والے خط کی پشت پر دستخط ہوا کرتے تھے۔

۳۔ مجھے آپ سے یہ التماس کرنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اصل فارسی کاغذات مجھے واپس کر دیے جائیں اور یہ کہ لارڈلیک صاحب بہادر کے مبینہ اصل خط کا خاص طور سے خیال رکھا جائے تاکہ اسے نواب شمس الدین خان کو واپس کیا جا سکے۔

مخلص

فورٹ ولیم (دستخط) جی سوئٹن معتمد اعلیٰ برائے حکومت

۲۲ اکتوبر ۱۸۳۰ء صحیح نقل دستخط جارج سوئٹن معتمد اعلیٰ برائے حکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر۲۰۸۔

(۳۵)

اسداللہ خان کے مقدمہ پر معتمد اعلیٰ کا نوٹ ۱۹ اگست ۱۸۳۰ء

(۱) اسداللہ جو خود کو مرحوم نواب نصراللہ بیگ خان کا برادر زادہ بتاتا ہے جو جنرل پیرون کے تحت آگرہ ضلع کا منتظم تھا اور مرہٹوں سے جنگ کے دوران لارڈلیک صاحب بہادر سے آن ملا تھا اور اس کی خدمات کے صلہ میں لارڈ لیک صاحب بہادر نے اسے آگرہ ضلع میں کچھ اراضی استمراری مدت کے لئے ۱۵٬۸۰۰ روپے پر بخش دی تھی۔ یہ سونک اور اور سونسا کے پرگنے تھے۔ جہاں کا مالیہ، جیسا کہ اسداللہ نے اپنی عرضداشت میں بیان کیا ہے ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ تھا۔

(۲) نصراللہ بیگ خان فیروزپور وغیرہ کہ سردار نواب احمد بخش خان مرحوم کا داماد☆ تھا۔

(۳) نصراللہ بیگ خان کا انتقال ہوا تو اس کے پسماندگان میں اس کی ماں، ایک بیوہ، تین بہنیں اور دو بیٹے☆☆ تھے یعنی درخواست گزار اور اس کا چھوٹا بھائی یوسف علی خان (یا مرزا یوسف) تھے۔

(۴) درخواست گزار مزید بیان کرتا ہے کہ ایک اور شخص خواجہ حاجی نام کا ہوا کرتا تھا جو نصراللہ بیگ خان کا رشتہ دار نہیں تھا بلکہ شادی کی وجہ سے اس کی قرابت داری ہوئی تھی۔ وہ نصراللہ بیگ خان کے والد کی بیوی کی بھانجی کا بیٹا تھا۔ اس نے نصراللہ بیگ خان کی جائیداد کا انتظام وانصرام سنبھال لیا اور کہا جاتا ہے کہ ان (نصراللہ بیگ خان) کے انتقال کے بعد اس نے احمد بخش خان کے ساتھ مل کر سازش کی اور مرحوم کے خاندان والوں کے ساتھ جعل سازی کی۔ احمد بخش خان نے نصراللہ بیگ خانِ کے خسر اور ان کے خاندان کے فطری ولی ہونے کی حیثیت سے اس نے اس شرط پر کہ وہ یہ رقم نصراللہ بیگ خان کے اقربا کی گزراوقات کے لیے دیا کرے گا۔ لارڈلیک صاحب بہادر سے اس رقم کی ادائیگی سے استثنی کا پروانہ حاصل کر لیا جو وہ فیروزپور کے لیے ادا کیا کرتا تھا درخواست گزار کا کہنا ہے کہ نواب (نواب احمد بخش)

☆ مطابق انگریزی متن، نصراللہ بیگ خان، نواب احمد بخش خاں کے داماد نہیں بہنوئی تھے۔ (گ۔ ن)

☆☆ مطابق انگریزی متن، یہاں بیٹے نہیں بھتیجے ہونا چاہیے۔ (گ ۔ ن)

نے غیر منصفانہ طور پر خواجہ حاجی کو نصراللہ بیگ کے اقربا کی فہرست میں شریک غالب کی حیثیت سے شامل کر لیا اور نصراللہ بیگ خاں کے اقربا کی عمومی گزراوقات کے لیے مقرر کی گئی مبلغ پانچ ہزار روپیہ سالانہ کی رقم کو اس طرح تقسیم کر دیا:

خواجہ حاجی	۲۰۰۰ روپے
نصراللہ بیگ خان کی والدہ	۱۵۰۰ روپے
درخواست گزار	۱۵۰۰ روپے

خواجہ حاجی کے انتقال کے بعد احمد بخش خان نے دو ہزار کی رقم ان کے بچوں کو ادا کرنا شروع کر دی۔ جب ماں کا انتقال ہوا تو اس کے حصہ کی رقم ان کی سب سے بڑی بیٹی (نصراللہ بیگ خان کی بہن) کو ملنے لگی جو اس رقم سے اپنی دو چھوٹی بہنوں کی کفالت کرتی تھیں۔

درخواست گزار کا کہنا ہے اس نے اپنے حصہ کی رقم سے اپنے چھوٹے بھائی کی کفالت کی جسے اس (اسداللہ خان) کی شکایت کے مطابق نواب احمد بخش نے بے آسرا چھوڑ دیا تھا۔ تاہم اسداللہ خان کے لیے =/۱۵۰۰ روپے کی طے شدہ رقم غالباً دونوں بھائیوں کی مشترکہ کفالت کے لیے تھی جیسا کہ =/۱۵۰۰ روپے کی دوسری رقم خواتین یعنی درخواست گزار کی پھوپھیوں کے لیے تھی۔

اب یہ تفتیش کرنا تو بے مصرف ہے کہ نصراللہ بیگ خان کے وارثوں کے ساتھ خواجہ حاجی کو جو حصہ ملتا تھا وہ اس کا مستحق تھا یا نہیں کیونکہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کے پروانے میں جو احمد بخش خان نے گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل سے حاصل کیا اور جس پر ان کی مہر اور دستخط ثبت ہیں خواجہ حاجی کو نصراللہ بیگ کے خاندان کا ایک فرد تسلیم کیا گیا ہے لیکن یہ تفتیش کرنا ضرور فائدہ مند ہو گا کہ جب احمد بخش خان نے نصراللہ بیگ خاں کے اقربا بشمول خواجہ حاجی کی گزراوقات کے لیے ۵۰۰۰ روپے کی رقم مقرر کی تو انھوں نے اپنی سند کی شرائط کو پورا کیا یا نہیں اور یہ کہ احمد بخش خان کے وارث اور جانشین شمس الدین خان گزارے کی رقم بڑھانے کے پابند ہیں یا نہیں۔

یہ تفتیش کرنا بھی مفید ہو گا کہ جیسا کہ درخواست گزار نے دعویٰ کیا ہے لارڈ لیک صاحب بہادر کی جانب سے مورخہ ۶ جون ۱۸۰۶ء کو جاری کی گئی سند جعلی ہے اور یہ کہ آیا اس معاملے میں پوری طرح تفتیش کی گئی ہے یا نہیں۔

درخواست گزار نے اپنی متعدد یادداشتوں میں سے جو کچھ بیان کیا ہے ان کی تفصیلات میں جائے بغیر میں یہ کہوں گا کہ ان یادداشتوں میں معلومات کا ایک انبار موجود ہے اور مجھے یقین ہے کہ حکومت ان تمام امور سے بخوبی واقف ہے اس لیے میں صرف وہ حالات بیان کروں گا جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔

اسد اللہ ۱۸۲۸ء میں کلکتہ میں آئے اور دفتر فارسی کے معتمد کو ایک یادداشت پیش کی ملاحظہ ہو

یادداشت موصولہ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۲۸ء جو ۲ مئی کو ریکارڈ ہوئی جس کا نمبر ۴۶ ہے۔

(۱۲) اس یادداشت پر حکم صادر ہوا۔

حکم ہوا کہ درخواست گزار کو مطلع کیا جائے کہ مندرجہ بالا عرضداشت دہلی کے ریذیڈنٹ کو پیش کی جانی چاہیے۔

(۱۳) دہلی کے ریذیڈنٹ سر ای کول بروک نے ۲۴ فروری ۱۸۲۹ء کو حکومت کو اطلاع دی کہ اسداللہ خان نے ان کے سامنے ایک عرضداشت پیش کی ہے جس کا نفس مضمون یہ ہے کہ نصراللہ بیگ خان کے انتقال پر جن کے پاس مقرری میں سونک اور سونسا کے پرگنے زندگی بھر کے لیے ۱۵،۰۰۰ زر اشتی پر تھے، ۲۰۰۰۰ روپے اور ۳۰۰۰۰ روپے کے درمیان زر اشتی پر مرحوم احمد بخش خان کے پاس فیروزپور وغیرہ کی زمینیں تھیں۔ جب احمد بخش خان، نصراللہ بیگ خان کے قرابت داروں کی کفالت کے ذمہ دار بنے تو انہیں اس رقم کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا اور یہ کہ احمد بخش خان نے اس کفالت کے لیے سالانہ ۵۰۰۰ روپے سے زیادہ کبھی ادا نہیں کیے جس میں سے ۲۰۰۰ روپے وہ ایک شخص خواجہ حاجی کو دے دیتے تھے، جو خاندان کے لیے ایک اجنبی تھا، ۱۵۰۰ روپے درخواست گزار کو اور ۱۵۰۰ روپے نصراللہ بیگ خاں کی بہنوں میں سے ایک بہن کو جبکہ درخواست گزار کے ایک بھائی اور دو بہنوں کو بالکل فراموش کر دیا گیا☆۔

(۱۴) سر ایڈورڈ کول بروک آگے چل کر کہتے ہیں:

"حکومت کی طرف سے احمد بخش خان کو فیروزپور کی جو سند مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کو ملی تھی اس میں مندرجہ ذیل شق درج ہے اور جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں یہ واحد شق ہے جو اس معاملہ سے متعلق ہے:

"خواجہ حاجی اور مرحوم نصراللہ بیگ خان کے دوسرے متوسلین (متعلقین) کی دیکھ بھال اور کفالت کے تم ذمہ دار ہو گے اور بوقت ضرورت تم سے جب بھی طلب کیا جائے گا تم سرکار کے لیے پچاس سواروں کا دستہ تیار رکھو گے۔""

(۱۵) سر ایڈورڈ کول بروک نے اپنی رپورٹ کے آخر میں درخواست کی ہے کہ سرکاری ریکارڈ میں اس مقدمہ سے متعلق اگر کوئی بھی دستاویز موجود ہو تو انہیں اس کی نقول فراہم کی جائیں۔

(۱۶) اس کے جواب میں نواب احمد بخش خان کے ساتھ تصفیہ کے بارے میں لیفٹیننٹ کرنل میلکم کے مراسلے مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کا ایک اقتباس دہلی کے ریذیڈنٹ کو ۱۳ مارچ ۱۸۲۹ء کو ارسال کیا گیا تھا اور ان سے کہا گیا تھا کہ وہ درخواست گزار کی شکایت کے بارے میں تحقیقات کریں اور رپورٹ ارسال کریں۔

☆ یہ غلطی ہے۔ یہ ایک بھائی اور دو پھوپھیاں ہونا چاہیے۔

(۱۷) ۵ دسمبر ۱۸۲۹ء کو دہلی کے قائم مقام ریذیڈنٹ مسٹر ہاکنز نے حکومت کی توجہ سر ایڈورڈ کول بروک کے خط مورخہ ۲۴ فروری کی طرف مبذول کرائی جس کے متعلق انہوں نے بتایا کہ اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اس کے جواب میں انھیں مطلع کیا گیا کہ ۱۳ مارچ کو جواب ارسال کیا گیا تھا اور اس وقت سے اس مقدمہ کے بارے میں کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی اور انھیں اس کی ایک نقل فراہم کی گئی کیونکہ اصل کہیں ادھر ادھر ہو گئی تھی۔

(۱۸) مسٹر ہاکنز نے گزشتہ ۵ مئی کو اسداللہ خان کے مقدمے کے بارے میں اپنی رپورٹ پیش کر دی تھی(۲۹)۔ اس سے پتہ چلے گا کہ انہوں نے اسد اللہ خان کی عرضداشت نواب شمس الدین خان "مرحوم احمد بخش خان کے فرزند اور جانشین" کو شکایت کے متعلق ان کے جواب کے لیے بھجوا دی تھی۔ نواب شمس الدین خان کے جواب کا ترجمہ اور لارڈلیک صاحب بہادر کا مبینہ خط مورخہ ۷ جون ۱۸۰۶ء جس میں ان اشخاص کی صراحت کی گئی ہے جنہیں سالانہ ۵۰۰۰ روپے دیے جانا تھے مسٹرہاکنز کی رپورٹ کے ساتھ موصول ہوئے اور انہوں نے اس بارے میں اپنی رائے ظاہر کی کہ لارڈلیک صاحب بہادر کے واضح فیصلے کے بموجب شکایت کنندہ اور ان کے بھائی مرزا یوسف کو جو کچھ ملتا رہا وہ اس سے زیادہ کے مستحق نہیں تھیں۔ =/۱۵۰۰ روپے سالانہ جس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ نواب شمس الدین ہمیشہ ادا کرنے کے لیے تیار رہے ہیں۔

(۱۹) اس کے جواب میں حکومت نے گذشتہ ۲۸ مئی کو بتایا کہ اس نے مسٹر ہاکنز کے فیصلے کی توثیق کر دی ہے۔

(۲۰) اسد اللہ خان کے ۷ جولائی کو ایک یادداشت انگریزی زبان میں ارسال کی جس میں ایک سند کی بنیاد پر مسٹرہاکنز کے فیصلے کے خلاف شکایت کی گئی ہے جس کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ وہ جعل سازی ہے اور درخواست کی گئی ہے کہ اس کے ثبوت میں ریکارڈ کی چھان بین کی جائے۔

(۲۱) انہوں نے ۲۸ جولائی کو مسٹر ہاکنز کے فیصلے کے خلاف ایک بار پھر شکایت کی کہ یہ نواب شمس الدین کے ساتھ جانب داری پر مبنی ہے اور درخواست کی کہ انہیں سرکاری احکام کی ایک نقل مہیا کی جائے۔انہوں نے میرے نام ایک خط بھی منسلک کیا جس کا ترجمہ ارسال کیا جاتا ہے اس خط میں انہوں نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں تمام کاغذات کو ایک بار پھر دیکھوں اور حکومت کو زحمت دوں کہ وہ میری بیان کردہ ساری روداد پڑھے خصوصاً اس لیے کہ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اسداللہ خان کی شکایت پر یقین کرنے کے اسباب موجود ہیں اور وہ بالکل بے بنیاد نہیں ہیں۔

(۲۲) لارڈلیک صاحب بہادر کا مورخہ ۷ جون ۱۸۰۶ء کا کوئی خط سرکاری ریکارڈ میں موجود نہیں۔

(۲۳) یہ بھی عیاں نہیں ہوتا کہ اصل خط مسٹر ہاکنز کو پیش کیا گیا ہے۔

(۲۴) مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۷ جون کا خط پیش کیا جائے اور اس کی جانچ پڑتال کی جائے اور اگر دہلی میں اس کے صحیح ہونے کے متعلق کوئی شکوک وشبہات پیدا ہوں تو اسے ریذیڈنسی ارسال کر دیا جائے۔

(۲۵) اگر شمس الدین اس تقاضے سے بچنے کی کوشش کریں اور کہیں کہ اصل خط گم ہوگیا ہے تو ان کے خلاف قوی گمان قائم کیا جاسکتا ہے۔

(۲۶) شمس الدین خان کا جواب جیسا کہ مسٹر ہاکنز کے مراسلے مورخہ سابقہ ۵ مئی میں پیش کیا گیا ہے بڑا غیر سنجیدہ ہے اور ان کی اس رائے سے کہ وہ ایک شاعر ہے اور شاعر کے اس استحقاق سے وہ مبالغہ آرائی سے کام لیتا ہے اور پورا فائدہ اٹھاتا ہے' اسد اللہ خان کے دعوے کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

(۲۷) لیکن مقدمے کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جانا چاہیے۔

(۲۸) ہمیں احمد بخش کو عطا کی گئی سند مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کا جائزہ لینا چاہیے جو اصل وحقیقی ہے اور گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل نے اس کی توثیق کی تھی۔ اس کی ایک نقل سرجان میلکم کے اسی تاریخ کے مراسلے میں شامل ہے اور وہیں دیکھی جا سکتی ہے وظیفے کی مد میں حقیقتاً نصراللہ بیگ خان کے عزیزواقارب کے لیے دس ہزار روپے رکھے گئے ہیں لیکن بدقسمتی سے جس ڈھیلے ڈھالے انداز میں ۴ مئی ۱۸۰۶ء کی سند کو الفاظ کا جامہ پہنایا گیا ہے اس میں ٹھیک رقم کا کوئی ذکر نہیں۔ زرا مشتی کو ایک مقررہ مقصد یعنی نصراللہ بیگ خان کے عزیزواقارب کی کفالت اور گزراوقات کے لیے ۲۵۰۰۰ سے کم کرکے پندرہ ہزار کر دیا گیا ہے۔

اس میں کنایتاً" مذکورہ بالا منہائیوں اور شرائط کا ذکر تو کیا گیا ہے لیکن یہاں منہائی اور شرائط کے الفاظ عمومی معنوں میں استعمال کیے گئے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ لارڈ لیک صاحب بہادر نے جو اس وقت کانپور میں تھے ۴ مئی کو یہ پروانہ عطا کرنے اور اسی مہینے کی سولہ تاریخ کو حکومت کا جواب ملنے کے بعد جس میں جو کچھ کیا گیا تھا اس کی منظوری دی گئی تھی۔ احمد بخش خان کو یہ بتانے کے لیے کہ گذشتہ مہینے کی سولہ تاریخ کو کیا طے پایا ۷ جون کو دوبارہ خط لکھا ہو؟

(۲۹) تاہم نواب احمد بخش کی درخواست پر (جو اس وقت لارڈ لیک صاحب بہادر کی معیت میں کانپور میں تھے) اگر لارڈ موصوف نے ۷ جون، کا خط لکھا تھا تو کرنل میلکم صاحب بہادر نے جنھوں نے چند روز بعد (۱۰ جون) ۱۶ مئی کے سرکاری احکامات کے وصول پانے کی اطلاع دی' یہ رپورٹ کیوں نہ دی کہ احمد بخش خان کو ایک خط ارسال کیا گیا ہے جس میں ۵۰۰۰ روپیہ کی ایک معینہ رقم نصراللہ بیگ خان کے خاندان والوں کی کفالت کے لیے مقرر کی گئی ہے اور ان اسباب کی وضاحت کی گئی ہے جن کی بنا پر زرا مشتی کی بقیہ رقم وظیفہ میں دوبارہ شامل نہیں کی گئی جو نواب کی جاگیر سے ادا کی جاتی ہے؟ لیکن ایسی کوئی رپورٹ نہیں۔ اگر دستاویز اصلی ہے تو یہ بعیدازقیاس نہیں کہ احمد بخش نے یہ فریب اور دھوکہ سے حاصل کی ہو لیکن اگر یہ

تسلیم کر لیا جائے کہ یہ ایک ایسا حکم ہے جو لارڈ لیک صاحب بہادر نے اپنی رضامندی سے جاری کیا ہے تو کیا لارڈ موصوف اتنے بااختیار تھے کہ گورنر جنرل ان کونسل کے منظور کیے ہوئے کسی سابقہ فیصلے کو درہم برہم کر سکیں؟ اور کیا حکومت اس کی پابند ہوگی؟ مجھے یہ تصور بھی نہیں کرنا چاہیے اور خواہ یہ دستاویز اصلی ہو یا جعلی، ظاہر یہی ہوتا ہے کہ نصراللہ بیگ خان کے اقربا زیادہ وظیفے کے حق دار ہیں۔

(۳۰) اس نوٹ میں جن کاغذات کا حوالہ دیا گیا ہے وہ حوالے کے لیے منسلک ہیں۔

(دستخط) جی۔ سوئٹن

۱۹ اگست ۱۸۳۰ء

معتمد اعلیٰ برائے حکومت

(صحیح نقل)

(دستخط) جی۔ سوئٹن

معتمد اعلیٰ برائے حکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر ۲۰۸

(۳۶)

بخدمت گرامی:
این۔ بی۔ ایڈمونسٹون صاحب بہادر

جناب عالی!

میرے لیے باعث عزت ہے کہ آپ کا پچھلے مہینے کی ۱۲ تاریخ کا لکھا ہوا مراسلہ مجھے موصول ہوا۔ میں نجابت علی خان اور عبدالصمد خان کو دی جانے والی سندوں کے مسودے ارسال کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں (جہاں تک میرا اندازہ ہے) یہ مسودات عزت ماب گورنر جنرل کی مرضی کے عین مطابق تیار کئے گئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میری درخواست کے ساتھ ان کا احترام کیا جائے گا۔ نجابت علی خان کی جائیداد کو اس بات سے مشروط کر دیا گیا کہ وہ بدستور اپنے سردار کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اول الذکر (اسمٰعیل خان) کو ذاتی طور پر یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ برطانوی حکومت سے داد ودہش کے مدعی ہو سکتے ہیں لیکن جو جاگیر انہیں نواب کی بالادستی کے بغیر عطا کی گئی ہے وہ اس سے بالکل مطمئن ہیں اور جو جائیداد اصلاً کسی اور شرط پر نہیں بلکہ سربراہ خاندان اطاعت کی شرط پر پر دی ہے وہ تقسیم اور کمزوری کا موجب بنے گی اور ان کے اس مقصد کو جس کے لیے یہ تمام بندوبست کیا ہے ضرر پہنچائے گی۔

احمد بخش خان جب رہتک اور ہریانہ سے دستبردار ہوئے تو عزت ماب لارڈلیک صاحب بہادر نے انھیں میوات کے وہ اضلاع جو ان کے قبضہ میں تھے زندگی بھر کے لیے پچیس ہزار روپے کی سالانہ ادائیگی پر دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے فوراً بعد احمد بخش خان کے ایک قریبی رشتہ دار نصراللہ بیگ خان کی اچانک موت پر سونک اور سونسا کے اضلاع جو اس سردار (نصراللہ بیگ خاں) کو دیے گئے تھے واپس لے لیے گئے لیکن عزت ماب نے ضروری سمجھا کہ ان کے بھائی اور خاندان والوں کے لیے کوئی معقول بندوبست کیا جائے اور یہ اس لیے اور بھی ضروری ہو گیا کہ بے قاعدہ سواروں کے دستے کو جس میں ان میں سے بہت سے لوگ برسرروزگار تھے ختم کرنے کی ضرورت پیدا ہو گئی اور جس میں ایک یا دو افسر ایسے بھی تھے جو دشمن کو چھوڑ کر اس وعدہ پر ہم سے آن ملے تھے کہ ہم ان پر عنایات ونوازشات کریں گے اور انھیں تحفظ فراہم کریں گے۔ ان مقاصد کو اس طرح حاصل کرنے کے لیے کہ ان پر کم سے کم اعتراض کیا جا سکے'

عزت ماب نے اسی طریقے کو بہتر جانا کہ احمد بخش خان کو ان کی کفالت کے لیے چھوٹ دے دی جائے چنانچہ اس نقطہ نظر سے انہوں نے سالانہ صرف پندرہ ہزار روپے کی رقم مقرر کر دی جو انہیں ادا کرنا ہوگی۔

احمد بخش خان کے زیر انتظام اضلاع کی حالت' ان کے پر آشوب حالات اور وہ رقم جو وہ ادا کرتے تھے کی قلیل مقدار کی بنا پر اور ان کی خدمات کو پیش رکھتے ہوئے عزت ماب نے انہیں پیش کش کی کہ اگر وہ امداد کے تمام دعوؤں سے دست بردار ہو جائیں اور وعدہ کریں کہ اپنے علاقے میں امن وامان قائم رکھیں گے اور بوقت ضرورت پچاس سواروں کا دستہ فراہم کریں گے تو انہیں ہر قسم کی ادائیگی سے مستثنیٰ کر دیا جائے گا اور ان کے پاس جو زمینیں ہیں وہ ان ہی شرائط پر انہیں دے دی جائیں گی جن شرائط پر نجابت علی خان اور صمد خان کو دی گئی ہیں۔ انہوں نے اس پیش کش کو فوراً قبول کر لیا اور لارڈلیک صاحب بہادر کی خواہش کے مطابق سند کا بالکل ویسا ہی مسودہ تیار کیا گیا جو مذکورہ بالا دونوں سرداروں کو دی گئی تھیں۔

عزت ماب لارڈلیک صاحب بہادر نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں اس عرضداشت کی ایک نقل اور ترجمہ بھی ارسال کروں جو انہیں احمد بخش خان کی جانب سے موصول ہوئی ہے۔

سوناہ اور نوہ کے اضلاع جو وہ اپنے پاس رکھنے کے خواہش مند تھے اب کرایہ پر پنچ سنگھ چودھری ریواڑی کو تین سال کی مدت کے لیے اضافہ شدہ لگان پر دے دیے گئے ہیں۔

عزت ماب (لارڈلیک صاحب بہادر) کو معلوم نہیں کہ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل بالاخر ان صوبوں کا تصفیہ کس طرح کرنا چاہتے ہیں اس لیے احمد بخش خان کے پاس یہ نتیجہ اخذ کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ ان کی درخواست منظور کر لی جائے گی۔ تاہم عزت ماب نے مجھے یہ عرض کرنے کی ہدایت کی ہے کہ ان علاقوں کو فوری طور پر براہ راست اپنے انتظام میں لینے کے علاوہ کوئی اور بندوبست کیا جائے جس میں یہ خواہش بھی کارفرما ہو کہ وہ بندوبست' یا تو سرکار برطانیہ کے لیے فائدہ مند ہو یا اس کے استحکام کا موجب تو عزت ماب کی نظر میں نواب احمد بخش خان جیسا اور کوئی مقامی سردار ایسا نہیں جس سے پورے اعتماد کے ساتھ یہ توقعات وابستہ کی جاسکیں کہ وہ ہر مسئلے کا حل ڈھونڈ نکالے گا کیونکہ نواب موصوف بڑے سرگرم اور ذہین ہیں اور اپنے علاقے میں بڑے بااثر و باعزت ہیں اور (عزت ماب پر یقین ہیں) خلوص دل سے سرکار برطانیہ کے وفادار ہیں۔

عزت ماب لارڈلیک صاحب بہادر نے مجھے یہ عرض کرنے کی بھی ہدایت کی ہے کہ انہیں مرتضیٰ خان' بہادر خان' اور محمد خان آفریدی کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں جن میں انہوں نے تشویش ظاہر کی ہے کہ ان کے ورثا کی کفالت کے لیے کوئی انتظام کیا جائے (چاہے وہ نسبتاً" چھوٹا ہی کیوں نہ ہو)۔ یہ انتظام ایک تو اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ انہیں ایک چھوٹی سی جاگیر دے دی جائے جیسا کہ بو آئی شنکر کے بیٹوں کو دی گئی تھی۔ (جو ان کے زمینوں پر بھی مشتمل ہو سکتی ہے جو اس وقت ان کے تصرف میں ہیں) یا ان کی معافی حق ملکیت کے ساتھ انہیں عطا کر دی جائے جس پر وہ حکومت کو معقول مالیہ ادا کریں مطلب یہ ہے کہ انہیں ان ہی اصول وضوابط کے تحت جن کے

تحت کمپنی نے اپنی عمل داری میں دوسروں کو زمینداریاں عطا کی ہیں انہیں بھی حق زمینداری عطا کر دیا جائے

عزت ماب نے صرف ان کی خواہش کے اظہار کا وعدہ کیا تھا لیکن انہوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں خود ان کی رائے کو بھی ظاہر کردوں کہ سیاسی اعتبار سے مختلف جاگیرداروں کے لواحقین کے لیے اس قسم کا انتظام بڑا دانش مندانہ ہو گا انہیں مستقل طور سے اپنی زمینوں سے دلچسپی پیدا ہو گی جس سے نہ صرف ملک کو ترقی ملے گی بلکہ برطانوی حکومت کے ساتھ ان کے میل جول اور وابستگی میں اضافہ ہو گا۔

کانپور　　　　　　　　　　آپ کا مخلص

ہیڈکوارٹرز　　　　　　　　　　(دستخط) لیفٹیننٹ کرنل جان میلکم☆

۴ مئی ۱۸۰۶ء

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر ۲۰۸

(۳۷)

کرنل میلکم صاحب بہادر کا مکتوب (نمبر ۱۹۲) مرقومہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کا جو ۱۳ مئی ۱۸۰۶ء منسلکہ کو موصول ہوا۔ احمد بخش خاں بہادر کے نام شقہ کی نقل کا ترجمہ

سرکار برطانیہ کے لیے آپ نے جس خدمت گزاری، خیراندیشی، اور جاں فشانی کے جذبے کا مظاہرہ کیا ہے اس کے مدنظر فضیلت مآب جرنیل لارڈلیک صاحب بہادر آپ کو محالات فیروزپور جھرکہ، پٹہ، سانگرس، بچھانہ، نجھور اور نگینہ کی سند استمراری (پروانہ) مرحمت فرماتے ہیں۔ بایں ہمہ آپ ان علاقوں کے مال وسائر اور تمام دیگر وسائل کے حق دار اور دروبست کے ذمہ دار ہوں گے۔ (باغاتی املاک، ایمہ، جاگیریں، پن ارتھ اور دیگر لگان معاف زمینیں، روزینہ وغیرہ جو زمانہ قدیم سے مقرر چلے آتے ہیں ان سے مستثنیٰ ہوں گے) یہ شرط بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ان محالات کے انتظام وانصرام کے لیے آپ کو اپنا فوجی دستہ بحال کرنا ہو گا اور اس ضمن میں سرکار برطانیہ سے کسی نوع کی امداد کے حق دار نہیں ہوں گے علاوہ ازیں، آپ کی یہ بھی ذمہ داری ہوگی کہ مرزانصراللہ بیگ خان مرحوم کے متوسلین خواجہ حاجی وغیرہ کی پرورش وپرداخت کریں گے آپ اس امر کے بھی مکلف ہوں گے کہ بوقت ضرورت وحسب الطلب پچاس سواروں کا دستہ سرکار برطانیہ کو مہیا کریں گے۔ آپ سے یہ توقع بھی کی جائے گی کہ آپ سرکار برطانیہ کے ہمیشہ خدمت گزار اور خیراندیش رہیں گے۔

سرکار برطانیہ عزت مآب لارڈلیک صاحب بہادر کمانڈر انچیف کے مراسلات کے ذریعے آپ کے کردار و دوست داری اور حکومت کے لیے آپ کی گراں قدر خدمات اور وابستگی سے کما حقہ، آگاہ ہونے کے بعد بخوشی آپ کی خدمت کے صلے میں آپ کو اور آپ کے ورثاء کو ۱۲۱۳ فصلی سال کی فصل ربیع (بمطابق ستمبر ۱۸۰۵ء) کی ابتدا سے نسلاً بعد نسل مندرجہ بالا محالات بشمول مال وسائر محلات بے منہائیوں اور محولہ بالا شرائط پر تفویض کرتی ہے۔ مذکورہ تاریخ سے سرکار برطانیہ کا ان محالات سے کوئی سروکار نہ ہو گا۔ جو ہمیشہ ہمیشہ آپ اور آپ کے فرزندوں کے تصرف میں رہیں گے چونکہ آپ کو ان علاقوں میں حاکمانہ اختیار حاصل ہو گا اس لیے وہاں کے باشندوں کی شکایات قابل سماعت قرار نہیں پائیں گی۔

اس عطیہ عظمیٰ کے پیش نظر یہ توقع کی جاتی ہے کہ آپ سرکار برطانیہ کے ساتھ جذبہ خیراندیشی اور مخلصانہ وابستگی کا مظاہرہ کرتے رہیں گے اور اس کے مفادات کا تحفظ برقرار رکھیں گے۔ اس میں آپ ہی کی فلاح وبہود مضمر ہے۔

(دستخط) آئی۔ مونکٹن
نائب معتمد فارسی برائے حکومت

مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۵ء مطابق ۱۴ صفر ۱۲۲۱ء (نقل مطابق اصل)

(دستخط) جارج سوشس
معتمد اعلیٰ برائے حکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر ۲۰۸

(۳۸)

بخدمت گرامی: جناب لیفٹیننٹ کرنل میلکم صاحب بہادر

جناب عالی!

۱۔ حسب ہدایت یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کا ارسال کردہ ماہ ہذا کی ۴ تاریخ کا مکتوب نمبر ۱۹۲ موصول ہوا۔

۲۔ آپ نے اپنے مراسلے کے ساتھ نجابت علی خان وعبدالصمد خان کے نام سند کے جو مسودے ارسال کئے ہیں انہیں بعینہٖ منظور کرلیا گیا ہے۔ مذکورہ مسودوں کے مطابق جو اسناد (یا پروانے) تیار کی گئی ہیں ان پر نواب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کے دستخط اور مہر ثبت ہونے کے بعد بلا تاخیر آپ کی خدمت میں روانہ کردی جائیں گی۔

۳۔ گورنر جنرل بہادر ان کونسل نے اس بندوبست کی بھی جس میں اسمٰعیل خاں اور فیض محمد خاں کو اس شرط پر کہ وہ نجابت علی خاں کے اطاعت گزار رہیں گے جائیداد مرحمت کی ہے توثیق فرما دی ہے۔

۴۔ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل اس امر کی بھی منظوری مرحمت فرما دی ہے کہ احمد بخش خاں کو جاگیر انہی شرائط کے ساتھ عطا کی جائے جن کے تحت نجابت علی خان اور عبدالصمد خاں کو دی گئی تھی۔ اور احمد بخش خاں کو اس کے ذمے واجب الادا پندرہ ہزار روپے کی سالانہ رقم کی ادائیگی سے بھی موجودہ انتظام وانصرام کے تحت مستثنیٰ کیا جاتا ہے تاکہ اس طرح سیاسی نوعیت کے فوائد حاصل کیے جاسکیں۔ اس ضمن میں احمد بخش خاں کے نام سند تیار کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کردی جائے گی جو آپ کے مکتوب سے منسلکہ مسودے کے عین مطابق ہو گی۔

۵۔ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل ریواڑی' سوناہ اور نوہ کے زرخیز اضلاع کے انتظام کی بابت ہنوز کوئی فیصلہ نہیں کر پائے ہیں تاہم گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کی تجویز ہے کہ زرخیز اضلاع کو برطانوی قلمرو سے خارج رکھنا عین مناسب ہو گا۔ جب اس بندوبست کا حتمی فیصلہ صادر ہو جائے گا تو گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کی تجویز کے مطابق نجابت علی خاں کو ان کی دو آبہ کی جاگیر کے عوض ریواڑی کا علاقہ دے دیا جائے اور انھیں سوناہ اور نوہ کے علاقے مجوزہ شرائط پر احمد بخش خاں کو عطا کر دینے پر کوئی اعتراض نہ ہو گا۔

۶۔ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کے خیال میں سردست مذکورہ فیصلے کو کسی لیت و لعل کے بغیر اس وقت تک کے لیے موخر کر دیا جائے جب تک آپ بہ نفس نفیس دفتر خانہ کلکتہ تشریف لائیں اور گورنر جنرل صاحب بہادر

کو ذاتی طور پر جملہ حقائق سے آگاہ کریں تاکہ اس معاملے کا فیصلہ صادر کیا جا سکے۔ آپ کے لیے یہ مناسب ہو گا کہ احمد بخش خاں کو مطلع کر دیں کہ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل موصوف کی خواہشات کو بروئے کار لانے کے لیے مناسب اقدامات کریں گے بشرطیکہ عمومی انتظامات جو حکومت کے زیر غور ہیں اس کے عین مطابق ہوں اور یہ بھی کہ مذکورہ معاملہ آپ کے صدر دفتر آنے کے بعد ہی حتمی طور پر طے کیا جائے گا۔

۷ ۔ مرتضیٰ خان، بہادر خان اور محمد خان آفریدی کی موصولہ عرضداشتوں کے سلسلے میں حسب ہدایت یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل اس عمومی اصول کی مصلحت کے تحت کہ جاگیرداروں کے متوسلین کو زمین کی صورت میں دائمی مفاد مہیا کئے جائیں، آپ سے اتفاق کرتے ہیں اور اس اصول کے حوالے سے ان اشخاص کی جاگیروں پر مشتمل زمینیں زمینداریوں کے پٹے کی شرط پر معمولی بالمقطع لگان پر جس کا اب تعین کیا جائے گا ان کے ورثاء کو عطا کرنے پر انھیں کوئی اعتراض نہیں بشرطیکہ ان جاگیرداروں کی زمینوں پر اور زمیندار نہ ہو اور وہ زمینیں ہماری مطلوبہ سرحدوں کے اندر واقع ہوں۔ مالاگڑھ جو بہادر خان کو عطا کیا گیا ہے کا محل وقوع ہمارے کسی نقشہ پر نہ ہونے کی بنا پر ہمارے علم میں نہیں۔

۸ ۔ اگر مذکورہ جاگیر کی حدود میں کوئی زمین دار موجود ہے تو جاگیردار کے متوسلین کو حسب سابق حق استمراری حاصل رہے گا بشرطیکہ بالمقطع لگان کی ادائیگی کے عوض خدمات ہوتی رہیں۔

۹ ۔ مروجہ دستور کے مطابق زمین داروں کو استمراری پٹہ دینے پر کوئی اعتراض نہیں۔ ایسی صورت حال میں استمراردار حکومت کے نائب کے طور پر گردانا جائے گا وہ انھیں قوانین کے تحت لگان وصول کرے گا جن کے تحت حکومت خود لگان وصول کرتی ہے۔

۱۰ ۔ محولہ بالا نکات پر تیار کی جانے والی آپ کی رائے پر، حکومت کو آپ کے مراسلہ کے ساتھ منسلکہ ریفرنس پر فیصلہ کرنے میں آسانی رہے گی۔

فورٹ ولیم ۱۲ مئی ۱۸۰۶ء

آپ کا مخلص

(دستخط) این، بی ایڈ مونسٹون معتمد برائے حکومت

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) جارج سونٹن معتمد اعلیٰ برائے جکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا، فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر ۲۰۸

(۳۹)

بخدمت گرامی : این' بی ایڈمونسٹون

جناب عالی!

حسب ہدایت گزارش ہے کہ آپ کا ماہ گذشتہ کی ۲۶ تاریخ کا مکتوب موصول ہوا۔ نیز' مجھے عزت مآب لارڈ لیک صاحب بہادر نے یہ عرض کرنے کی ہدایت بھی فرمائی ہے کہ آپ نے اپنے ماہ گزشتہ کی ۱۸ تاریخ کے مکتوب کے ساتھ جو اسناد روانہ کی تھیں وہ نجابت علی خان اور احمد بخش کو جب وہ کانپور میں عزت مآب (لارڈ لیک صاحب بہادر) کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے دے دی گئیں۔ البتہ عبدالصمد خاں کی سند ان کے وکیل کے حوالے کر دی گئی ہے۔

میں چند روز میں کانپور سے روانہ ہونے والا ہوں۔ فورٹ ولیم پہنچنے کے بعد فضیلت مآب نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں اپنی امکانی حد تک تمام معلومات گوش گزار کروں گا تاکہ آنجناب کو ریواڑی نوہ اور سوناہ کے زرخیز اضلاع کا معاملہ حتمی طور پر طے کرنے میں سہولت رہے۔

عزت مآب نواب گورنر جنرل کے عندیے سے احمد بخش خان کو مطلع کر دیا گیا ہے۔ وہ ان مراعات کے لئے سراپا سپاس ہیں جو انھیں پہلے ہی مل چکی ہیں اور اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ وہ حکومت کے اعتماد پر پورا اترنے کی بھر پور سعی کریں گے۔

کمپنی بہادر کی قلمرو میں نجابت علی خاں کو جو جاگیر عطا ہوئی ہے وہ دس ہزار روپے سالانہ سے زیادہ کی نہیں اور نہ ہی دوابہ کی جاگیر کی نصف مالیت سے زیادہ ہے۔ صوبہ ریواڑی کا معاملہ اب طے شدہ ہے اور یہ اندرونی ہنگامے کا موجب بھی نہیں رہا۔ تاہم حالیہ غارت گری کے اثرات سے یہ علاقہ ابھی پوری طرح نہیں سنبھلا اور پہلے کی طرح دو لاکھ سالانہ محصول ادا کرنے کا متحمل بھی نہیں ہو سکتا۔ فضیلت مآب لارڈ لیک صاحب بہادر کا احتمال ہے کہ عزت مآب گورنر جنرل صاحب بہادر دونوں مقبوضات کی مالیت کے اس فرق سے کما حقہ' واقف نہیں اور شاید اسی وجہ سے وہ نجابت علی خاں سے اس معاملے میں گفتگو نہیں فرما سکے ہیں۔

مرتضیٰ خان اور دیگر سرداروں کی عرضداشتوں کے جواب میں اسی موضوع کے حوالے سے تبادلہ خیال ہوتا رہا ہے نیز انہیں عمومی طور پر مطلع بھی کیا گیا ہے کہ حکومت ان کے حسب خواہش معاملات کو حل کرنے کا مصمم ارادہ

رکھتی ہے لہٰذا انہیں یہ باور کر لینا چاہیے کہ جلد ہی کشادہ دلی کے ساتھ مناسب انتظام وانصرام عمل میں آئے گا۔

فضیلت ماب لارڈ لیک صاحب بہادر کو یقین ہے کہ جملہ سربراہوں کے مقبوضات عزت ماب گورنر جنرل کے مجوزہ معیار کے مطابق ہیں، مثلاً ضلع کوئل میں بہادر خاں کی جاگیر موسوم بہ مالا گڑھ۔ میرے مرسلہ مکتوب مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۰۶ء سے آپ کو ان تمام حقائق کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

صدر دفتر — آپ کا مخلص

کان پور — (دستخط) جان مالکم

۱۰ جون ۱۸۰۶ء — ریذیڈنٹ

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) جارج سوئن

معتمد اعلیٰ برائے حکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر ۲۰۸

(۴۰)

بخدمت گرامی: جارج سوئنٹن صاحب معتمد اعلیٰ برائے حکومت

فورٹ ولیم

جناب عالی!

عرض گزار ہوں کہ میرا مقدمہ بہ اجلاس کونسل زیر غور ہے اور عین ممکن ہے کہ میرے معاملات جناب ریذیڈنٹ صاحب بہادر دہلی کی خدمت عالیہ میں برائے غور و خوض پیش کیے جائیں چنانچہ فدوی بصدادب التماس گزار ہے کہ آپ حکومت سے سفارش فرما دیں کہ فضیلت ماب جناب مارٹن صاحب بہادر ریذیڈنٹ دہلی کے دربار عالیہ میں میری بازیابی شایان شان ہو کہ آخر میں نصراللہ بیگ خان جاگیردار سونک سونسا ضلع آگرہ کے لواحقین میں سے ہوں۔ نیز فدوی کو اسی اعزاز و افتخار کے ساتھ بازیابی کا شرف حاصل ہو جو قبل ازیں دوران قیام کلکتہ عزت ماب گورنر جنرل بہادر کے دربار عام میں بوقت باریابی حاصل ہوا تھا۔

۲۔ اس غیر معمولی عرضداشت کے پیش کرنے کی غرض و غایت دراصل یہ ہے کہ فدوی جب کلکتہ سے واپسی کے بعد ہاکنز صاحب بہادر کے زمانہ کمشنری میں پہلی مرتبہ ریذیڈنسی میں حاضر ہوا تو اس کا استقبال اس انداز سے کیا گیا جو اس کے اعزاز و افتخار کے مطابق نہ تھا بلکہ یوں باور ہوتا تھا جیسے بندہ ایشیاٹک سوسائٹی کے ملازمین کی صف میں دست بستہ کھڑا ہو۔ یہ رویہ فدوی کے لیے سراسر سوہان روح بنا رہا خصوصاً اس صورت حال کے پیش نظر کہ کچھ ہی دن قبل عزت ماب جناب گورنر جنرل صاحب بہادر نے اسے امتیازی سلوک سے سرفراز فرمایا تھا۔

مقام دہلی مورخہ ۲۷ نومبر ۱۸۳۰ء

حکومت کا تابعدار اور آپ کا خدمت گزار

محمد اسداللہ خاں

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) جارج سوئنٹن

معتمد اعلیٰ برائے حکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر ۲۰۸

(۴۱)

بخدمت گرامی: معتمد اعلیٰ صاحب بہادر شعبہ سیاسی
حکومت عالیہ، فورٹ ولیم

جناب عالیٰ!

حسب ہدایت اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کا ارسال کردہ مکتوب مورخہ ۲۲ اکتوبر اور اسداللہ خان کے دعاوی پر مبنی متعدد منسلکات موصول ہوئے جن کی جانب۔آپ نے فضیلت ماب گورنر صاحب کی خصوصی توجہ مبذول کرائی ہے۔

مجھے یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ عزب ماب نائب صدر ان کونسل نے اس ضمن میں اپنے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ ۳۰ نومبر کی روداد میں شامل ہیں۔ اس کی نقل ملفوف ہے۔

۲۔ اصل منسلکات واپس ارسال ہیں۔

قلعہ بمبئی
۲۷ دسمبر ۱۸۳۰ء

آپ کا مخلص
(دستخط) سی نورس معتمد اعلیٰ☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر ۲۰۸

(۴۲)

عزت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر کی روداد مورخہ ۳۰ نومبر ۱۸۳۰ء

میں نہایت وثوق کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اس سند پر لارڈ لیک صاحب بہادر کے دستخط ثبت ہیں۔ جس زمانے میں یہ حاصل کی گئی تھی' اس وقت واجبات کی ادائیگی کر دی گئی تھی۔ معزز ہندوستانی باشندے احمد بخش خاں کو لارڈ لیک صاحب بہادر اور ان کے دیگر واقف کاروں کا بھرپور اعتماد حاصل تھا۔ نیز مقامی باشندوں کی دیانت دارانہ نظر میں بھی وہ قابل احترام تھے۔ ایسی صورت حال کہ میں ان پر غیردیانتدارانہ طرز عمل کے لگائے گئے الزامات کے خلاف صفائی پیش کی جا سکتی ہے۔ اگر وہ ان نازیبا اقدامات کے قرار واقعی مرتکب ہوتے تو میرے خیال میں کسی نہ کسی فریق کی جانب سے ان پر اعتراضات ضرور صادر کیے جاتے۔

(دستخط) جان میلکم

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) سی' نورس

معتمد اعلیٰ

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) جارج سوئٹن

معتمد اعلیٰ برائے حکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر ۲۰۸

(۴۳)

بخدمت گرامی: جناب ہنری تھوبی پرنسپ صاحب بہادر(۳۱)

معتمد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر شعبہ سیاسی

جناب عالی!

۱۔ حسب ہدایت آپ کی خدمت میں حکومت بمبئی کے معتمد اعلیٰ کی چٹھی مورخہ ۷ دسمبر ۱۸۳۰ء کی نقل اور دہلی کے ریذیڈنٹ صاحب بہادر کے نام مذکورہ تاریخ کا ایک مراسلہ بابت مقدمہ اسداللہ خان' عزب ماب جناب گورنر جنرل کے ملاحظے کے لیے ارسال کر رہا ہوں۔

۲۔ چونکہ یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ مذکورہ مدعی' نواب شمس الدین کے خلاف استغاثہ بحضور گورنر جنرل صاحب بہادر پیش کرے' لہٰذا میں حسب ہدایت دفتر ہذا میں تیار کی جانے والی یاد داشت کی ایک نقل بطور حوالہ ارسال کر رہا ہوں۔ اس کے ساتھ مقدمے کا خلاصہ اور اس ضمن میں ہونے والی مراسلت کی نقلیں منسلک ہیں۔

۱۔ لیفٹیننٹ کرنل میلکم صاحب بہادر کی چٹھی مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء۔

۲۔ لیفٹیننٹ کرنل میلکم صاحب بہادر کی چٹھی مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۰۶ء۔

۳۔ لیفٹیننٹ کرنل میلکم صاحب بہادر کی چٹھی مورخہ ۱۰ جون ۱۸۰۶ء۔

۴۔ قائم مقام ریذیڈنٹ صاحب بہادر دہلی کی چٹھی مورخہ ۸ اکتوبر ۱۸۲۰ء مع سند۔

۵۔ محمد اسداللہ خان کی چٹھی مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۸۳۰ء۔

۳۔ بہرحال نائب صدر ان کونسل مذکورہ یاداشت کے اختتامی حصے میں پیش کیے گئے اس نکتے سے بالکل متفق نہیں ہیں کہ نصراللہ خان کے متوسلین اضافہ تنخواہ کے حق دار ہیں ان کا یہ خیال ہے کہ نصراللہ خان کے متوسلین کو دس ہزار روپے دینے کے لیے احمد بخش کو جس انداز میں پابند کیا گیا وہ قابل اعتنا نہیں نیز مذکورہ مقاصد کے لیے رقم کی کوئی تخصیص متعین نظر نہیں آئی۔ نیز ان کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ دستاویز جس میں رقم کی حد پانچ ہزار مقرر

۶ ۔ معتمد اعلیٰ صاحب بہادر مقیم بمبئی کے نام مرسلہ چٹھی مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۸۳۰ء۔

۷ ۔ محمد اسداللہ خان کی چٹھی مورخہ ۲۷ نومبر ۱۸۳۰ء۔

کی گئی ہے احمد بخش نے اس مقصد کے تحت حاصل کی تھی اگر ادائیگی کی رقم میں مزید اضافے کا مطالبہ ہو تو اس کا سدباب کیا جا سکے۔

فورٹ ولیم
۳۱ دسمبر ۱۸۳۰ء

آپ کا خادم
(دستخط) جارج سوئن
معتمد اعلیٰ برائے حکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر ۴۰۸

(۴۴)

شعبہ سیاسی
بخدمت گرامی : ولیم بائم مارٹن صاحب بہادر
ریذیڈنٹ، دہلی

جناب عالی

مسمی اسد اللہ خان کے مقدمے کے سلسلے میں سابق قائم مقام ریذیڈنٹ صاحب بہادر نے ۸ اکتوبر ماہ گذشتہ کو جو چٹھی لکھی تھی اس کے حوالے سے حکومت بمبئی کے معتمد اعلیٰ بہادر کا ماہ ہذا کی ۷ تاریخ کا مراسلہ حسب ہدایت ارسال خدمت ہے۔ اس کے مطالعے سے آپ پر یہ حقیقت منکشف ہو گی کہ مدعی نے لارڈ لیک صاحب بہادر کے دستخط اور مہر سے جاری ہونے والے جس پروانے یا مراسلے کو جعلی قرار دیا ہے اسے جناب سر جون میلکم صاحب نے صحیح دستاویز تسلیم کیا ہے۔ مذکورہ پروانہ اس مراسلے کے ساتھ واپس ارسال ہے تاکہ نواب شمس الدین خاں کے سپرد کر دیا جائے۔

آپ کا مخلص

فورٹ ولیم

۳۱ دسمبر ۱۸۳۰ء

(دستخط) جارج سوئنن

معتمد اعلیٰ برائے حکومت

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) جارج سوئنن

معتمد اعلیٰ برائے حکومت☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر ۲۰۸

(۴۵)

۳۱ دسمبر ۱۸۳۰ء کو فورٹ ولیم سے جاری ہونے والے سرکاری مراسلے سے اقتباس

پیراگراف نمبر۰۷ حواشی کے مطابق کی جانے والی مراسلت سے حکومت کے نام اسداللہ خان ولد☆ نصراللہ بیگ خان مرحوم جاگیردار سونک کی متعدد عرضداشتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔ داد خواہ نے دہلی کے قائم مقام ریذیڈنٹ کے اس فیصلے کے خلاف شکایت کی ہے جو موصوف نے سرکار برطانیہ کی جانب سے مدعی (اسداللہ) کو ملنے والی پنشن کے سلسلے میں صادر فرمایا ہے۔ عرض گزار نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مذکورہ پنشن کا ایک حصہ فیروزپور کے جاگیردار نواب احمد بخش خان نے لارڈلیک صاحب بہادر کی جانب سے عطا کردہ ایک سند کے مطابق اپنے ایک منظور نظر شخص کو دے دیا۔ اسداللہ کا دعویٰ ہے کہ نواب موصوف نے مذکورہ سند میں جعل سازی کی ہے چنانچہ یہ جاننے کے لیے کہ لارڈلیک صاحب بہادر کی جانب سے ۱۸۰۶ء میں مرحمت کی جانے والی سند کے متعلق اسداللہ کا موقف صحیح یا غلط قائم مقام ریذیڈنٹ بہادر کو ایک چھٹی لکھی گئی تھی اس میں یہ بات واضح کی گئی تھی کہ اسداللہ خاں کی جانب سے حکومت کو ایک عرضی موصول ہوئی ہے جس میں مذکورہ شخص نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ فیروزپور کے جاگیردار نے جو سند پیش کی وہ سراسر جعلی ہے نیز اس نوع کی کوئی دستاویز ریذیڈنسی کے ریکارڈ میں سرے سے موجود نہیں ہے جناب ہاکنز صاحب بہادر کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ احمد بخش خان (اب مرحوم) کے فرزند اور وارث نواب شمس الدین سے مذکورہ سند کا اصل نسخہ حاصل کر کے پیش کریں تاکہ حکومت اس کی اصلیت کا اندازہ لگا سکے☆☆۔

☆ انگریزی متن کے مطابق ہے۔ غلط' اس جگہ برادر زادہ ہونا چاہیے (گ۔ ن)

☆☆ انڈیا آفس ریکارڈ لندن نمبر آئی او آر ایف۔ ۴۔ ۱۳۴۴ بورڈز کلیکشن نمبر ۵۳۴۲۹

(۴۶)

بخدمت گرامی: جناب جارج سوئٹن صاحب بہادر
معتمد اعلیٰ برائے حکومت، فورٹ ولیم

جناب عالی

۱۔ حسب ہدایت عرض ہے آپ کا ارسال کردہ ماہ گزشتہ کی ۳۱ تاریخ کا مکتوب اور اس کے ساتھ اسد اللہ خاں کے مقدمے سے متعلق منسلکات موصول ہوئے۔ جناب گورنر جنرل شکر گزار ہیں کہ آپ نے یہ کاغذات روانہ کرنے میں خصوصی دلچسپی لی۔

۲۔ واضح ہو کہ اسد اللہ خان نے حضور والا کی خدمت میں ہنوز کوئی عرضداشت ارسال نہیں کی ہے بہرحال عرض ہے کہ نواب احمد بخش خاں مرحوم کے وارثوں کی جانب سے مہیا کردہ لارڈلیک صاحب بہادر کے خط کی اصلیت کی بابت سرجان میلکم بہادر کا جو تصدیق نامہ پیش کیا گیا ہے نیز نائب صدر ان کونسل کی مصدقہ رائے، دونوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حضوروالا نصراللہ خاں کے متوسلین کی مالی امداد کے ضمن میں فیروزپور کے جاگیردار کے کیے ہوئے انتظام والنصرام میں مداخلت پسند نہیں فرمائیں گے۔

آپ کا مخلص

کیمپ ماہولی
۲۷ جنوری ۱۸۳۱ء

(دستخط) ایچ ٹی پرنسپ
معتمد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) ڈبلیو ایچ میکناگٹن (۳۲)
معتمد برائے حکومت ہندوستان☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر ۲۰۸

(۴۷)

فورٹ ولیم سے جاری شدہ سیاسی مراسلہ مورخہ ۴ مارچ ۱۸۳۱ء سے اقتباس

پیراگراف نمبر۷۵ : ہم نے عمومی مراسلہ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۸۳۰ء کے پیراگراف ۷۰ کی وساطت سے آپ کی عدالت کی توجہ اسداللہ خان ولد☆ مرحوم جاگیردار سونک سونسا کی عرضداشت کی جانب مبذول کرائی تھی عرضی گزار نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ حکومت کی جانب سے عطا کردہ پنشن کا ایک حصہ فیروزپور کے جاگیردار نواب احمد بخش خان (شمس الدین خان کے مرحوم والد) نے غیر قانونی طور پر روک لیا ہے اور اسے اپنے ایک منظور نظر شخص کو عنایت کردیا ہے اوراس اقدام کے جواز میں لارڈلیک صاحب بہادر کی ایک سند کا حوالہ دیا جاتا ہے لیکن اسداللہ خان کا دعویٰ ہے کہ نواب موصوف نے مذکورہ سند میں جعل سازی کی ہے چنانچہ اصل حقائق کا پتہ چلانے کے لیے ہم نے اصلی دستاویزات طلب کی تھی۔ ہم نہایت مودبانہ طور پر عدالت عالیہ میں متعدد دستاویزات پیش کر رہے ہیں جن کا شمار اور تاریخ حاشیے میں درج ہے' جس سے یہ معلوم ہو گا کہ اصل سند کو وصولیابی کے بعد بمبئی ارسال کر دیا گیا تھا تاکہ فضیلت ماب گورنر صاحب بہادر بذات خود اس کو جانچ کر اسداللہ کے دعوے اور دستاویز کی صداقت کی بابت اپنی گراں قدر رائے کا اظہار کر سکیں۔

۷۶ ۔ مذکورہ مکتوب کے ساتھ سرجان میلکم صاحب بہادر کی ایک روداد بھی منسلک ہے جس میں موصوف نے متنازعہ دستاویز کی صداقت کی بابت اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔

مکتوب مورخہ ۲۲ اکتوبر نمبر۴۱
مکتوب مورخہ ۳۱ دسمبر نمبر ۳ تا ۹
مکتوب نمبر ۱۰' مورخہ ۳۱ دسمبر

۷۷ ۔ بمبئی کے گورنر صاحب بہادر کا جواب اور نائب صدر ان کونسل کے مشاہدات پر مبنی خط جس کا ذکر حاشیہ میں ہے گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں باقاعدہ ارسال کر دیا گیا تھا۔ ہم عدالت عالیہ کی توجہ اس کی جانب بصدادب مبذول کرانا چاہیں گے۔☆☆

☆ انگریزی متن کے مطابق ہے۔ بیٹا غلط' برادر زادہ ہونا چاہیے۔ (گ۔ ن)

☆☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن ۔ نمبر آئی او آر۔ ایف/۴/۱۳۴۴ بورڈز کلیکشن نمبر۵۳۴۲۹

(۴۸)

عرضداشت اسداللہ خان بنام نائب صدر

بخدمت گرامی عزت ماب جناب گورنر جنرل صاحب بہادر برائے برطانوی ہندوستان۔
فضیلت ماب' گرامی قدر!

آپ کا درخواست گزار حضور والا کی خدمت میں مندرجہ ذیل حقائق و واقعات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہے اور امیدوار ہے کہ حضور والا اس جانب فوری اور ذاتی توجہ مبذول فرمائیں گے۔ علاقہ دہلی کے جاگیرداروں نے حکومت کے حقوق و واجبات جس طرح غصب کیے ہیں ان کی مثال پیش خدمت ہے اس معاملے کی چھان بین کیے جانے کے بعد خاطر خواہ نتائج برآمد ہونے کی توقع ہے۔

۲۔ یہ کہ آپ کے درخواست گزار کے چچا نصراللہ بیگ خان کو جرنیل لارڈلیک صاحب بہادر نے چار سو اسپ سواروں کے دستے کی سالاری مرحمت فرمائی تھی۔ ان کی رحلت کے بعد اس دستے کو ختم کر دیا گیا تھا۔ لیکن جرنیل لیک صاحب بہادر نے ۵۰ اسپ سواروں کو جو مرحوم کے ذاتی دستے سے تعلق رکھتے تھے مستقلاً" برقرار تھا۔ نیز جرنیل صاحب بہادر موصوف نے مذکورہ اسپ سواروں کی تنخواہ کے لیے۱۵۰۰۰ روپے سالانہ کی رقم مختص فرمائی تھی جس کی ادائیگی نواب احمد بخش خاں کی جاگیر سے ہونا تھی۔ یہ نواب احمد بخش کی ذمہ داری تھی کہ وہ پچاس اسپ سواروں کو باقاعدگی سے تنخواہ ادا کرتے رہتے اور عامتہ الناس کی بہبود کی خاطر دستے کو قائم ودائم رکھتے۔ جرنیل لارڈلیک صاحب بہادر نے ۴ مئی ۱۸۰۶ کو حکومت کو اس ضمن میں جو رپورٹ ارسال کی تھی اور مذکورہ واقعہ کی تصدیق فرمائی تھی وہ شعبہ سیاسی میں محفوظ ہے۔

۳۔ لیکن جرنیل لارڈلیک صاحب بہادر کی ہندوستان سے مراجعت کے بعد نواب احمد بخش خان مرحوم نے ۵۰ اسپ سواروں کے اس دستے کو بالکل ہی موقوف کر دیا حالانکہ ان سب کی تنخواہ اپنی جاگیر سے ادا کرنے کے وہ ہر طرح پابند تھے۔ اس دوران جب کبھی ان اسپ سواروں کی ضرورت درپیش ہوئی تو موصوف اپنے علاقے کے سپاہیوں کو بھیج کر مطالبہ پورا کرتے رہے اور اس طرح پچاس اسپ سواروں کی تنخواہ اپنے مصرف میں لاتے رہے انھیں یہ یقین تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کا یہ مجرمانہ اقدام اور معاہدے کی صریحاً" خلاف ورزی کا سراغ نہیں لگایا نہیں جا سکے گا۔

۴۔ یہ بات حضور والا کے اختیار میں ہے کہ فیروزپور کے جاگیردار سے حکومت کی واجب الادا رقم ۴ مئی ۱۸۰۶ء سے تا حال، ۱۵۰۰۱ روپے سالانہ کے حساب سے مجموعی رقم ۳،۵۷،۲۵ روپے ادا کرنے کے لیے کہا جائے اور جاگیردار مذکور کو اس امر کا پابند کیا جائے کہ وہ نہایت پابندی سے سالانہ رقم مبلغ ۱۵،۰۰۱ روپے دہلی کے سرکاری خزانے میں جمع کراتا رہے۔

آپ کے درخواست گزار کا فرض ہے کہ وہ آپ کا دعاگو رہے۔

دستخط☆

دہلی

مورخہ ۲۱ جولائی ۱۸۳۱ء

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر ۴۲ اور ۴۳

(۴۹)

عرضداشت اسداللہ خان بنام سر سی ٹی مٹکاف

بخدمت گرامی:
فضیلت مآب نائب صدر ان کونسل
فورٹ ولیم

عرضداشت اسداللہ خان برادر زادہ
نصراللہ بیگ خان مرحوم، جاگیردار سونک سونسا

جناب عالی!

بصد ادب عرض ہے:

فدوی ۱۸۲۸ء نے کلکتہ پہنچ کر فضیلت مآب گورنر جنرل ان کونسل کے حضور میں ایک عرضداشت پیش کی تھی اور یہ استدعا کی تھی کہ حکومت کی دستاویزات کی چھان بین کر کے یہ معلوم کیا جائے کہ سونک سونسا کے جاگیردار نصراللہ بیگ خان کے انتقال پر جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر نے مرحوم کے متوسلین کے گزارے کے لیے کس قدر رقم مختص فرمائی تھی؟ سرکاری ریکارڈ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر نے مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کو یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ مرحوم کے عزیزوں اور متوسلین کو سالانہ دس ہزار روپے نواب احمد بخش خان کی جاگیر سے مستقلاً" ادا کئے جائیں گے۔ آپ کا درخواست گزار ملتمس ہے کہ مذکورہ فیصلے کے مطابق وہ فیروز پور کے جاگیردار سے مبلغ دس ہزار روپے سالانہ کی رقم ۴ مئی ۱۸۰۶ء سے وصول کرنے کا حق دار ہے نیز یہ کہ لارڈ لیک صاحب بہادر کے مذکورہ فیصلے اور بندوبست کے مطابق حکومت مستقبل میں اس ادائیگی کو ممکن جانے کے لیے موثر اقدامات کرے۔

۲۔ سرکاری دستاویزات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ لارڈ لیک صاحب بہادر مرحوم نصراللہ بیگ خاں کے زیر کمان

فوجی دستے کے پچاس اسپ سوار فلاح عامہ کے لیے استعمال کیا کرتے تھے۔ ان کی سالانہ تنخواہ مبلغ ۱۵۰۰۱ روپے فیروز پور کے خزانے سے باقاعدہ ادا کی جاتی تھی لیکن نواب احمد بخش خان مرحوم نے پچاس اسپ سواروں کو سبکدوش کر دیا اور ان کی تنخواہیں اپنے مصرف میں لے آئے۔ حکومت کو جب بھی مذکورہ دستے کی ضرورت درپیش ہوئی تو موصوف کے اپنے آدمی فرض کی ادائیگی کے لئے بھیج دیے جاتے۔ للذا فدوی عرض گزار ہے کہ حکومت فیروز پور کے جاگیردار کو اس امر کا پابند کرے کہ وہ ۴ مئی ۱۸۰۴ء سے واجب الادا سالانہ رقم مبلغ ۱۵۰۰۱ روپے سالانہ کے حساب سے حکومت کے خزانے میں جمع کروائے اور مستقبل میں باقاعدگی سے ۱۵۰۰۱ روپے سرکاری خزانے میں جمع کرواتا رہے۔

۳۔ مدعی اپنی اس عرضداشت کے ساتھ دو عدد فارسی اسناد کی نقول حضور والا ان کونسل کے ملاحظے کے لیے منسلک کر رہا ہے۔ اصل سندیں جن پر جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر کی مہر اور دستخط ثبت ہیں' جاگیردار فیروز پور کے دفتر میں جمع کروا دی گئی ہیں ان کی نقول بھی دہلی کے ریذیڈنٹ بہادر کے دفتر میں محفوظ ہیں۔ مذکورہ دستاویزات کے ملاحظے سے یہ حقیقت بخوبی آشکارا ہو جاتی ہے کہ جاگیردار فیروز پور سرکار برطانیہ کے شاہی خزانے میں سالانہ ۲۵۰۰۱ روپے جمع کرانے کے پابند ہیں جیسا کہ سطور بالا میں عرض کیا جا چکا ہے' جرنیل لارد لیک صاحب بہادر کے ایما کے بموجب ۲۵۰۰۱ روپے کی یہ رقم نصراللہ بیگ مرحوم کے متوسلین کو ادا کی جانی چاہیے نیز ۵۰ اسپ سواروں کی تنخواہیں بھی تقسیم کی جائیں۔ واضح ہو کہ اس ضمن میں جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر نے حکومت وقت کی خدمت میں باقاعدہ ایک رپورٹ پیش کی تھی جسے حضور والا ان کونسل نے منظور فرما لیا تھا۔ چنانچہ مدعی کی یہ درخواست ہے کہ فیروز پور کے جاگیردار کو سالانہ ۲۵۰۰۱ روپے سرکاری خزانے میں جمع کرانے کا پابند کیا جائے نیز یہ عرض بھی ہے کہ سرکار برطانیہ مرحوم نصراللہ بیگ خاں کے پدری اقربا کے جائز اور قانونی واجبات مستقبل میں ادا کرنے کے انتظامات فرمائے۔

۴۔ فیروز پور کے جاگیردار نے حال ہی میں جو سند مورخہ ۷ جون ۱۸۰۶ء پیش کی ہے اور جسے کسی طرح بھی جعلی ثابت نہیں کیا گیا ہے' اس کی رو سے اس داد خواہ کے دعوے ہرگز باطل قرار نہیں پاتے۔ نیز مذکورہ سند سے زر استمراری کی کسی طور بھی نفی نہیں ہوتی۔ متعلقہ دستاویزات کی نقول لف ہذا ہیں۔ ان کے مطالعہ سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر نے نصراللہ بیگ مرحوم کے اقربا کی پرورش و پرداخت کے لئے مبلغ دس ہزار روپے سالانہ کی رقم مختص فرمائی تھی نیز مذکورہ سند سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مبلغ ۵ ہزار روپے کی جو رقم سرکار برطانیہ نے مختص فرمائی تھی وہ اضافی اور بالکل جداگانہ نوعیت کی ہے۔ اس کی ادائیگی بھی برطانیہ کے سرکاری خزانے میں جاگیردار فیروز کی جمع شدہ رقم سے ہونی از بس ضروری ہے۔

۵۔ بفرض محال' جاگیردار فیروز پور مبلغ ۲۵۰۰۱ روپے کے زر استمراری کے برعکس مذکورہ ۵۰۰۰ ہزار کی رقم ادا کرنے کے خواہاں ہوں تو فدوی دست بستہ عرض گزار ہے کہ وہ اس ضمن میں ضروری دستاویزات بطور ثبوت فراہم کریں تاکہ

۲۰٬۰۰۱ روپے کی مجموعی رقم انہیں ادا نہ کرنی پڑے۔ بصورت دیگر مبلغ ۵ ہزار روپے کی ادائیگی کی بابت سند پیش کرنے سے مبلغ ۲۵۰۰۱ روپے کی ادائیگی منسوخ نہیں ہوتی۔

فدوی برطانوی حکومت کی سرفرازی و سربلندی کے لئے دعاگو ہے☆۔

دہلی

مورخہ ۲۵ جولائی ۱۸۳۱ء

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر۴۶ و ۴۷

(۵۰)

بخدمت گرامی: ریذیڈنٹ صاحب بہادر دہلی

جناب عالی!

حسب ہدایت آپ کی خدمت میں مسمی اسداللہ خاں کی عرضداشت ارسال کی جا رہی ہے۔ مدعی کی یہ عرضی گورنر جنرل بہادر ان کونسل کے نام ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ سائل کی عرضداشت کا اپنی صوابدید کے مطابق جائزہ لے کر رائے سے مطلع فرمائیں۔

آپ سے استدعا ہے کہ جب ضرورت باقی نہ رہے اصل دستاویزات واپس ارسال کر دی جائیں۔

شملہ

مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۳۱ء

آپ کا مخلص (دستخط) ایچ، ٹی، پرنسپ

معتمد برائے گورنر جنرل

(نقل مطابق اصل) (دستخط) ایچ، ٹی، پرنسپ

معتمد برائے گورنر جنرل☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر ۴۱ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۸۳۱ء

(۵۱)

بخدمت گرامی معتمد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر' ہیڈ کوارٹرز

جناب عالی!

مودبانہ عرض ہے کہ آپ کا مرسلہ مکتوب مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۳۱ء مع منسلکات موصول ہوا۔ جواب میں سر جون میلکم کے حکومت کو لکھے گئے مکتوب مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کا ایک اقتباس لف ہذا ہے۔

۲ ۔ فضیلت مآب گورنر جنرل صاحب بہادر کے علم میں منسلکہ اقتباس کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آ جائے گی کہ مدعی نے پچاس اسپ سواروں کے قیام و انتظام کی جو وجوہات بیان کی ہیں' وہ احمد بخش خان کو جاگیر عطا کرنے سے مشروط ہیں' حالانکہ دستاویز سے یہ حقیقت کسی طرح ثابت نہیں ہوتی۔

۳ ۔ اگرچہ جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر کی اصل غرض و غایت یہ تھی کہ مذکورہ جاگیر اس شرط کے ساتھ عطا کی جائے کہ نصراللہ خان کے متوسلین کی مناسب پرورش و پرداخت کے ساتھ ساتھ مبلغ ۱۵۰۰۱ روپے سالانہ بھی ادا کیے جائیں۔ تاہم احمد بخش کی خدمات اور ان کی جاگیر کے بعض اضلاع کے پر آشوب حالات کے پیش نظر گورنر جنرل بہادر ان کونسل نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ یہ مراعات اسی صورت میں نافذالعمل ہوں گی جب ضرورت کے وقت پچاس اسپ سوار مہیا کیے جائیں گے اور نصراللہ خان کے اقربا کی پرورش و پرداخت کی جائے گی۔ بعد ازاں' مذکورہ تجاویز پر مشتمل سند کا مسودہ حکومت کی منظوری کے لئے پیش کیا گیا تھا۔

۴ ۔ چونکہ سر جان میلکم بہادر کے خط کا جواب دفتر ہذا میں دستیاب نہیں ہو رہا ہے' لہٰذا حکومت کی منظوری کا گمان موجودہ سند سے پیدا ہوتا ہے جس پر مئی ۱۸۰۶ء کی تاریخ درج ہے اور اس میں وہی شرائط مرقوم ہیں جن کی بابت جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر نے تجاویز پیش کی تھیں۔

۵ ۔ واضح ہو کہ مرحوم نصراللہ خان کے متوسلین کی کفالت کے ضمن میں احمد بخش خان کو کسی مخصوص رقم کی ادائیگی کا پابند نہیں کیا گیا تھا۔ البتہ پرورش و پرداخت کی بابت اکثر و بیشتر اظہار خیال کیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ اس ذمہ داری کے تعین کے لیے ۷ جون ۱۸۰۶ء کو ایک اضافی سند تیار کی گئی تھی جس کی نقل اور ترجمہ ملفوف ہے۔ اس کی رو سے سالانہ امدادی رقم مبلغ ۵ ہزار روپے مقرر کی گئی تھی نیز مستحقین کے نام اور ان کو ملنے والی امدادی رقم کی وضاحت

بھی کر دی گئی تھی۔

۶ ۔ یہی وہ دستاویز ہے جس کی بابت اسد اللہ خان کا دعویٰ ہے کہ اس میں تحریف کی گئی ہے لیکن جب اصل دستاویز سر جان میلکم بہادر کو تجزیے کے لیے پیش کی گئی تھی تو موصوف نے اس کے صحیح ہونے کی تصدیق کی تھی۔ چنانچہ ان تمام حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ نہ تو مدعی کوئی نالش کرنے کا مجاز ہے نہ ہی حکومت کسی رقم کی ادائیگی کا مطالبہ کر سکتی ہے جیسا کہ داد خواہ چاہتا ہے۔

۷ ۔ میرے لیے اس حقیقت کا اظہار ناگزیر ہے کہ اس نوع کی عرضداشتیں پہلے بھی دو مرتبہ حکومت کو پیش کی جا چکی ہیں اور دفتر ابذا کی پیش کردہ رپورٹ کے مد نظر دونوں مرتبہ مذکورہ درخواستیں مسترد کر دی گئی تھیں۔

۸ ۔ آپ کے مراسلے کے ہمراہ جو اصل دستاویز بھیجی گئی تھی' وہ واپس ارسال ہے۔

دہلی ریذیڈنسی
۲۴ اگست ۱۸۳۱ء

آپ کا مخلص
(دستخط) ڈبلیو' بی' مارٹن☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل پروسیڈنگز نمبر ۴۴

(۵۲)

شعبہ سیاسی

بخدمت گرامی ریذیڈنٹ صاحب بہادر، دہلی

جناب عالی!

حسب ہدایت عرض ہے کہ آپ کا ماہ ہذا کی ۲۴ تاریخ کا مکتوب موصول ہوا اور جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے آپ نے اسداللہ خاں کی عرضداشت کے ضمن میں جو رپورٹ ارسال کی ہے وہ ہر طرح تسلی بخش ہے اور حضور والا (گورنر جنرل) کی جانب سے مزید احکامات کی ضرورت نہیں۔

شملہ ۳۱ اگست ۱۸۳۱ء

آپ کا مخلص

(دستخط) ایچ، ٹی، پرنسپ

معتمد برائے گورنر جنرل

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) ایچ، ٹی پرنسپ

معتمد برائے گورنر جنرل☆

☆ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا۔ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ پروسیڈنگز نمبر ۱۵

(۵۳)

اسداللہ خاں کے مکتوب مورخہ ۲۵ نومبر ۱۸۳۱ء کی نقل
(فارسی سے اردو)

بخدمت والا مناقب عالی شان، قلزم فیض، بحر احسان، زاد افضالہ،

بے پناہ شکرو سپاس کے بعد عرض پرداز ہوں کہ یہ مجھ ستم کش کی خوش نصیبی ہے کہ نواب معلی القاب نے اس پر توجہ فرمائی ہے۔ یہ انصاف طلب قسمت کی یاوری ہے کہ اس عالی مرتبہ کے نیاز مندوں کی چارہ جوئی ہو جائے۔

دوسری حقیقت حال اس نیاز مند کی یہ ہے کہ میں ۱۸۲۸ء میں شخصاً" مرکز میں حاضر ہو چکا ہوں اور کونسل عالیہ کے حضور پیش ہو کر یہ عرض کر چکا ہوں کہ حکومت کے دفتر سے اس بات کی تحقیق ہونی چاہیے کہ نصراللہ بیگ خان جاگیردار سونک سونسا کی وفات کے بعد اس کے سواروں اور متعلقین کے لیے کس قدر رقم احمد بخش خاں کی جاگیر میں شامل کی گئی ہے۔ حکومت کے دفتر سے جرنیل لارڈلیک صاحب بہادر کی رپورٹ کے مطالعے کے بعد یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ پچیس ہزار ایک روپیہ سالانہ بطور استمرار سرکاری خزانے کے بندوبست اول میں احمد بخش خاں کے ذمے واجب الادا تھا جو جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر کی تجویز اور منظوری کے مطابق بندوبست ثانی میں سواروں کی تنخواہ کی مد میں اور متعلقین نصراللہ بیگ خاں کی پنشن کے ذیل میں مقرر ہو چکا ہے۔ لہٰذا میری یہ درخواست ہے کہ آئندہ بندوبست اول کے مطابق یہ استمراری رقم سرکاری خزانے میں داخل کرائی جائے اور نصراللہ بیگ خان کے قانونی اور شرعی وارثوں کی پرورش کے لیے رقم سرکاری خزانے سے جاری ہو، تاہم اس سلسلے میں کونسل عالیہ کی طرف سے ابھی کوئی قطعی حکم جاری نہیں ہوا اور یہ مقدمہ ابھی تک زیر غور ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ان دنوں میرے مقدمے کے اصلی متن کے ساتھ یہ فروعی بات بھی کونسل کے اجلاس کے مدنظر ہے کہ ایک حکم جو ریذیڈنسی دہلی کے دفتر سے جاری ہوا ہے اس مقدمے سے مناسبت یا عدم مناسبت سے قطع نظر میرے لیے وہ حکم حیرت افزا بھی ہے اس لیے کہ اس ملک کا وتیرہ ہے نیز دوسرے ممالک میں بھی دستور ہے کہ جو مقدمہ بھی صاحب کمشنر صاحب بہادر کے زیر سماعت ہو اس کے بارے میں مجسٹریٹ صاحب بہادر کوئی حکم نافذ نہیں کرتے اور اس طرح جناب اعلیٰ کمشنر صاحب بہادر کے زیر سماعت مقدمے میں کمشنر صاحب مداخلت نہیں کرتے

اس صورت حال میں میرے مقدمے میں اس امر کی رعایت نہیں کی گئی کیونکہ میرا مقدمہ اس وقت جناب گورنر جنرل کی کونسل میں زیر سماعت ہے۔ اس لیے دہلی ریذیڈنسی کے دفتر کا حکم کیا معنی رکھتا ہے۔

چوتھی شق یہ ہے کہ میں اپنی عدم رضامندی کی وجوہات عدالت گستر فیض رساں جناب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں ارسال کر چکا ہوں اور اپنی معروضات پر مبنی درخواست ان کی خدمت میں ارسال کر چکا ہوں مجھے امید ہے کہ اس عرضداشت کا ترجمہ جناب گورنر جنرل صاحب بہادر کی نظر سے گزرا ہو گا اور جب تک اس فدوی کے مقدمے کا کونسل عالیہ کی طرف سے قطعی فیصلہ سامنے نہیں آتا ریذیڈنسی کا جاری کردہ حکم ملتوی سمجھا جائے۔ آپ کی حکومت اور اقبال کا سورج روشن اور تابندہ رہے۔

انصاف کا طالب، عرض گزار اسد اللہ تحریر کردہ ۲۵ نومبر ۱۸۳۱ء



اللہ محمد اسد اللہ خان

(۵۴)

جناب مستطاب معلی القاب جہانیان ماب جمجاہ انجم سپاہ کیوان بارگاہ
نواب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ'

(فارسی سے اردو)

خدمت عالی میں عرض پرداز ہوں کہ فدوی کا مقدمہ ۱۸۲۸ عیسوی کے آغاز سے کونسل عالیہ کے اجلاس کے لیے حضور کے زیر غور ہے۔ اس دعوے کا خلاصہ یہ ہے کہ نصراللہ بیگ خان کے متوسلین کی مدد معاش کے لیے دس ہزار روپے سالانہ کی رقم نواب احمد بخش خان کی جاگیر میں بطور دوام شامل ہے نواب احمد بخش خاں نے اس رقم کو پانچ ہزار روپیہ سالانہ ظاہر کیا اور ان میں سے بھی مبلغ دو ہزار روپے سالانہ خواجہ حاجی کو دے دیے اور باقی تین ہزار روپے سالانہ نصراللہ بیگ خان کے متوسلین کو ان کی مدد معاش کے لیے ادا کیے جاتے ہیں۔

دفعہ دوم: یہ کہ خواجہ حاجی' نصراللہ بیگ کے سوار دستے کا جمعدار تھا اور نصراللہ بیگ خاں کے سواروں کی تنخواہ کے مبلغ پندرہ ہزار روپے بھی نواب احمد بخش خاں کی جاگیر سے قابل پرداخت تھے۔ اسی بناپر میں نے کونسل کے اجلاس سے درخواست کی ہے کہ خواجہ حاجی سے واپس شدہ رقم نصراللہ بیگ خان کے متعلقین کے مدد معاش کے لیے جاگیردار فیروزپور کو جاری نہ کی جائے کیونکہ افسر کی تنخواہ بھی سواروں کی تنخواہ میں شامل ہوتی ہے۔

دفعہ سوم: مقدمے کے آغاز میں میں نے کونسل کے اجلاس کے حضور عرض کیا تھا کہ فدوی کے ہر دعوے کی تصدیق متعلقہ محکمے سے کی جائے اور فدوی کے ہر دعوے کے اخراجات کا دارومدار حضوروالا کے حکم پر ہو اور حضور پر نور فدوی کی یہ دونوں التجائیں اجلاس میں منظور فرما چکے ہیں۔

دفعہ چہارم: جنرل لارڈلیک کی ۱۸۰۶ء تحریر کردہ رپورٹ جس کی نقل حضور کے حکم کے مطابق کولبرک صاحب بہادر کی رپورٹ کے جواب میں فدوی کی درخواست میں شامل ہے حکومت کے دفتر (سے دیکھی جائے)☆ جس میں حضوروالا کی تجویز کے مطابق اس رپورٹ کا متن فیصلے (کا حصہ بنایا گیا ہے اور جس کی رو سے)☆☆ صرف دس ہزار روپیہ سالانہ متعلقین نصراللہ بیگ خاں کے نام پر درج ہے' خواجہ (حاجی)☆☆☆ کا نام (موجود نہیں)۔

☆ تا ☆☆☆ اصل مسودے سے یہ الفاظ مٹے ہوئے ہیں ترجمہ کرتے وقت اندازے سے یہ معنی لکھے گئے۔ اسی لیے قوسین میں ہیں۔ (گ ۔ ن)

دفعہ پنجم: فدوی کے مقدمے میں کولبرک صاحب بہادر کی رپورٹ کے جواب میں حضوروالا کا حکم یہ ہے کہ اسداللہ خاں کے دعوے کے اسباب کی تحقیقات کر کے اس سلسلے میں صدر مقام کو رپورٹ ارسال کی جائے لامحالہ صاحب بہادر ریذیڈنٹ دہلی کو چاہیے کہ حضور والا کے حکم کے مطابق فدوی کے مقدمے کے بارے میں رپورٹ کریں اور حضورَ والا کا آخری حکم اس سلسلے میں حاصل کیا جائے۔

دفعہ ششم: اس دوران میں خواجہ حاجی مرحوم کے بیٹوں شمس الدین اور بدرالدین نے مبلغ دو ہزار روپے سالانہ حاصل کرنے کے لیے ریذیڈنٹ دہلی صاحب بہادر اجازت حاصل کر لی ہے لیکن فدوی حیران ہے کہ یہ اجازت کس دلیل کے تحت حاصل کی گئی ہے اگر انھوں نے نصراللہ بیگ خاں سے اپنی قرابت دکھائی ہے تو ظاہر ہے کہ جب خواجہ ہی نصراللہ بیگ خاں کے اقربا میں سے نہیں ہے تو اس کے بیٹے کس طرح نصراللہ بیگ خاں کے اقربا سے ہو سکتے ہیں۔

دفعہ ہفتم: گورنر جنرل بہادر کے شقّے میں جو ۱۸۰۶ء میں دارالحکومت سے احمد بخش خاں کے نام جاری ہوا خواجہ حاجی کا نام اس طرح لکھا گیا ہے کہ اب دیکھنے کے بعد شک گزرتا ہے کہ شاید خواجہ حاجی نصراللہ بیگ خاں کے اقربا میں سے ہے حالانکہ شقّے میں خواجہ حاجی کا نام محض احمد بخش خاں کی استدعا پر لکھا گیا ہے اور یہ مقدمہ فدوی کی جانب سے کونسل کے پیش نظر ہے اور ابھی حضور پر نور (نے)[1] اس کے بارے میں قطعی حکم صادر نہیں فرمایا ہے۔

دفعہ ہشتم: خواجہ حاجی کا مسئلہ فدوی کے دعوے کی شقوں میں سے ایک شق ہے اور اصل مقدمے کے فیصلے سے پہلے کسی دفعہ کے بارے میں حکم کا صدور اس دادخواہ کے لیے باعث حیرت ہے کیونکہ جو مقدمہ کونسل کے زیر سماعت ہو اس پر ریذیڈنسی کے دفتر سے حکم کا صدور ضابطے کے مطابق نہیں۔

دفعہ نہم: مجھے امید ہے کہ اس سلسلے میں کوئی پائیدار حکم نافذ کیا جائے گا کہ جب تک فدوی کا مقدمہ حضور کے زیر سماعت ہے خواجہ حاجی مرحوم کے بیٹے شمس الدین اور بدرالدین ان دو ہزار روپے سالانہ پر قبضہ نہ جما سکیں اور دوسری استدعا یہ ہے کہ درخواست ہذا آپ کے حکم کے مطابق متعلقہ محکمے کو بھیجی جائے اور میرے مقدمے کی دوسری دستاویزات میں اسے شامل کیا جائے اور میری یہ تجویز کونسل کے زیر سماعت مقدمے میں شامل ہو۔ حد ادب کا تقاضا ہے کہ اس سے آگے نہ بڑھوں۔ آپ کی حکومت اور اقبال مندی کا سورج جاہ و جلال کے افق پر روشن اور درخشاں رہے۔

عرضداشت اسداللہ خان برادر زادہ نصراللہ بیگ خاں مرحوم جاگیردار سونک سونسا۔

معروضہ ۲۵ نومبر ۱۸۳۱ء عیسوی



(۵۵)

فورٹ ولیم سے جاری شدہ سرکاری مراسلہ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۸۳۱ء سے اقتباس

پیرا گراف نمبر ۱۷۳ ---- اسداللہ خان برادر زادہ نصراللہ بیگ خان جاگیردار سونک سونسا نے گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا تھا جس میں حضور والا ان کونسل کی توجہ اس جاگیر کی جانب مبذول کرائی تھی جو نواب احمد بخش خاں مرحوم کو عطا کی گئی تھی۔ چنانچہ دہلی کے ریذیڈنٹ صاحب بہادر سے یہ گزارش کی گئی تھی کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اس عرضداشت کا جائزہ لے کر رائے سے مطلع کریں۔

۱۸۳۱ء مراسلت مورخہ ۱۹ ستمبر نمبر۴۱، ۴۲ اور ۴۳

پیرا گراف نمبر ۱۷۴ کے حاشیئے میں مندرج جناب مارٹن کی رپورٹ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ نہ تو مدعی کوئی نالش کرنے کا مجاز ہے نہ ہی حکومت فیروز پور کے نواب سے کسی رقم کی ادائیگی کا مطالبہ کر سکتی ہے جیسا کہ داد خواہ چاہتا ہے۔ مزید برآں، جناب مارٹن نے اس حقیقت کا اظہار بھی کیا ہے کہ اس نوع کی عرضداشتیں پہلے بھی دو مرتبہ سرکار عالیہ میں پیش کی جا چکی ہیں۔ اور ریذیڈنٹ بہادر کے دفتر کی فراہم کردہ رپورٹ کے مدنظر دونوں مرتبہ رد کی جا چکی ہیں۔ چنانچہ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل محولہ بالا دعوے کے ضمن میں مزید کسی کارروائی کے حق میں نہیں ہے☆۔

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ایف ۴ ۔ ۱۳۴۴ بورڈز کلیکشن نمبر۵۳۴۲۹۔

(۵۶)

منجانب: اسداللہ خان برادر زادہ نصراللہ بیگ خاں جاگیردار سونک سونسا
بنام فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر

مورخہ یکم اپریل ۱۸۳۲ء

گذشتہ ماہ دسمبر میں فدوی نے حضور کے دربار عالیہ منعقدہ دہلی میں بہ نفیس نفیس حاضر ہونے کا شرف حاصل کیا تھا نیز یہ کہ معتمد پرنسپ صاحب بہادر کے توسط سے ایک عرضی بھی پیش کی تھی جس میں فدوی نے حضور والا سے عرض کیا تھا کہ فدوی کے معاملات سے متعلق جملہ کاغذات و دستاویزات صدر دفتر سے طلب فرما لیے جائیں اور فدوی کی عرضداشت پر حسب دل خواہ فیصلہ صادر فرمایا جائے۔ حضور نے فدوی کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور متعلقہ کاغذات کے ساتھ اسے پیش کرنے کے احکامات صادر فرمائے فدوی آپ سے یہ بھی درخواست کرتا ہے کہ مذکورہ معاملے کے متعلق جلد فیصلہ صادر فرمایا جائے اور فدوی کو بھی اس کی نقل فراہم کی جائے۔

فدوی کا دعوی ہر لحاظ سے صائب اور حق پر مبنی ہے۔ مذکورہ معاملہ طے نہ ہونے کی وجہ سے جہاں سرکار برطانیہ کو زر استمراری سے محروم ہونا پڑ رہا ہے وہاں فدوی کو بھی اپنی حق تلفی کی بنا پر نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ انگریز کمپنی بہادر کے سرکاری خزانے میں زر استمراری جمع کیا جائے اور فدوی کے گزارے کے لیے مختص شدہ رقم از سرنو ادا کی جائے۔ فدوی کو یقین ہے کہ اس کے معاملات ان دستاویزات کے مطالعہ کے بعد بالکل واضح ہو جائیں گے جو اس عریضے کے ساتھ منسلک ہیں۔ ان کاغذات کی صداقت آپ کے سرکاری دفتر کے ریکارڈ سے ثابت ہو جائے گی۔

فدوی ان دنوں شدید الجھنوں کا شکار ہے اور نان جویں کا بھی محتاج بنا ہوا ہے لہٰذا جناب والا سے قوی امید

ہے کہ احقر کے معاملات پر از راہ نوازش غور فرمائیں گے نیز فدوی عرض گزار ہے کہ منسلکہ دستاویزات کا مطالعہ فرما کر اور جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر کی رپورٹ مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کا جائزہ لے کر اس کی داد رسی فرمائیں گے اور اس کے حق میں خاطر خواہ فیصلے کے اعلان کریں گے۔

(ترجمہ مطابق اصل) (دستخط) سی' ای' ڑیولیان(۳۳)

مذکورہ بالا عریضہ میں حوالہ شدہ دستاویزات :

۱۔ عزت ماب سر۔ ای' کول بروک کی رپورٹ اور اس کے جواب کی نقول۔

۲۔ مدعی نے ہاکنز صاحب بہادر کے فیصلے سے دل گرفتہ ہو کر حکومت عالیہ میں انگریزی میں جو درخواست پیش کی تھی' اس کی نقل۔

۳۔ جرنیل لارڈ لیک بہادر نے نواب احمد بخش خان کو جو اسناد مرحمت فرمائی تھیں' ان کی نقول۔

۴۔ مدعی نے دہلی کے ریذیڈنٹ ہاکنز صاحب بہادر کے زمانے میں انگریزی میں جو درخواست حکومت عالیہ کو بذریعہ ڈاک ارسال کی تھی اس کی نقل☆۔

☆ نیشنل آر کائیوز آف انڈیا۔ فارن ڈیپارٹمنٹ متفرقات جلد نمبر ۲۰۸

حصہ دوم

۳۰ جون ۱۸۳۵ء تا ۲ مارچ ۱۸۴۰ء

(۵۷)

آگرہ پریذیڈنسی کی سیاسی کارروائی مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۸۳۵ء سے اقتباس

منجانب : اسداللہ خاں

بخدمت گرامی : جناب آر' ایچ' سکاٹ صاحب بہادر

قائم مقام معتمد برائے حکومت آگرہ' شعبہ ریاستی امور

الہ آباد

مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۳۵ء

جناب عالی!

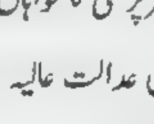
فدوی چند یادداشتیں فضیلت ماب گورنر صاحب بہادر آگرہ کی خدمت اقدس میں ہمدردانہ غور اور احکامات کے لیے پیش کر رہا ہے اور حضور والا کی حمایت اور سرپرستی کا خواہاں ہے۔

چونکہ جناب ٹی ٹی مٹکاف صاحب بہادر کی عدالت عالیہ میں ایسے متعدد مقدمات زیر سماعت ہیں جن کا تعلق مرحوم شمس الدین خان کے نجی معاملات خصوصاً قرض وغیرہ سے ہے' لہٰذا فدوی نے یہ مناسب سمجھا کہ اپنا مقدمہ آپ کے توسط سے فضیلت ماب گورنر صاحب بہادر آگرہ کے رو برو پیش کر کے ان کے منصفانہ فیصلے کا داد خواہ بنے۔

آخر میں آپ سے دست بستہ التجا ہے کہ فضیلت ماب گورنر صاحب بہادر آگرہ اس عرضداشت پر جو بھی فیصلہ صادر فرمائیں آپ فدوی کو بروقت مطلع فرما دیں۔

دہلی — حکومت بہادر کا تابعدار اور آپ کا خدمت گزار

موخہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۳۵ء — (دستخط) اسداللہ خاں☆



☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ایف ۴ / ۱۴۴۳ برڈز کلیکشن نمبر ۶۵۶۶۹

(۵۸)

عرضداشت اسداللہ خان

بخدمت گرامی : فضیلت ماب ولیم بلنٹ صاحب بہادر(۳۴) گورنر آگرہ

بعز عرض جناب عالی!

فدوی منسلکہ یادداشتوں کے ضمن میں کچھ گزارشات آپ کی خدمت میں مودبانہ پیش کرنا چاہتا ہے۔ وہ یہ کہ یہ کاغذات گزشتہ جون میں تیار کر لیے گئے تھے۔ چنانچہ انھیں سابقہ اہم مقدمات کے آغاز پر ملاحظے کے لیے پیش کر دینا چاہیے تھا۔ لیکن فدوی کے ذہن میں یہ خیال جاگزیں ہوا کہ جب تک مقدمات کے فیصلے نہیں ہو پاتے انہیں سردست پیش کرنا نامناسب ہو گا۔

اب فدوی مذکورہ یادداشتیں آپ کے ملاحظے کے لیے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ نیز یہ یقین دہانی کرانا بھی ضروری تصور کرتا ہے کہ عبارت میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ نہیں کی گئی ہے۔

دہلی — حکومت بہادر کا تابعدار اور آپ کا خدمت گزار

۱۴ اکتوبر ۱۸۳۵ء — محمد اسداللہ خاں☆



☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن نمبر آئی او آر ایف/۴/۱۶۴۳ بورڈز کلیکشن نمبر ۶۵۲۶۹

(۵۹)

کیفیت

درخواست گزار اسداللہ خاں نہایت مودبانہ یہ عرض کرتا ہے کہ جب احمد بخش خان کی جاگیر حکومت برطانیہ کے قبضے میں چلی گئی تھی اس وقت درخواست گزار نے آگرہ کے گورنر صاحب کی خدمت میں دو درخواستیں بذریعہ سرکاری ڈاک ارسال کی تھیں۔ انہی کی نقول لف ہذا ہیں۔

محمد اسداللہ خان
برادر زادہ نصراللہ بیگ خان جاگیردار سونک سونسا☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹۔ بی پارٹ ۔ ا

(۶۰)

عاجزانہ عرضداشت اسداللہ خاں برادر زادہ نصراللہ بیگ خاں مرحوم

بخدمت گرامی: فضیلت ماب ولیم بلنٹ صاحب بہادر گورنر آگرہ۔

بعز عرض جناب عالی!

یہ کہ نصراللہ بیگ خاں جاگیردار سونک سونسا نے جب رحلت کی تو مرحوم کے ورثا میں مندرجہ ذیل چھ افراد شامل تھے۔ ایک والدہ صاحبہ تین ہمشیریں، دو بھتیجے۔ وفات کے وقت مرحوم کے زیر نگرانی ۴۰۰ سواروں کا ایک دستہ تھا اور اس کے علاوہ پچاس عدد گھوڑے موجود تھے۔ خواجہ حاجی مذکورہ دستے کا سالار تھا۔

نصراللہ بیگ خان کی رحلت کے وقت جرنیل لیک صاحب بہادر نے مرحوم کے پس ماندگان کی کفالت اور ۵۰ اسپ سواروں کی ملازمت کے سلسلے میں کونسل عالیہ بہادر کی خدمت میں ایک رپورٹ پیش کی تھی۔ جس میں انہوں نے اس امر کی پر زور سفارش کی تھی کہ کفالت متعلقین کے لیے مبلغ دس ہزار روپے اور خواجہ حاجی کے سواروں کی امداد کے لیے مبلغ پندرہ ہزار روپے مختص کیے جائیں۔ مذکورہ دو مدوں کی مجموعی رقم مبلغ ۲۵ ہزار روپے تھی جس کی ادائیگی احمد بخش خاں کی جاگیر سے ہونا تھی۔ اس ضمن میں حکومت نے باقاعدہ احکامات جاری کیے تھے۔ (ملاحظہ ہو منسلکہ نمبر ۳) گورنر جنرل بہادر ان کونسل نے مذکورہ رپورٹ کی توثیق ایک فارسی مکتوب کے ذریعے فرما دی تھی۔ (ملاحظہ ہو منسلکہ نمبر ۴)۔

دوم: آپ کا درخواست گزار مرحوم کا بھتیجا ہی نہیں خونی رشتے کی بنا پر ان کا قریبی عزیز بھی ہے' لہٰذا خود کو ان کا فرزند کہنے میں حق بجانب سمجھتا ہے۔ فدوی کے مرحوم حقیقی چچا بھی اپنی زندگی میں ایسا ہی سمجھتے تھے۔ چنانچہ نصراللہ خان کی رحلت کے بعد فدوی ان کے خاندان کا سرپرست بنا اور اس حیثیت میں آپ کے درخواست گزار نے ۱۸۲۸ء میں کونسل عالیہ کی عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کیا تھا۔

سوم: فدوی کے چچا کے انتقال کے بعد احمد بخش خاں کی جاگیر سے اسے حکومت کے مختص شدہ دس ہزار روپے میں سے سالانہ تین ہزار روپے ملتے رہے۔ پس مبلغ سات ہزار روپے سالانہ ابھی تک ادا نہیں کیے گئے اور بقایا واجب

الادا رقم مئی ۱۸۰۶ء سے مئی ۱۸۳۵ء تک مبلغ ۲٬۰۳٬۰۰۰ روپے بنتی ہے۔ انتیس سال کا عرصہ گزر گیا اور فدوی کو مذکورہ رقم ابھی تک ادا نہیں کی گئی۔

چہارم: شمس الدین خان کی جاگیر حکومت سرکار برطانیہ کی تحویل میں ہے لہٰذا فدوی بصد آدب عرض گزار ہے کہ براہ کرم ایک فرمان جاری کیجئے کہ فدوی کو سرکاری خزانے سے مبلغ دس ہزار روپے سالانہ ادا کیے جائیں۔ نیز یہ التماس ہے کہ شمس الدین کی جو رقم مبلغ =/۲٬۶۰٬۰۰۰ روپے حکومت کی تحویل میں ہے' اس سے سائل ہٰذا کو ۲٬۰۳٬۰۰۰ کی بقایا رقم ادا کرنے کے احکامات صادر فرمائے جائیں۔

دہلی — حکومت کا تابعدار اور آپ کا خدمت گزار

مورخہ ۳۰ جون ۱۸۳۵ء — محمد اسداللہ خان

اس عرضداشت کے ساتھ فارسی زبان میں تحریر شدہ دو عدد ایسی اسناد پیش کی جا رہی ہیں جو لارڈ لیک صاحب بہادر نے مرحمت فرمائی تھیں۔ ان کی تصدیق کلکتہ یا دہلی کے دفاتر میں موجود ریکارڈ سے کروائی جا سکتی ہے☆۔

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹۔ بی پارٹ ۔ ۱

(۶۱)

نقل سند استمرار فیروزپور جھرکہ و سانگرس،
جرنل لارڈ لیک بہادر کی مہر اور دستخط کے ساتھ
بنام نواب احمد بخش خاں، تحریر ۲۲ دسمبر ۱۸۰۴ء
(فارسی سے اردو)

پرگنہ فیروزپور جھرکہ اور سانگرس کے ذمہ دارا افسران، چوہدری، قانون گو، زمیندار، پہل کار اور مزارعین مطلع ہوں کہ چونکہ نواب احمد بخش خان بہادر کمپنی انگریز بہادر کی حکومت کے ہمیشہ جانثار خدمت گزار اور خیرخواہ رہے ہیں لہٰذا نواب مذکور کو اس صلے میں مہربان ہو کر مذکورہ علاقہ مبلغ پانچ ہزار ایک مطابق سکہ رائج الوقت بالقطع تمام وسائل، اموال کے ساتھ بطور استمرار ابتداے ۱۲۱۲ فصلی سے ہمیشہ کے لیے نسل در نسل حضور سرکار دولت مدار کمپنی انگریز بہادر کی طرف سے نواب صاحب مشار الیہ کو عطا کیا جاتا ہے۔ انھیں چاہیے کہ خدمت گزاری اور مالگزاری کے لیے نواب موصوف کے کارندوں کے سامنے حاضر رہ کر فرمان برداری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں اور نواب صاحب مشار الیہ پر واجب ہے کہ وہ حسن سلوک سے رعایا کو راضی رکھیں اور زراعت کی کثرت میں کوشش کر کے معینہ رقم کو اقساط کی سال بسال اور فصل بہ فصل سرکاری خزانے میں داخل کرائیں۔

۲مرقومہ ۲۲ دسمبر ۱۸۰۴ء عیسوی

مذکورہ بالا عبارت کی تلخیص حسب ذیل ہے:

احمد بخش خان کے نام فیروز پور جھرکہ و سانگرس کے دو پرگنوں کی بخشش بطور جاگیر بہ عوض مبلغ پانچ ہزار ایک صد مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۸۰۴ء رو بہ عمل آئی۔

پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز، کیس نمبر ۹۔ بی، پارٹ۔ ۱

(۶۲)

نقل سند استمراری پرگنہ پونا ہانا و بچھور و نگینہ، لارڈ لیک بہادر کے دستخط اور مہر کے ساتھ بنام نواب احمد بخش خان مرحوم نوشتہ ۴ مارچ ۱۸۰۶ء

(فارسی سے اردو)

نمبر دوم

اہم امور کے ذمہ دار افسران حال و مستقبل، چوہدریوں، قانون گوؤں، سرداران دیہہ اور مزارعین پرگنہ پونا ہانا بچھور اور نگینہ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ چونکہ نواب احمد بخش خان بہادر دام اقبالہ سرکار عالیہ کمپنی بہادر کی خیرخواہی خدمت گزاری اور جانفشانی میں دل وجان سے حاضر اور مصروف رہے ہیں لہٰذا ازراہ مہربانی مذکورہ پرگنے تمام وسائل اور اموال کے ساتھ بعوض مبلغ بیس ہزار روپے سکہ رائج الوقت بالمقطع ۱۲۱۳ سال فصلی کی فصل ربیع کی ابتدا سے ماسوائے ان املاک، ایمہ، معافی جاگیروں، پن ارتھ روزانہ یا سالانہ وظائف کے جو زمانہ قدیم سے مقرر ہیں بطور استمرار ہمیشہ کے لیے نواب موصوف کو عطا کیے جاتے ہیں انھیں چاہیے کہ آئندہ کے تعہد کو مدنظر رکھتے ہوئے نواب موصوف کے نائبین کی خدمت میں حاضر رہیں اور پیداوار کی جمع آوری اور خدمت گزاری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں اور نواب صاحب کی رضامندی اور اور ناراضگی کو اپنے بارے میں موثر سمجھیں نواب صاحب موصوف پر بھی واجب ہے کہ وہ اپنے حسن سلوک سے رعایا اور دیگر مکینوں کو راضی اور شکرگزار رکھیں اور زراعت کی ترقی اور پرگنوں کی آبادی میں کوشاں رہیں نیز مقررہ واجب الادا رقم کی اقساط سال بہ سال اور فصل بہ فصل خزانے میں جمع کرواتے رہیں۔

نمبر۲

مذکورہ بالا سند سے اس حقیقت کا انکشاف ہو تا ہے کہ احمد بخش خاں کو مورخہ ۴ مارچ ۱۸۰۶ء کو تین پرگنے پونا ہانا، پھور او، نگینہ بعوض مبلغ بیس ہزار روپے سالانہ عطا کیے گئے تھے۔

واضح رہے کہ دو مختلف اوقات میں یہ طے کیا گیا تھا کہ مذکورہ رقم مبلغ بیس ہزار روپے احمد بخش خاں حکومت کو ادا کریں گے اس ضمن میں ترسیل زر کی معافی نہ تو ان کے حق میں دی گئی تھی اور نہ ہی ان کے خاندان کے حق میں دی گئی تھی۔☆

☆گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹ بی' پارٹ۔۱

(۶۳)

نمبر ۳

لیفٹیننٹ کرنل میلکم صاحب بہادر کے مکتوب مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ کا اقتباس۔

مذکورہ حوالہ اس دستاویز کے متعلق ہے جو گزشتہ صفحہ میں درج کی گئی ہے۔

(۶۴)

گورنمنٹ کے شقے بنام احمد بخش خاں مشتمل بر حکم منظوری تجویز جنرل لارڈلیک بہادر کی نقل
(فارسی سے اردو)

شہامت پناہ، عالی مرتبت احمد بخش خاں بہادر حفظ الٰہی میں رہیں۔

صمصام الدولہ اشجع الملک خان دوران جنرل لارڈلیک بہادر فتح جنگ سپہ سالار نے ان کی خیراندیشی اور جانفشانی کے پیش نظر محالات فیروز پور جھرکہ اور ٹپہ سانگرس پوناہانا، بچھور و نگینہ مع مال وسائر اور تمام بندوبست سوائے ان باغات جاگیروں، ایمہ معافی جاگیروں، پن ارتھ اور روزینوں کے جو کہ قدیم سے مقررہ ہیں ہمیشہ کے لیے انھیں بخش دیے ہیں بشرطیکہ وہ حکومت سے کسی قسم کی معاونت طلب نہ کریں☆ اوران علاقوں کا انتظام وانصرام اپنے کارندوں کے ذریعے درست رکھیں اور خواجہ حاجی وغیرہ متوسلین مرزا نصراللہ بیگ خاں کی پرورش وپرداخت کریں اور بوقت ضرورت اور حسب الطلب پچاس سوار سرکار میں حاضر کریں اور کمپنی انگریز بہادر کی سرکار دو لتمدار کی جانفشانی اور خیرخواہی میں مصروف رہیں چنانچہ میں ان کی خدمت گزاری نیک نیتی اور کمپنی کی حکومت کے لیے خیر خواہی کے پیش نظر جو مجھے سپہ سالار مذکور سے معلوم ہوئی متذکرہ محالات شرائط بالا کے تحت از ابتدائے فصل ربیع ۱۲۱۳ فصلی بر سبیل دوام نسل در نسل عطا کرتا ہوں اور حکومت کے افسران آج کے بعد ان محالات سے کوئی سروکار نہیں رکھیں گے اور ان محالات میں رہنے والوں کی کوئی شکایت نہیں سنی جائے گی۔ یہ جاگیر ہمیشہ ان کے اور ان کی اولاد کے قبضے میں رہے گی۔ وہ اس عطیہ عظمیٰ کے لیے حکومت کے مرہون منت رہیں اور حکومت کے لیے خیراندیشی اور جانفشانی کا مظاہرہ کریں۔ یہ ان کے لیے بھلائی اور بہتری کا موجب ہو گا۔

مرقومہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء

☆ فارسی متن میں لفظ "بطلبند" ہے جس کے معنی ہیں طلب کریں حالانکہ یہ لفظ "نطلبند" یعنی طلب نہ کریں ہونا چاہیے۔

نمبر۴

یہ شقہ مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء احمد بخش خاں کی درخواست پر جنرل لارڈلیک صاحب بہادر کی منظوری کے مطابق حکومت کی جانب سے ارسال کیا گیا۔ یہ لارڈ لیک صاحب بہادر کے نواب کے ساتھ اس بندوبست جس کا حوالہ سر جون میلکم کی رپورٹ نمبر ۳ میں کیا گیا ہے کی توثیق کرتی ہے۔ یہ اس مسودے کے مطابق تیار کی گئی ہے جو جنرل لارڈلیک صاحب بہادر کے کہنے پر نواب موصوف نے تیار کیا تھا' اگر تلاش کیا جائے تو یہ مسودہ بلاشبہ سرکاری ریکارڈ میں مل جائے گا۔ احمد بخش خاں مذکورہ مسودے میں نہایت بدنیتی کے ساتھ دس ہزار روپے جو سرکارعالیہ نے نصراللہ بیگ خاں کے اقربا کی اعانت کے لیے مختص کیے تھے کا ذکر گول کر گئے نیز انھوں نے خواجہ حاجی تک کا ذکر بھی نہیں کیا حالانکہ نصراللہ بیگ خاں نے اسے پچاس سواروں کا سالار مقرر کر رکھا تھا۔ تاہم خواجہ حاجی' نصراللہ بیگ خاں کے خاندان سے حسی ونسبی کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتا تھا۔

مذکورہ بالا عبارت گزشتہ صفحے پر مندرجہ دستاویز سے متعلق ہے☆۔

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹ بی پارٹ ۔ ا

(۶۴ - الف)

عاجزانہ عرضداشت اسداللہ خاں عرف مرزا نوشہ

بخدمت گرامی: عزت ماب نواب ولیم بلنٹ صاحب بہادر
گورنر آگرہ۔

بعز عرض جناب عالی!

آپ کا درخواست گزار منسلکہ یادداشت کے پیراگراف نمبر ۲ کے حوالے سے حکومت کے اس فیصلے پر (جو معتمد میکناٹن صاحب بہادر کے دستخطوں سے فدوی کو جاری ہوا ہے) چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہے۔ جب یہ مقدمہ فرانسس ہاکنز صاحب بہادر کی عدالت میں تھا اس وقت شمس الدین خاں، جاگیردار فیروزپور نے مذکورہ مقدمے کے ضمن میں ایک شقہ یہ کہہ کر دفتر میں پیش کیا تھا کہ اسے جناب جرنیل لارڈلیک صاحب بہادر نے جاری فرمایا تھا۔ جب ریذیڈنٹ بہادر کی خدمت میں یہ عرضداشت پیش کی گی کہ مذکورہ شقہ اصلی نہیں ہے تو سرکاری دستاویزات میں اصلی اور مصدقہ نسخے کی تلاش ہوئی مگر ایسی کوئی چیز نہیں ملی۔ بعدازاں مذکورہ شقہ سرجان میلکم صاحب بہادر کے ملاحظے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ فدوی کو یقین ہے کہ موصوف نے جرنیل لارڈلیک صاحب بہادر کی سرکاری مہر اور دستخط کی تصدیق کر دی تھی۔ مگر چونکہ اس واقعہ کو پچیس سال کا عرصہ ہو چکا تھا۔ اس لیے وہ مقدمے کے متعلق کوئی بات حافظے کے بل پر نہ کہہ سکے۔

محض لارڈلیک صاحب بہادر کے دستخطوں کی سرجون میلکم بہادر کی جانب سے تصدیق کو کافی جان کر فدوی کے مقدمہ کو ناقابل پذیرائی قرار دے دیا گیا اور کسی اور ذریعہ سے اس کی تصدیق نہ کی گی۔ بنابریں فدوی درج ذیل نکات کی بنا پر اپنا مقدمہ پیش کر کے ہمدردانہ غور کا طالب ہے۔

ایسے متعدد اسباب وعوامل ہیں جن کی بنیاد پر فدوی یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ منسلکہ شقہ (جس سے فدوی کے دعوے کی نفی اور شمس الدین خاں کی مدافعت ہوتی ہے) تمام تر جعلی ہے۔

دفعہ اول: یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ایسی کوئی سند کوئی شقہ، پروانہ یا سرکاری دستاویز ریکارڈ میں اندراج کیے بغیر نہ تو جرنیل لارڈلیک [illegible] بہادر کے دفتر سے جاری ہو سکتی تھی نہ ہی کسی سرکاری محکمے سے اس کا اجرا ممکن تھا۔ لیکن یہ بات نہایت غیر [illegible] شقہ کی دفتری نقل نہ تو دہلی ریذیڈنسی کے ریکارڈ میں موجود ہے اور نہ

ہی کلکتہ آفس میں۔ مصدقہ اصول وضوابط کی تردید ہی دراصل غلط نتیجے کی بنیاد ہوتی ہے۔
دفعہ دوم: فارسی خط وکتابت میں لفظ "نواب" گورنر جنرل بہادر کے لیے لازماً استعمال ہوتا ہے۔ لیکن مذکورہ شقہ میں صاحب موصوف کے اسم گرامی سے قبل اس لفظ کا استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اس شقہ کو ایک ایسے شخص نے مرتب کر کے سپرد قلم کیا ہے جو سرکاری دفتر کے فارسی شعبے کے اصول وضوابط سے قطعاً ناآشنا ہے۔
دفعہ سوم: شقہ کے متن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نصراللہ بیگ خاں مرحوم کی امداد کا مسئلہ موضوع تحریر ہے جبکہ اقربا کے ناموں کی فہرست میں خواجہ حاجی کا اندراج محل نظر ہے۔ واضح رہے کہ خواجہ حاجی نامی شخص نصراللہ بیگ خاں کے خاندان سے حسی ونسبی کسی بھی قسم کا تعلق نہیں رکھتا۔ چنانچہ یہ بات بھی سراسر مشکوک ہے کہ ناموں کی فہرست میں خواجہ حاجی کا نام تو شامل کر لیا گیا ہے لیکن مذکورہ خاندان سے اس کے حسی ونسبی تعلق کی قطعاً نشان دہی نہیں کی گئی ہے۔ حالانکہ دیگر ناموں کے ساتھ خاندانی رشتے کی باقاعدہ وضاحت موجود ہے۔
دفعہ چہارم: اس شقہ کے مطابق مبلغ ۵ ہزار روپے نصراللہ بیگ خان مرحوم کے اقربا کی امداد کے لیے مختص کیے گئے ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ نہ تو مذکورہ شقہ میں اور نہ ہی اس مقدمے سے متعلق کسی بھی دستاویز میں یہ ذکر موجود ہے کہ اس رقم کا تعلق کس مد سے ہے۔ اگر یہ تصور کر لیا جائے کہ مبلغ ۵ ہزار روپے کی یہ رقم مبلغ ۲۵ ہزار روپے کی اس رقم کے علاوہ ہے تو یہ اقدام نہ صرف انصاف کے سراسر خلاف ہو گا بلکہ نافذالعمل بھی نہیں رہے گا کیا حکومت طے شدہ رقم سے زیادہ رقم کا مطالبہ کرنا چاہے گی؟
دفعہ پنجم: اگر یہ دلیل دی جائے کہ مبلغ ۵ ہزار کی یہ رقم مبلغ دس ہزار روپے کی اس رقم کا نصف ہے جس کا ذکر بالواسطہ طور پر جرنیل لارڈلیک صاحب بہادر نے اپنی رپورٹ محررہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء میں کیا تھا تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ۴ مئی ۱۸۰۶ء کو گورنر جنرل صاحب بہادر نے مذکورہ رپورٹ کی منظوری دے دی تھی تو اس صورت حال میں لارڈلیک صاحب بہادر نے کس طرح آناً" فاناً" مجموعی رقم سے نصف منہا کر لیا ہو گا؟ واضح رہے کہ مذکورہ شقہ پر ایک ماہ بعد کی تاریخ درج ہے یعنی ۶ جون ۱۸۰۶ء۔ مزید برآں جرنل لارڈلیک صاحب بہادر نے اس شقے کے حوالے سے گورنر جنرل بہادر سے کسی قسم کی خط وکتابت نہیں کی تھی۔ علاوہ ازیں' ایسی کوئی دستاویز دستیاب نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ مبلغ ۵ ہزار کی بقایا نصف رقم کہاں خرچ ہوئی۔ حالانکہ اس معاملے کا کہیں نہ کہیں اندراج ہونا چاہیے تھا۔ مذکورہ رقم شقے کے مطابق منقسم کر دی گئی تھی۔
دفعہ ششم: باریک بین نظر بھی یہ شناخت نہیں کر سکتی کہ اس شقہ' لارڈلیک بہادر کی پیش کردہ رپورٹ سے منسلک دو اسناد اور گورنر جنرل کے تصدیق نامے کے درمیان کوئی ہلکی سی بھی مشابہت پائی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ آخرالذکر کے ساتھ ایسی چار دستاویزات بھی منسلک تھیں جن میں احمد بخش خاں کی جاگیر کے انتظام وانصرام کا ذکر موجود تھا اور انھیں اقربا نصراللہ بیگ خاں کی پرورش وپرداخت کی ذمہ داری بھی باقاعدہ تفویض کر دی گئی تھی۔

دفعہ ہفتم: معتمد ڈبلیو' ایچ' میکناٹن صاحب بہادر کے مراسلے سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ اصل شقہ سرجان میلکم صاحب بہادر کی خدمت اقدس میں بمبئی روانہ کیا گیا تھا تاکہ وہ لارڈلیک صاحب بہادر کی مہراور دستخط کا بغور معائنہ فرمالیں۔ انھوں نے دونوں چیزوں کے اصلی ہونے کی تصدیق فرمادی تھی یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی تردید کرنے کی جرات فدوی ہرگز ہرگز نہیں کر سکتا لیکن چند ایسے مثبت اسباب ہیں جن کا ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے اور جنھیں مدنظر رکھتے ہوئے فدوی یہ باور کرتا ہے کہ احمد بخش خاں نے عملہ کو معقول رشوت دے کر لارڈلیک صاحب بہادر سے دستخط کروا لیے تھے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ عملہ موقع کی تلاش میں رہا اور موقع ملتے ہی دیگر کاغذات کے انبار کے ساتھ مذکورہ شقہ بھی برائے دستخط پیش کردیا گیا۔ واضح رہے کہ دستخط اور مہر کے سلسلے میں دفتر کے عملے پر ہی مکمل اعتماد کیا جاتا ہے۔

دفعہ ہشتم: خواجہ حاجی سواروں کا سالار تھا۔ چنانچہ خواجہ حاجی کو دستے کے لیے مختص ۱۵ ہزار روپے کی رقم سے تنخواہ ملنی چاہیے تھی۔ یہ سراسرناانصافی کی بات ہے کہ نصراللہ بیگ خاں کے اقربا کی پرورش وپرداخت کے لیے مختص رقم سے خواجہ حاجی اور اس کے متعلقین کی مالی اعانت کی جائے۔

فی الوقت شمس الدین خاں کی جاگیر حکومت کی تحویل میں ہے لیکن مستقبل میں مندرجہ ذیل صورتوں میں کسی ایک پر عمل درآمد ناگزیر ہو گا:

اول: جاگیر شمس الدین خان کو واپس کردی جائے۔

دوم: حکومت اس کا قبضہ اپنے پاس رکھے اور اس کے عوض شمس الدین خان اور ان کے متعلقین کی پرورش وپرداخت کے لیے ایک مخصوص رقم مہیا کردے۔

سوم: حکومت عالیہ پوری کی پوری جائیداد ضبط کرلے۔

جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے تو اس ضمن میں فدوی نہایت مودبانہ عرض گزار ہے کہ ایک حکمنامے کے ذریعے پچاس سواروں کے دستے کو معطل کردیا جائے اور جاگیردار کو پابند کیا جائے کہ وہ سواروں کی سالانہ تنخواہ مبلغ پندرہ ہزار روپے اور نصراللہ بیگ خان کے اقربا کی کفالت کے لیے مختص شدہ رقم مبلغ دس ہزار روپے سرکاری خزانے میں جمع کرائے۔

دوسری صورت کی بابت فدوی کی یہ درخواست ہے کہ سواروں کی تنخواہ مبلغ پندرہ ہزار روپے اور نصراللہ بیگ خاں کے اقربا کی کفالت کی رقم مبلغ دس گزار روپے ان سب کی ادائیگی شمس الدین خاں اور ان کے اہل وعیال کی پرورش وپرداخت کے لیے مختص رقم سے ہونی چاہیے۔

تیسری صورت کے متعلق کچھ عرض کرنے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوتی اس لیے کہ اسپ سواروں اور اور خواجہ حاجی کی خدمات غیر ضروری تصور کرکے خود ہی کالعدم قرار دے دی جائیں گی۔ البتہ حکومت پر یہ واجب ہوگا کہ وہ نصراللہ بیگ خاں کے اقربا کی پرورش وپرداخت کے لیے مبلغ دس ہزار روپے ادا کرتی رہے۔

فدوی اس عرضداشت کے آخر میں ملتمس ہے کہ مذکورہ بالا تینوں صورتوں میں جو بھی نافذالعمل ہو حکومت کے پاس شمس الدین خاں کی جو دو لاکھ ساٹھ ہزار کی رقم موجود ہے اس میں سے مبلغ دو لاکھ تین ہزار روپے علیحدہ کر لیے جائیں۔ یہ بڑی پونجی فی الواقع حکومت کی ہے۔ اس پر نصراللہ خاں کے پس ماندگان کا جائزہ حق بنتا ہے۔ یہ رقم کسی صورت میں بھی جاگیردار کی تحویل میں نہیں جانی چاہیے۔

دہلی　　　　　　　　　حکومت کا تابعدار اور آپ کا خدمت گزار

مورخہ ۳۰ جون ۱۸۳۵ء　　　　　　　　　محمد اسداللہ خاں☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز کیس نمبر۹۔ بی' پارٹ ۔ ۱

(۶۵)

(فارسی سے ترجمہ)

نواب احمد بخش خاں بہادر کے نام جرنل لارڈ لیک بہادر کے خط نوشتہ ۷ جون ۱۸۰۶ء کی نقل

شہامت پناہ عالی مرتبت، نواب صاحب، مہربان دوستان نواب احمد بخش خان بہادر سلمکم اللہ تعالیٰ

چونکہ کمپنی انگریز بہادر دام اقبالہ، کو مرزا نصراللہ بیگ خان کے پس ماندگان کی نمود و پرداخت منظور ہے اور اس سے پہلے جناب گورنر جنرل بہادر جو سند انھیں مرحمت فرما چکے ہیں اس میں بھی مختصر طور پر اس بات کا ذکر کیا گیا ہے لہٰذا لکھا جاتا ہے کہ مبلغ پانچ ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت اس پرگنہ سے جو حضور والا کی طرف سے انھیں مرحمت ہو چکا ہے مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق مندرجہ ذیل مرزا مرحوم کو مقرر کردہ کے مطابق ماہ بماہ اور سال بسال پہنچتا رہے۔ تاکہ وہ اس سے اپنی گزر اوقات کر سکیں اور حضور والا کی دولت و اقبال کے لیے دعا گو رہیں۔ اس امر پر تاکید کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے عمل کیا جائے۔

خواجہ حاجی	والدہ و ہمشیرہ مرزا مرحوم	مرزا نوشہ و مرزا یوسف برادر زادگان مرزا مرحوم
۲۰۰۰ روپے	۱۵۰۰ روپے	۱۵۰۰ روپے

مرقومہ ۷ جون ۱۸۰۹ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۲۲۱ھ

(۲۶)

اقتباس از نقل خط جرنیل لارڈ لیک بہادر بنام نواب احمد بخش خان

سرکار دولت مدار کمپنی انگریز بہادر کے کار پردازوں کی عین خواہش ہے کہ پسماندگان نصراللہ بیگ خان مرحوم کی پرورش و پرداخت کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں چنانچہ اس ضمن میں سابقاً" آپ کو ایک سند مرحمت کی جا چکی ہے جو مبہم انداز میں تحریر کی گئی تھی۔ اُسے اب دوبارہ تحریر کیا جاتا ہے کہ آپ کو جو پرگنہ مرحمت کیا گیا ہے اس سے پانچ ہزار روپیہ مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق ماہ بہ ماہ اور سال بہ سال مرزا مرحوم کے متوسلین کو پہنچانا مقصود ہے تاکہ ان کی پرورش و پرداخت ہو سکے۔ وہ اقربا آپ کی درازی عمر کے لیے دعا گو رہیں گے اور کمپنی انگریز بہادر کے کارپردازوں کی خوشحالی کے متمنی ہوں گے۔

خواجہ حاجی	والدہ و ہمشیرہ مرزا مرحوم	مرزانوشہ و مرزایوسف
۲۰۰۰ روپے	۱۵۰۰ روپے	برادرزادہ ہائے مرزامرحوم
		۱۵۰۰ روپے

مرقومہ ۷ جون ۱۸۰۶ء بمطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۲۲۱ھ ☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز کیس نمبر۹ بی پارٹ ۔ ۱

(۶۷)

حکم ہوا کہ مذکورۃ الصدر کاغذات برائے رپورٹ دہلی کے ایجنٹ صاحب بہادر کی خدمت میں روانہ کیے جائیں۔

(نقل مطابق اصل)

آر' ایچ' اسکاٹ

معتمد برائے حکومت آگرہ☆

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن نمبر آئی او آر۔ ایف ۴/ ۱۶۴۳ بورڈز کلیکشن نمبر۶۵۶۲۹

(۶۸)

نقل سیاسی کارروائی آگرہ پریذیڈنسی، مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۸۳۵ء

منجانب :
جناب ٹی، ٹی، مٹکاف صاحب بہادر،
ایجنٹ برائے گورنر، دہلی۔

بخدمت گرامی :
جناب آر، ایچ، سکاٹ صاحب بہادر،
قائم مقام معتمد،
شعبہ سیاسی برائے حکومت، آگرہ الہ آباد۔
مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۳۵ء

۱ : دہلی کے ریذیڈنٹ صاحب بہادر کی جانب سے نائب معتمد حکومت کے نام مراسلہ مکتوبہ، مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۲۹ء
۲ : نائب معتمد کا جواب مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۲۹ء
۳ : قائم مقام ریذیڈنٹ صاحب بہادر کا مکتوب مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۲۰ء
۴ : حکومت کی جانب سے جواب مورخہ ۱۹ دسمبر۔
مکتوب منجانب قائم مقام ریذیڈنٹ صاحب بہادر مورخہ ۲۰ مئی ۱۸۳۰ء مع منسلکات۔
قائم مقام ریذیڈنٹ صاحب بہادر کا جواب مورخہ ۸ اکتوبر ۱۸۳۰ء مع منسلکات۔

جناب عالی!

میرے لیے باعث افتخار ہے کہ آپ کا مکتوب مورخہ ماہ سابق ۲۸ اکتوبر جس کے ساتھ اسداللہ خان عرف مرزانوشہ کے خط اور دیگر یادداشتوں کی نقول برائے رپورٹ روانہ کیے گئے تھے موصول ہوا۔
منجانب معتمد اعلیٰ بنام قائم مقام ریذیڈنٹ صاحب بہادر، مورخہ ۲۰ اگست ۱۸۳۰ء۔
دوم : فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر کے ملاحظے اور احکامات کی خاطر متعلقہ دعاوی میں اٹھائے گئے جملہ نکات کے بارے میں تسلی بخش جواب پیش کیا جا رہا ہے۔ مزید براں میں حاشے میں مندرج

مکتوب معتمد اعلیٰ بنام قائم مقام ریذیڈنٹ' مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۳۰ء مع منسلکات۔
منجانب معتمد حکومت بمبئی۔
جناب میکناٹن صاحب بہادر' معتمد کا مکتوب مورخہ یکم مئی ۱۸۳۶ء۔

مکاتیب کی جانب توجہ مبذول کرانا چاہوں گا۔ نیز ضروری حوالے کی خاطر ان تمام دستاویزات کی نقول بھی لف ہیں جو دفتر ہذا میں موصول ہوتی رہی ہیں۔

سوم: مدعی نصراللہ بیگ خاں جنھیں مقرری پر تاحین حیات سونک اور سونسا کے پرگنے عطا کیے گئے تھے اور جو اوائل ۱۸۰۶ء میں وفات پا گئے تھے' کا بھتیجا ہے۔

چہارم: فضیلت مآب جرنیل لارڈلیک بہادر نے ماہ جون ۱۸۰۶ء میں نصراللہ بیگ خاں کے سسر☆ نواب احمد بخش خاں کو فیروزپور کی جاگیر اس معاہدے کے تحت مرحمت فرمائی تھی کہ وہ مرحوم کے اقربا و پسماندگان کی پرورش وپرداخت کے لیے مبلغ ۵ ہزار روپے سالانہ مندرجہ ذیل شرح کے ساتھ ادا کرتے رہیں گے:

خواجہ حاجی	۲۰۰۰ روپے
والدہ وہمشیرہ مرزا مرحوم	۱۵۰۰ روپے
مرزا نوشہ ومرزا یوسف	
برادر زادگان مرزا مرحوم	۱۵۰۰ روپے

اس دستاویز سے یہ حقیقت بخوبی مترشح ہو جاتی ہے کہ مذکورہ دعویٰ ناقابل اعتنا ہے۔

پنجم: مرزا نوشہ نے سب سے پہلے تو یہ دعویٰ کیا کہ مذکورہ شقہ ہی سرے سے جعلی ہے۔ لیکن جب مدعی کو یہ باور کرایا گیا کہ نواب سرجون میلکم صاحب بہادر نے مذکورہ شقہ کی صحت کی تصدیق کردی ہے تو اس نے دوسرا دعویٰ یہ کیا کہ جرنیل لارڈلیک بہادر کی مہر اور دستخط فریب کاری کے ذریعے حاصل کیے گئے تھے' اس طرح مدعی کے متنازعہ شخصیت ہونے کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

معتمد اعلیٰ برائے حکومت کا مکتوب مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۸۳۱ء بنام ریذیڈنٹ دہلی

ششم: جناب معتمد میکناٹن صاحب بہادر کا مکتوب بنام ایجنٹ برائے گورنر جنرل بہادر مورخہ یکم مئی ۱۸۳۲ء جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے دفتر ہذا کے ریکارڈز میں موجود نہیں۔ البتہ میں خط کے منسلکہ کا ترجمہ منسلک کر رہا ہوں جو اس خط کی نقل ہے جو مدعی کو پہنچانے کے لیے بھیجا گیا تھا۔

آپ کا مخلص
(دستخط) ٹی۔ ٹی۔ مٹکاف
ایجنٹ برائے گورنر صاحب بہادر☆☆

دہلی ایجنسی
مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۳۵ء

☆ غلط' بہنوئی ہونا چاہیے۔ (گ۔ ن)
☆☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ایف / ۴ / ۱۶۴۳ بورڈز کلیکشن نمبر ۶۵۶۶۰

(۶۹)

گورنر جنرل صاحب بہادر کی ہدایات کے تحت جناب معتمد میکناٹن کی جانب سے یکم مئی ۱۸۳۲ء کو اسد اللہ خان عرف مرزا نوشہ کو تحریر کیے جانے والے مکتوب کا ترجمہ

آپ کی جانب سے حال ہی پیش کی گئی عرضداشت میں آپ کی درخواست کہ لارڈلیک صاحب بہادر کی رپورٹ مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کی روشنی میں ماہانہ پنشن میں جو کہ آپ کو فیروزپور کے جاگیردار نواب شمس الدین خان کی جانب سے مل رہی ہے اضافے کا معاملہ ان دستاویزات کی روشنی میں جو آپ کی عرضی کے ساتھ ملفوف ہیں، دوبارہ برائے احکامات پیش کیا جائے، منظور کی جا چکی ہے۔ دستور کے مطابق متعلقہ جملہ دستاویزات کا ترجمہ کروانے کے بعد فضیلت ماب گورنر جنرل لارڈولیم بنٹک صاحب بہادر کے حضور پیش کیا گیا۔ نیز مقدمے سے متعلق دیگر دستاویزات کا بھی از سر نو جائزہ لیا گیا۔ قبل ازیں ہاکنز صاحب بہادر قائم مقام ریذیڈنٹ دہلی کے عہد میں جب حکومت نے اس مقدمے کے متعلق رپورٹ طلب کی تھی، نواب شمس الدین خاں نے ایک شقہ داخل کیا تھا جس پر فضیلت ماب جرنیل لارڈلیک بہادر کے دستخط اور مہر ثبت تھی۔ اس کے ذریعے نواب موصوف نے یہ ثابت کیا تھا کہ آپ اور آپ کے چچا نصراللہ بیگ خاں مرحوم کے دیگر ورثا مبلغ ۵ ہزار روپے سالانہ سے زائد رقم کے قطعاً حق دار نہیں۔ مذکورہ دستاویز میں معاملہ باقاعدہ طے پا چکا ہے۔ علاوہ ازیں اصل دستاویز جسے آپ نے جعلی قرار دیا ہے تصدیق کے لیے بمبئی کے گورنر سرجون میلکم صاحب بہادر کی خدمت میں ارسال کی گئی تھی جو لارڈلیک صاحب بہادر کے زمانے میں ہونے والی تمام سرکاری کارروائیوں سے بہ حسن و خوبی واقف رہے ہیں سرجون میلکم صاحب بہادر نے اس دستاویز کو اصلی قرار دیا ہے۔ بایں ہمہ، نائب صدر ان کونسل (سر سی۔ ٹی۔ مٹکاف صاحب بہادر) نے اس ضمن میں اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ مبلغ دس ہزار روپے کی معافی زراستراری کے حوالے سے جس معاہدے کے تحت نواب احمد بخش خاں اور اس کے جانشین اس امر کا مکلف ہیں کہ وہ نصراللہ بیگ خاں مرحوم کے اقربا کو زر کفالت مہیا کریں گے اس کی رو سے نصراللہ بیگ خاں کے ورثا کو وہ تمام کی تمام ادا کرنے کے پابند نہیں نیز یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ مختص شدہ گرانٹ کے ضمن میں لارڈلیک صاحب بہادر سے نواب احمد بخش مرحوم نے دوسری سند حاصل کر لی جس میں نصراللہ بیگ کے ورثا کے مطالبوں کو ۵۰۰۰ روپے تک محدود کر دیا گیا تھا۔

چنانچہ فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر' فضیلت ماب نائب صدر ان کونسل کے خیالات سے کلی پر اتفاق فرماتے ہیں۔ لہٰذا ایسی صورت حال میں نواب شمس الدین خاں سے آپ کا موجودہ پنشن میں اضافے کا مطالبہ سراسر ناروا ہے اور جرنیل لارڈلیک صاحب بہادر کی عطا کردہ سند جس میں مختلف حصہ داروں کے نام مخصوص رقم کا اندراج موجود ہے بالکل صحیح ہے۔

(ترجمہ بمطابق متن)

(دستخط) ٹی۔ٹی۔ مٹکاف

ایجنٹ برائے گورنر☆

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ایف /۴/۱۶۴۳ بورڈز کلیکشن نمبر۶۵۶۶۹

(۷۰)

حسب ہدایت دہلی کے ایجنٹ کو مطلع کیا جاتا ہے چونکہ اسد اللہ خاں کے دعوے کی مکمل جانچ پڑتال کر لی گئی ہے اور اسے سرکار عالیہ نے مسترد کر دیا ہے اس لیے مزید احکامات کی ضرورت نہیں۔ منکاف صاحب بہادر سے استدعا کی جائے کہ وہ خاں موصوف کو مطلع کر دیں کہ فیروزپور کے جاگیردار کے ساتھ طے شدہ معاہدے پر ان کا اعتراض بالکل ناروا ہے۔

(نقل مطابق اصل)

دستخط) آر۔ ایچ۔ سکاٹ
قائم مقام معتمد برائے
حکومت آگرہ☆

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ایف /۴ /۱۶۴۳ بورڈز کلیکشن نمبر ۶۵۶۶۹

(۱۷)

حکومت آگرہ کے سیاسی شعبے میں ہونے والی کارروائی بابت ماہ اکتوبر ۱۸۳۵ء کی اشاریوں اور بیانات سے اقتباس

محررہ ۱۷ فروری ۱۸۳۶ء

پیراگراف نمبر ۳۳:
فیروزپور کے جاگیردار نواب شمس الدین خاں کے خلاف اسداللہ خاں کے دعویٰ سے متعلق
کارروائی مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۸۳۵ء نمبر ۲۰ تا ۲۳
کارروائی نمبر ۱۲
مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۸۳۵ء
مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۸۳۵ء
کارروائی نمبر ۲۲ تا ۲۵
بحوالہ مجموعہ دستاویزات نمبر ۱۷ پیراگراف نمبر ۳۴:

اسداللہ خان کی دو عرضداشتیں موصول ہوئیں۔ جن میں سائل نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ وہ نصراللہ بیگ خان کا وارث ہے اور اسے فیروزپور کی جاگیر سے، جو نواب شمس الدین خاں کی تحویل میں ہے، دس ہزار روپے سالانہ پنشن ملنی چاہیے۔ لیکن اس کے برعکس مئی ۱۸۰۶ء سے اسے صرف تین ہزار روپے سالانہ ملتے رہے ہیں۔ چنانچہ مدعی نے یہ التماس کی ہے کہ اسے بقایاجات نواب کی اس مجموعی رقم سے ملنے چاہئیں جو حکومت کو سرکاری قرضے کے طور پر دی گئی ہے۔ سائل نے یہ موقف بھی اختیار کیا ہے کہ نواب شمس الدین خاں کے والد نے نہایت خفیہ طور پر فیروزپور کی جاگیر حاصل کی تھی۔

کاغذات کے مطالعے سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ اسداللہ خان کے دعوے کی پہلے بھی پوری طرح جانچ پڑتال کی جا چکی ہے اور سرکار نے اسے مسترد کر دیا تھا۔ اور دہلی کے ریذیڈنٹ صاحب بہادر کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ مذکورہ شخص کو مطلع کر دیں کہ جاگیردار فیروزپور کے خلاف اس کا دعویٰ سراسر ناروا ہے☆۔

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ایف / ۴/ ۱۶۴۳ بورڈز کلیکشن نمبر ۶۰۶۶۹

(۷۲)

بخدمت گرامی: جی' اے' بش بائی صاحب بہادر
معتمد برائے لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر
شمال مغربی صوبہ جات' شعبہ سیاسی امور

جناب عالی!

فضیلت ماب گورنر جنرل بہادر ہند ان کونسل کی ہدایت کے مطابق آپ کی خدمت میں نصراللہ بیگ خان کے برادر زادہ اسداللہ خان کی اصل عرضداشت اور اس کے منسلکات ارسال کیے جا رہے ہیں تاکہ حسب ضرورت احکامات صادر کیے جا سکیں۔

مجھے یہ عرض کرنے کی ہدایت بھی کی گئی ہے کہ معتمد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر اپنے مکتوب مورخہ ۲۷ جنوری ۱۸۳۱ء بنام معتمد سوئٹن صاحب بہادر کے ذریعے اس مقدمے پر باقاعدہ فیصلہ صادر ہو جانے کی اطلاع دے چکے ہیں۔ مذکورہ خط کی نقل برائے حوالہ منسلک ہے۔

آپ کا مخلص

فورٹ ولیم

۲۳ مئی ۱۸۳۶ء

(دستخط) ڈبلیو' ایچ' میکناٹن

معتمد برائے حکومت ہند☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز کیس نمبر ۹ بی پارٹ

(۷۳)

عاجزانہ عرضداشت اسداللہ خان' برادرزادہ نصراللہ بیگ خان مرحوم

بخدمت گرامی:
فضیلت ماب لارڈ جی آکلینڈ صاحب بہادر' جی سی بی' کے سی بی(۳۵)
گورنر جنرل ہند' فورٹ ولیم
بعز عرض جناب عالی!

یہ فدوی نہایت مودبانہ عرض گزار ہے کہ حضور والا اس کے مقدمے کے تمام متعلقہ کاغذات پر ہمدردانہ غور فرما کر فدوی کو پہنچنے والے نقصانات کی تلافی کے احکامات صادر فرمائیں گے۔

دوم: یہ فدوی بہ نفس نفیس کلکتہ آکر اور آپ کے انصاف کے در دولت پر حاضری دے کر جناب والا کی خدمت اقدس میں چند معروضات پیش کرنے کا متمنی ہے۔ لیکن نہایت تاسف کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑ رہا ہے خرابی صحت کی وجہ سے طویل سفر اختیار کرنا فدوی کے بس میں نہیں ہے۔

سوم: ۱۸۲۸ء میں جب ڈبلیو' بی' بیلے صاحب بہادر(۳۶) کلکتہ میں نائب صدر کے عہدہ پر فائز تھے فدوی نے ان کے حضور اپنی گزارشات پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ حضور والا نے فدوی کو ہدایت فرمائی تھی کہ قائم مقام ریذیڈنٹ صاحب بہادر کی عدالت میں اپنی درخواست پیش کرے۔ لیکن ابھی تک فدوی کے ساتھ کوئی انصاف نہیں ہو سکا۔

اس ضمن میں حکومت کے متعدد احکامات مختلف وقتوں میں دہلی کے کئی ریذیڈنٹ صاحبان کی رپورٹیں اور فدوی کی جانب سے پیش کی گئی عرضداشتیں کلکتہ کے دفتری ریکارڈ میں موجود ہوں گی۔

چہارم: حضور والا ان کونسل کی خدمت میں فدوی اپنی یہ عرضداشت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ تمام متعلقہ کاغذات واحکامات کی نقول بھی منسلک کر رہا ہے۔ جن کاغذات کی نقل یا مثنیٰ فدوی کے پاس موجود نہیں انھیں علیحدہ سے ایک یادداشت کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ کاغذات حکومت کے دفتر خانہ کلکتہ کے ریکارڈ سے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

پنجم: یہ فدوی حضور والا سے انصاف کا طلب گار ہے اور مودبانہ عرض گزار ہے کہ حضور والا فضیلت ماب شاہ برطانیہ کے نمائندے کی حیثیت سے فدوی کے مقدمے کا ہمدردانہ جائزہ لیں گے اور انگریز بہادر کے دستور مساوات کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں گے۔

ششم: حضور والا ان کونسل کی خدمت اقدس سے یہ فدوی نہایت دل برداشتگی کے عالم میں آپ کی خصوصی توجہ

ان امور کی جانب مبذول کرانے کے لیے یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ مقامی حکام (معتمد صاحبان اور ایجنٹ صاحبان) نے فدوی کے مقدمہ کو غت ربود کیا ہے اور اس کے ساتھ ناانصافی کرتے رہے ہیں چنانچہ فدوی کو یقین واثق ہے کہ مذکورہ افراد کو ملوث کیے بغیر اس کے مقدمے کا جائزہ لیا جائے گا اور حضور والا مذکورہ کاغذات کی بنیاد پر اپنا فیصلہ صادر فرمائیں گے۔

ہفتم: فدوی نے اپنے مقدمے کے سلسلے میں تمام کوائف اس عرضداشت میں پیش کر دیے ہیں۔ مزید برآں' حضور والا کے ملاحظے اور احکامات کی خاطر تمام دعوے ایک علیحدہ درخواست میں پیش کیے گئے ہیں۔

فدوی آپ کی درازی عمر اور خوشحالی کے لیے دعاگو رہے گا۔

دہلی محمد اسداللہ خان برادرزادہ نصراللہ بیگ خان' جاگیردار سونک سونسا

۲۳ مارچ ۱۸۳۶ء

مکرر آنکہ:

حضور والا کا درخواست گزار آپ کی جناب میں یہ گزارشات ارسال کرنے کے بعد اس فکر میں غلطاں و پیچاں رہے گا کہ آیا یہ کاغذات فضیلت ماب کے روبرو پیش کیے گئے یا نہیں؟ چنانچہ فددوی کی یہ مودبانہ درخواست ہے کہ اسے یک سطری رسید سے مطلع فرمایا جائے۔

فدوی نہایت ادب سے التماس گزار ہے کہ حضور والا صفات اس مقدمے کے ضمن میں جو بھی فیصلے وقتاً فوقتاً صادر فرمائیں ان سے احقر کو مطلع کیا جائے۔ (تحقیقات کے بعد جو بھی حکم جاری ہوں) اس لیے کہ مقامی حکام جن کے فیصلہ کے خلاف یہ اپیل کی گئی ہے اگر اس کے مقدمہ کے بارے میں کوئی مبہم رپورٹ دیں گے تو وہ ان کا شافی جواب دے سکے گا۔

محمد اسداللہ خاں

برادرزادہ نصراللہ بیگ خان' جاگیردار سونک سونسا

محررہ ۲۳ مارچ ۱۸۳۶ء☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر ۹ پارٹ۔ ۱

(۷۴)

کیا اس مقدمے کا بار بار فیصلہ نہیں ہوا ہے؟

(دستخط) آکلینڈ

شعبہ سیاسی کو ارسال کیا گیا۔

بحکم (گورنر جنرل)

(دستخط) ۲۸ اپریل ۱۸۳۶ء

ذاتی معتمد

درج بالا حکم مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۳۶ء والی درخواست پر تحریر کیا گیا☆۔

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی ایجنسی ریکارڈز کیس نمبر ۹ بی پارٹ۔ ا

(۷۵)

اسد اللہ خان برادرزادہ نصراللہ بیگ خان کی عاجزانہ عرضداشت

بخدمت گرامی: فضیلت ماب لارڈ جی آکلینڈ بہادر جی سی بی' کے سی بی ان کونسل
گورنر جنرل ہند' فورٹ ولیم

بعز عرض جناب عالی!

فدوی مودبانہ عرض گزار ہے کہ اسے قانونی عدالتوں سے جو نفاذ قانون کے لیے بنائی گئیں ہیں' کما حقہ' انصاف حاصل نہیں ہو سکا۔ چنانچہ حضور والا ان کونسل کی خدمت میں جرنیل لارڈ لیک بہادر کی اس رپورٹ کا اقتباس ارسال کر رہا ہے جو موصوف نے ۴ مئی ۱۸۰۶ء کو سپریم کونسل میں پیش کی تھی۔ اس رپورٹ کی اصل اور اس پر گورنر جنرل ان کونسل کی تصدیق دفتر خانہ کلکتہ کے ریکارڈز میں موجود ہیں۔

دوم: متذکرہ دستاویز کے مطالعہ کے بعد یہ واضح ہو جائے گا کہ فدوی کے چچا نصراللہ بیگ خان' جاگیردار سونک سونسا کی وفات کے بعد مذکورہ املاک حکومت کے قبضے میں آگئی تھیں۔ تاہم فضیلت ماب لارڈ لیک صاحب بہادر نے جاگیر کے عوض نصراللہ بیگ خان کے متوسلین واقربا کی پرورش وپرداخت کے لیے نواب احمد بخش خان کی جاگیر سے مبلغ دس ہزار روپے سالانہ کی امداد عطا فرمائی تھی اور گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل نے اس کی توثیق فرما دی تھی۔

سوم: نصراللہ بیگ خان کی وفات کے وقت ان کے ورثا کی کل تعداد چھ تھی' یعنی ایک والدہ' تین بہنیں اور دو بھتیجے (ان کے بھائی کے بیٹے' یہ فدوی اور اس کا بھائی)۔ چند سال بعد نصراللہ بیگ خان کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ بقیہ پانچ ورثا بقید حیات ہیں۔

چہارم: اپنے چچا کی رحلت کے بعد فدوی اور اس کے اقربا کو احمد بخش خان کی جاگیر سے حکومت کی طرف سے مختص کیے گئے مبلغ دس ہزار میں سے کل صرف تین ہزار روپے سالانہ ملتے رہے اس طرح فیروزپور کے جاگیردار نے حکومت احکامات پر نہیں بلکہ دھوکہ دہی سے مبلغ سات ہزار روپے سالانہ کی کٹوتی کر دی۔

پنجم: نواب شمس الدین خان کی یہ جاگیر اپریل ۱۸۳۵ء تک اس کی تحویل میں رہی اور مئی ۱۸۳۵ء سے حکومت نے

اسے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ سات ہزار روپے سالانہ کے حساب سے مئی ۱۸۰۶ء سے اس وقت تک جب تک مرحوم جاگیردار کے پاس رہی فدوی کے ۲۹ سال کے بقایاجات جاگیردار کے ذمہ بنتے ہیں۔

ششم: یہ فدوی عرض گزار ہے کہ گذشتہ انتیس برسوں کی واجب الادا رقم مبلغ ۲٬۰۳٬۰۰۰ روپے شمس الدین خان کی ۰۰۰۰ [illegible] کی اس رقم سے ادا کیے جائیں جو حکومت کی تحویل میں ہے اور یہ کہ ماہ مئی ۱۸۳۵ء سے فدوی کو سرکار [illegible] مختص رقم مبلغ دس ہزار سالانہ ادا کی جائے۔

ہفتم: اگر حضور والا مذکورہ جا [illegible] بخش خان کے ورثا کو واپس کرنا ضروری تصور کریں تو ان حالات میں فدوی کا احتمال ہے کہ انہیں یہ ملکیت نواب لارڈلیک صاحب بہادر کی وضع کردہ اصل شرائط کے تحت دی جائے گی۔ مزید برآں فدوی کی یہ تجویز ہے کہ مذکورہ جاگیر سے زراستمراری کے طور پر مبلغ پچیس ہزار روپے سالانہ منہا کرکے سرکاری خزانے میں جمع کروا دیے جائیں۔ مذکورہ رقم میں مبلغ پندرہ ہزار روپے تو وہ ہیں جو حکومت نے پچاس اسپ سواروں کی دیکھ بھال کے لیے مختص کیے تھے فدوی کا یہ احتمال ہے کہ یہ دستہ ختم کر دیا جائے گا اس لیے کہ حکومت کو شاید ہی اس کی ضرورت پیش آئے۔ بقیہ دس ہزار روپے اس فدوی کو سرکاری خزانے سے سال بہ سال ادا کیے جائیں۔

آخر میں فدوی یہ مودبانہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ وسائل کی کمیابی آپ کے حضور بہ نفس نفیس حاضر ہونے میں مانع رہی اور نہ ہی وہ اس قابل ہے کہ وہاں اپنی پیروی کے لیے کوئی ماہر قانون داں مقرر کر سکے جو فدوی کی جانب سے مقدمے کی پیروی کر سکے۔ فدوی کے لیے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ حضور والا کی انصاف پروری اور رعایا گستری کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا مقدمہ خود حضور والا کی عدالت میں پیش کرے۔ بایں ہمہ فدوی امیدوار ہے کہ اس پر انصاف کا دروازہ بند نہیں کیا جائے گا۔

حضور والا کا عرض گزار آپ کا دعاگو:



محمد اسد اللہ خان

برادرزادہ نصراللہ بیگ خان

جاگیردار سونک سونسا

مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۳۶ء

(٧٦)

لیفٹیننٹ کرنل میلکم صاحب بہادر کے مکتوب محررہ ۴ مئی ۱۸۰٦ء کا اقتباس

جب احمد بخش خاں رہتک اور ہریانہ کے علاقے سے دستبردار ہوئے اس وقت لارڈلیک صاحب بہادر نے ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میوات میں جو اضلاع ان کی تحویل میں ہیں وہ انہیں تاحین حیات مبلغ ۲۵ ہزار روپے سالانہ کی ادائیگی پر بطور استمرار مرحمت کیے جائیں گے۔ اس کے فوراً ہی بعد نصراللہ بیگ خان جو احمد بخش خان کے عزیز تھے وفات پاگئے۔ چنانچہ جاگیردار کو سونکب اور سونسا کے جو اضلاع مرحمت کیے گئے تھے وہ واپس لے لیے گئے۔ لیکن حکومت نے یہ ضروری تصور کیا کہ مرحوم کے بھائی اور ان کے خاندان کی کفالت کا کچھ نہ کچھ بندوبست کیا جائے۔ اور اس بات کی اہمیت یوں بھی دو چند ہوگئی کہ اسپ سواروں کے بے قاعدہ دستے کو ختم کرنا ضروری سمجھاگیا۔ مذکورہ دستے میں مرحوم کے خاندان کے کئی افراد ملازم تھے۔ علاوہ ازیں، دشمن سے تعلق رکھنے والے ایک دو افسر بھی حمایت اور تحفظ کے وعدے پر اس دستے میں شامل تھے۔ ان امور کی ناگواریت کو کم سے کم کرنے کے لیے حضوروالا (لارڈلیک) نے مناسب خیال کیا کہ نواب احمد بخش خان کو اس معاملہ میں رعایت دی جائے چنانچہ انھیں پندرہ ہزار روپے ادا کرنے کا پابند کر دیا گیا۔

احمد بخش خان کے زیر تسلط علاقے کی صورت حال، وہاں کی ہنگامہ پرور حالت، حکومت کو ادا کی جانے والی مختصر ترین مال گزاری اور موصوف کی خدمات کے پیش نظر عزت ماب نے انھیں پیش کش کی کہ اگر وہ اپنے تمام مطالبات سے دستبردار ہو جائیں، زیرتسلط علاقے میں امن و سکون بحال رکھنے اور بوقت ضرورت پچاس اسپ سوار مہیا کرنے کا وعدہ کریں تو انہیں جملہ مال گزاری سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے گا اور انہیں موجودہ جاگیر انہی شراط پر مرحمت کردی جائے گی جن پر نجابت علی خان اور صمد خان کو دی گئی تھی، انھوں نے یہ پیش کش بہ رضا و رغبت قبول کرلی۔ جرنیل لارڈلیک صاحب بہادر کے ایما پر سند کا مسودہ منسلک کر رہا ہوں جو انہی خطوط پر تیار کیا گیا ہے جن پر قبل ازیں مذکورہ بالا دو جاگیرداروں کے لیے ہوا تھا۔

مجھے فضیلت ماب لارڈلیک صاحب بہادر نے ہدایت فرمائی ہے کہ میں احمد بخش خان کی اس درخواست کی نقل اور اس کا ترجمہ ملفوف کروں جو انھیں (لارڈلیک) موصول ہوئی تھی۔ احمد بخش خان "سونا" اور "نوح" کے جو اضلاع

اپنی تحویل میں لینے کے آرزو مند ہیں وہ ریواڑی کے تیج سنگھ چودھری کو زیادہ محاصل کے عوض تین سال کی مدت کے لیے عطا کر دیے گئے ہیں۔

فضیلت ماب (جرنیل لارڈلیک) ایسے طریق کار سے آگاہ نہیں ہیں جس کے تحت گورنر جنرل بہادر کی کونسل عالیہ ان صوبوں کے معاملات حل کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ چنانچہ موصوف نے احمد بخش خاں سے ایسی کوئی بات بیان نہیں کی ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ ان کی درخواست پر عمل درآمد ہو گا۔ تاہم عزت ماب نے مجھے یہ عرض کرنے کی ہدایت کی ہے کہ اگر مذکورہ صوبہ جات کو فی الفور اپنی انتظامیہ کے زیر نگین کیے بغیر سرکار برطانیہ کے لیے ذریعہ منفعت بنائے جانے یا اس کی طاقت کا سرچشمہ بنائے جانے کے لیے کوئی متبادل انتظامات کیے جاتے ہیں تو ایسی صورت حال میں ان (لارڈلیک) کی نظر میں احمد بخش خان سے بڑھ کر کوئی اور دیسی جاگیردار نہیں جس کے ساتھ پراعتماد اور تسلی بخش انداز میں معاملات طے کیے جا سکیں۔ اس لیے کہ وہ اعلیٰ جذبہ عمل و ذہانت کے مالک ہیں۔ انھیں ملک میں اچھا خاصا اثر و رسوخ حاصل ہے اور وہ (نواب احمد بخش خاں) سرکار برطانیہ (عزت ماب لارڈلیک کو یقین ہے) کے مخلص اور وفادار ہیں۔

(نقل بمطابق اصل)

(دستخط) ڈبلیو۔ ایچ۔ میکناٹن

قائم مقام معتمد اعلی برائے حکومت

(نقل بمطابق اصل)

(دستخط) ایم۔بلیک

معاون اول برائے قائم مقام گورنر جنرل☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹ بی پارٹ ۔ ۱

(۷۷)

یادداشت

درخواست گزار مسمی اسداللہ خان مودبانہ عرض کرتا ہے کہ فضیلت ماب گورنر آگرہ نے سابقہ عرضداشتوں کا مطالعہ فرمانے کے بعد ٹی ٹی منکاف صاحب بہادر کو ہدایت فرمائی تھی کہ موصوف دہلی ریذیڈنسی کے جملہ ریکارڈ کا جائزہ لے کر فدوی کے مقدمے کی رپورٹ مرتب کریں۔ چنانچہ مذکورہ احکامات کے پیش نظر فدوی نے گورنر آگرہ صاحب بہادر کے حضور دو درخواستیں سرکاری (انگریزی) ڈاک کے ذریعے روانہ کی تھیں۔ ان کی نقول کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نوٹ: محولہ بالا عرضداشتیں صفحات ۱۴۹ تا ۱۵۰ اور صفحات ۱۵۲ تا ۱۵۴ پر ہیں۔

(۷۸)

سیاسی کارروائی، آگرہ پریذیڈنسی ۲۰ دسمبر ۱۸۳۵ء سے اقتباس

منجانب :

اسد اللہ خان

بخدمت گرامی :

جی، اے، بش بائی صاحب بہادر

معتمد سیاسی برائے حکومت آگرہ، الہ آباد۔

جناب عالی!

فدوی منسلکہ [illegible] نے کے ساتھ نہایت مودبانہ عرض گزار ہے کہ جب ٹی۔ ٹی۔ مٹکاف صاحب بہادر کی جانب سے اس [illegible] مدے کی رپورٹ موصول ہو جائے۔ تو آپ ازراہ ہمدردی مذکورہ کاغذات اور سائل کی گذشتہ درخواستیں فضیلت ماب گورنر آگرہ کے ملاحظے کے لیے پیش فرمادیں۔

آپ کا فرماں بردار

دہلی (دستخط)

مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۸۳۵ء محمد اسد اللہ خان☆



☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ایف /۴/ ۱۶۴۳۔ بورڈز کلیکشن نمبر۶۵۶۶۹

(۷۹)

عاجزانہ عرضداشت اسداللہ خان

بخدمت گرامی: فضیلت ماب الیگزنڈر راس(۳۷) گورنر آگرہ

بعز عرض جناب عالی!

فدوی نے گذشتہ ماہ اکتوبر میں جو یادداشتیں ارسال کی تھیں ان کے حوالے سے چند اہم نکات حضور والا کے ملاحظے اور خصوصی توجہ کے لیے پیش کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔

شہر میں یہ خبر گرم ہے کہ ٹی ٹی مٹکاف صاحب بہادر نے جب سے ایجنٹ کا عہدہ سنبھالا ہے۔ انھوں نے یہ طریقہ کار اختیار کیا ہے کہ وہ دفتر کے فارسی عملہ کو حکام کی جانب سے موصول ہونے والے معاملات کے خلاصے تحریر کرنے کے لیے کہتے ہیں اور اسی بنیاد پر اپنی رپورٹ تیار کرتے ہیں۔ فدوی ملتمس ہے کہ اس کے مقدمے کے ضمن میں حضور والا مذکورہ افسر کے دفتر سے موصول ہونے والی کسی رپورٹ کو قابل اعتنا سمجھ کر فیصلہ صادر نہ فرمائیں۔ فدوی کس مپرسی کے عالم میں ہے اور مذکورہ عملے کو خوش کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا' لہٰذا یہ لوگ اس کے ساتھ معاندانہ رویہ رکھتے ہیں اور مقدمے کا مبہم خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

یہ کہ سر جون میلکم صاحب بہادر نے محض فضیلت ماب لارڈ لیک صاحب بہادر کی مہر اور دستخط کی تصدیق فرمائی ہے جس سے فدوی انکار نہیں کرتا۔ لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ سب کچھ حاصل کس طرح ہوا؟ یہ بات واضح ہے کہ مذکورہ شقہ (مورخہ ۷ جون ۱۸۰۶ء) جعلی ہے اور جیسا کہ فدوی اپنی ایک یادداشت میں وضاحت کر چکا ہے' یہ فریب دہی کے ذریعے حاصل کیا گیا تھا' ایسی صورت حال میں جب گورنر جنرل ان کونسل نے مبلغ دس ہزار روپے بطور گزارہ ادا کرنے کی منظوری مرحمت فرمادی تھی لارڈ لیک صاحب بہادر اس کے منافی حکم کیوں کر صادر کر سکتے تھے۔ مزید برآں' فدوی کے لیے خوش آئند بات یہ ہے کہ ایسی کوئی دستاویز موجود نہیں ہے جس سے زیر بحث وظیفہ کے متعلق سابقہ احکامات کی نفی ہوتی ہو۔

یہ کہ احمد بخش خان نے جس فریب و ریاکاری کے ذریعے مذکورہ شقہ حاصل کیا ہے اس پر مزید کچھ کہنے کی

ضرورت نہیں۔ فدوی کو کامل بھروسہ ہے کہ مذکورہ جاگیر کے سرکار برطانیہ کی تحویل میں چلے جانے کے بعد وہ (دفتر کے اہلکار) احمد بخش خان کی چال بازی کے دام میں نہیں آئیں گے نہ ہی فدوی کو اس کے ان حقوق سے محروم رکھیں گے جو لارڈلیک صاحب بہادر کی رپورٹ مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کے بموجب [illegible] ہیں۔

یہ کہ فدوی انصاف کی عدالت میں مودبانہ عرض [illegible] معاندانہ اور اسقام سے پر شقہ جس کی نقل کسی بھی سرکاری دفتر میں دستیاب نہ ہوتی ہو، کسی صورت میں بھی قابل اعتنا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ فدوی مودبانہ عرض گزار ہے کہ حضور والا ازراہ نوازش و [illegible] دوستی اس کے مقدمے کا جائزہ لیں اور اپنی بے لاگ رائے کا اظہار فرمائیں۔

فدوی حضور والا کے لیے دعا گو رہے گا۔

۵۰

۲۰ دسمبر ۱۸۳۵ء

(دستخط)

اسد اللہ خان☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر ۹ - بی پارٹ -۱

(٨٠)

سیاسی کارروائی، آگرہ پریذیڈنسی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۳۵ء سے اقتباس

احکامات صادر کرنے کی ضرورت نہیں!

(نقل بمطابق اصل)

آر۔ ایچ۔ سکاٹ
قائم مقام معتمد برائے حکومت
آگرہ

مذکورہ بالا حکم اسداللہ خان کی درخواست مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۸۳۵ء پر دیا گیا☆۔

☆ انڈیا آفس ریکارڈز، لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ایف /۴/ ۱۶۴۳ بورڈز کلیکشن نمبر ۶۵۶۶۹

(۸۱)

عاجزانہ عرضداشت اسداللہ خان برادرزادہ نصراللہ بیگ خان

بخدمت گرامی :
فضیلت ماب الیگزنڈر راس' گورنر آگرہ

بعز عرض جناب عالی!

نہایت مودبانہ عرض ہے کہ فدوی نے ۳۰ جون ۱۸۳۵ء کو آپ کی خدمت میں دو عرضداشتیں ارسال کی تھیں در یہ گزارش کی تھی کہ ٹی ٹی مٹکاف صاحب بہادر کی جانب سے رپورٹ موصول ہونے پر حضور والا اسے در خور اعتنا نہ سمجھیں گے' فدوی آپ کی خصوصی توجہ دوسری درخواست کی آخری سطور کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہے اور یہ توقع رکھتا ہے کہ آپ ازراہ نوازش آگرہ کے گورنر صاحب بہادر کے ایجنٹ مقیم دہلی کو حکم صادر فرمائیں گے کہ فدوی کی مطلوبہ رقم مبلغ = /۰۰۰'۰۳'۲ روپے شمس الدین خان مرحوم کی اس رقم مبلغ = /۰۰۰'۶۰'۲ روپے سے منہا کر لیے ۔ ئیں جو حکومت کی تحویل میں ہے اور یہ رقم سرکاری خزانے میں جمع کرادی جائے تاکہ متوفی کے قرض خواہوں میں تقسیم کیے جانے سے محفوظ رہے۔

یہ کہ حضور والا کی اطلاع کی خاطر فدوی یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہے کہ احمد بخش خان جو وظیفہ (سالانہ تین ہزار روپے) فدوی' اس کے بھائی اور نصراللہ بیگ خان کی تین بہنوں کو ادا کیا کرتا تھا اسی کے بقایاجات فیروزپور کے محاصل سے واجب الادا ہیں۔ فدوی مودبانہ درخواست کرتا ہے کہ آپ از راہ نوازش ٹی ٹی مٹکاف صاحب بہادر کو یہ حکم صادر فرمائیں گے کہ وہ ریاست کے محاصل سے یہ بقایا جات دلوائیں۔

یہ کہ فدوی نے مذکورہ بقایا جات کی ادائیگی اپریل ۱۸۳۵ء تک اس لیے محدود رکھی ہے کہ یہ جاگیر محولہ تاریخ تک مرحوم جاگیردار کی تحویل میں تھی اور ماہ اگلے سے اس ریاست کا حکومت سے الحاق ہو گیا تھا۔

فدوی نے اپنے اور اہل خاندان کے تین ہزار روپے سالانہ کے بقایا جات کا مطالبہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا

پر کیا ہے: اولاً: فدوی مذکورہ مدت تک کے حسابات بے باق کیے جانے کے لیے فکرمند ہے اور ثانیاً": فدوی اور اس کے اہل خاندان کو گزر بسر کے ذرائع مہیا ہوں تا آنکہ اس معاملہ کا جو آپ کی عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے' فیصلہ حتمی طور پر صادر ہو جائے۔

آپ کا فرمانبردار

دہلی (دستخط) اسداللہ خان

۱۶ دسمبر ۱۸۳۵ء

(۸۲)

نوٹ

فدوی اسداللہ خان مودبانہ عرض گزار ہے کہ اس کے مقدمے کی بابت مذکورہ بالا درخواست اور گورنر صاحب بہادر آگرہ کے ایجنٹ مقیم دہلی کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد فضیلت ماب گورنر آگرہ نے یہ احکامات صادر فرمائے کہ چونکہ قبل ازیں اس مقدمے کی سماعت کلکتہ کی کونسل عالیہ میں ہو چکی ہے للذا ان کی عدالت میں اس کی سماعت نہیں ہو سکتی۔

نواب گورنر بہادر آگرہ کے یہ احکامات سر آنکھوں پر۔ لیکن فدوی یہ ضروری سمجھتا ہے کہ اس مقدمے سے متعلق تمام کاغذات کی نقول گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کو پیش کرے اور بے لاگ فیصلے کا امیدوار ہو۔

گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل ان عرضداشتوں اور دستاویزات جن کی تفصیل درج ذیل ہے' کا جائزہ لینے کے بعد مذکورہ مقدمے کی بابت کماحقہ' آگاہ ہو جائیں گے۔

۱۔ فدوی کے مقدمے کے متعلق سر ایڈورڈ کول بروک صاحب بہادر کی حکومت کو رپورٹ اور حکومت کی طرف سے دیا گیا جواب فرانسس ہاکنز صاحب بہادر کی رپورٹ اور حکومت کی جانب سے جواب۔

فدوی کی انگریزی میں دو درخواستیں جو سرکار عالیہ کی خدمت میں بذریعہ سرکاری (انگریزی) ڈاک روانہ کی گئی تھیں اور سرجون میلکم صاحب بہادر کے نام حکومت کا خط اور موصوف کا جواب۔

گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل ہر دستاویز کا بغور جائزہ لینے کے بعد مندرجہ ذیل نکات سے واقف ہو سکیں گے :

اول : فدوی نے شقہ کو صریحاً جعلی ہی قرار نہیں دیا ہے بلکہ یہ عرض بھی کیا ہے کہ اس کا انگریزی رپورٹ کے ساتھ تقابل کیا جائے۔

دوم : سر جان میلکم صاحب بہادر نے تو محض لارڈلیک صاحب بہادر کی مہر اور دستخط کی ہی تصدیق کی ہے۔ لیکن موصوف نے انگریزی رپورٹوں کی قطعاً نفی نہیں فرمائی ہے۔

سوم : جارج سوٹن صاحب بہادر کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ شقہ انگریزی رپورٹ مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کو نہ تو کالعدم قرار دے سکتا ہے نہ اسے جھٹلا سکتا ہے۔

مذکورہ شقہ کے جعلی ہونے کی بابت تمام حقائق پیش کیے جا چکے ہیں تاہم اسقام سے پر اس شقے کا انگریزی رپورٹ سے ہنوز موازنہ نہیں کیا جا سکا ہے۔ چنانچہ فدوی گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل سے بصد ادب التماس کرتا ہے کہ وہ ازراہ انصاف دونوں دستاویزات کی جانچ پڑتال کریں۔ تب ان پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ مذکورہ شقہ واقعی جعلی ہے۔ فدوی یہ وضاحت کرنے کی اجازت چاہتا ہے کہ جب تک تمام کاغذات کا بنظر غائر مطالعہ نہیں کیا جاتا' مقدمے کے سلسلے میں حتمی رائے قائم کرنا دشوار ہوگا۔

فدوی کے دعوے سے اس امر کی کما حقہ' تصدیق ہو جائے گی کہ مذکورہ شقہ لارڈ لیک صاحب بہادر کے دفتر سے موصوف کی باقاعدہ اجازت کے تحت جاری نہیں کیا گیا تھا بلکہ احمد بخش خان نے عملہ کے ساتھ ملی بھگت کر کے لارڈ لیک صاحب بہادر سے دستخط بھی کروا لیے اور موصوف کی مہر بھی ثبت کروا دی۔ ان تمام حقائق کی وضاحت آگرہ کے گورنر ولیم بلنٹ صاحب بہادر کے نام درخواست میں کی جا چکی ہے۔

آخر میں مدعی مودبانہ عرض گزار ہے کہ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل مذکورہ شقے کا انگریزی رپورٹ کے ساتھ موازنہ کر کے یہ بات تسلیم کریں کہ جب حکومت نے یہ فیصلہ صادر فرما دیا تھا کہ مبلغ دس ہزار روپے سالانہ بطور وظیفہ فدوی اور اس کے اہل خاندان کو دیے جائیں تو اس کے بعد لارڈ لیک صاحب بہادر نے کن اصول و ضوابط کے تحت ایسا متضاد حکم جاری فرمایا۔

یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ لارڈ لیک صاحب بہادر کی کوئی ایسی دستاویز نے جس بنا پر وہ ایسا کرنے پر مائل ہوئے ہیں جاری کیے بغیر یا حکومت کو بتائے بغیر کسی سابقہ حکم کو جس کی توثیق حکومت نے کر دی تھی' منسوخ کر دیا ہو۔

(دستخط) اسداللہ خان☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز کیس نمبر۹۔ بی پارٹ ۔ ۱

(۸۳)

بخدمت گرامی: عزت ماب جناب سی گبنز صاحب بہادر
معاون خصوصی فیروز پور کیمپ

جناب عالی!

فدوی بصد افتخار آپ کی اطلاع کے لیے مندرجہ ذیل نکات پیش کرنا چاہتا ہے:

خواجہ حاجی کے لڑکے خواجہ شمس الدین اور خواجہ بدرالدین جنہیں نواب احمد بخش خان کی جاگیر سے مبلغ دو ہزار روپے سالانہ ملتے رہے ہیں، وہ حسبا" نسبا" کسی طرح بھی نصراللہ بیگ خان سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان دونوں افراد کا والد نصراللہ بیگ خان کا ملازم اور بچاس اسپ سواروں کا جمعدار تھا۔ لارڈ لیک صاحب بہادر کے ساتھ نواب احمد بخش خان کا جو معاہدہ ہوا تھا اس کی رو سے وہ اس امر کے پابند تھے کہ مذکورہ دستے کی اپنی جاگیر سے کفالت کرتے تا کہ سرکار برطانوی کی ضرورت کے وقت یہ خدمت سرانجام دے۔ اگرچہ نواب احمد بخش خان خواجہ حاجی کو ماہانہ دو ہزار وظیفہ دیتے رہے لیکن اسے پیشہ ورانہ ذمہ داریوں سے سبکدوش کر دیا تھا۔ اس سے یہ تاثر ابھرا کہ خواجہ حاجی، مرحوم نصراللہ بیگ خان کا رشتہ دار ہے۔ بادی النظر میں اسپ سواروں کا جمعدار اسی وقت تک اپنے عہدے پر بحال رہ سکتا ہے اور اپنی تنخواہ وصول کر سکتا ہے جب تک اسپ سواروں کا دستہ خدمت گزاری پر مامور ہو۔ لیکن چونکہ نواب موصوف کی جاگیر حکومت کے قبضے میں چلی گئی ہے، یہ بات ابھی تک واضح نہیں کہ آیا یہ دستہ برقرار رکھا جائے گا یا نہیں؟

فدوی نصراللہ بیگ خان کا بھتیجا اور حکومت کا بہی خواہ ہونے کے ناتے حضور والا کو مذکورہ معلومات بہم پہنچانے کا پابند ہے۔ فدوی نے فضیلت ماب صاحب بہادر گورنر آگرہ کی خدمت اقدس میں پہلے ہی ایک درخواست پیش کی ہے جس میں اپنے حقوق اور دعوے کے حوالے کے ساتھ ساتھ اس معاملے کو عمومی طور پر بیان کیا ہے۔

مذکورہ جاگیر نواب شمس الدین خان کے قبضے میں اواخر اپریل ۱۸۳۵ء تک رہی۔ ماہ مئی ۱۸۳۵ء سے حکومت کے ساتھ اس کا الحاق ہو گیا۔ چنانچہ فدوی کا یہ عندیہ ہے کہ خواجہ شمس الدین اور خواجہ بدر الدین کو مذکورہ تاریخ

تک کے وظائف جاگیر کے محاصل سے ادا کیے جائیں اور مزید ادائیگی اس وقت تک روک دی جائے جب تک حکومت اس ضمن میں حتمی فیصلہ صادر نہ کردے۔

آخر میں فدوی حضور والا سے گزارش کرتا ہے کہ آپ اس معاملے کے متعلق ضروری احکامات صادر فرمائیں اور اس کی ایک نقل از راہ کرم آگرہ کے گورنر صاحب بہادر کو دہلی روانہ فرمائیں اور اگر حضور والا مناسب سمجھیں تو اس کے متعلق اپنی رائے سے فضیلت مآب گورنر کو بھی مطلع فرمائیں۔

دہلی — آپ کا تابعدار

اکتوبر ۱۸۳۵ء — (دستخط) اسد اللہ خان

(۸۴)

نوٹ

فدوی اسداللہ مود بانہ عرض کرتا ہے کہ اس مکتوب کے مطالعہ سے فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کے رو برو فدوی تین نکات برائے ملاحظہ پیش کرنا چاہتا ہے۔

اول : نواب سی گبز صاحب بہادر کے نام مذکورہ بالا خط ارسال کرنے کے ساتھ فدوی نے ان سے یہ درخواست کی تھی کہ موصوف اس کی نقل دہلی کے ایجنٹ صاحب بہادر کی خدمت میں روانہ کر دیں تا کہ وہ اس پر ضروری احکامات صادر فرما دیں یا آگرہ کے گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں برائے غور روانہ کر دیں۔ مذکورہ خط نہ تو گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں آگرہ روانہ کیا گیا نہ ہی ایجنٹ صاحب بہادر نے اس پر ضروری احکامات صادر فرمائے۔

دوم : فدوی نے صاحب بہادر گورنر آگرہ کے نام اپنی درخواست میں یہ گزارش کی تھی کہ فیروز پور کی ریاست کے محاصل سے فدوی اور اس کے خاندان کے بقایا جات ۳۰۰ سو روپے سالانہ کے حساب سے ادا کرنے کے احکامات صادر فرمائے جائیں۔ لیکن آگرہ کے نواب گورنر صاحب بہادر نے اس ضمن میں کوئی احکامات صادر نہیں فرمائے۔

سوم : فدوی نے اپنے مطالبات آگرہ کے نواب گورنر صاحب بہادر کے ملاحظے کے لیے پیش کیے تھے۔ لیکن فضیلت ماب نے نہ تو خود اس پر اپنا فیصلہ صادر فرمایا اور نہ ہی کونسل عالیہ کے غور و خوض اور ضروری احکامات کے لیے کلکتہ روانہ کیا البتہ یہ تحریر فرمایا کہ یہ مقدمہ ان کے عدالتی اختیار میں نہیں۔ اس پر سرکار عالیہ ہی فیصلہ صادر کرنے کی مجاز ہے۔

اسداللہ خاں برادر زادہ
نصراللہ بیگ خان
جاگیردار سونک سونسہ☆



☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹۔ بی پارٹ۔ ۱

(۸۵)

سیاسی کارروائی، آگرہ پریذیڈنسی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۳۵ء سے اقتباس

حکم ہوا کہ دہلی کے ایجنٹ سے درخواست کی جائے کہ وہ اسداللہ خان کو اس حقیقت سے آگاہ رہیں کہ ان کی عرضداشت مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۳۵ء حکومت عالیہ کے زیر غور رہی ہے۔ لیکن مذکورہ مقدمہ گورنر جنرل فضیلت ماب لارڈ ولیم بینٹنک صاحب بہادر کے فیصلے کے مطابق نمٹایا جا چکا ہے☆۔

☆ انڈیا آفس ریکارڈز، لندن۔ نمبر آئی او آر ایف /۴/ ۱۶۴۳۔ بورڈز کلیکشن نمبر ۶۵۶۶۹

(۸۶)

بخدمت گرامی جناب ٹی ٹی مٹکاف صاحب بہادر
ایجنٹ برائے لیفٹیننٹ گورنر
شمال مغربی صوبہ جات دہلی، شعبہ سیاسی

جناب عالی!

مجھے یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ آپ اسداللہ خان کو اس حقیقت سے مطلع کر دیں کہ ان کی عرضداشت مورخہ ۲۳ مارچ گزشتہ فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کے زیر غور رہی ہے لیکن مذکورہ مقدمہ گورنر جنرل فضیلت ماب لارڈ ولیم بنٹنک صاحب بہادر کے فیصلے کے مطابق نمٹایا جا چکا ہے۔

الہ آباد — آپ کا مخلص

مورخہ ۱۸ جون ۱۸۳۶ء — (دستخط) جی، اے، بش بائی☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز کیس نمبر۹ بی پارٹ - ۱

(۸۷)

شمال مغربی صوبہ جات کے لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر کے شعبہ سیاسی کی کارروائیوں سے اقتباس مورخہ ۲۵ جون ۱۹۳۶ء

منجانب :

ڈبلیو ایچ میکناٹن صاحب بہادر معتمد برائے حکومت ہند

بخدمت گرامی :

جناب جی' اے بش بائی صاحب بہادر معتمد برائے فضیلت ماب لیفٹیننٹ گورنر

شمال مغربی صوبہ جات' الہ آباد شعبہ سیاسی

مورخہ ۱۳ جون ۱۸۳۶ء

جناب عالی!

میرے گذشتہ ماہ کی ۲۳ تاریخ کے مراسلہ تسلسل میں مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ اسداللہ خاں کے اصل کاغذات جو نواب گورنر صاحب بہادر کے ذاتی معتمد کے نام ہیں اور ان کے منسلکات مورخہ ۲۲ مئی ۱۸۳۶ء آپ کو بھیجوں۔

گزارش ہے کہ دہلی کے ایجنٹ صاحب بہادر کے توسط سے منسلکہ جواب اسداللہ خان کو بھجوا دیا جائے۔ اس کی ایک نقل فضیلت ماب لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر کی اطلاع کے لیے لف ہے۔

فورٹ ولیم — آپ کا مخلص

۱۳ جون ۱۸۳۶ء — (دستخط) ڈبلیو۔ ایچ۔ میکناٹن معتمد برائے حکومت ہند☆

☆ انڈیا آفس ریکارڈز' لندن نمبر آئی او آر ایف /۴ /۱۶۴۳۔ بورڈز کلیکشن نمبر ۶۵۶۶۹

(٨٨)

منجانب: اسد اللہ خان،

بخدمت گرامی: فضیلت ماب آر، کالون صاحب بہادر(٣٨)

ذاتی معتمد برائے گورنر جنرل، فورٹ ولیم

جناب عالی!

فدوی نہایت مود بانہ عرض گزار ہے کہ آپ منسلکہ درخواست گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کے غور کے لیے پیش فرما دیں اور آپ سے یہ بھی التماس ہے کہ اس ضمن میں جو بھی احکامات صادر ہوں، ان سے از راہ نوازش دہلی کے افسر مجاز کو مطلع فرما دیا جائے۔

فدوی بصد ادب التماس گزار ہے کہ اس نے گذشتہ مارچ کی ٢٣ تاریخ کو جو عرضداشت روانہ کی تھی وہ گورنر جنرل صاحب بہادر کے ملاحظے سے گزری کہ نہیں؟ یہ حقیقت جاننے کے لیے فدوی سخت فکر مند ہے۔ چنانچہ آپ کی کرم فرمائی ہوگی اگر اس بارے میں یک سطری تحریر سے فدوی کو مطلع فرما دیں تا کہ اس کا تردد رفع ہو۔

دہلی　　　　آپ کا فرماں بردار

مورخہ ٢٢ مئی ١٨٣٦ء　　　　(دستخط) اسد اللہ خان☆　　　　فارسی مہر

☆انڈیا آفس ریکارڈز، لندن نمبر آئی او آر ایف /٤/ ١٦٤٣۔ بورڈز کلیکشن نمبر ٦٥٦٦٩

(۸۹)

عاجزانہ عرضداشت اسداللہ خان برادر زادہ نصراللہ بیگ خان مرحوم

بخدمت گرامی: فضیلت مآب لارڈ جی آکلینڈ صاحب بہادر
کے۔ سی۔ بی۔ گورنر جنرل ہند، فورٹ ولیم۔

بعز عرض جناب عالی!

فدوی نہایت مود بانہ عرض گزار ہے کہ اس نے گذشتہ مارچ کی ۲۳ تاریخ کو حضور والا کی خدمت میں اپنا مقدمہ مع ضروری دستاویزات آپ کے مربیانہ غور کے لیے پیش کیا تھا۔ کئی ایک دستاویزات جن کی نقول فدوی کو دستیاب نہ تھیں، ایک علیحدہ یادداشت میں ان کی تفصیل قلمبند کر دی تھی تا کہ حکومت کے دفتر خانہ کلکتہ کے ریکارڈ سے حاصل کی جا سکیں۔

فدوی کو گزٹ کے ذریعے یہ علم ہوا ہے کہ حضور والا ان دنوں ملکی معاملات طے کرنے میں بے حد مصروف ہیں۔ چنانچہ فدوی کا گمان ہے کہ اس کے مقدمہ پر ابھی کوئی فیصلہ صادر نہیں ہو سکا ہے تاہم فدوی کو ایسی کوئی عجلت بھی نہیں ہے اس لیے کہ اسے یقین واثق ہے وقت آنے پر حضور والا از راہ نوازش اپنی مشفقانہ توجہ مقدمے پر ضرور مبذول فرمائیں گے۔ فدوی کو حضور والا کی ذات گرامی سے پوری توقع ہے کہ اسے جائز انصاف ملے گا اور اس کے واجبات ادا کیے جائیں گے۔ لیکن کچھ ایسے حالات رونما ہوئے ہیں جنھوں نے فدوی کے ذہن میں کچھ الجھن پیدا کر دی ہے اور اس کے ازالے کے لیے ناگزیر ہے کہ فدوی حضور والا کے علم میں مندرجہ ذیل نکات پیش کر کے خصوصی توجہ اور فوری احکامات کے نفاذ کا طلب گار ہو۔

حضور والا نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ فدوی نے قبل ازیں حقوق کے مطالبہ کے ضمن میں یہ گزارش کی تھی کہ اس کی واجب الادا رقم (جس کا ذکر بہت سے دعووں میں کیا تھا) مبلغ =/۲،۰۳،۰۰۰ روپے نواب شمس الدین خاں کی مجموعی رقم مبلغ /۲،۶۰،۰۰۰ روپے سے ادا کی جائے جو فی الوقت سرکار برطانیہ کی تحویل میں ہے اور یہ کہ دیگر دعویداروں کو مذکورہ رقم اپنے تصرف میں لانے سے باز رکھا جائے اس لیے کہ یہ سائل ہی دراصل اس کا حق دار ہے

[illegible] بیان کر چکا ہے کہ مذکورہ رقم فی الواقع حکومت کی ملکیت ہے اور اس پر صحیح معنوں میں نصراللہ بیگ خان مرحوم کے متوسلین کا ہی حق ہے۔

شمس الدین خان کے ورثا یا دیگر دعویداروں نے دہلی کی دیوانی عدالت میں یہ درخواست دے رکھی ہے کہ مذکورہ رقم انہیں ادا کی جائے۔ اس لیے فدوی عرض گزار ہے کہ حضور والا دہلی کے ایجنٹ یا سیشن جج صاحب کو حکم صادر فرمائیں کہ اس مدعی کی مطلوبہ رقم مبلغ =/۲۰۳٬۰۰۰ روپے' =/۲٬۶٬۰۰۰ والی رقم سے منہا کر لی جائے اور فدوی کے مقدمے کا حتمی فیصلہ سنانے تک سرکاری خزانے میں جمع کرا دی جائے۔

دہلی' مورخہ ۲۲ مئی ۱۸۳۶ء   عرض گزار آپ کے لیے دعاگو رہے گا☆



☆ انڈیا آفس ریکارڈز' لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ایف /۴/ ۱۶۴۳ بورڈز کلیکشن نمبر ۶۵۶۶۹

(۹۰)

منجانب: ڈبلیو' ایچ میکناٹن صاحب بہادر معتمد برائے حکومت ہند

بخدمت گرامی: اسداللہ خان

جناب عالی!

فضیلت ماب گورنر جنرل ان کونسل کی ہدایت کے بموجب عرض ہے کہ گذشتہ ماہ کی ۲۲ تاریخ کا لکھا ہوا آپ کا مکتوب مع منسلکات بنام معتمد ذاتی برائے گورنر جنرل صاحب بہادر موصول ہوا۔

مجھے یہ جواب دینے کی ہدایت کی گئی ہے کہ آپ کی مذکورہ چٹھی اور اس کے جملہ منسلکات فضیلت ماب لیفٹیننٹ گورنر بہادر شمال مغربی صوبہ جات کو ارسال کر دیے گئے ہیں جو اپنی صوابدید کے مطابق آپ کے مقدمے کی بابت کوئی فیصلہ صادر فرمائیں گے۔

آپ کا مخلص

فورٹ ولیم' ۱۳ جون ۱۸۳۶ء

(دستخط) ڈبلیو' ایچ' میکناٹن

معتمد برائے حکومت ہند

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) ڈبلیو' ایچ' میکناٹن معتمد برائے حکومت ہند☆

☆ انڈیا آفس ریکارڈز' لندن۔ نمبر آئی او آر ایف / ۴ / ۱۶۳۳ بورڈز کلیکشن نمبر ۶۵۶۶۹

(۹۱)

حکم ہوا کہ اسد اللہ خان کے نام مذکورہ خط دہلی کے ایجنٹ کے توسط سے ارسال کیا جائے۔

(نقل مطابق اصل)

سی، جی، مینسل(۳۹)
قائم مقام معتمد برائے لیفٹیننٹ گورنر شمال مغربی صوبہ جات☆

☆ انڈیا آفس ریکارڈز، لندن۔ نمبر آئی او آر ایف /۴/ ۱۶۴۳ بورڈز کلیکشن نمبر ۶۵۶۶۹

(۹۲)

فضیلت لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر شمالی مغربی صوبہ جات کے شعبہ سیاسی میں ہونے والی کارروائیوں بابت ماہ اپریل مئی، جون ۱۸۳۶ء مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۸۳۶ء سے اقتباس

اسداللہ خان کے مطالبہ برائے اضافہ وظیفہ جو فیروزپور کے محاصل سے ادا کیا جائے۔

☆ کارروائی نمبر ۲ تا ۵ مورخہ ۱۸ جون ۱۸۳۶ء

☆ کارروائی نمبر ۲ تا ۴ مورخہ ۵۲ جون ۱۸۳۶ء

☆ بحوالہ مجموعہ دستاویزات نمبر ۴۷

حکومت ہند کی جانب سے ارسال کی ہوئی دو عدد درخواستیں مع منسلکات موصول ہوئیں۔ جو اسداللہ خان برادر زادہ نصراللہ بیگ خان نے اس موقف سے ساتھ پیش کی تھیں کہ جب فیروزپور کی جاگیر مرحوم احمد بخش خان کو مرحمت کی گئی تھی اس وقت یہ طے ہوا تھا کہ ریاست مذکورہ کے محاصل سے مبلغ دس ہزار روپے سالانہ مدعی کے چچا☆ اور ان کے خاندان کی کفالت کے لیے مختص کر دیے جائیں گے۔ لیکن چچا کے انتقال کے بعد انہیں فقط تین ہزار روپے سالانہ ملتے رہے۔ اب چونکہ فیروزپور کی جاگیر سرکار برطانیہ کی تحویل میں چلی گئی ہے، مدعی عرض گزار ہے کہ گذشتہ ۲۹ برسوں کے وظیفے کے فرق کی رقم شمس الدین خاں مرحوم کی ریاست سے ادا کی جائے۔ اگر یہ جاگیر مرحوم نواب کے ورثا کو واپس دے دی جاتی ہے تو اس صورت میں مدعی اسداللہ خان درخواست گزار ہے کہ آئندہ اسے وظیفے کی رقم مبلغ دس ہزار روپے سالانہ سرکاری خزانے سے ادا کی جائے۔

پیراگراف نمبر ۱۳: مورخہ ۲۷ جنوری ۱۸۳۱ء کو حکومت نے اس معاملے میں مداخلت کرنے سے انکار کر دیا جس کے تحت فیروزپور کے سردار نواب احمد بخش کی جانب سے نصراللہ بیگ خان کے اقربا کی مالی معاونت کرنے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ مزید برآں، ایجنٹ صاحب بہادر کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ مدعی کو اس حقیقت سے مطلع فرمادیں کہ مذکورہ بالا فیصلے کے تحت اس کا مقدمہ نمٹایا جا چکا ہے☆☆۔

☆ یہ بات غلط ہے اسداللہ خاں کے چچا کی وفات کے بعد یہ انتظام کیا گیا تھا۔ (مرتب)

☆☆ انڈیا آفس ریکارڈز، لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ایف / ۴ / ۱۶۴۳، بورڈز کلیکشن نمبر ۶۵۶۶۹

(۹۳)

بخدمت گرامی: جناب آر' ایچ' سکاٹ صاحب بہادر
قائم مقام معتمد برائے لیفٹیننٹ گورنر'
شمال مغربی صوبہ جات شعبہ سیاسی آگرہ۔

جناب عالی!

میں آپ کی خدمت میں اسداللہ خان برادر زادہ نصراللہ بیگ خان مرحوم کی انگریزی زبان میں تحریر کی ہوئی درخواست بنام فضیلت ماب لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر شمال مغربی صوبہ جات' ارسال کر رہا ہوں۔

دہلی ایجنسی
مورخہ ۲۶ اگست ۱۸۳۷ء

آپ کا مخلص
(دستخط) ٹی ٹی مٹکاف
ایجنٹ برائے لیفٹیننٹ گورنر شمال مغربی صوبہ جات☆

☆ پنجاب آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈ۔ کیس نمبر۹ ۔ بی پارٹ ۔ II

(۹۴)

عاجزانہ عرضداشت اسداللہ خان، برادر زادہ نصراللہ بیگ خان جاگیردار سونک سونسا

بخدمت گرامی:
فضیلت ماب سر سی ٹی ایم منکاف صاحب بہادر بیرونٹ جی سی بی
لیفٹیننٹ گورنر شمال مغربی صوبہ جات آگرہ

بعز عرض جناب عالی!
حضور والا اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ فدوی کے حقیقی چچا مرحوم نصراللہ بیگ خان کو سرکار برطانیہ نے بطور عطیہ ایک جاگیر مرحمت فرمائی تھی۔ ان کی رحلت کے بعد جب مذکورہ جاگیر حکومت نے قبضہ میں لے لی تو نصراللہ بیگ خان کے اقربا (مشتمل بر پانچ افراد یعنی یہ فدوی، اس کا بھائی اور ہماری تین پھوپیاں) کی پرورش وپرداخت کے لیے احمد بخش خان کی جاگیر سے وظیفہ مقرر کر دیا گیا اور ان پانچ افراد کو احمد بخش خان کی جاگیر سے سالانہ کل تین ہزار روپے ۱۸۰۶ء سے ملتے رہے۔ جاگیر کی ضبطی کے بعد یہ افراد سرکاری خزانے سے پنشن وصول کرتے رہے۔ یہاں اس حقیقت کا اظہار نا مناسب نہیں ہو گا کہ نصراللہ بیگ خان کے اقربا کو پنشن احمد بخش خان کی جاگیر کی آمدنی سے نہیں ملتی بلکہ اس زر استمرار سے ادا کی جاتی ہے جو احمد بخش خان کی جانب سے حکومت پر واجب الادا ہے۔

دوم: فدوی اور اس کے اہل خاندان کو تین ہزار روپے سالانہ کے حساب سے مبلغ ۷۲۵۰ روپے بطور بقایا جات شمس الدین خان نے ادا کرنے ہیں۔ اس رقم میں سے مبلغ ۳۷۵۰ روپے بلا شرکت غیرے فدوی اور اس کے بھائی کو گذشتہ ۴۔ ۵ سال کے بقایا جات کے طور پر واجب الادا ہیں اور مذکورہ رقم سی گبن صاحب بہادر کے ماتحت کلیکٹریٹ ڈیپارٹمنٹ سے دیے جانے منظور ہوئے ہیں اور دہلی کے ایجنٹ بہادر نے بھی ۳۱ اکتوبر ۱۸۳۵ء کو ایک حکم جاری فرمایا تھا کہ یہ رقم فدوی کو شمس الدین خان مرحوم کی جائیداد کی فروخت سے ادا کر دی جائے۔ لیکن ۳۵۰۰ روپے کے واجبات ابھی تک مذکورہ تمام افراد یعنی آپ کے درخواست گزار، اس کے بھائی اور تین پھوپھیوں (۳۰۰۰ ہزار روپے سالانہ کے حساب سے چودہ ماہ کے بقایا جات)، کو ادا کیے جانے باقی ہیں۔ سی ٹی منکاف صاحب بہادر کے

حکم کے مطابق فدوی کا دعوے دیوانی عدالت میں زیر سماعت ہیں اور متعلقہ مسل کارروائی کے لیے تیار ہے۔ جہاں تک ۳۵۰۰ روپے کا تعلق ہے تو یہ فیروز پور کے کاغذات سے ثابت ہو جائے گی۔ اس فدوی نے اول الذکر رقم کے جو مطالبات کیے تھے، وہ فیروز پور کے کاغذات سے پہلے ہی صحیح ثابت ہو چکے ہیں اور یہ بات بھی واضح ہے کہ فدوی اور اس کے اہل خاندان نہ تو شمس الدین خان مرحوم کے ملازم ہیں نہ قرض خواہ اور حکومت کے احکامات کے بموجب ان کی پنشن نواب احمد بخش خان کی جاگیر سے مقرر ہو چکی ہے اور یہ رقم حکومت کے زراستمراری سے ادا ہونی ہے۔

سوم: فدوی اور اس کے اہل خاندان مذکورہ رقم کا مطالبہ کرتے ہوئے نہایت مودبانہ التماس گزار ہیں کہ ان کے مطالبات کو شمس الدین خان مرحوم کے ملازمین اور قرض خواہوں کے مطالبات کے انداز میں نہ دیکھا جائے۔ فدوی نہایت ادب کے ساتھ اسی نوعیت کے ایک مقدمے کی مثال پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہے۔ امین الدین خان اور ضیاء الدین خان کو ان کے واجب الادا بقایا جات مبلغ ۴۴ ہزار روپے شمس الدین خان کی جائیداد کی فروخت کی رقم سے ادا کر دیے گئے ہیں۔ چنانچہ اس فدوی اور اس کے اہل خاندان کو یقین ہے کہ ہمیں بھی بقایا رقم اسی طرح مل جائے گی۔ اگر یہ دلیل دی جائے کہ امین الدین خان(۴۰) اور ضیاء الدین خان(۴۱) کے واجبات لوہارو کی آمدنی سے ادا کیے گئے تھے تو یہ مدعی بصد ادب عرض گزار ہے کہ ہمیں بھی پنشن کی رقم حکومت کے زر استمرار سے ادا کی جائے۔

چہارم: آپ کا خاکسار مدعی اور اس کے نادار اہل خاندان نہایت تکلیف دہ صورت حال سے دو چار ہیں لہٰذا ہم سے بصد ادب ملتمس ہیں کہ حضور والا دہلی کے ایجنٹ صاحب بہادر کو از راہ نوازش ہدایت فرمائیں گے کہ وہ ہمارے مطالبات کو شمس الدین خان مرحوم کے عام ملازمین اور قرض خواہوں کے مطالبات کی مانند تصور نہیں کریں گے بلکہ یہ حکم دیں گے کہ یہ رقم (فی الوقت یہی رقم فدوی اور اس کے خاندان کے لیے قرض کی ادائیگی کا واحد ذریعہ ہے۔) ہمیں اسی انداز میں ادا کر دی جائے جیسے امین الدین خان اور ضیاء الدین خان کو ان کے بقایا جات ادا کیے گئے تھے۔ مذکورہ رقم بعد ازاں کھاتے میں درج کی جا سکتی ہے۔

مدعی آپ کے لیے دعاگو رہے گا

دہلی

۱۷ اگست ۱۸۳۷ء

محمد اسد اللہ خان☆



☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز کیس نمبر۹۔ بی پارٹ ۔ ۱

(۹۵)

بخدمت گرامی: جناب ٹی ٹی مٹکاف صاحب بہادر
ایجنٹ برائے لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر'
شمال مغربی صوبہ جات' دہلی' شعبہ سیاسی

جناب عالی!

حسب ہدایت یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ آپ کا گزشتہ اگست کی ۲۶ تاریخ کا مکتوب موصول ہوا۔ اسداللہ خاں کی منسلکہ درخواست گورنر صاحب بہادر کے ملاحظے کے لیے پیش کر دی گئی ہے۔

آگرہ — آپ کا مخلص

۲۰ ستمبر ۱۸۳۷ء — (دستخط) آر' این' سی ہملٹن☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹۔ بی پارٹ۔ ۱

بخدمت گرامی: جناب آر این سی ہملٹن صاحب بہادر(۴۲)
قائم مقام معتمد برائے فضیلت ماب لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر
شمال مغربی صوبہ جات' شعبہ سیاسی' آگرہ

جناب عالی!

آپ کا حالیہ ماہ کی ۲۰ تاریخ کا مکتوب نمبر ۱۶۰ جس میں اسداللہ خان کی درخواست کی نقل بغرض رپورٹ بھیجی گئی تھی' موصول ہوا اور جواب میں ریاست فیروز پور کے افسر انچارج کے ۱۸۳۵ء کے اس بیان کی (جو مدعی کی جانب سے داخل کیے گئے مطالبات سے متعلق ہے) کی نقل فضیلت ماب لیفٹیننٹ گورنر کے ملاحظے کے لیے پیش خدمت ہے۔

۲ ۔ اس دستاویز کے جائزے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ (فصلی سال ۱۲۳۷۔ ۴۱ تک) جب ریاست ضبط کی گئی' بقایا جات کی اصلی رقم یعنی مبلغ /۴۰۰۰ روپے مرحوم نواب کی طرف واجب الادا تھی جس میں مبلغ /۳۲۵۰ روپے پہلی اقساط میں چکا دیے گئے تھے اور بقیہ رقم مبلغ /۳۷۵۰ روپے اسداللہ خان وغیرہ کو واجب الادا ہے۔

۳ ۔ بقایا رقم جس کا تعلق جاگیر کی ضبطی سے قبل سے ہے' میرے خیال کے مطابق اسے ضبط شدہ جائیداد سے ادا کیا جانا چاہیے نہ کہ حکومت کے خزانے سے۔

۴ ۔ عزت ماب لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر اگر اس کلیہ سے اتفاق فرماتے ہیں تو پھر بقایا رقم کی ادائیگی سرکاری خزانے میں جمع شدہ رقم سے یا تو فوری ادا کر دی جائے یا ریاست کے معاملات حتمی طور پر طے ہو جانے کے بعد دے دی جائے۔

دہلی ایجنسی' ۲۷ ستمبر ۱۸۳۷ء۔

آپ کا مخلص

(دستخط) ٹی ٹی مٹکاف

ایجنٹ برائے لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر شمال مغربی صوبہ جات☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ... ۔۔ نذ ایجنسی ریکارڈز کیس نمبر ۹۔ بی پارٹ ۔ ۱

(۹۷)

بخدمت گرامی: ٹی ٹی مٹکاف صاحب بہادر
ایجنٹ برائے گورنر جنرل صاحب بہادر
دہلی، شعبہ سیاسی۔

جناب عالی!

آپ کے حالیہ ماہ کی ۲۰ تاریخ کے مکتوب اور مرزا نوشہ، یوسف وغیرہ کی واجب الادا قسطوں کے متعلق مسلمہ دستاویزات کے جواب میں عرض ہے کہ انہوں نے اپنے دعوؤں میں جو موقف اختیار کیا ہے وہ درست نہیں! مذکورہ خاندان کو ملنے والے وظیفے کی رقم محض ۵۰۰۰ ہزار روپے سالانہ یا ۲،۵۰۰ ہزار فصلانہ ہے۔

جب جاگیر ضبط ہوئی اس وقت مرزا یوسف اور مرزا نوشہ کے بقایا جات مبلغ ۴،۵۰۰ روپ تھے۔ یہ فصلی سال ۱۲۳۷ ۔ ۳۸ ۔ ۳۹ ۔ ۱۲۴۱ کی جمع شدہ رقم تھی۔ جب ربیع کی فصل کی آمدنی وصول ہوئی تو مذکورہ موسم کے کل فصلانہ سے اس خاندان کو ۲،۵۰۰ روپے ادا کر دیے گئے تھے۔ اور بقایا جات کی قسط کے طور پر ۷۵۰ روپے بھی ادا کیے گئے جس کی رضا مندی نواب نے پہلے ہی دے دی تھی۔ اس طرح ان کو مجموعی ادائیگی =/۳،۲۵۰ روپے ہو گئی۔

لہٰذا اس وقت کل ۳۷۵۰ روپے ان کو واجب الادا ہیں۔ چونکہ مذکورہ رقم کی ادائیگی پچھلے برسوں کی آمدنی سے ہونی چاہیے تھی، لہٰذا اس کا بار جاگیر کی مستقبل کی آمدنی پر نہیں پڑے گا بلکہ نواب کی جائیداد سے ادا ہو گی۔ چاہے اس کی رقم سرکاری خزانے میں جمع ہو یا اس (نواب) کے اثاثے فروخت کر کے حاصل ہوئی ہو۔

میں نے مذکورہ جاگیر کے حسابات کی بغور جانچ پڑتال کی ہے لہٰذا میں نہایت اعتماد کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ مرزا نوشہ وغیرہ نے جو استغاثہ داخل کیا ہے وہ سرا سر غلط ہے۔

میں اس خط کے ساتھ ان لوگوں کی بقایا رقم کا صحیح گوشوارہ منسلک کر رہا ہوں۔

فیروز پور آفس — آپ کا مخلص

کیمپ ریواڑی — (دستخط) سی، گبنز

۲۹ اکتوبر ۱۸۳۵ء — نائب اول برائے قائم مقام گورنر جنرل و کمشنر☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر ۹ ۔ بی پارٹ ۔ ۱

(۹۸)

بخدمت گرامی: جناب ٹی ٹی مٹکاف صاحب بہادر
ایجنٹ برائے لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر
شمال مغربی صوبہ جات، شعبہ ریاستی امور

جناب عالی!

حسب ہدایت عرض ہے کہ آپ کا ماہ گذشتہ کی ۲۰ تاریخ کا مکتوب جس میں آپ نے مرزا اسداللہ خان کے اپنی پنشن کے بقایا جات کے سلسلے میں نواب شمس الدین خاں مرحوم کی ریاست کے خلاف استغاثہ پر اپنی رپورٹ پیش کی ہے موصول ہوا۔

۲۔ حسب خواہش جواب میں یہ عرض ہے کہ مذکورہ بقایا جات واقعی نواب مرحوم کی جائیداد سے واجب الادا ہیں۔ جن کی بے باقی وہاں کے محاصل ہی سے ہونی چاہیے۔

آگرہ
۴ اکتوبر ۱۸۳۷ء

آپ کا مخلص
(دستخط) آر این سی ہملٹن
قائم مقام معتمد☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹۔ بی پارٹ۔۱

(۹۹)

بخدمت گرامی: جناب آر این سی ہملٹن صاحب بہادر
قائم مقام معتمد برائے لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر
شمال مغربی صوبہ جات' شعبہ سیاسی آگرہ

جناب عالی!

آپ کا ماہ ہذا کی ۷ تاریخ کا مراسلہ نمبر ۱۹۴ جس میں نواب احمد بخش خان مرحوم کی بھتیجیوں' بنیادی بیگم(۴۳) اور امراؤ بیگم(۴۴) کا اصل استغاثہ برائے رپورٹ بھیجا گیا ہے' موصول ہوا۔

☆☆☆☆

۶ ۔ جہاں تک دوسری مدعیہ امراؤ بیگم کا معاملہ ہے تو دفتر کے ریکارڈ کے معائنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ماہ جون ۱۸۰۶ء میں جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر نے فیروز پور کی جاگیر سے موصوفہ کے شوہر مرزا اسداللہ عرف مرزا نوشہ کو پنشن دینا طے کیا تھا۔

۷ ۔ نواب شمس الدین خان اور مرزا اسداللہ کے درمیان (غالباً ۲۹۔ ۱۸۲۸ء میں) جھگڑا ہو جانے کے باعث آخر الذکر نے پنشن لینے سے انکار کر دیا۔ امراؤ بیگم نے ۱۲ اگست ۱۸۳۳ء کو آں جہانی ایجنٹ کی خدمت میں ایک عرضی پیش کی تھی جس میں یہ گزارش کی تھی کہ ان کے شوہر کی پنشن کے بقایا جات سے انہیں بھی رقم ادا کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ جس پر فریزر صاحب بہادر نے مرزا اسداللہ کو بلا کر دریافت کیا کہ وہ اپنی پنشن کا کتنا حصہ اپنی اہلیہ کو دینا چاہیں گے۔

۸ ۔ مرزا اسداللہ نے جواب دیا کہ ماضی میں انہوں نے اپنی اہلیہ کو سالانہ ۴۰۰ روپے بطور گزارہ الاؤنس دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن گذشتہ ۵ سال سے انہوں نے اپنی بیوی کو کچھ بھی نہیں دیا ہے اس لیے کہ خود ان کی آمدنی

کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ البتہ اگر انہیں بقایا جات مل جاتے ہیں تو اہلیہ کو مناسب رقم ادا کر دیں گے اس لیے کہ ان کی اہلیہ نے تین ہزار روپے میں اپنے زیورات فروخت کر کے گزارہ کیا تھا اور اسی مجبوری کے تحت قانونی چارہ جوئی کی تھی' اس کی تلافی کر دیں گے۔

۹۔ بعد ازاں آن جہانی ایجنٹ نے ۲۴ اگست ۱۸۳۳ء کو نواب موصوف کو ہدایت دی کہ وہ امراؤ بیگم کو ان کے شوہر کے بقایا جات سے مبلغ تین ہزار روپے ادا کر دیں۔ اور انہیں باقاعدگی سے ان کی پنشن کا تسلیم شدہ حصہ مبلغ ۴۰۰ روپے سالانہ ادا کرتے رہیں۔

۱۰۔ امراؤ بیگم نے یہ اقرار کیا ہے کہ انہیں ماضی میں شوہر کو ملنے والی رقم مبلغ /۶۰۰ روپے سے ڈیڑھ سال کا وظیفہ بحساب ۔/۴۰۰ روپے سالانہ وصول ہوا تھا۔ البتہ تین ہزار روپے کے بقایا جات کے لیے انہوں نے کمشنر خصوصی کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا تھا۔ جس نے یہ رائے قائم کی تھی کہ ان کا استغاثہ شوہر کے خلاف ہونا چاہیے نہ کہ مرحوم نواب کی ریاست کے خلاف! مزید یہ کہ اسی طرح مرزا اسداللہ نے دو قسم کے دعوے دائر کیے تھے۔ ایک تو یہ کہ نواب کی وفات کے وقت ان کی پانچ سالہ پنشن کی بقایا رقم مبلغ /۳٬۷۵۰ روپے' ان کو واجب الادا تھے دوسرے /۳٬۵۰۰ روپے جو مذکورہ پانچ سالہ مدت سے قبل کے واجب الادا تھے۔ ان بیانات کی تصدیق کا دارو مدار لامحالہ اس کے شوہر پر ہی ہے۔ تاہم یہ درست ثابت ہوں یا نہ ہوں' ان کے علاوہ مرزا کی اہلیہ کسی اور قسم کا دعویٰ کرنے کی مجاز نہیں!۔

۱۱۔ اصل درخواست واپس کی جاتی ہے۔

دہلی ایجنسی
۷ر اکتوبر ۱۸۳۷ء

آپ کا مخلص
(دستخط) ٹی' ٹی' مٹکاف صاحب بہادر
ایجنٹ برائے لیفٹیننٹ گورنر شمال مغربی صوبہ جات☆

☆ پنجاب آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹۔ بی پارٹ ۔ ۱

(۱۰۰)

بخدمت گرامی: جناب ٹی ٹی مٹکاف صاحب بہادر
ایجنٹ برائے لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر
شمال مغربی صوبہ جات، شعبہ سیاسی، دہلی

جناب عالی!

حسب ہدایت عرض ہے کہ آپ کا ماہ ہذا کی ۱۷ تاریخ کا مکتوب جس میں بنیادی بیگم اور امراؤ بیگم کے استغاثے سے پر رپورٹ پیش کی گئی ہے موصول ہوا۔ جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ان بیگمات نے جو استغاثے دائر کیے ہیں وہ نواب شمس الدین خان مرحوم کی ریاست کے خلاف ہیں۔ اس لیے لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر اس معاملے میں مداخلت قطعاً" مناسب نہیں سمجھتے۔

کمشنر صا ب بہادر کی عدالت میں زیر سماعت تحقیقات مکمل ہونے کے بعد آپ جملہ صورت حال سے لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر کو مطلع فرمائیں تاکہ مرحوم شمس الدین کے خاندان کی ضرورتوں اور مالی پریشانیوں کا کماحقہ، ادراک ہو سکے۔ اس طرح آپ حکومت کے لیے مددگار ثابت ہوں گے۔

آگرہ
مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۳۷ء

آپ کا مخلص
(دستخط) آر این سی ہملٹن صاحب بہادر
قائم مقام معتمد☆

☆ پنجاب آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹۔ بی پارٹ ۱

(۱۰۱)

اقتباس از سیاسی مکتوب برائے ہندوستان مورخہ ۷ فروری ۱۸۳۷ء

اکتوبر ۱۸۳۵ء کی روداد نمبر ۳۳ - ۳۴- اور ۱۳۶- ۱۳۷ اپریل، مئی اور جون ۱۸۳۶ء کی روداد۔ اسداللہ خان کی جانب سے فیروزپور کی جاگیر سے ملنے والے وظیفہ میں اضافہ کا استغاثہ۔

۸۹ - جاگیر کی ضبطی کے بعد یہ استغاثہ معقول دلائل کی بنیاد پر رد کر دیا گیا تھا☆۔

☆ انڈیا آفس ریکارڈز، لندن۔ نمبر آئی او آر ای /۴/ ۷۵۳ پولٹیکل ڈسپیچ نمبر ۱۰ مورخہ ۷۔ فروری، ۱۸۳۸ء

(۱۰۲)

احمد بخش خان مرحوم کے برادر حقیقی الٰہی بخش خان کے ورثا علی بخش خان، بنیادی بیگم اور امراؤ بیگم کی جانب سے فضیلت ماب گورنر جنرل بہادر کو ۲۰ فروری ۱۸۳۸ء کو موصولہ عرضی کی تلخیص

مدعیان نے یہ عرض کیا ہے کہ ان کے مرحوم چچا احمد بخش خان نے انہیں مثل اپنی اولاد کے سمجھتے ہوئے سرکار برطانیہ کی جانب سے مرحمت کی گئی جاگیر سے ان کی مالی اعانت کے لیے علیحدہ وظیفہ مقرر کر رکھا تھا جو سامان خور و نوش و ملبوسات نیز شادی بیاہ اور ان کے خاندانوں میں وقوع پذیر ہونے والی تقریبات کے اخراجات کے علاوہ تھا۔ یہ کہ حال ہی میں حکومت کی جانب سے جاگیر کی ضبطی کی بنا پر ان کے وظائف بند کر دیے گئے ہیں اس صورت حال کی وجہ سے یہ لوگ غربت کے پست ترین درجہ پر پہنچ گئے ہیں اور روز مرہ کی ضروریات زندگی سے بھی بالکل تہی دست ہو گئے ہیں، اس کسمپرسی کے عالم میں حضور والا کے مساویانہ و بے لاگ انصاف کے پیش نظر امید کرتے ہیں آپ ان کے بد قسمت معاملہ پر غور فرمائیں گے اور ہمدردانہ مالی معاونت کی کوئی سبیل پیدا فرمائیں گے۔

(مختصر ترجمہ مطابق اصل)

(دستخط) ایچ۔ ٹورنز(۴۵) نائب معتمد☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹۔ بی پارٹ ۔ ۱

(۱۰۳)

بخدمت گرامی: جناب ڈبلیو' ایچ' میکناٹن صاحب بہادر
معتمد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر
شمال مغربی صوبہ جات' شملہ

جناب عالی!

میں بصد افتخار فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر کے احکامات کی تعمیل کے لیے مرزا نصراللہ خان مرحوم کے ایک وارث مرزا اسداللہ خاں عرف مرزا نوشہ کی انگریزی درخواست پیش کر رہا ہوں جس میں استدعا کی گئی ہے کہ مرحوم نواب شمس الدین کی ریاست کے امور کو نبٹانے کے لیے مقرر کیے گئے خصوصی کمشنروں نے اس کے حق میں جتنی رقم کا فیصلہ صادر کیا ہے وہ اسے پوری کی پوری رقم ادا کی جانی چاہیے اس کا موقف ہے کہ اس رقم کو قرض نہ سمجھا جائے بصورت دیگر دوسرے قرض داروں کی طرح اسے بھی محض منافع ہی حاصل ہوگا۔

۲۔ مرزا اسداللہ خان اور اس کے بھائی مرزا یوسف نے خصوصی کمشنروں کی عدالت میں یہ دعوی دائر کیا تھا کہ مرحوم نواب کی رحلت کے وقت ان کی پنشن کے بقایا جات مبلغ /۳۷۵۰ روپے واجب الادا تھے۔ مرزا نصراللہ بیگ کے ورثا کی حیثیت سے ان میں سے ہر ایک کو مبلغ /۱۵۰۰ روپے سالانہ کے حساب سے عزت ماب جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر کی جانب سے مرحمت کیے گئے اس عطیہ کی رو سے جس کی توثیق حکومت نے کر دی تھی کے حق دار تھے۔

۳۔ ۱۸۳۲ء میں ان لوگوں نے اپنے واجب الادا بقایا جات کی بے باقی کے سلسلے میں آں جہانی ایجنٹ کی مدد چاہی تھی اس پر نواب شمس الدین سے گزارش کی گئی تھی کہ وہ مطالبہ پورا کریں۔ جواب میں نواب موصوف نے فریزر صاحب بہادر کو مطلع کیا کہ مدعیان نے اپنی جائز واجب الادا پنشن سے زائد کا مطالبہ کا کیا تھا اور چونکہ ان کے مطالبے کی سختی سے نفی کی گئی' لہٰذا انہوں نے وہ رقم بھی جس کے وہ حق دار تھے لینے سے انکار کر دیا۔ بالاخر حکومت کے روبرو معاملہ پیش کیا گیا اور مدعیوں کی جانب سے زائد رقم کا مطالبہ ناقابل پذیرائی قرار دیا گیا (مئی ۱۸۳۲ء)۔

۴۔ حکومت کے احکامات ملنے کے بعد مرحوم نواب نے میرے پیش رو کو اس حقیقت سے مطلع کیا کہ وہ اس قابل نہیں ہیں وہ جمع شدہ (مدعیوں کی مقدمہ بازی کے باعث) بقایا جات یک مشت ادا کر سکیں البتہ وہ اس بات پر رضا مند ہیں کہ وہ رزااں سال کی پنشن کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ایک سال کے بقایا جات ادا کرتے رہیں گے' تا آنکہ حساب بے باق ہو جائے۔ جناب فریزر صاحب بہادر نے اس بندوبست کی منظوری دے دی تھی' لیکن نواب کی زندگی نے وفا نہیں کی اور وہ معاہدے پر عمل درآمد نہ کر سکے۔

۵۔ مذکورہ بالا واقعات سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہو گئی کہ مدعیان کی اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے بقایا رقم جمع ہوتی چلی گئی جنہوں نے اپنے بے بنیاد دعوے کے منظور کیے جانے تک اپنے جائز واجبات بھی حاصل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ خصوصی کمشنروں نے ان کے حق میں ایسا استثنا دینے سے انکار کر دیا جو دوسرے قرض خواں سے نا انصافی پر منتج ہو۔

دہلی ایجنسی
۳ جولائی ۱۸۳۸ء

آپ کا مخلص
(دستخط) ٹی' ٹی' منکاف صاحب بہادر
ایجنٹ برائے گورنر جنرل صاحب بہادر شمال مغربی صوبہ جات☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹۔ بی پارٹ۔ اا

(۱۰۴)

عاجزانہ عرضداشت اسد اللہ خان' برادر زادہ نصر اللہ بیگ خان جاگیردار سونک سونسا

فضیلت ماب لارڈ جارج آکلینڈ صاحب بہادر
جی سی بی گورنر جنرل صاحب بہادر ہند

بعز عرض جناب عالی!

فدوی بصد ادب باور کرتا ہے کہ حضور والا اس امر سے بخوبی واقف ہوں گے کہ اس کے چچا نصر اللہ بیگ خان مرحوم کو سرکار برطانیہ نے ایک جاگیر بطور عطیہ مرحمت فرمائی تھی جو حین حیات عطیہ ہونے کی بنا پر ان کے انتقال کے بعد حکومت کی ملکیت قرار پائی اور ان کے اقربا کی پرورش و پرداخت کے لیے حکومت نے لارڈ لیک بہادر کی رپورٹ مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء پر مبلغ دس ہزار روپے سالانہ کی پنشن مقرر فرمائی جو نواب احمد بخش خاں کی جاگیر کے اس زر استمراری سے جو حکومت کو واجب الادا تھا ملنا تھی لیکن احمد بخش خان نے اس حکم کو پوشیدہ رکھا اور جب سے اس مدعی اور اس کے اہل خاندان کو مبلغ تین ہزار روپے ادا کرتے رہے ہیں (دس ہزار سالانہ میں سے)۔ یہ عرض کرنا غیر ضروری ہے کہ یہ معاملہ متنازعہ بن چکا ہے اور فدوی کی اپیل حضور والا نے از راہ نوازش ڈائرکٹروں کی عدالت کے فیصلہ کے لیے بھیج دی ہے۔ جب تک فیروز پور کی جاگیر وہاں کے جاگیردار کی تحویل میں رہی' یہ فدوی اپنی پنشن وہیں سے وصول کرتا رہا۔ اس کی ضبطی کے بعد' حکومت کے احکامات کے بموجب فدوی کو مذکورہ پنشن سرکاری خزانے سے ادا کی جا رہی ہے۔

جب تک مذکورہ جاگیر شمس الدین خاں مرحوم کی تحویل میں رہی' اس وقت تک کی پنشن کے بقایاجات مبلغ ۔/۲۷۵۰ روپے (بحساب ۔/۳۰۰۰ روپے سالانہ) فدوی کو واجب الادا ہیں اور جناب کولن لنڈ سے نے بھی بحیثیت خصوصی کمشنر تفتیش کے بعد مذکورہ رقم کو صحیح قرار دیا ہے۔ چنانچہ عدالت عالیہ نے بھی مدعی کے حق میں ڈگری دی ہے۔

اب مدعی کو یہ معلوم ہوا ہے کہ شمس الدین خاں مرحوم کے تمام قرض خواہوں کو فی روپیہ ۸ آنے چھ پائی بطور معاوضہ دیا جائے گا۔ یہ کہ اس مدعی کو بھی اسی فیصلے کے مطابق ادائیگی ہوگی اس بات سے سائل کے ذہن میں تو معمولی سا خلجان بھی نہیں ہے تاہم فدوی کو احتمال ہے کہ اس حقیقت حال پر حضور والا ضرور حیران ہوں گے اس لیے کہ یہ فدوی نہ تو مرحوم جاگیردار کا کوئی ملازم تھا نہ ہی اس نے اپنی فروخت شدہ اشیا کی قیمت یا دیے گئے قرضہ کا مطالبہ کیا ہے۔ مذکورہ رقم تو بطور پنشن فدوی کو واجب الادا ہے جو سرکار برطانیہ نے مقرر کی تھی جس کے لیے احمد بخش خاں کو حکومت کو واجب الادا زر استمرار میں تخفیف کر دی گئی تھی۔ لہٰذا فدوی کے مطالبہ کو شمس الدین خان کے دیگر قرضوں کے مطالبے کے مساوی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

حضور والا کا مدعی اپنے موقف کی حمایت میں ایک تازہ مثال پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہے امین الدین خان اور ان کے بھائی کو فیروز پور کے مرحوم جاگیردار کی جائیداد سے مطالبے کی پوری رقم مبلغ ۴۴ ہزار روپے لوہارو کی تحصیلات کی مد سے ادا کر دی گئی۔

اندریں حالات، فدوی بصد ادب امیدوار ہے کہ حضور والا اس کے مطالبے کو دیگر قرض خواہوں کے مطالبات پر فوقیت دیں گے اور حضور والا از راہ نوازش (درحقیقت مختلف نوعیت ہونے کی بنا پر) گورنر جنرل صاحب بہادر کے ایجنٹ مقیم دہلی کو یہ ہدایات صادر فرمائیں گے کہ وہ دیکھیں کہ فدوی کو اس کی پوری رقم ادا ہو۔ بصورت دیگر درخواست کنندہ کو پنشن میں ناروا کٹوتی کی وجہ سے خاصا نقصان ہوگا جس میں نواب احمد بخش خان مرحوم کی ساز باز کی وجہ سے پہلے ہی خاصی کمی واقع ہو چکی ہے اور جو موجودہ حالات میں فدوی اور اس کے اقربا کے گزارے کے لیے ناکافی ہے۔

فدوی حضور والا کے لیے دعا گو رہے گا۔

دہلی — محمد اسد اللہ خان☆

۲ جون ۱۸۳۸ء



☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈ۔ کیس نمبر۹۔ بی پارٹ۔ ۱

(۱۰۵)

بخدمت گرامی: جناب ایجنٹ صاحب بہادر برائے گورنر جنرل
دہلی' شعبہ سیاسی'

جناب عالی!

حسب ہدایت عرض ہے کہ آپ کا ماہ ہذا کی ۳ تاریخ کا مکتوب منسلکات جو نواب فیروز پور کی ریاست کے خلاف مرزا اسداللہ خان کے دعوے کے متعلق ہیں' موصول ہوا۔ اور جواباً" عرض ہے کہ خصوصی کمشنروں نے اس کے اس مطالبے کو کہ دیگر قرض خواہوں کے ساتھ برتے گئے قانون سے اس کو مستثنٰی قرار دیا جائے' خارج کر دیا ہے۔ نواب گورنر جنرل صاحب بہادر کی رائے میں ان حالات کی روشنی میں جن میں یہ رقم جمع ہوئی ہے یہ اقدام بالکل مبنی پر انصاف اور مناسب ہے۔

شملہ	آپ کا مخلص
۱۸ جولائی ۱۸۳۸ء	(دستخط) ایچ' ٹورنز صاحب بہادر
	نائب معتمد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹ ۔ بی پارٹ ۔ ۱۱

(۱۰۶)

خدمت گرامی : ایچ ٹورنز صاحب بہادر
قائم مقام معتمد برائے حکومت
شعبہ سیاسی شمال مغربی صوبہ جات، کیمپ

جناب عالی!

آپ کے نام میرے ماہ گزشتہ کی یکم تاریخ کے مراسلہ ۱۴۵۵ کے تسلسل میں، میں فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر کے ملاحظے اور احکامات کے لیے فیروز پور کے نواب احمد بخش خان مرحوم کے خاندان کے متعدد اراکین کا ایک گوشوارہ پیش کر رہا ہوں۔

۲۔ مذکورہ خاندان کے چونتیس افراد کو حوالہ میں سہولت کی خاطر میں نے چھ درجوں میں تقسیم کر دیا ہے :

درجے	افراد
۱۔ ۴ :	یعنی نمبر ۱، ۲، ۱۴ اور ۳۴ خاصے متمول ہیں۔
۲۔ ۱۰ :	یعنی نمبر ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۵، ۱۶، ۱۹، ۲۳، ۳۲، ۳۳ کو حکومت سے پہلے ہی پنشن مل رہی ہے۔
۳۔ ۷ :	یعنی نمبر ۳، ۴، ۵، ۶، ۱۷، ۲۰، ۲۱، کی کفالت ان کے رشتہ دار یا دیگر افراد کر رہے ہیں۔
۴۔ ۵ :	یعنی نمبر ۲۲، ۲۴، ۲۵، ۲۹، ۳۰ نے حکومت سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کیا ہے اور ان کی کفالت کی ذمہ داری رشتہ داروں کو پوری کرنی چاہیے۔
۵۔ ۵ :	یعنی نمبر ۱۲، ۱۸، ۲۷، ۲۸، ۳۱، یا تو ملازمت پیشہ ہیں یا ضروریات زندگی پوری کرنے میں خود کفیل ہیں۔
۶۔ ۳ :	یعنی نمبر ۱۱، ۱۳، ۲۶۔ ان کے متعلق ہمدردانہ رویہ اختیار کرنے کی حکومت سے پر زور سفارش کی جاتی ہے۔

۳۔ آخری درجے میں جو افراد شامل ہیں ان میں زین العابدین خان(۲۶) بھی ہیں جن کی شادی نواب احمد بخش خان کی دختر نواب بیگم سے ہوئی ہے۔ نیز وہ ان (نواب) کے باپ اور ماں دونوں جانب سے بھتیجے بھی ہیں۔ نواب شمس الدین خان کی طرف سے انہیں ذاتی اخراجات کے لیے تیس روپے ماہانہ اور ان کی بیگم کے لیے سو روپے ماہانہ ملتے رہے ہیں۔ جاگیر کی ضبطی کے بعد یہ وظائف بند ہو گئے لیکن فضیلت ماب جنرل صاحب بہادر نے گزشتہ سال ماہ مئی میں از راہ نوازش موصوف کی اہلیہ کے لیے ۵۰ روپے کی پنشن جاری کرنے کا حکم صادر فرما دیا تھا۔ لیکن یہ خاتون ستمبر کے

مہینے میں وفات پا گئیں۔ ان کے شوہر کی آمدنی کا اب کوئی ذریعہ نہیں۔ جہاں تک ان (زین العابدین) سے میری ذاتی واقفیت کا تعلق ہے میں ان کے متعلق یہ کہہ سکتا ہوں کہ خواہش کے باوجود ملازمت اختیار نہیں کریں گے۔

علاوہ ازیں' موصوف نواب فیض اللہ بیگ خان کے پوتے ہیں۔ نواب موصوف کی خدمات کے اعتراف میں حکومت نے انہیں ہتین کا پرگنہ عطا فرمایا تھا جس کی سالانہ آمدنی ۱۶۵۶۶۵ روپے تھی۔ ان کی وفات کے بعد یہ جاگیر ضبط ہو گئی' اور ان کے بیٹے غلام حسین جو دعویٰ دار کے والد ہیں کے لیے مبلغ ۳۰۰ روپے ماہانہ پنشن مقرر ہوئی۔ باپ اور بیٹے کے تعلقات کشیدہ ہیں اول الذکر قرض خواہوں کے دباؤ سے تنگ آکر لکھنؤ مراجعت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

فیروز پور کے خاندان کے سربراہ سے بربنائے شادی قریبی عزیز داری اور ان کے دادا نواب فیض اللہ بیگ خاں کی خدمات' ان کی ناگفتہ بہ حالت اور اعلیٰ دماغی صلاحیت کے فقدان اور ملازمت حاصل کرنے کے لیے بولنے میں ہچکچاہٹ کے پیش نظر فضیلت ماب گورنر جنرل سے پر زور سفارش کروں گا کہ ان کی اہلیہ مرحومہ کو پچاس روپے کی جو ماہانہ پنشن ملا کرتی تھی' وہ انہیں جاری کر دی جائے۔ اپنی اہلیہ نواب بیگم سے ان کی کوئی اولاد نہیں۔

دوسری شخصیت حاجی بیگم کی ہے یہ رحیمن سے احمد بخش خان کی بیٹی ہیں۔ یہ والد کے دور کے رشتہ دار غلام محی الدین خاں سے جو بیروز گار ہیں بیاہی گئی ہیں۔

ان میں سے کسی کے پاس بھی بظاہر روزی کے ذرائع موجود نہیں۔ لہٰذا میں سفارش کروں گا کہ ان کی سوتیلی بہن جہانگیرہ بیگم کی طرح ان کے لیے بھی ۵۰ روپے ماہانہ کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔

امداد کی طالب تیسری شخصیت جانی بیگم کی ہے جو نواب احمد بخش کے چھوٹے بھائی محمد علی خان کی بیوہ ہیں۔

ان کا چھوٹے سے ایک قطعہ زمین کے سوا جس سے ماہانہ ۶ یا ۷ سات روپے کی آمدنی حاصل ہوتی ہے کوئی اور ذریعہ معاش نہیں۔ چنانچہ میں تجویز کروں گا کہ نواب صاحب مرحوم کی جانب سے انہیں جو وظیفہ یعنی دس روپے ماہانہ ملا کرتا تھا' وہ ان کے لیے تا حیات جاری کر دیا جائے۔ ان کی عمر اس وقت ۵۵ سال بتائی جاتی ہے۔

۴۔ مذکورہ بالا افراد کے علاوہ میرے علم میں مذکورہ خاندان کا کوئی اور فرد ایسا نہیں جو حقیقی معنوں میں خصوصی توجہ کا مستحق ہو۔ حال ہی میں کی گئی تفتیش میں سب کی توقعات برانگیختہ ہیں اس لیے یہ بعید از قیاس نہیں ہے کہ فضیلت ماب کی خدمت میں مزید درخواستیں پیش کی جائیں گی۔ ایسی صورت حال میں منسلکہ گوشوارہ مزید مطالبات کا فیصلہ کرنے میں مفید ثابت ہوگا۔

دہلی ایجنسی — آپ کا مخلص

۱۰ جنوری ۱۸۳۹ء — (دستخط) ٹی' ٹی' مٹکاف صاحب بہادر

ایجنٹ برائے گورنر جنرل صاحب بہادر شمال مغربی صوبہ جات☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر ۹۔ بی پارٹ۔ ۱

(۱۰۷)

فیروزپور کے جاگیردار نواب احمد بخش خان مرحوم کے افراد خاندان و متعلقین کی فہرست، حالات اور رشتہ داری کی نوعیت۔

نمبرشمار	نام	عمر (سال)	رشتہ داری	نواب احمد بخش خاں یا شمس الدین سے ملنے والا سابق والا الاؤنس	ذاتی ملکیت اور اس کی قدروقیمت	تبصرہ: مرد رکن کا موجودہ ذریعہ معاش = اگر رکن عورت ہے تو اس کی شادی کس سے ہوئی۔ شوہر کا پیشہ اور ذریعہ معاش۔
۱	مرزا امین الدین احمد خان	۲۵	بہو بیگم سے اولاد	لوہارو کا پرگنہ انہیں اور ان کے بھائی غلام ضیاء الدین احمد خان کو بطور جاگیر دیا گیا تھا۔ اوسط سالانہ آمدنی تقریباً ۴۰ ہزار روپے ہے	اس کی موجودہ جاگیر وسیع ہے	کسی امداد کی ضرورت نہیں!
۲	مرزا غلام ضیاء الدین احمد خان	۱۸	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۳	بہو بیگم	۵۰	اہلیہ	اپنے بچوں کے ساتھ	معلوم نہیں	اب بھی اپنے بچوں کے ساتھ رہتی ہیں

			رہتی ہیں اور ان کے پرگنہ سے حاصل شدہ آمدنی سے ان کی کفالت ہوتی ہے		اور انہی کی آمدنی پر گزارہ ہے۔ کسی امداد کی ضرورت نہیں
منور جہاں بیگم	۲۶	بہو بیگم سے بیٹی	اپنی والدہ اور بھائیوں کے ساتھ رہتی ہیں۔	کچھ نہیں	خواجہ محمد علی خاں سے بیاہی گئی ہیں۔ انہیں دونوں بھائیوں کی طرف سے مبلغ ۵۰ روپے ماہانہ ملتے ہیں۔ ان کے شوہر سپاہی پیشہ ہیں۔ موصوفہ کے بھائیوں نے انہیں لوہارو پرگنہ میں سوار کے عہدے پر تعینات کیا ہے۔ ان کی ایک ہی لڑکی ہے۔ کسی امداد کی ضرورت نہیں!
بادشاہ بیگم	۱۹	بہو بیگم سے بیٹی	ایضاً	ایضاً	غلام نبی خان سے بیاہی گئی ہیں۔ انہیں بھائیوں کی جانب سے مبلغ ۵۰ روپے ماہانہ ملتے ہیں۔ شوہر مکانوں کالین دین کرتے ہیں۔ کسی امداد کی ضرورت نہیں۔
ماہ رخ بیگم	۱۷	ایضاً	ایضاً	ایضاً	حیدر حسن خان سے بیاہی گئی ہیں جنہیں ایک زمانے میں شمس الدین خان سے ۳۰ روپے ماہانہ ملا کرتے تھے۔ لیکن نواب کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے یہ وظیفہ بند ہو گیا تھا۔ ماہ رخ بیگم کو بھائی ۵۰ روپے ماہانہ دیا کرتے ہیں۔ اسی پر دونوں

					کا گزارہ ہے۔ شوہر میں خاندانی تمکنت بہت ہے، لہٰذا ملازمت پسند نہیں کرتے، ایک لڑکی ہے۔ کسی امداد کی ضرورت نہیں۔
بہو خانم	۵۰	اہلیہ / شمس الدین خاں کی والدہ	شمس الدین خان کی جانب سے انہیں ۵۵ روپے نقد اور ۸۰ روپے خور و نوش کے لیے ماہانہ ملا کرتے تھے	کچھ نہیں	احمد بخش خاں کے مکان میں کرایہ ادا کیے بغیر رہتی ہیں۔ حکومت نے مئی ۱۸۳۸ء میں انہیں ۱۰۰ روپے ماہانہ دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ تاہم انہوں نے اسے لینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ان کی کفالت کے لیے یہ رقم بے حد قلیل ہے کہا جاتا ہے کہ شمس الدین خان کی زندگی میں انہیں ماہانہ ۵۵ روپے نقد اور تقریباً ۸۰ روپے یا اس سے زیادہ خوردو نوش کے لیے ملا کرتے تھے۔ آج کل وہ یا تو قرض لے کر زندگی بسر کر رہی ہیں یا اپنے جواہرات اور زیورات فروخت کر کے ضرورت پوری کرتی ہیں۔ کسی امداد کی ضرورت نہیں!
جہانگیرہ بیگم	۳۳	بہو خانم سے بیٹی	شمس الدین خاں کی جانب سے مبلغ ۱۰۰ روپے ماہانہ ملتے رہے	کچھ نہیں	پہلے محمد عظیم خاں سے بیاہی گئیں۔ دوسری مرتبہ اس (عظیم خاں) کے بھائی احمد قلی خاں سے شادی ہوئی۔ گذشتہ ماہ مئی میں حکومت نے تاحیات انہیں ۵۰ روپے ماہانہ دینے کا فیصلہ کیا ہے ۔ ان کے

					موجودہ شوہر کے پاس دہلی میں کئی مکانات ہیں اور انھیں حکومت سے ماہانہ ۲۰۰ روپے بھی ان کے مرحوم والد عباس قلی خاں کی خدمات کے اعتراف میں ملتے ہیں۔ مزید کسی امداد کی ضرورت نہیں!
زین العابدین خاں	۲۲	احمد بخش خاں کی بیٹی نواب بیگم کے شوہر ہیں۔ ماں کی طرف سے یہ احمد بخش کے بھائی نواب الٰہی بخش خاں کے نواسے ہیں اور والد کی طرف سے یہ احمد بخش خاں کے چچا کے پڑپوتے ہیں۔	شمس الدین خاں کی جانب سے مبلغ ۳۰ روپے ماہانہ ملا کرتا تھا	ایضاً"	گذشتہ ماہ مئی میں حکومت نے ان کی زوجہ نواب بیگم کے لیے ۵۰ روپے ماہانہ کا وظیفہ مقرر کیا تھا جو ان کی وفات پر بند ہو گیا۔ ان کے شوہر اس وقت جواہرات اور گھریلو سامان فروخت کر کے گزارہ کرتے ہیں۔ ان کے والد نواب غلام حسین خاں کو حکومت سے ماہانہ ۳۰۰ روپے ملا کرتے تھے۔ یہ وظیفہ اس وقت مقرر ہوا تھا جب ان کے والد نواب فیض اللہ بیگ خاں کے انتقال پر تین پرگنہ حکومت کی تحویل میں چلا گیا تھا زین العابدین خاں نے حکومت برطانیہ سے کوئی مطالبہ نہیں کیا ہے، لیکن اس گوشوارے کے ساتھ منسلکہ خط میں جو وجوہات بیان کی گئی ہیں ان میں ان کے معاملے کو بطور خاص واضح کیا گیا ہے۔

۱۲	سلطان بخش خاں	۴۵	احمد بخش خان کے بھائی نبی بخش خاں کے بیٹے ہیں ان کی شادی احمد بخش خاں کی دختر حسینہ بیگم سے ہوئی	شمس الدین خان کی جانب سے مبلغ ۳۰ روپے ماہانہ مقرر تھے	شہر دہلی میں ان کا ایک مکان ہے جس کی قیمت ۲۰۰ روپے ہے	اپنی اہلیہ کی زندگی میں انہیں اپنی اہلیہ کی کفالت کے لیے شمس الدین خاں کی جانب سے ۱۰۰ روپے ماہانہ ملا کرتے تھے لیکن اہلیہ کی وفات کے بعد یہ وظیفہ بند ہو گیا۔ مرحومہ سے تین اولادوں یعنی نظامی بیگم عمر ۱۱ سال فیض محمد خان عمر ۹ سال اور محمودی بیگم عمر ۶ سال کی کفالت و پرورش شمس الدین خان نے کی تھی بڑی لڑکی حسین علی خان ولد حسن علی خاں سے بیاہی گئی ہے اور اپنے سسر جن کا ذکر اسی گوشوارے میں نمبر ۱۸ پر ہے کے ساتھ رہتی ہیں۔ بقیہ دو بچے اپنی نانی کے ساتھ رہتے ہیں۔ سلطان بخش روزگار کی تلاش کے لیے دہلی سے باہر گیا ہوا ہے۔ سابق ایجنٹ کے قتل میں اس پر بھی شبہ کیا گیا ہے۔ کسی امداد کی ضرورت نہیں!
۱۳	حاجی بیگم	۲۵	دختر احمد بخش	قصبہ سوہروری جس سے تقریباً مبلغ ۱۰۰ روپے ماہانہ کی آمدنی ہے انھیں مرحمت کیا گیا ہے	دہلی میں ان کا ایک مکان ہے جس کی مالیت ۲۰۰۰ روپے سے ۲۵۰۰ روپے تک	ان کی شادی احمد بخش خاں کے دور کے رشتہ دار غلام محی الدین خاں سے ہوئی تھی شمس الدین کی جانب سے ان کی اہلیہ کے وظیفہ کے علاوہ انھیں ۴۵ روپے ماہانہ ملا کرتے تھے۔ اب ان کی گزر بسر کا کوئی ذریعہ نہیں اور ان کے شوہر بھی کہیں ملازم نہیں! اب تک یہ لوگ پچھلی آمدنی یا پھر جواہرات

						اور دوسری قابل انتقال جائیداد بیچ کر یا گروی رکھ کر ضروریات زندگی پوری کرتے ہیں۔ ان کا ایک بیٹا، عمر ۷ سال اور ایک بیٹا عمر ۵ سال ہے۔ میں سفارش کروں گا کہ انھیں بھی ان کی سوتیلی ہمشیرہ (نمبر ۱۰ پر) کی طرح مبلغ ۵۰ روپے پنشن مرحمت کی جائے۔
۱۴	افضل زمانی بیگم	۲۲	نواب شمس الدین خاں کی اہلیہ	شمس الدین خاں کی جانب سے مبلغ ۲۰۰ روپے روپے ماہانہ اور کامدل کا گاؤں جس کی سالانہ آمدنی تقریباً ۳۰۰۰ روپے ہے بطور جاگیر ملا ہوا ہے	کچھ نہیں	ان کی دو بچیاں ہیں۔ ایک سات سال کی اور دوسری پانچ سال کی حکومت کی جانب سے انھیں اور بچوں کے لیے ۲۵۰۰۰ روپے کی درشنی ہنڈی ملی ہے۔ یہ (خاتون) اپنے والد کے مکان میں رہتی ہیں کسی امداد کی ضرورت نہیں! مئی ۱۸۳۸ء سے انھیں حکومت ۳۰۰ روپے ماہانہ دے رہی ہے۔ کسی امداد کی ضرورت نہیں۔
۱۵	امیر بہو بیگم	۲۶	ایضاً	شمس الدین خاں کی جانب سے مبلغ ۵۰ روپے ماہانہ ملتا رہا۔	ایضاً	

۱۶	-	-	-	-	-	
۱۷	نواب بیگم	۱۹	شمس الدین خان کے بھائی اور احمد بخش کے بیٹے ابراہیم علی خان کی بیوہ۔	شمس الدین خاں کی جانب سے ماہانہ ۱۰۰ روپے ملا کرتے تھے۔	ایضاً	ان کے شوہر شمس الدین خاں کی زندگی میں وفات پاگئے تھے۔ بعد میں انہوں نے احمد قلی خاں ولد محمد قلی خاں سے ان کا ذکر گوشوارہ میں نمبر دس پر جہانگیر بیگم کے دوسرے شوہر کے طور پر آیا ہے سے شادی کرلی۔ یہ اپنے شوہر کے ساتھ سسر کے مکان میں رہتی ہیں۔ کسی امداد کی ضرورت نہیں!
۱۸	حسن علی خان	۴۰	نواب احمد بخش کے بھائی نبی بخش خاں کے بیٹے ہیں	شمس الدین خاں کی جانب سے ماہانہ ۱۰۰ روپے ملتے تھے	دہلی میں ایک ہزار روپے سے کچھ کم مالیت کا مکان ہے	منقولہ جائیداد فروخت سے حاصل شدہ رقم پر گزر بسر کرتے ہیں نواب شمس الدین خاں کی زندگی میں ان کے مختار تھے۔ ان کے تین بیٹے ہیں ایک کی شادی سلطان بخش خاں (نمبر۱۴) کی بیٹی نظامی بیگم سے ہوئی ہے۔ دوسرے بیٹے جوان ہیں اور بے روزگار! ان کے متعلق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ سابق ایجنٹ کے قتل میں ملوث تھے۔ کسی امداد کی ضرورت نہیں!
۱۹	اسداللہ خان	۳۲	ایضاً	۳۰ روپے		۱۸۳۷ء سے حکومت انہیں ۳۰ روپے

				ماہانہ		ماہانہ دے رہی ہے۔ مزید کسی امداد کی ضرورت نہیں۔
۲۰	افضل النساء بیگم	۴۵	بیٹی ایضاً	کچھ نہیں	کچھ نہیں	یہ نجف علی بیگ سے بیاہی ہوئی ہیں جو ان دنوں بے روزگار ہیں۔ انہیں نواب شمس الدین خاں کی جانب سے ماہانہ ۲۰ روپے بطور تنخواہ اور ان کے بچوں کے لیے مبلغ ۱۰ روپے ملا کرتے تھے۔ انہیں ۸ بچے ہیں۔ ان کی کفالت افضل زمانی بیگم (نمبر۱۴) کرتی ہیں۔ میرے نزدیک انہیں کسی قسم کا وظیفہ دینے کی ضرورت نہیں۔
۲۱	عزیزالنساء بیگم	۴۰	ایضاً	ایضاً	ایضاً	احمد بخش خاں کے بھتیجے اور ان کے چھوٹے بھائی الٰہی بخش خاں کے بیٹے علی نواز خاں سے بیاہی گئی ہیں ان کے شوہر کو شمس الدین خاں کی طرف سے ۱۵ روپے ماہانہ ملا کرتے تھے۔ علی نواز کا چند ماہ ہوئے انتقال ہو گیا۔ ان کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ موخرالذکر حافظ مرزا جان سے جس کے حالات

						بہت اچھے ہیں اور خاندان کی کفالت کرتا ہے سے بیاہی ہوئی ہیں کسی امداد کی ضرورت نہیں۔
۲۲	خواجہ شریف خاں	۷۵	مصاحب خانم بنت نبی بخش خاں جو اب وفات پاچکی ہیں کے شوہر ہیں	شمس الدین خاں انہیں ۷۰ روپے ہر ماہ دیا کرتے تھے اور حسن پور اور مہونده مبلغ -/۷۵۰ روپے سالانہ کے تخفیف شدہ لگان (پٹہ) پر دیے ہوئے تھے	دہلی میں مبلغ ۳۰۰۰ روپے کی مالیت کا مکان	سوائے اس مکان کے جس میں رہتے ہیں خواجہ شریف کے پاس کوئی اور جائیداد نہیں! یہ پس ماندہ رقم پر گزارہ کرتے ہیں۔ ان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ بیٹوں یعنی خواجہ قاسم اور خواجہ وزیر کو کچھ عرصہ پیشتر مجسٹریٹ نے دہلی کا کوتوال نامزد کیا تھا۔ لیکن اس وقت یہ دونوں بے روزگار ہیں تیسرا بیٹا خواجہ علاء الدین ضلع رہتک میں سرکاری پولیس افسر ہے۔ بیٹی شادی شدہ ہے۔ اس معاملے میں کوئی وظیفہ دینے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ بیٹے کفالت کے پابند ہیں۔
۲۳	علی بخش خاں	۴۰	بھتیجا۔چھوٹے بھائی الٰہی بخش خاں بھائی کا بیٹا	شمس الدین خاں کی جانب سے ۱۰۰ روپے ماہانہ ملتے تھے	بیرون شہر روہیلہ خاں کی سرائے کے قریب ۲۵۰۰ روپے مالیت کے مکان	شمس الدین خاں نے اپنے انتقال سے ۵ یا ۶ سال قبل انہیں دیے جانے والا ۱۰۰ روپے کا وظیفہ بند کر دیا تھا البتہ حکومت نے انہیں جولائی ۱۸۳۸ء سے ۵۰ روپے ماہانہ

					میں چوتھے یا پانچویں حصے کے مالک ہیں	وظیفہ دینا شروع کر دیا ہے۔ ان کا ایک جوان بیٹا ہے مزید کسی امداد کی ضرورت نہیں۔
۲۴	بنیادی بیگم	۴۵	بھتیجی۔ یہ نبی بخش خاں کی بیٹی ہیں	شمس الدین خاں کی جانب سے ۱۰۰ روپے ماہانہ ملتے تھے	دہلی میں ۷۰۰ روپے کی مالیت کا ایک مکان ہے	یہ غلام حسین خان جنہیں حکومت نے ان کے والد کی خدمات کے عوض ۳۰۰ روپے ماہانہ دیتی ہے' سے بیاہی ہوئی ہیں۔ لیکن بیوی سے جھگڑا ہونے کے بعد انہوں نے اپنا مکان جس کا ذکر پچھلے کالم میں کیا گیا ہے انہیں دے دیا البتہ ان کی گزر بسر کے لیے ماہانہ کچھ بھی نہیں دیتے۔ فی الحال وہ مکان کو رہن رکھ کر' حاصل شدہ رقم پر گزارہ کرتی ہیں۔ شمس الدین خاں ان خاتون کو ۳۰ روپے کا جو وظیفہ ہر ماہ دیا کرتے تھے' جسے اپنی وفات سے ۵'۶ سال قبل موقوف کر دیا تھا۔ یہ زین العابدین خان نمبر۱۱ جنہیں نہ تو کوئی وظیفہ ملتا ہے نہ ہی گزر بسر کا کوئی ذریعہ ہے کی والدہ ہیں اور نمبر۲۱ کی جنہیں ماہانہ ۵۰ روپے بطور پنشن ملتے ہیں ہمشیرہ ہیں۔ کسی امداد کی کوئی ضرورت نہیں اس لیے کہ شوہر پر ان کی کفالت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے
۲۵	امراؤ بیگم	۴۲	ایضاً	احمد بخش خان	کچھ نہیں	ان کی شادی مرزا اسداللہ خاں سے جنہیں فیروز

				کی جانب سے تیس روپے ماہانہ ملتے تھے		پور کی جاگیر سے ۷۵۰ روپے سالانہ ملا کرتے تھے ہوئی حکومت سے جاگیر کے ملحق ہونے کے بعد یہ رقم بحال رہی تیس روپے کا ماہانہ وظیفہ شمس الدین خان نے بند کر دیا۔ کسی امداد کی ضرورت نہیں۔
۲۶	جانی بیگم	۵۵	احمد بخش خاں کے چھوٹے بھائی محمد علی خاں کی زوجہ	شمس الدین خاں کی جانب سے دس روپے ماہانہ وظیفہ ملتا تھا	ایک مکان میں ان کا حصہ ہے جس سے ۶ یا ۷ روپے ماہانہ مل جاتے ہیں	ان کے شوہر محمد علی خان کا عرصہ ہوا انتقال ہو گیا تھا۔ ان کا ذریعہ معاش جائیداد سے حاصل شدہ آمدنی ہے جس کا ذکر پہلے کالم میں کیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی اور جائیداد نہیں! ان کے لیے علیحدہ سے کسی امداد کی ضرورت نہیں۔ البتہ میں یہ سفارش کروں گا کہ شمس الدین خاں کی طرف سے ملنے والا دس روپے کا وظیفہ جاری کر دیا جائے۔
۲۷	سپہ دار خان	۵۰	احمد بخش خاں کے چچا زاد بھائی کالے خان کا بیٹا	شمس الدین خاں سے ماہانہ ۵۰ روپے	کچھ نہیں	پس انداز کی ہوئی رقم اور گھر کے اثاثہ کی فروخت سے حاصل شدہ رقم پر گزارہ کرتے ہیں۔ تین یا چار بچوں کے باپ ہیں۔ شمس الدین خان

			اور ان کے چچا قلی خان کا پوتا	ملتے تھے		نے اپنی وفات سے کچھ سال پہلے ان کا وظیفہ بند کر دیا تھا۔ یہ روزی کمانے کے قابل ہیں۔
۲۸	طرہ باز خان	۴۵	ایضاً"	شمس الدین خاں نے انہیں ۵۰۶ روپے سالانہ آمدنی کا گاؤں دگان چل جاگیر میں دے دیا تھا	شہر میں ان کا ۲۵۰۰ روپے مالیت کا ایک مکان ہے جس میں رہائش پذیر ہیں	پس انداز کی ہوئی رقم اور گھر کے اثاثہ جات کی فروخت اور قرض پر گزارہ کرتے ہیں۔ ان کی تین بن بیاہی لڑکیاں ہیں۔ شمس الدین خاں نے اپنی زندگی میں ان سے جاگیر واپس لے لی تھی۔
۲۹	غلام فخرالدین خان	۳۵	اس کے چچا زاد بھائی کالے خاں کا بیٹا اور چچا قلی خاں کا پوتا ہے	شمس الدین خان کے زمانے مین ۷۰ روپے ماہانہ ملتے تھے	شہر میں اپنا مکان ہے جس میں رہتے ہیں	شمس الدین خاں نے اپنی وفات سے چار پانچ سال پہلے ان کا ماہانہ وظیفہ بند کر دیا تھا۔ ان کی اہلیہ جو نواب مرتضیٰ خاں کی بیٹی ہیں کو ان کے والد کی وفات پر جو پلوال کے جاگیردار تھے حکومت کی جانب سے مبلغ ۱۰۰ روپے ماہانہ وظیفہ ملتا ہے حکومت نے اپریل ۱۸۳۸ء میں مذکورہ افراد نمبر ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ کو کسی قسم کا وظیفہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ لہٰذا اب کسی امداد کی مطلق ضرورت نہیں۔

۳۰	شعبان بیگ خان	۴۹	چچا زاد بھائی کا بیٹا اور چچا عالم خاں کا پوتا ہے	شمس الدین خاں کی زندگی میں ۱۰ - ۸ - ۳۲ روپے ماہانہ ملتے تھے	دہلی شہر میں ان کے تقریباً ۵ ہزار روپے مالیت کے دو مکانات ہیں ایک میں خود رہتے ہیں جبکہ دوسرا -/۴ روپے ماہانہ کرایہ پر دیا ہوا ہے۔	یہ دو لڑکوں کے باپ ہیں۔ امدادی کاروائی ضروری نہیں۔
۳۱	میر حسن خان	۴۵	احمد بخش خاں کی ایک ہمشیرہ کے متبنی ہیں	شمس الدین خاں کی زندگی میں تیس روپے ماہانہ ملتے تھے	کچھ نہیں	ان کی شادی مرحوم بادشاہ اکبر شاہ کی ملکہ ممتاز محل بیگم کی ایک چہیتی سے ہوئی تھی۔ اسی بنا پر انہیں آج تک محل سے ۲۰ روپے ماہانہ ملا کرتے ہیں۔ ان کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ کسی امداد کی ضرورت نہیں۔
۳۲	قدرت اللہ بیگ خاں	۶۵	چچازاد بھائی ہیں اور ان کے چچا قاسم جان	احمد بخش خاں کی جانب سے ۱۰۰ روپے ماہانہ	اندرون و بیرون دہلی ان کی خاصی	احمد بخش خاں کے انتقال پر شمس الدین خاں نے نے ان کا وظیفہ بند کر دیا تھا۔ حکومت کی جانب سے ان کے بھائی فیض اللہ بیگ کے

			کے لڑکے ہیں	ملتے تھے	بڑی جائیداد ہے	حقیقی وارث کے طور پر انہیں ۱۰۰ روپے ماہانہ ملتے ہیں کسی امداد کی ضرورت نہیں!
۳۳	غلام حسین خان	۴۲	ان کے چچا زاد بھائی کا بیٹا۔ فیض اللہ بیگ کا بیٹا ہونے کی بنا پر ان (نواب احمد بخش) کے چچا قاسم جان کا پوتا	کچھ نہیں	دہلی میں ان کی خاصی بڑی جائیداد ہے	اپنے والد فیض اللہ بیگ خاں کے وارث ہونے کے ناتے انہیں ماہانہ ۳۰۰ روپے ملتے ہیں ان کی شادی بنیادی بیگم نمبر۲۴ کے ساتھ ہوئی ہے کسی امداد کی ضرورت نہیں۔
۳۴	فتح اللہ بیگ خان	۶۵	ان کے چچا زاد بھائی کا بیٹا محمد بخش خان کا بیٹا ہونے کے ناتے ان (نواب احمد بخش) کے چچا قسم جان کا پوتا	ایضاً"	شہر میں ان کی خاصی بڑی جائیداد ہے	لارڈ لیک کے زمانے سے حکومت انہیں ۵۰۰ روپے سالانہ وظیفہ دے رہی ہے کسی امداد کی ضرورت نہیں۔

دہلی ایجنسی

مورخہ ۱۰ جنوری ۱۸۳۹ء

(دستخط) ٹی، ٹی، مٹکاف

ایجنٹ برائے گورنر جنرل

شمال مغربی صوبہ جات

(۱۰۸)

شعبہ ریاستی امور، شمال مغربی صوبہ جات

بخدمت گرامی:
جناب ٹی۔ ٹی۔ مٹکاف بہادر
ایجنٹ برائے گورنر جنرل، دہلی

جناب عالی!

عزت ماب گورنر جنرل بہادر کی ہدایت کے بموجب عرض ہے کہ آپ کا مکتوب نمبر۳۹، مورخہ ۱۰ جنوری گزشتہ موصول ہوا۔ اس کے ساتھ فیروز پور کے مرحوم نواب شمس الدین خاں کے خاندان کے متعدد افراد کے نام اور زندگی کے کوائف سے متعلق گوشوارہ منسلک تھا۔ آپ کو مندرجہ ذیل مشاہدات اور احکامات سے مطلع کیا جاتا ہے:

(ا) مرزا امین الدین احمد خاں، (۲) مرزا غلام ضیاء الدین احمد خاں، (۳) بہو بیگم، (۴) منور جہاں بیگم، (۵) بادشاہ بیگم، (۶) ماہ رخ بیگم، (۱۰) جہانگیرہ بیگم، (۱۴) افضل الزمانی بیگم، (۱۷) نواب بیگم، (۱۸) حسن علی خاں، (۲۵) امراؤ بیگم، (۲۷) سپہ دار خاں، (۲۸) طرہ باز خاں، (۲۹) غلام فخرالدین خاں، (۳۰) شعبان بیگ خان، (۳۱) میر حسن خاں، (۳۲) قدرت اللہ بیگ خاں، (۳۳) غلام حسین خاں اور (۳۴) فتح اللہ بیگ خاں۔

۲۔ گورنر جنرل صاحب بہادر آپ کی اس رائے سے پوری طرح اتفاق کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا افراد کے لیے کسی امدادی کارروائی کی ضرورت نہیں!

		پنشن کی رقم		تاریخ احکامات
		روپے	آنے	
نمبر شمار: ۱۹	اسد اللہ خاں	۳۰	-	۱۷ نومبر ۱۸۳۸ء
" : ۲۳	علی بخش خاں	۵۰	-	۲۵ جولائی ۱۸۳۸ء

۳۔ محولہ بالا احکامات کے تحت ان افراد کو باقاعدہ ان کے نام کے آگے مرقوم وظائف مل رہے ہیں، کسی مزید امداد کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

نمبر شمار: ۷ بہو بیگم ۲۰۰ روپے

" ۱۵: امیر بہو بیگم ۱۵۰ روپے

۴ ۔ مذکورہ دونوں مستورات کو احکامات مجریہ ۹ مئی ۱۸۳۸ء کے تحت سو سو روپے کے وظائف عطا کیے گئے تھے۔ لیکن ان کے معاملات کا دوبارہ جائزہ لینے کے بعد گورنر جنرل صاحب بہادر نے یہ محسوس کیا ہے کہ اصل امدادی رقم ان کے لیے ناکافی ہے اور اب بخوشی بہو بیگم کے وظیفہ میں ایک سو روپے اور امیر بہو بیگم کے وظیفہ میں ۵۰ روپے کے اضافے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اس طرح اول الذکر کا مجموعہ وظیفہ ۲۰۰ روپے ماہانہ اور آخرالذکر کا ۱۵۰ روپے ماہانہ ہو جائے گا۔

نمبر شمار: ۱۱ زین العابدین خاں ۵۰ روپے

" ۱۳: حاجی بیگم ۱۰۰ روپے

" ۲۶: جانی بیگم ۱۰ روپے

۵ ۔ آپ نے اپنے مذکورہ مراسلے میں جن حالات کا ذکر کیا ہے اور اس خیال کے پیش نظر کہ حاجی بیگم کو جاگیر میں ایک گاؤں ملا ہوا ہے جس سے سالانہ ۱۲۰۰ روپے کی آمدن ہے اور ان کے شوہر کو شمس الدین خاں کی جانب سے وظیفہ ملتا رہا ہے، فضیلت مآب نے از راہ نوازش ہر ایک کے لیے اس کے نام کے سامنے دی گئی رقم کے مطابق ماہانہ وظیفہ مقرر کر دیا ہے۔

نمبر شمار: ۱۲ سلطان بخش خاں ۳۰ روپے

۶ ۔ چونکہ اس شخص کے گزراوقات کا کوئی معقول ذریعہ نہیں، احمد بخش خاں سے اس کا قریبی تعلق ہے اور اس کی مرحومہ زوجہ کو تادم حیات وظیفہ ملتا رہا، گورنر جنرل صاحب بہادر از راہ نوازش اس کے لیے تیس روپے ماہانہ کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔

نمبر شمار: ۲۰ افضل النساء بیگم ۳۰ روپے

" ۲۱: عزیز النساء بیگم ۱۵ روپے

۷ ۔ چونکہ یہ دونوں مستورات خاندان کے دیگر افراد کے زیر کفالت زندگی بسر کر رہی ہیں، لہٰذا گورنر جنرل صاحب بہادر اول الذکر کے لیے ۳۰ روپے ماہانہ اور آخر الذکر کے لیے ۱۵ روپے ماہانہ کا وظیفہ مقرر فرماتے ہیں۔

نمبر شمار: ۲۲ خواجہ شریف خاں ۷۰ روپے

۸ ۔ فضیلت مآب نے از راہ نوازش شخص ہذا کے لیے ۷۰ روپے ماہانہ وظیفہ مقرر فرمایا ہے جو اسے پہلے بھی ملتا رہا تھا۔

نمبر شمار: ۲۴ بنیادی بیگم ۳۰ روپے

۹ ۔ اگرچہ ان خاتون کا کوئی قصور نہ تھا، لیکن خاوند کے رویے کے پیش نظر انہوں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور ان کے شوہر کی جانب سے انھیں کسی قسم کی امداد نہیں ملتی گورنر جنرل صاحب بہادر ان خاتون کے گزارے کے لیے

تیس روپے ماہانہ پنشن منظور فرماتے ہیں۔

۱۰۔ یہ منظور شدہ پنشنیں تاحیات ہیں اور مراعت یافتہ کی وفات پر کالعدم ہو جائیں گی' جب تک کہ حکومت خصوصی رپورٹ موصول ہونے کے بعد اصل پنشن یافتہ کے ورثا اور جانشینوں کو پوری پنشن یا اس کا کچھ حصہ عطا کرنے کی منظوری مرحمت نہ فرمادے۔

۱۱۔ گورنر جنرل صاحب بہادر نے اس خیال کے پیش نظر کہ بعض اشخاص کی درخواستیں جن کے لیے اب پنشنیں منظور کی ہیں کافی عرصہ حکومت کے زیرِغور رہیں اور ان کے ناگفتہ بہ حالات کے پیش نظراز راہ نوازش بہت سے وظائف چھ ماہ کے بقایاجات کے ساتھ جو اگلے ماہ کی یکم سے واجب الادا ہوں گے منظور فرمائے ہیں۔

نمبر۷ تمام کا تمام وظیفہ اضافی شرح پر مع چھ ماہ کے بقایاجات اگلے ماہ کی یکم سے وصول کرے گی۔ نمبر۱۵ مذکورہ مدت کے وظیفہ کے اضافہ کے بقایا جات وصول کرے گی اور نمبر۱۹ دو ماہ کے بقایا جات وصول کرے گا تا کہ سابقہ تاریخ کی ادائیگی دوسروں کے مساوی ہو جائے۔

۱۲۔ احمد بخش خاں مرحوم کے خاندان کے بیشتر افراد نے جناب گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں عرضداشتیں پیش کی ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ ان تمام متعلقہ افراد کو حتمی فیصلے سے مطلع کردیں تا کہ آئندہ اس قسم کی غیرضروری درخواست گزاری کو روکا جاسکے۔

آپ کا مخلص

گورونڈھا کیمپ

۲۷ فروری ۱۸۳۹ء

(دستخط) ٹی۔ ایچ۔ میڈاک

قائم مقام معتمد برائے حکومت' شمال مغربی صوبہ جات

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز کیس نمبر۹۔ بی پارٹ۔ ا

(۱۰۹)

بخدمت گرامی: ٹی' ایچ' میڈاک صاحب بہادر' معتمد برائے حکومت ہند۔

جناب عالی!

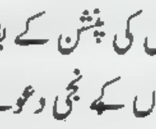
فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں ان کے منصفانہ اور ہمدردانہ غور کے لیے منسلکہ یادداشت پیش کرتے ہوئے فدوی عرض گزار ہے کہ آپ صاحب موصوف کے روبرو اس احقر کے سارے معاملات ان کی فیاضانہ نظرکرم کے لیے موثر انداز میں بیان فرما دیں گے۔

فدوی یہ حقیقت بھی گوش گزار کرنا چاہتا ہے کہ اس کی پنشن کے بقایاجات کی رقم کے معاملے کو مفاد عامہ کے دعوے کے طور پر ملحوظ رکھا جائے اور اسے دیگر قرض خواہوں کے نجی دعوے کے مماثل ہرگز نہ گردانا جائے۔

عزت ماب! آپ اس امر سے یقیناً آگاہ ہوں گے کہ سرکار برطانیہ کی جانب سے فدوی کی یہ پنشن اس کے مرحوم چچا نصراللہ بیگ خاں کی جاگیروں جو انہیں ان کی شاندار خدمات کے بدلے عطا کی گئی تھیں کے عوض مقرر کی گئی ہے۔ ان کی وفات کے بعد وہ جاگیریں حکومت نے اپنی تحویل میں لے لی تھیں۔متذکرہ پنشن فیروز پور کی جاگیر سے حکومت کو ملنے والے زراستمرار سے ادا کی جاتی تھی۔ ان حالات میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فدوی سرکار سے پنشن یافتہ ہے اور اسے فیروز پور کے جاگیردار کے دیگر نجی قرض خواہوں کے زمرے میں شامل نہیں کیا جانا چاہیے۔

عریضہ حق طلب' داد خواہ

اسداللہ خاں☆



دہلی

مورخہ ۱۳ جنوری ۱۸۴۰ء

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز' دہلی ریذیڈنسی اور ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹۔ بی پارٹ۔ III

(۱۱۰)

اسداللہ خاں کی عاجزانہ عرضداشت

بخدمت گرامی:
عزت ماب جارج لارڈ آکلینڈ صاحب بہادر،
جی سی بی وغیرہ، گورنر جنرل ہند۔

بعز عرض جناب عالی متعالی!

فدوی نے گذشتہ ماہ کی ۲۹ تاریخ کو حضور والا کی خدمت میں اپنا مقدمہ بذریعہ ڈاک ارسال کیا تھا اور یہ درخواست کی تھی کہ اس عرض گزار کی پنشن کے بقایا جات جاگیردار فیروزپور کی ریاست سے ادا کیے جائیں۔ یہ معلوم کر کے کہ جناب ٹی، ٹی مٹکاف صاحب بہادر سے اس ضمن میں کیفیت یا رپورٹ طلب کی گئی ہے، یہ درخواست بصد ادب یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہے کہ اس کی عرضی ایک اپیل کی صورت میں تھی اور گمان غالب ہے کہ موصوف بہادر جو بھی ارشاد فرمائیں گے وہ ان کے اپنے احکامات کی تائید میں ہو گا۔

لہٰذا فدوی بصدادب چند نکات حضور والا کے مخلصانہ اور منصفانہ ملاحظے کے لیے پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہے:

اول: یہ کہ آپ کے درخواست گزار نے ۱۸ جولائی کے احکامات کہ اسے پنشن کے بقایاجات ادا کر دیے جائیں کی پوری طرح بجا آوری کرتے ہوئے ان بقایاجات کا جو حقیقتاً" واجب الادا ہیں نصف وصول کر لیا ہے۔ اگرچہ اس مطالبہ کو جو پنشن کے بقایاجات کے لیے ہے دیگر قرض داروں جو فیروزپور کے مرحوم جاگیردار کو فروخت شدہ سامان کی ادائیگی اور بطور قرض دی ہوئی رقم کی واپسی کا تقاضا کر رہے ہیں کے مساوی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

دوم: حضور والا کی اطلاع کے لیے عرض گزار نے اپنی سابقہ عرضداشت میں یہ گوش گزار کیا تھا کہ فدوی کے مطالبات پورے کرنے کے لیے جائیداد موجود تھی اور یہ کہ سامان اور فیروزپور کے مسمار شدہ مکانات کی فروخت کی رقم جو سرکاری خزانے میں جمع کرائی گئی، اس سے فدوی کو ادائیگی ہو سکتی تھی۔ اس دعوے کی

صداقت قرائن و دلائل سے ثابت ہو سکتی ہے۔ تاہم فدوی ٹھیک یہ نہیں بتا سکتا کہ مذکورہ رقم کس سرکاری خزانے میں جمع کرائی گئی ہے۔ آیا دہلی میں یا گڑ گاؤں میں!۔ البتہ گڑ گاؤں یا فیروزپور کے کلکٹر کو یہ معاملہ بھیج کر اس نکتہ کا تعین ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں، فروخت کی گئی توپوں کی رقم بھی سرکاری خزانے میں جمع کرا دی گئی ہے۔ مزید برآں، کچھ زمینی جائیداد اب بھی موجود ہے جو اس مدعی کے مطالبے کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو گی۔

آخر میں فدوی بصد ادب التماس گزار ہے کہ ٹی۔ ٹی مٹکاف صاحب بہادر نے اس مقدمے کی بابت جو فیصلہ صادر کیا ہے اس کے خلاف سائل نے اس نہایت ضروری نکتہ کے حوالے سے اپیل کی ہے کہ اس کے دعویٰ کو مفاد عامہ کی نوعیت کے پیش نظر قرض خواہوں کے نجی دعووں سے خلط ملط نہیں کیا جا سکتا۔

ان حالات کے پیش نظر فدوی حضور والا کی خدمت میں ملتجی ہے کہ آن جناب از راہ نوازش اس کے ساتھ انصاف فرمائیں تاکہ اس کے جائز حقوق اسے مل سکیں۔ آپ کے درخواست گزار کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ آپ کے لیے دعاگو رہے۔

عرضداشت

اسداللہ خاں

برادرزادہ نصراللہ بیگ خاں

جاگیردار سونک سونسا☆



دہلی

مورخہ ۱۳ جنوری ۱۸۴۰ء

پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اور ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر۹۔ بی پارٹ۔ ااا

(۱۱۱)

بخدمت گرامی: ٹی' ایچ' میڈاک صاحب بہادر
معتمد برائے حکومت' شعبہ سیاسی' کیمپ' شمال مغربی صوبہ جات

جناب عالی!

میرے لیے یہ باعث افتخار ہے کہ آپ کی طرف سے ماہ حال کی دو تاریخ کے مراسلہ کی رسید ارسال کروں جس میں اسداللہ خاں کی اصل عرض داشت عزت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے ارسال کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں :

اول : لارڈلیک صاحب بہادر کی سند مورخہ ۷ جون ۱۸۰۶ء کے مطابق نصراللہ بیگ خاں کے ورثا کے لیے فیروزپور کی جاگیر سے جو مراعات دی گئی تھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ مرزا اسداللہ خاں اور ان کے بھائی یوسف خاں کی کفالت کے لیے مبلغ -/۵۰۰' روپے سالانہ کی پنشن دی جائے۔ لیکن شمس الدین خاں کی زندگی میں مدعیان نے اس استدلال پر کہ وہ اس سے زیادہ کے مستحق ہیں پورے پانچ برس تک اپنی پنشن لینے سے انکار کر دیا اور اس کے لیے انہوں نے حکومت کے روبرو دعویٰ داخل کر دیا۔

دوم : جب حکومت کے احکامات جن میں اس کا دعویٰ مسترد کر دیا تھا موصول ہوئے تو نواب شمس الدین وہ بقایا جات جو پنشن یافتہ افراد کی حکم عدولی کی وجہ سے جمع ہو گئے تھے یکمشت ادا کرنے سے قاصر تھے۔ نواب صاحب بہادر کی وفات کے بعد ان (اسداللہ بیگ خاں وغیرہ) کے ان مطالبوں کو اور مرحوم کی ریاست کے دیگر قرض خواہوں کے اسی قسم کے مطالبات کے ساتھ لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر آگرہ کے حکم کے بموجب خصوصی کمشنروں کو بغرض تسویہ سپرد کر دیا گیا۔ تفتیش سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مدعیان ۷۵۰/۳ روپے کے حق دار ہیں۔ اور مذکورہ رقم کے سلسلے میں ایک ڈگری ان کے حق میں جاری کر دی گئی۔ چونکہ ریاست کی آمدنی مطالبات کے مساوی نہ تھی۔ لہٰذا حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ قرض خواہ اثاثے کے پیش نظر منافع حاصل کریں گے۔ چنانچہ مذکورہ مدعیان نے بھی اسی اصول کے تحت اپنے حقوق حاصل کیے۔

سوم : مدعیان نے گذشتہ موقع پر حکومت کی دادرسی کے لیے درخواست پیش کی تھی۔ لیکن خصوصی کمشنروں

کے ان احکامات کی جس میں انھوں نے ان کے منافع کا تعین کیا تھا منظور دے دی گئی اور اس صورت حال سے انہیں ایک مکتوب مورخہ ۱۸ جولائی ۱۸۳۱ء کے ذریعے مطلع کر دیا گیا تھا۔

چہارم : مدعیان کے اس بیان کہ دہلی کے خزانے میں ۳٬۵۵۵ روپے جمع ہیں' جو فیروزپور کے بعض مسمار کیے ہوئے مکانات سے حاصل شدہ رقم ہے کے جواب میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ خزانے میں صرف ۲٬۲۴۸ روپے جمع ہیں جو بندوقوں اور کارتوسوں کی فروخت سے حاصل شدہ آمدنی ہے یہ رقم بلاشرکت غیرے سرکار برطانیہ کی ملکیت ہے۔

۲۲ ۔ مذکورہ بالا واقعات کے پیش نظر میری یہ رائے ہے کہ مدعیان کسی بھی خصوصی مراعت کے حق دار نہیں اور اگر ان کی درخواست کے مطابق عمل در آمد ہوتا ہے تو دیگر قرض خواہ بھی بالکل اسی طرح ملنے والے منافع کے بارے میں عدم اطمینان کا اظہار کریں گے۔

۳ ۔ آپ کے مراسلے کے ساتھ موصول ہونے والے اصل منسلکات واپس کیے جا رہے ہیں۔

دہلی ایجنسی — آپ کا مخلص

کیمپ جودھکا — (دستخط) ٹی' ٹی' مٹکاف

، ضلع سرسا — ایجنٹ برائے گورنر جنرل شمالی صوبہ جات☆

۲۱ جنوری ۱۸۴۰ء

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اور ایجنسی ریکارڈز ۔ کیس نمبر۹ ۔ بی پارٹ ۔ ااا

(۱۱۴)

بخدمت گرامی: ٹی' ٹی' مٹکاف صاحب بہادر
ایجنٹ برائے لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر
شمالی مغربی صوبہ جات' دہلی' شعبہ سیاسی

جناب عالی!

حسب ہدایت عرض ہے کہ آپ کا گزشتہ ۳۱ جنوری کا مکتوب موصول ہوا۔ جس میں مرزا اسداللہ خاں کے اس دعوے کے متعلق' جس کے تحت مدعی نے مرحوم شمس الدین خاں کی جائیداد کی فروخت سے حاصل شدہ آمدنی سے اپنی پنشن کے بقایاجات ادا کرنے کا تقاضا کیا ہے اور یہ باور کرایا ہے کہ متذکرہ رقوم دہلی کے سرکاری خزانے میں جمع ہے' رپورٹ دی گئی ہے۔ جواباً" آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ عزت ماب لیفٹیننٹ گورنر جنرل صاحب بہادر آپ کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں اور موصوف کی یہ رائے ہے کہ مذکورہ دعویٰ بالکل ناقابل پذیرائی ہے۔

آگرہ
۲ مارچ ۱۸۴۰ء

آپ کا مخلص
(دستخط)
قائم مقام معتمد برائے حکومت☆

☆ انڈیا آفس ریکارڈز' لندن - انڈیا پولٹیکل پروسیڈنگز سلسلہ ۱۹۶ جلد ۲۴

(۱۱۳)

(نقل)

منجانب: اسداللہ خان

بخدمت گرامی: ٹی' ایچ' میڈاک صاحب بہادر'

معتمد برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل صاحب بہادر' الہ آباد۔

جناب عالی!

میرے لیے یہ باعث افتخار ہے کہ میں اس خط کے ساتھ منسلکہ ایک عرضداشت بنام نواب گورنر جنرل صاحب بہادر جس میں ایک یادداشت ملکہ عالیہ کے نام ہے پیش کر رہا ہوں۔ نہایت احترام کے ساتھ درخواست ہے کہ آپ اس احقر پر کرم فرمائی کرتے ہوئے منسلکہ عرضداشت موقع و محل دیکھتے ہوئے حضور والا کے حضور پیش کر دیں گے۔

فدوی ملتمس ہے کہ مذکورہ یادداشت یورپ بھیج دینے کے بعد آپ از راہ نوازش اس کی تاریخ روانگی سے مطلع فرمائیں گے۔ میری ذات پر آپ کا یہ احسان عظیم ہو گا جسے میں احساس ممنونیت کے ساتھ ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

آپ کا تابعدار

(دستخط) اسداللہ خاں

(نقل مطابق اصل)

دہلی — (دستخط) ڈبلیو ایڈورڈز

۲۹ جولائی ۱۸۴۲ء — نائب معتمد برائے حکومت ہند

مع گورنر جنرل صاحب بہادر☆

☆ انڈیا آفس ریکارڈز' لندن۔ انڈیا پولٹیکل پروسیڈنگز سلسلہ ۱۹۶ جلد ۲۴

(۱۱۴)

(نقل)

اسد اللہ خان کی عاجزانہ عرضداشت

منجانب : اسد اللہ خاں بنام گورنر جنرل صاحب بہادر

بخدمت گرامی : فضیلت ماب لارڈ ایڈورڈ ایلن برا صاحب بہادر(۴۸) کے سی بی

گورنر جنرل ہند' الہ آباد

بعز عرض جناب عالی!

آپ کے درخواست گزار کو میڈاک صاحب بہادر کے ماہ گزشتہ کی ۱۵ تاریخ کے مراسلہ ذریعے اس کے مقدمہ سے متعلق بورڈز آف ڈائریکٹرز کے فیصلے کی نقل موصول ہوئی۔ مدعی اپنے مقدمے کی بابت صادر ہونے والے احکامات سے مطمئن نہ ہونے کی بنا عزت ماب ملکہ عالیہ کے دربار شاہی میں اپیل کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔ چنانچہ وہ حضور والا سے بصد ادب گزارش کرتا ہے کہ آپ فدوی پر رحم کھاتے ہوئے منسلکہ یادداشت ملکہ عالیہ کے کرم گستر ملاحظے کے لیے پیش کر دیں۔

آپ کا درخواست گزار آپ کے لیے دعاگو رہے گا۔

(نقل مطابق اصل)

دہلی	(دستخط) ڈبلیو' ایڈورڈز
۲۹ جولائی ۱۸۴۲ء	معاون معتمد برائے حکومت ہند مع
	گورنر جنرل صاحب بہادر☆

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ انڈیا پولٹیکل پروسیڈنگز ۔ سلسلہ ۱۹۶ جلد ۲۴

(۱۱۵)

فورٹ ولیم ۲۸ دسمبر ۱۸۴۲ء

(نقل)

گذشتہ ماہ اگست کی ۵ تاریخ کو مندرجہ ذیل جواب گورنر جنرل کے معتمد نے اسد اللہ خاں کو ارسال کیا تھا۔

منجانب: معتمد برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل صاحب بہادر، الہ آباد

شعبہ سیاسی

بخدمت گرامی: اسد اللہ خاں

جناب عالی!

گورنر جنرل کی ہدایت کے مطابق میں آپ کو یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ آپ نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۹ جولائی کے ساتھ جو یادداشت روانہ کی ہے وہ حاضر ڈاک سے فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز کو بھجوا دی جائے گی تاکہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اس کا جائزہ لے سکے۔

الہ آباد

۵ اگست ۱۸۴۲ء

آپ کا مخلص

(دستخط) ٹی، ایچ، میڈاک

معتمد برائے حکومت ہند مع

گورنر جنرل صاحب بہادر

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) ٹی، ایچ، میڈاک

معتمد برائے حکومت ہند مع

گورنر جنرل صاحب بہادر☆

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ انڈیا پولٹیکل پروسیڈنگز سلسلہ ۱۹۶ جلد۔ ۲۴

(۱۱۶)

شعبہ سیاسی
بخدمت گرامی فاضل کورٹ آف ڈائرکٹرز' ایسٹ انڈیا کمپنی

معزز اراکین!

میں بصد افتخار آپ کی خدمت میں اسداللہ خاں کی یادداشت مورخہ ۲۹ جولائی ارسال کر رہا ہوں۔ مدعی نے اپنی پنشن میں خاطرخواہ اضافے کی غرض سے یہ منسلکہ یادداشت ملکہ عالیہ بہادر کے نام تحریر کی ہے۔ آپ معزز اراکین سے استدعا ہے کہ اپنی صوابدید کے مطابق اس عرضداشت کا جائزہ لے لیں۔

آپ کا خدمت گزار'

الہ آباد	ادب شناس اور وفادار خادم
۱۲ اگست ۱۸۴۲ء	(دستخط) ایلن برو☆

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ نمبر آئی او آر ۔ ایف/۴/۲۰۹۳ بورڈز کلیکشن نمبر ۸۹۶۸۴

(۱۱۷)

فورٹ ولیم ۲۸ دسمبر ۱۸۴۲ء
(نقل)

منجانب : اسد اللہ خاں
بخدمت گرامی : ٹی' ایچ' میڈاک صاحب بہادر
معتمد برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل صاحب بہادر وغیرہ' الہ آباد۔

جناب عالی !

آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۵ اگست موصول ہوا۔ جس سے معلوم ہوا کہ میری عرضداشت بذریعہ حاضر ڈاک یورپ بھجوا دی جائے گی۔ آپ کے اس اقدام کریمانہ و خسروانہ کے لیے فدوی از حد شکر گزار ہے۔ نیز فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر کا بھی ممنون احسان ہے۔

اللہ تعالیٰ حضور والا (گورنر جنرل) اور آپ پر رحمتوں کا نزول اور آپ کی کاوشوں کو کامیاب کرے۔

دہلی
۱۵ اگست ۱۸۴۲ء

آپ کا تابعدار
(دستخط) اسد اللہ خان



(نقل مطابق اصل)
(دستخط) ٹی' ایچ' میڈاک
معتمد برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل

(۱۱۹)

فورٹ ولیم ۲۸ دسمبر ۱۸۴۲ء شعبہ سیاسی

حکم ہوا کہ مذکورہ بالا مکتوب کی نقل دفتر ہذا کے اقتباس نمبر ۸۰ مورخہ ۳۱ جنوری کے حوالے سے سول آڈیٹر کے ملاحظے اور ہدایت کے لیے بھجوا دی جائے اور یہ کہ اکاؤنٹنٹ جنرل کو بھی اس کی ایک نقل فراہم کر دی جائے☆۔

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ انڈین پولٹیکل پروسیڈنگز سلسلہ ۱۹۶۔ جلد ۲۴

(۱۱۸)

محترم این' بی بارنگ ایم۔ پی

ایسٹ انڈیا ہاؤس
۱۳ اکتوبر ۱۸۴۲ء

جناب عالی!

کورٹ آف ڈائریکٹرز کی ہدایت کے بموجب اسداللہ خان کی منسلکہ یادداشت جو ملکہ عالیہ بہادر کے نام مرقوم ہے' پیش کر رہا ہوں۔ جو لارڈ ایلن برو کے مکتوب مورخہ ۱۲ اگست (نمبر ۱۰)' ۱۸۴۲ء کے ساتھ منسلک موصول ہوئی تھی۔

آپ کا مخلص
(دستخط) جے' سی' میلویل(۴۹)☆
معتمد۔

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ نمبر آئی آئی او آر ۔ ایف/۴/۲۰۹۳ بورڈز کلیکشن نمبر ۸۹۶۸۴

(۱۲۰)

ہندوستان ارسال کیے جانے والے ریاستی امور پر مبنی مراسلے' مورخہ ۴ اکتوبر ۱۸۴۳ء (نمبر ۳۰) سے اقتباس

گورنر جنرل کا ریاستی امور پر مبنی مراسلہ' مورخہ ۱۲ اگست نمبر ۱۸۴۲/۱۰۔ اور اس سے منسلک اسد اللہ خاں کی یادداشت بنام ملکہ عالیہ بہادر بہ سلسلہ اضافہ پنشن!

یہ یادداشت کمشنر برائے معاملات ہند کو بھیجی گئی☆۔

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ نمبر آئی او آر ۔ ای /۴/۷۶۶ ۔ پولٹیکل ڈسپیچ مورخہ ۴ اکتوبر ۱۸۴۳ء

(۱۲۱)

منجانب اسداللہ خاں
بخدمت گرامی: ایف کیوری صاحب بہادر(۵۰)،
معتمد برائے حکومت ہند، فورٹ ولیم۔

محترم عالی مقام!

فدوی بصد اعزاز ملتمس ہے کہ آپ اس خط سے منسلک یادداشت فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر ہند کے ملاحظے کے لیے پیش فرما دیجیے۔ از راہ نوازش اس پر صادر ہونے والے فیصلے سے بھی مجھے مطلع فرما دیں۔ آپ کی اس کرم گستری کے لیے بندہ ممنون احسان ہو گا۔

دہلی — آپ کا تابعدار

۲۳ اکتوبر ۱۸۴۴ء — (دستخط) اسداللہ خاں☆

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ایف/۴/۲۰۹۳ بورڈز کلیکشن نمبر۹۷۵۴۶

(۱۲۲)

اسد اللہ خاں کی عاجزانہ عرضداشت

بخدمت گرامی: فضیلت ماب لیفٹیننٹ جنرل لارڈ سر ہنری ہارڈنگ صاحب بہادر(۵۱)' بارونٹ جی سی بی'
گورنر جنرل ہند' فورٹ ولیم

معزعرض جناب عالی!

حضور والا کے درخواست گزار نے بصد افتخار حضور والا کے معزز و محترم پیش رو کی خدمت میں ۲۹ جولائی ۱۸۴۲ء کو اپنے دعوے پر مبنی ایک یادداشت پیش کی تھی کہ اسے ملکہ عالیہ بہادر' انگلستان کے ملاحظے کے لیے بھجوا دیا جائے۔ ۵ اگست کو اس وقت کے معتمد برائے حکومت ہند سرٹی' ایچ' میڈاک صاحب بہادر نے اپنے مکتوب کے ذریعے مطلع فرمایا کہ مذکورہ یادداشت فاضل کورٹ آف ڈائرکٹرز کی خدمت میں ارسال کر دی گئی ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اس کے متعلق رائے قائم کرے۔

فدوی نے ۲۵ جنوری ۱۸۴۴ء کو حکومت کو ایک چٹھی لکھ کر یہ معلوم کرنا چاہا تھا کہ انگلستان ارسال کی جانے والی یادداشت پر کیا فیصلہ صادر ہوا ہے۔ حضور والا کے درخواست گزار کو حکومت کے معتمد نے خط کے ذریعے مطلع کیا ہے کہ وہاں سے حاکم اعلیٰ کا ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا ہے۔

چونکہ مذکورہ یادداشت کو یورپ روانہ کیے ہوئے دو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے' لہٰذا فدوی بصد افتخار اپنے مطالبات کے متعلق کیے گئے فیصلے کے جاننے کا خواستگار ہے۔ نیز ملتمس ہے کہ اس سلسلے میں جو بھی احکامات موصول ہوئے ہوں' ان سے فدوی کو مطلع فرمایا جائے۔

حضور والا کا درخواست گزار آپ کے لیے دعاگو رہے گا☆۔

☆ انڈیا آفس ریکارڈز' لندن نمبر آئی او آر۔ ایف/۴/۲۰۰۹۔ بورڈز کلیکشن نمبر ۹۷۵۴۶

(۱۲۳)

بخدمت گرامی فاضل کورٹ آف ڈائرکٹرز' ایسٹ انڈیا کمپنی

معزز اراکین!

فاضل عدالت کو ارسال کردہ خط نمبر ۱۰' مورخہ ۱۲ اگست ۱۸۴۲ء ۔ فاضل عدالت کا خط نمبر ۳۰ مورخہ ۴ اکتوبر ۱۸۴۳ء پیراگراف ۱۰۶۔

اسداللہ خاں کی ایک یادداشت بنام ملکہ عالیہ بہادر جو ایک مکتوب مورخہ ۱۲ اگست ۱۸۴۲ء (نمبر۱۰) کے ساتھ آپ کی فاضل عدالت کو بھیجا گیا تھا' کے حوالے سے عرض ہے کہ ہم اسی مدعی کی ایک درخواست بھجوا رہے ہیں جس میں شخص مذکور نے اپنی پنشن کے اضافے کے سلسلے میں ارسال کردہ عرضداشت کا نتیجہ معلوم کیا ہے۔ بصد ادب!

فورٹ ولیم' شعبہ امور خارجہ
۱۹ نومبر ۱۸۴۴ء

معزز اراکین کے وفادار
(دستخط) ایچ ہارڈنگ
" ٹی' ایچ' میڈاک
" جی پلوک(۵۲)☆

☆ انڈیا آفس ریکارڈز' لندن نمبر آئی او آر ۔ ایف/۴/۲۰۹۳ ۔ بورڈز کلیکشن نمبر ۹۷۵۴۶

(۱۲۴)

مکتوب مورخہ ۱۹ نومبر ۱۸۴۴ء و (نمبر ۴۰) کا جواب

اسد اللہ خاں کی درخواست کہ پنشن کے اضافے کے سلسلے میں ارسال کردہ یادداشت بنام ملکہ عالیہ کے متعلق ہونے والے فیصلے سے مطلع کیا جائے۔
مجموعہ نمبر = ۱۸

۸۰ ۔ ملکہ عالیہ بہادر نے مذکورہ یادداشت کے سلسلے میں اپنی کسی کارروائی سے ہمیں آگاہ نہیں کیا ہے☆۔

☆ انڈیا آفس ریکارڈز، لندن نمبر آئی او آر ۔ ایف/۴/۸۴۷ ۔ پولٹیکل ڈسپیچ نمبر ۲۲ مورخہ ۴ جون ۱۸۴۵ء

(۱۲۵)

ایسٹ انڈیا ہاؤس
۱۹ جولائی ۱۸۴۷ء

جناب عالی!
دہلی سے ارسال کردہ عرضداشت مورخہ ۱۹ مارچ جس میں آپ کی جانب اور دیگر افراد کی جانب سے مطالبات پیش کیے گئے ہیں کے جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کے کسی بھی فریق کی عرضداشت اس وقت تک کورٹ آف ڈائرکٹرز کے زیر غور نہیں لائی جا سکتی جب تک اسے مقامی حکومت کے توسط سے نہ بھیجا گیا ہو۔ لہٰذا آپ کی درخواست واپس ارسال ہے۔

بخدمت گرامی:
جناب سپہ دار خاں
دہلی

آپ کا مخلص
(دستخط) جے' سی' میلویل☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر ۹ پارٹ۔ ۱

(۱۲۶)

عاجزانہ عرضداشت

بخدمت گرامی:
فضیلت ماب جے' تھامسن صاحب بہادر(۵۳)
لیفٹیننٹ گورنر شمال مغربی صوبہ جات' آگرہ

سپہ دار خاں		
طرہ باز خاں		پسران کالے خان
غلام فخرالدین خاں		
حسن علی خان	:	ولد نبی بخش خاں
امراؤ بیگم	:	بنت الٰہی بخش خاں
برادر زادے' برادر زادیاں	:	نواب احمد بخش خاں
		جاگیر فیروز پور' نواح دہلی

بعز عرض جناب عالی!
ہم مدعیان بصد ادب التماس گزار ہیں کہ منسلکہ عرضداشت بنام فضیلت ماب گورنر جنرل بہادر جس کے ساتھ فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز کے نام یادداشت ملفوف ہے کو پہلی فرصت میں ہمارے ایک مدعی کے نام آئے ہوئے مکتوب مورخہ ۱۹ جولائی جس کی نقل لف ہے کے حوالے سے بھجوا دیا جائے۔ مذکورہ یادداشت جسے جناب میلول نے واپس کر دیا تھا' کورٹ آف ڈائریکٹرز کے ملاحظے کے لیے منسلک کیا جا رہا ہے۔
مدعیان اپنے حق پر ہمدردانہ غور کے لیے اپنے افلاس کا تذکرہ ضروری نہیں سمجھتے اس لیے کہ سب پر یہ حقیقت عیاں ہے کہ جو کچھ بھی اثاثہ ان کے پاس موجود تھا وہ ایک بڑے اور بڑھتے ہوئے کنبے کی کفالت کی خاطر

فروخت کر دیا گیا ہے۔ مدعیان ملتمس ہیں کہ عزت ماب ان کی یادداشت پر سفارش فرمائیں گے۔

مدعیان سدا دعا گو رہیں گے

مرزا حسن علی خان	غلام فخرالدین خان	طرہ باز خان
ولد نبی بخش خاں	ولد کالے خان	ولد کالے خاں

سپہ دار خاں	امراؤ بیگم
ولد کالے خاں	بنت الٰہی بخش خاں

دہلی

۲ اکتوبر ۱۸۴۷ء

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر ۹ بی۔ پارٹ۔ ۱

(۱۴۷)

منجانب: سرتھیو فیلس مٹکاف صاحب بہادر بیرونٹ
ایجنٹ برائے لیفٹیننٹ گورنر شمال مغربی صوبہ جات، دہلی

بخدمت گرامی:
جناب جے، تھارنٹن صاحب بہادر،
معتمد برائے حکومت،
شمال مغربی صوبہ جات،
آگرہ

جناب عالی!

نواب احمد بخش خاں مرحوم، جن کی ریاست فیروزپور ۱۸۳۵ء میں حکومت کی تحویل میں آگئی تھی، کے اعزہ سپہ دار خاں، طرہ باز خاں، غلام فخرالدین خاں، حسن علی خاں اور امراؤ بیگم کی درخواست کے مطابق میں بصد افتخار منسلکہ لفافہ بنام عزت ماب لیفٹیننٹ گورنر شمال مغربی صوبہ جات ارسال کر رہا ہوں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے، اس میں ایک درخواست فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز کے رو برو پیش کرنے کے لیے ہے جس میں کفالت بذریعہ پنشن کے مطالبات پیش کیے گئے ہیں جو حکومت کے حکم نمبر ۲۸۔ ایف، مجریہ ۲۷ فروری ۱۸۳۹ء کے مطابق موقوف کر دی گئی تھی۔

۲۔ محولہ بالا حکم کے اختتامی پیرا کے حوالے سے یہاں یہ عرض کرنا عین مناسب ہے کہ جب مدعیان نے فاضل عدالت کو یہ عرضداشت پیش کی تھی، اس وقت انہیں یہ جواب دیا گیا تھا کہ "ہندوستان کے کسی بھی فریق کی درخواست اس وقت تک ان (بورڈ آف ڈائریکٹرز) کے زیر غور نہیں لائی جاتی تاوقتیکہ یہ مقامی حکومت کے توسط سے نہ بھیجی گئی ہو۔" چنانچہ میں ان کی درخواست جناب معتمد تھامسن صاحب بہادر کی ہدایات کے بموجب پیش کر رہا ہوں جو انہوں نے عزت ماب ایف، رابرٹ سن کے عہد گورنری کے وقت مجھے دی تھی اور یہ باور کرایا تھا کہ کوئی بھی

دستاویز جو انگلستان کے وزارت داخلہ کے مجاز حکام کے نام ہو' رد نہیں کی جا سکتی۔

ایجنسی دہلی' کیمپ مرزا پور'
پرگنہ حصار' ضلع حصار' علاقہ دہلی

آپ کا مخلص
(دستخط) ٹی' ٹی مٹکاف
ایجنٹ برائے لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر
شمالی مغربی صوبہ جات☆

۲۶ نومبر ۱۸۴۷ء

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر ۹ پارٹ۔ ۱

(۱۲۸)

بخدمت گرامی: جناب ایچ' ایم' ایلیٹ صاحب بہادر(۵۴)'
معتمد برائے حکومت ہند' شعبہ امور خارجہ

جناب عالی!

عزت مآب لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر کی ہدایت کے تحت میں آپ کی خدمت میں ایک لفافہ ارسال کر رہا ہوں جو فضیلت مآب گورنر جنرل صاحب بہادر کے نام ہے اور اسے دہلی کے ایجنٹ نے یہ کہہ کر بھیجا ہے کہ اس کے اندر نواب احمد بخش مرحوم' جاگیردار فیروز پور کے بعض اقربا کی عرضداشت بہ سلسلہ پنشن موجود ہے۔

۲۔ عزت مآب نے رائے دی ہے کہ ریاست فیروزپور کے الحاق کے بعد جب مدعیان نے پنشن کے سلسلے میں درخواست بھیجی تھی تو شمال مغربی صوبہ جات کے گورنر جنرل نے ۲۷ فروری ۱۸۳۹ء کو اسے حتمی طور پر نامنظور کر دیا تھا اور یہ کہ اس وقت اس موضوع پر جو احکام صادر ہوئے تھے ان کی معزز کورٹ آف ڈائریکٹرز نے توثیق کر دی تھی جیسا کہ ان کے مکتوب نمبر۶' مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۴۰ء کے پیراگراف ۶۵ سے ظاہر ہے۔ لہٰذا لیفٹیننٹ گورنر اس بات کے حق میں نہیں کہ اس معاملے کو دوبارہ اٹھایا جائے۔ بایں ہمہ یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ منسلکات آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں کیونکہ فضیلت مآب نواب گورنر جنرل بہادر کے نام ارسال کیے گئے ہیں۔

صدر دفتر	آپ کا مخلص
۲۲ دسمبر ۱۸۴۷ء	(دستخط) جے' تھارٹن☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز' کیس نمبر۹ بی پارٹ ۱۰

(۱۲۹)

منجانب : ایچ' ایم' ایلیٹ صاحب بہادر'
معتمد برائے حکومت ہند' شعبہ امور خارجہ

بخدمت گرامی :
جے' تھارنٹن صاحب بہادر'
معتمد برائے حکومت شمال مغربی صوبہ جات' شعبہ امور خارجہ

جناب عالی!

حسب ہدایت عرض ہے کہ آپ کا مکتوب مورخہ ۲۲ دسمبر گزشتہ جس میں ریاست فیروزپور کے نواب احمد بخش خاں مرحوم کے چند اعزہ و متعلقین کی پنشن کے لیے درخواست بھیجی گئی ہے موصول ہوا۔ اور جواباً" عرض ہے کہ گورنر جنرل ان کونسل کی رائے ہے کہ اس خاندان کے جملہ افراد جن کے دعوے منظور کر لیے گئے تھے کی پنشن پہلے ہی طے کی جا چکی ہے اور موجودہ مدعیان کے دعوے باقاعدہ رد کیے جا چکے ہیں۔ لہٰذا اس مسئلے کو دوبارہ نہ چھیڑا جائے۔

فورٹ ولیم
۷ جنوری ۱۸۴۸ء

آپ کا مخلص
(دستخط) ایچ' ایم' ایلیٹ
معتمد برائے حکومت ہند☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز ۔ دہلی ریذیڈنسی اینڈ ایجنسی ریکارڈز' کیس نمبر ۹ بی پارٹ ۔۱

(۱۳۰)

بخدمت گرامی جناب ایجنٹ صاحب بہادر
برائے لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر،
شمال مغربی صوبہ جات، دہلی

جناب عالی

آپ کے گزشتہ نومبر کی ۲۲ تاریخ کے مکتوب کے ہمراہ فیروزپور کے نواب احمد بخش خاں کے اعزہ و متعلقین سپہ دار خان و طرہ باز خاں وغیرہ کی حکومت کی جانب سے کفالت بذریعہ پنشن کی جو درخواست بورڈ آف ڈائریکٹرز کو بھیجنے کے لیے پیش کی گئی تھی کے سلسلے میں حسب ہدایت جناب معتمد ایلیٹ صاحب بہادر کی جانب سے جواب میں لکھے گئے ماہ ہذا کی ۷ تاریخ کے مکتوب کی نقل منسلک کر رہا ہوں۔

آپ کا مخلص
(دستخط) جے، تھارٹن
معتمد برائے حکومت
شمال مغربی صوبہ جات

شعبہ امور خارجیہ
شمالی مغربی صوبہ جات
صدر دفتر
۲۶ جنوری ۱۸۴۸ء

(۱۳۱)

فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز کے مکتوب مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۸۵۰ء سے اقتباس

فیروزپور کے نواب احمد بخش خان کے خاندان کے کچھ افراد کی یادداشت جس میں اس بنا پر کہ مذکورہ جاگیر حکومت نے تحویل میں لے لی ہے کفالت بذریعہ پنشن کی درخواست کی گئی ہے۔

۵ ـ اس درخواست کو محض یہ کہہ کر کہ "مرحوم نواب کے اہل خاندان کی پنشن کی ادائیگی کا معاملہ بہت پہلے نمٹایا جا چکا ہے" رد کر دینے کا جو جواز لیفٹیننٹ گورنر نے پیش کیا ہے اور جس کی گورنر جنرل نے توثیق کی ہے، اس وقت موزوں ثابت ہوتا اگر مدعیان کا یہ استغاثہ پہلی مرتبہ آگے بڑھایا گیا ہوتا، لیکن وہ یہ الزام لگا رہے ہیں کہ جاگیر کی ضبطی کے بعد وہ مسلسل اپنا دعویٰ پیش کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا ان کا متعلقہ مقدمہ استحقاق کی بنیاد پر ہی نمٹایا جا سکتا ہے۔ نیز، ہمیں اس بات میں شبہ کرنے کی بھی کوئی وجہ نہیں کہ انہوں نے جو موقف اختیار کیا ہے اس پر مناسب غور و خوض نہیں کیا گیا ہو گا۔ تاہم ہمیں آپ کی حکومت کے فیصلے کے خلاف اپیل موصول ہوئی ہے، لہٰذا ہماری خواہش ہے کہ اس معاملے کے متعلق ضروری معلومات ہمیں فراہم کی جائیں تاکہ اسے نمٹایا جا سکے۔

(اقتباس مطابق اصل)

(دستخط) ایچ، ایم ایلیٹ

معتمد برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل

(۱۳۲)

منجانب: سر ہنری ایلیٹ صاحب بہادر کے سی بی
معتمد برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل'

بخدمت گرامی:
جناب جے' تھارنٹن صاحب بہادر'
معتمد برائے حکومت شمال مغربی صوبہ جات' شعبہ امور خارجہ

جناب عالی!

فیروز پور کے نواب احمد بخش خاں مرحوم کے چند اہل خاندان نے فیروزپور کی جاگیر کی ضبطی کے نتیجے میں کفالت بذریعہ پنشن سے متعلق ایک یادداشت گذشتہ مئی کی ۱۱ تاریخ کو فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر کو پیش کی تھی جو فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز کے ملاحظے کے لیے روانہ کی گئی تھی۔ مجھے گورنر جنرل بہادر نے ہدایت کی ہے کہ محترم لیفٹیننٹ گورنر کی معلومات کے لیے فاضل عدالت کے مکتوب مورخہ ۳۰ کتوبر نمبر ۳۰ کے پیراگراف ۵ کا اقتباس پیش کروں جس میں معزز عدالت کی جانب سے متعلقہ استغاثہ کے متعلق رائے کا اظہار کیا گیا ہے۔

۲۔ آپ از راہ کرم اپنی اولین فرصت میں فاضل عدالت کو درکار معلومات فراہم کر دیں۔

آپ کا تابعدار
(دستخط) ایچ' ایم' ایلیٹ
معتمد برائے حکومت ہند
مع گورنر جنرل

کیمپ وزیر آباد
۲۳ دسمبر ۱۸۵۰

(۱۳۳)

بخدمت گرامی سر ایچ ایم ایلیٹ صاحب بہادر کے سی بی
معتمد برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل صاحب بہادر شعبہ امور خارجہ

جناب عالی!

معزز لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر کی ہدایت کے بموجب عرض ہے کہ آپ کا گزشتہ ماہ دسمبر کی ۲۴ تاریخ کا مکتوب نمبر ۲۹۶۴ اور اس سے منسلک فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز کے مراسلے نمبر ۳۰' مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۸۵۰ کے اقتباس کا پیراگراف ۵ جس میں فیروزپور کے نواب احمد بخش خاں کے بعض اعزہ کی جانب سے پنشن کے استغاثے کے متعلق معلومات دریافت کی گئی ہیں موصول ہوا۔

۲۔ حسب ہدایت جواب میں نواب مرحوم کے چند اہل خاندان کے گوشوارے کا اقتباس پیش کر رہا ہوں جسے دہلی کے ایجنٹ صاحب بہادر نے ۱۰ جنوری ۱۸۳۹ء کو فراہم کیا تھا اور یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اسی بنیاد پر شمال مغربی صوبہ جات کے گورنر جنرل صاحب بہادر نے اپنے احکام مجریہ ۲۷ فروری ۱۸۳۹ء میں یہ فیصلہ صادر کیا تھا کہ ان مدعیان کو امدادی سہولت فراہم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ کا مخلص

(دستخط) جے تھارنٹن

شعبہ امور خارجہ

شمال مغربی صوبہ جات

کیمپ لیفٹیننٹ گورنر

۴ فروری ۱۸۵۱ء

(۱۳۴)

فیروزپور کے جاگیردار نواب احمد بخش خاں مرحوم کے متعدد افراد خاندان کے گوشوارے سے اقتباس جو دہلی کے ایجنٹ نے فراہم کیا تھا۔

نمبر شمار	نام	عمر	رشتہ داری		ذاتی ملکیت اور اس کی قیمت	تبصرہ: مرد رکن کا موجودہ ذریعہ معاش اگر رکن عورت ہے تو اس کی شادی کس سے ہوئی۔ شوہر کا پیشہ اور ذریعہ معاش
۱	امراؤ بیگم	۴۲	بھتیجی۔ یہ نبی بخش خاں کی بیٹی (الٰہی بخش خاں کی بیٹی)	احمد بخش خاں کی جانب سے تیس روپے ماہانہ ملتے تھے۔	کوئی جائیداد نہیں	زوجہ اسد اللہ خاں جنہیں فیروزپور کی جاگیر سے ۷۵۰ روپے سالانہ ملا کرتے تھے حکومت سے جاگیر کے ملحق ہونے کے بعد یہ رقم بحال رہی۔ البتہ تیس روپے کا ماہانہ وظیفہ شمس الدین خان نے بند کر دیا۔ امدادی کارروائی ضروری نہیں !
۲	سپہ دار خاں	۵۰	ولد کالے خاں جو احمد بخش خاں کے چچازاد بھائی کالے خان کا بیٹا اور ان کے چچا قلی خان کا پوتا	شمس الدین خاں سے ماہانہ ۵۰ روپے ملا کرتے تھے	ایضاً	پس انداز کی ہوئی رقم پر گزارہ کرتے ہیں۔ نیز گھر کا اثاثہ فروخت کر کے اخراجات پورے کرتے ہیں۔ تین یا چار بچوں کے باپ ہیں۔ شمس الدین خاں نے وفات سے پہلے ان کا وظیفہ بند کر دیا تھا۔ یہ روزی کمانے کے قابل ہیں کارروائی ضروری ہیں۔
۳	طرہ باز خاں	۴۵	احمد بخش خاں	شمس الدین خاں	شہر میں ان کا	پس انداز کی ہوئی رقم پر گزارہ کرتے ہیں۔

		کے چچازاد بھائی کالے خاں کا بیٹا اور ان کے چچا قلی خان کا پوتا	نے انہیں دگان چل کا قصبہ جاگیر میں دیا تھا جس کی سالانہ آمدنی ۵۰۰ روپے تھی	اپنا مکان ہے جس میں رہتے ہیں اس کی مالیت ۲۵۰۰ روپے ہے	نیز گھر کا اثاثہ بیچ کر اور قرض لے کر اخراجات پورے کرتے ہیں۔ ان کی تین کنواری بیٹیاں ہیں۔ شمس الدین خاں نے اپنی زندگی میں ان سے جاگیر واپس لے لی تھی۔ کارروائی ضروری نہیں۔
غلام فخرالدین خاں	۳۵	ان کے چچا زاد بھائی کالے خان کا بیٹا اور ان کے چچا قلی خان کا پوتا	شمس الدین خاں کے زمانے میں ۷۰ روپے ماہانہ ملا کرتے تھے	شہر میں ان کا اپنا مکان ہے جس میں رہتے ہیں جس کی مالیت ۴ ہزار روپے ہے	شمس الدین خاں نے اپنی وفات سے چار پانچ سال قبل ان کا ماہانہ وظیفہ بند کر دیا تھا۔ ان کی اہلیہ کو جو نواب مرتضیٰ خاں کی دختر ہیں حکومت سے ۱۰۰ روپے ماہانہ ملتے ہیں۔ یہ ان کے والد جو پوال کے جاگیردار تھے' کی وفات پر بطور وظیفہ ملنا شروع ہوا تھا۔ کارروائی ضروری نہیں۔
حسن علی خان	۴۰	یہ احمد بخش خان کے بڑے بھائی نبی بخش خان کے بیٹے ہیں	شمس الدین خاں کی جانب سے ماہانہ ۱۰۰ روپے ملتے تھے	دہلی میں ایک ہزار روپے سے کچھ کم مالیت کا مکان ہے	منقولہ جائیداد فروخت کر کے گزر بسر کرتے ہیں۔ نواب شمس الدین خاں کی زندگی میں ان کے مختار تھے۔ ان کے تین بیٹے ہیں ایک کی شادی سلطان بخش خاں کی بیٹی نظامی بیگم سے ہوئی ہے۔ دوسرے بیٹے جوان ہیں اور بے روزگار۔ ان کے متعلق باور کیا جاتا ہے کہ سابق ایجنٹ کے قتل میں ملوث تھے۔ کسی کارروائی کی ضرورت نہیں

(۱۳۵)

حکومت پنجاب کے فارسی ریکارڈ پر مبنی بستہ نمبر۲۱ میں موجود ایک ایسا رجسٹر ہے جس میں ۱۸۶۴ء سے ۱۸۷۲ء تک کے مقدمات درج کیے گئے ہیں۔ اس بستے کا اندراج نمبر۵۸، مورخہ ۲۸ جون ۱۸۶۹ء کچھ اس نوعیت کا ہے :

عرضی امراؤ بیگم زوجہ مرزا اسداللہ خاں غالب سکنہ دہلی معہ کاغذات انگریزی بگزارش نہ ہونے گزارا ماہوار مجوزہ صاحب کمشنر بہادر میں درخواست واگزاری کل پنشن شوہر متوفی بنام خود و حسین علی خان(۵۵) پسر متبنی خود۔

حکم ہوا

اصل عرضی بنام کمشنر بہادر دہلی مرسل ہو اور سائلہ کو اطلاع دے دی جائے۔

ضمیمہ ۲

برہان قاطع اور سبد چین

سے متعلق

متفرق مکاتیب

۱۱ مارچ ۱۸۶۶ء تا ۵ ماچ ۱۸۶۸ء

(۱۳۶)

عزت ماب ڈی ایف میکلوڈ صاحب بہادر سی بی لیفٹیننٹ گورنر

۱۱ مارچ ۱۸۶۶ء

محترم جناب میکلوڈ صاحب بہادر(۵۶)'

کرنل ہملٹن صاحب کے توسط سے مرزا نوشہ دہلوی کی ایک تصنیف کے چار نسخے موصول ہوئے ہیں۔ اس کتاب کا عنوان ہے "قاطع برہان"۔ اس میں فارسی کی مشہور لغت "برہان قاطع" کے بعض حصوں پر تنقید کی گئی ہے۔ کرنل ہملٹن صاحب بہادر کا خیال ہے کہ حوالے کے طور پر یہ کتاب کار آمد ثابت ہو گی اور اس کا سکول کی لائبریریوں میں رکھنا مفید ہو گا۔ مرزا نوشہ کو مبلغ =/۵۰ روپے کی خلعت سے سرفراز کیا جائے' ایک نسخہ انجمن اور کالج کی لائبریری کے لیے ارسال ہے' اگر یہ کتاب فی الحقیقت کار آمد متصور کی گئی تو اس کے مزید نسخے خرید کر اعلی ثانوی سکولوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔

آپ کا مخلص

(دستخط) ٹی ایچ تھارنٹن☆

☆ پنجاب آرکائیوز - پی پروسیڈنگز نمبر ۸ مورخہ مارچ ۱۸۶۶ء

(۱۳۷)

بخدمت گرامی ڈاکٹر جی' ڈبلیو لائٹنر(۵۷) صاحب بہادر
صدر' سوسائٹی برائے فروغ علم نافع' لاہور

مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۶۶ء

جناب عالی!

بصد اعزاز آپ کی خدمت میں مرزا نوشہ دہلوی کی کتاب "قاطع برہان" کا ایک نسخہ ارسال کر رہا ہوں۔ اس میں فارسی کی مشہور لغت "برہان قاطع" کے بعض حصوں پر تنقید کی گئی ہے آپ سے استدعا ہے کہ اسے "انجمن پنجاب" کے سامنے اس درخواست کے ساتھ رکھیں کہ وہ اس کی خوبیوں کے متعلق رائے دے' نیز یہ بھی بتائے کہ آیا یہ سکولوں اور کالجوں کے لیے مفید ثابت ہو گی یا نہیں!

(دستخط) ٹی' ایچ تھارنٹن☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ پی پروسیڈنگز نمبر ۸ مورخہ مارچ ۱۸۶۶ء

(۱۳۸)

بخدمت گرامی ٹی' ایچ تھارنٹن صاحب بہادر
معتمد برائے حکومت پنجاب اور اس کے ماتحت ادارے

جناب عالی!

آپ کے گزشتہ مارچ کی ۱۵ مارچ مکتوب نمبر ۱۰۰' کے حوالے سے عرض ہے کہ سوسائٹی کی ہدایت کے بموجب اس کے رکن شیخ فیروزالدین کی "قاطع برہان" کے متعلق رائے جس کی انجمن نے بھی توثیق کی ہے ارسال ہے۔ کتاب بعنوان "قاطع برہان" شکریے کے ساتھ واپس کی جا رہی ہے۔

سوسائٹی برائے فروغ علم نافع	آپ کا وفادار خادم
لاہور	نوبین سی رائے(۵۸)
۲ جون ۱۸۶۶ء	معتمد برائے سوسائٹی☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز - "بی" پروسیڈنگز نمبر۱/۲ مورخہ اگست ۱۸۶۶ء

(۱۳۹)

مرزا نوشہ کی کتاب "قاطع برہان" کے مفید ہونے کے متعلق سوسائٹی برائے فروغ علم نافع کی رائے۔

یہ کتاب (قاطع برہان) خود ایک مستقل لغت نہیں، البتہ مصنف نے مشہور فارسی لغت "برہان قاطع" کے بعض حصے منتخب کر کے ان پر تنقید کی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مصنف نے اس کتاب کو مرتب کرنے میں اپنی ذہانت کا ثبوت دیا ہے جو قابل تعریف ہے۔ مگر اس کتاب کی تعلیم مدارس میں ضروری نہیں! البتہ اگر "برہان قاطع" مدرسوں میں رکھی جائے تو اس کے ساتھ اس کتاب (قاطع برہان) کا رکھنا مناسب ہو گا۔

مذکورہ بالا رائے اصلاً سوسائٹی کے رکن شیخ فیروزالدین نے دی ہے جس کی اراکین کی اکثریت نے توثیق کی ہے☆۔

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ "بی" پروسیڈنگز نمبر۱/۲ مورخہ اگست ۱۸۶۶ء

(۱۴۰)

رائے نسبت کتاب قاطع بزبان مولفہ مرزا نوشہ صاحب

حسب ورود چٹھی صاحب سکرٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب بنام ڈاکٹر صاحب بہادر بدیں خلاصہ کہ آیا یہ کتاب واسطے مدارس وغیرہ کے اچھی لغت متصور ہو گی یا نہیں ڈاکٹر صاحب ممدوح و دیگر ممبران انجمن نے نسخہ قاطع برہان مجھ کو واسطے دیکھنے اور لکھنے رائے مناسب کے دیا تو میں نے کتاب کو دیکھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کتاب بعض لغات برہان قاطع کے رد میں ہے خود مستقل کتاب لغت نہیں اور اگرچہ مصنف نے بہ ذکاوت خود بعض مقام میں ایسا زور طبع دکھلایا ہے کہ قابل تعریف ہے' مگر اس کتاب کی تعلیم مدارس میں ضروری نہیں ہے' اور یہ بھی خارجا" سنا گیا ہے کہ اس کے اوپر اور رد و قدح بھی ہوا ہے۔ پس میری دانست میں اس کتاب کا تنہا مدرسوں میں رکھنا چنداں ضروری نہیں۔ البتہ اگر برہان قاطع مدرسوں میں رکھی جاوے تو اس کے ساتھ اس کا رکھنا خالی از فائدہ نہیں ہے اور جو رسائل اس کے اوپر رد و قدح کے ہوں' ان کو بھی رکھنا ضروری ہے تاکہ ناظرین کو امر تحقیق پر آگاہی ہو فقط ۔ ۲۳ اپریل ۱۸۶۶ء
مشتہر باب : شیخ فیروز الدین(۵۹) عفی عنہ☆

پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز ۔ "بی" پروسیڈنگز نمبر۱/۲ مورخہ اگست ۱۸۶۶ء

(۱۴۱)

بخدمت گرامی ٹی' ایچ' تھارنٹن صاحب بہادر'
معتمد برائے حکومت' پنجاب

جناب عالی!

یہ جاننے کے بعد کہ عزت ماب لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر ہندوستان میں افسروں کے امتحانات کے لیے فارسی قواعد کی کتاب داخل نصاب کرنا چاہتے ہیں۔ جو کسی مستند مصنف کی لکھی ہوئی ہو۔ میں نے اردو میں اس موضوع پر کتاب لکھی اور اسے دہلی کے کمشنر کرنل ہملٹن صاحب بہادر کے توسط سے حضور والا کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ لیکن مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ عزت ماب نے اسے منظور فرمایا کہ نہیں۔ لہٰذا میں جناب والا سے التماس کروں گا کہ مجھے اس امر سے مطلع فرمائیں کہ آیا عزت ماب اسے طباعت کے لائق سمجھتے ہیں کہ نہیں۔ یہ میری ناچیز رائے ہے کہ مذکورہ تصنیف سرکاری کالجوں اور سکولوں کے طلبہ کے لیے مفید ثابت ہو گی۔

امید ہے کہ جواب سے سرفراز کیا جاؤں گا۔

دہلی

۲۶ جولائی ۱۸۶۶ء

آپ کا وفادار خادم

اسداللہ خاں' شاعر دہلی☆

محمد اسداللہ خاں ۱۲۳۸

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز "بی" پروسیڈنگز نمبر ۱/۲ مورخہ اگست ۱۸۶۶ء

(۱۴۲)

بخدمت گرامی ناظم تعلیمات عامہ

مورخہ ۴ اگست ۱۸۶۶ء

مرزا نوشہ دہلوی کی کتاب "قاطع برہان" جو مشہور فارسی لغت "برہان قاطع" کے بعض حصوں پر تنقید ہے کا ایک نسخہ آپ کے تبصرے کے لیے ارسال خدمت ہے☆۔

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز "بی" پروسیڈنگز نمبر۱/۲ مورخہ اگست ۱۸۶۶ء

(۱۴۳)

منجانب میجر اے۔ آر۔ فلر' آر' اے'
ناظم تعلیمات عامہ' پنجاب۔

بخدمت گرامی: ٹی' ایچ' تھارنٹن صاحب بہادر'
معتمد برائے حکومت' پنجاب۔
مورخہ یکم دسمبر ۱۸۶۶ء

مکتوب نمبر ۲۷۵' مورخہ ۴ اگست ۱۸۶۶ء کا جواب اور مکتوب نمبر ۲۸۲' مورخہ ۲۳ نومبر ۱۸۶۶ء کی یاد دہانی۔
مولوی کریم الدین(۶۱)' ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز' لاہور سرکل اور مولوی علمدار حسین(۶۲) اسسٹنٹ پروفیسر عربی' لاہور گورنمنٹ کالج کے مرزا نوشہ دہلوی کی "قاطع برہان" پر اردو میں لکھے ہوئے تبصرے مع ڈائریکٹر صاحب کی یادداشت کے پیش خدمت ہیں۔ مرسلہ کتاب کا نسخہ بھی واپس کیا جا رہا ہے۔

(دستخط) اے' آر فلر
ناظم تعلیمات عامہ پنجاب☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ "بی" پروسیڈنگز نمبر ۳۸/۳۹ مورخہ دسمبر ۱۸۶۶ء

(۱۴۴)

جناب عالی!

حسب الحکم حضور کے کتاب قاطع برہان بندہ نے پڑھی اور خوب غور سے اس کتاب کو دیکھا۔ اس کتاب کا یہ حال ہے کہ کتاب برہان قاطع جو ایک لغت فارسی کی کتاب ہے اور مدت سے جاری ہے اور اس مصنف کو بھی اسی سے یقینا فارسی آئی ہے' اس کے بعض بعض لغت پر اس کتاب کے مصنف نے اعتراض کیے ہیں اور اعتراض اس کے اس طور کے ہیں کہ یا تو یہ کہتا ہے کہ یہ لغت میں نے کہیں نہیں دیکھا نہ پڑھا اور یا یہ کہتا ہے کہ اس لغت کے کئی معنی جو برہان قاطع میں لکھے ہیں' ان میں سے فلاں معنی ہرگز نہیں ہیں اور دلیل اس کی کہیں نہیں دیتا۔ اپنے تیں جامع اللغات سمجھتا ہے اور اعتراض بہت برے طور سے کیے ہیں یعنی بعضے مقام پر تو صاف صاف گالیاں مصنف برہان قاطع کو دی ہیں اور بعض جگہ اس کی ہنسی اور مسخریہ ایسا کرتا ہے کہ اہل خلق سے اس طرح کی عبارت کا سرزد ہونا بہت نازیبا ہے اور باوجود اس کے میں نے سنا ہے کہ ایک کتاب اس کے جواب میں درمیان میرٹھ کے چھپ چکی ہے۔ اس میں اس کی غلطیاں بھی بتلائی گئی ہیں۔ اس کا نام قاطع القاطع ہے۔ پس میرے نزدیک یہ کتاب بے فائدہ ہے۔ البتہ ایک طرح فائدہ ہوتا کہ چند لغات جن پر اس نے اعتراض کیے تھے' ان کو صحیح کر کے برہان قاطع کے اخیر میں چھپوا دیتا اور یہ لکھ دیتا کہ یہ ایجاد میرا ہے۔ جو لغت پر اعتراض کرنا معیوب سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ مصنف سابق نے جو معنی اس لغت کے یہ لکھے ہیں بے شک کسی محاورہ یا کسی کتاب متقدم سے لکھے ہونگے وہ اس فہرست کو نہ مانتے اور جو شخص معتقد اس مصنف کے ہوتے وہ مان لیتے۔ اب اس نے جو ایک کتاب ہزل اور مسخریہ آمیز لکھی ہے اس کا سوا اس کے اور کچھ فائدہ متصور نہیں ہوتا کہ طلبا کو طریقہ ہزل بولنے اور بیہودہ لکھنے کا آ جاوے جو کہ سراسر منافی اخلاقی کے ہے اور عجب نہیں ہے کہ جن معنوں پر اور جن لغتوں پر اس نے اعتراض کیے ہیں وہ اس کی نظر سے نہ گزرے ہوں کیونکہ وہ غیر ملک کی بولی ہے جہاں پر یہ مصنف کبھی نہیں گیا اور نہ شاید وہ محاورے اس نے سنے ہوں اور جبکہ اس کتاب کا جواب شہر میرٹھ میں چھپ چکا ہے اور اس مصنف کی غلطیاں انھوں نے سب بتلا دی ہیں تو اس کتاب سے کچھ فائدہ متصور نہیں ہے۔ فقط۔

زیادہ حد آداب

کریم الدین ڈپٹی انسپکٹر مدارس

۲۸ ستمبر ۱۸۶۶ء☆

پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ "بی" پروسیڈنگز نمبر ۳۸/۳۹ مورخہ دسمبر ۱۸۶۶ء

(۱۴۵)

عالی جاہا!

چونکہ یہ مقدمہ تصنیف کتاب قاطع برہان کا بہت طول پکڑ گیا ہے۔ اسی واسطے مناسب معلوم ہوا کہ میں ابتدا ہی سے اس مقدمہ کا کچھ کچھ حال مختصر طور پر مع اپنی رائے کے گزارش کروں۔ کتاب برہان قاطع کو فارسی لغات میں حکیم محمد حسین تبریزی برہان تخلص نے تالیف کیا۔ یہ کتاب ۱۰۵۷ ہجری میں بہ عہد سلطان قطب شاہ بن قطب شاہ کے دکن میں تالیف ہوئی۔ بموجب بیان مصنف کے اس میں ۱۸۸۷ لغت اور کنایہ ہیں اور اگر اس کے ملحقات کو بھی شمار کیا جائے تو اس میں ۲۲۳۲۲ لغت ہیں۔

مصنف نے اس کو نہایت محنت اور تلاش کے ساتھ فرہنگ جہانگیری، مجموع الفرس سروری، سرمہ سلیمانی، صحاح الادویہ حسین الانصاری وغیرہ بڑی بڑی معتبر اور مشہور کتابوں سے اور نیز محاورات اہل زبان کا تتبع کر کے تالیف کیا ہے اور اسے آسان اور دلچسپ ترتیب پر لکھا ہے کہ اس کتاب کے تصنیف ہونے کے بعد پہلی کتابوں پر لوگوں کی چنداں توجہ نہ رہی۔ یہ ہی کتاب مقبول طبائع ہر خاص و عام ہو کر سب جگہ پھیل گئی۔

دو سو برس سے یہ کتاب تمام فضلا اور مصنفوں کے دعووں کی دستاویز چلی آتی ہے اور اس نے سب خاص و عام فارسی دانوں کی گردنوں میں اپنے مصنف کی احسان مندی کا طوق ڈال رکھا ہے۔

باوجود اس کثرت لغات کے اور اس قدر زمانہ تصنیف گزرنے کے لیکن کسی ایک لغت پر بھی اس کے انگشت اعتراض کسی فاضل کو رکھتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ سنا۔

اب نواب اسداللہ خان صاحب غالب کہ جو اپنے زمانہ میں فارسی دانی اور شاعری کے اندر شاید ایک آدمی ہیں اور اپنا نظیر نہیں رکھتے، اس کتاب پر معترض ہوئے ہیں اور انھوں نے بموجب حساب مصنف محرق القاطع (کذا) کے ۲۸۴ لفظوں پر اس کے اعتراض کیے ہیں اور ان اعتراضوں کو فی الحقیقت ویسے ہی قوت دی ہے جیسے کہ وہ لاجواب فاضل ہیں۔ (ان ہی اعتراضوں کا نام قاطع برہان ہے کہ جس پر حضور رائے طلب فرماتے ہیں) ان اعتراضوں کے جواب میں اور پھر ان جوابوں کے جواب میں محرق القاطع (کذا)، قاطع القاطع، ضارب سیف قاطع، ساطع برہان، دافع ہذیان، لطائف غیبی، نامہ غالب وغیرہ بہت سے رسالہ اب تک تالیف اور تصنیف ہو چکے ہیں۔ ان میں بعض رسالہ حقیر نے بھی دیکھے ہیں۔ خلاصہ ان کا مجھے یہ معلوم ہوا کہ مرزا اسداللہ خاں صاحب کے ۲۸۴ اعتراضوں میں سے

صرف ۲۴ اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے اور ان ۲۴ میں بھی صرف پانچ چار ہی ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ جو حقیقتہ" درست ہیں اور جن میں سے صرف دو کو نواب اسداللہ خان صاحب نے بھی مان لیا۔

پس میری رائے ناقص اس مقدمہ میں یہ ہے کہ اگر برہان قاطع کے ۲۲۳۲۲ لفتوں میں سے صرف ۲۸۴ پر اعتراض کیا گیا تو ان اعتراضوں سے نہ برہان قاطع کی بے اعتمادی اور منسوخیت لازم آتی ہے اور نہ اس کے مشہور مصنف کی جلالت شان اور فیض بخشی اور احسان پر کچھ حرف آتا ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان اعتراضوں کے ضمن میں بعضے ایسے ایسے اعتراض بھی ہیں کہ مثلاً آمیختن کو بروزن آبستن کس واسطے لکھا یہ قید زائد ہے۔ اس کو ہر شخص جانتا ہے۔ یا مصدر تو لکھا ہی تھا پھر اس کے مشتقات کو علیحدہ لغت قرار دے کر لکھنے کی کیا ضرورت تھی وغیرہ۔

علیٰ ہذا القیاس مرزا اسداللہ خان صاحب کی اگر ستم ظریفی سے اغماض کیا جائے کہ جو انھوں نے مصنف کتاب برہان قاطع کے حق میں کی ہے تو ان کا یہ کام کہ انھوں نے اس کتاب کی تقریباً ۲۸۴ غلطیوں پر ہم کو آگاہی بخشی اور آئندہ کو ان مقاموں کی غلطی میں پڑھنے سے ہم کو روکا اور وہ متقدمین کی غلطیوں کی اصلاح کرنے کے بارے میں کہ جو ایک نہایت ضروری اور ترقی بخش کام اس ملک میں معیوب سمجھا چلا آتا ہے' فی الحقیقت نہایت احسان مندی کے ساتھ ان کا شکریہ ہم پر واجب ہوتا ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کے اعتراض صرف اعتراض ہی نہیں بلکہ ان کی معلومات کے نکات اور ان کی تحقیقات کے تجربوں پر بے منت تلاش کے اور بغیر رجوع کرنے کے بڑی بڑی کتابوں کی طرف ایسی آگاہی بخشتے ہیں کہ جو آگاہی بڑی بھاری تدبّش کے بعد ہی حاصل ہوتی تب ہی ممکن ہے کہ جبکہ ہم میں سے ہر ایک مرزا اسداللہ خان صاحب غالب بن جائے۔

پس میں برہان قاطع اور قاطع برہان دونوں کا طرفدار اور دونوں کا شکر گذار ہوں اور اس بات کو ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں برہان قاطع ہو وہاں قاطع برہان بھی ضرور رہنی چاہیے یا قاطع برہان کو سامنے رکھ کر برہان قاطع کو درست کر دیا جائے جب کہ ملک یورپ میں اگلی کتابوں کی تصحیح اور اصلاح کا دستور ہے فقط۔

عرضے

علمدار حسین' پروفیسر عربی' گورنمنٹ کالج' لاہور

۲۷ ستمبر ۱۸۶۶ء☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ "بی" پروسیڈنگز نمبر ۳۸/۳۹ مورخہ دسمبر ۱۸۶۶ء

(۱۴۶)

یادداشت

۱۔ "برہان قاطع" ایک فارسی لغت ہے جسے حکیم محمد حسین تبریزی نے ۱۰۵۷ ہجری میں بہ عہد سلطان عبداللہ قطب شاہ دکن میں ترتیب کیا تھا۔ کتاب کے متن اور ضمیمہ جات میں ۲۲٬۳۲۲ الفاظ شامل ہیں۔

۲۔ اسداللہ خاں (غالب) معروف بہ مرزا نوشہ جو دہلی کہ سابق مرحوم بادشاہ کے درباری شاعر تھے، نے مذکورہ کتاب میں ۲۰۰ غلطیوں کی نشان دہی اپنی کتاب "قاطع برہان" یا "درفش کاویانی" میں کی ہے، اور موصوف کے اعتراضات کا بعض پمفلٹ نگاروں نے بھی جواب دیا ہے۔

۳۔ اس موضوع پر جو اختلاف قائم ہوا ہے اس کے متعلق مشرقی ماہرین السنہ کی آراء کم و بیش مرزا نوشہ کے حق میں ہیں۔ نیز، انہوں نے جو معرکتہ الارا حقائق بیان کیے ہیں، ان کا خلاصہ بطور "غلط نامہ" "برہان قاطع" میں شامل کرنا بہت مفید ہوگا لیکن یہ حقائق خاصے طویل ہیں اور ان کا انداز بیان ادق بھی ہے اور طنز آمیز بھی!

(دستخط) اے۔ آر۔ فلر☆

☆ جاب گورنمنٹ آرکائیوز "بی" پروسیڈنگز نمبر ۳۹/۳۸ مورخہ دسمبر ۱۸۶۶ء

(۱۴۷)

قاطع برہان

نیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر

میرا خیال ہے کہ ہم اس کے ایک درجن نسخے انجمن، کالج کی لائبریروں اور بعض اعلیٰ درجے کے مدارس میں تقسیم کرنے کے لیے خرید لیں۔

(دستخط) ٹی، ایچ، تھارنٹن

بہت بہتر! لیکن مصنف کو مطلع کر دیا جائے کہ چونکہ یہ ایک قسم کا تبصرہ، تنقید اور نزاعی موضوع ہے، لہٰذا حکومت کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ تعلیمی مقاصد کے لیے اس کی وسیع پیمانے پر سرپرستی کرے۔

۱۰ دسمبر (دستخط) ڈی، ایف میکلوڈ☆۲

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز "بی" پروسیڈنگز نمبر ۳۸/۳۹ مورخہ دسمبر ۱۸۶۶ء

(۱۴۸)

بخدمت گرامی مرزا اسد اللہ خاں غالب، دہلی

جناب عالی!

آپ کے مکتوب مورخہ ۲۶ جولائی ۱۸۶۶ء کے جواب میں حسب ہدایت عرض ہے کہ حکومت آپ کی تصنیف ''قاطع برہان'' کے بارہ نسخے انجمن لاہور، کالج کی لائبریریوں اور دیگر اعلیٰ قسم کے مدارس میں تقسیم کرنے کے لیے خرید لے گی۔

۲۔ بایں ہمہ، مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ اگرچہ اس میں بہت تحقیق سے کام لیا گیا ہے لیکن اس کی حیثیت، تبصرے، تنقید اور نزاعی ہے، لہٰذا حکومت کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ تعلیمی مقاصد کے لیے اس کی وسیع پیمانے پر سرپرستی کرے۔

مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۸۶۶ء (دستخط) ٹی، ایچ تھارنٹن☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز ''بی'' پروسیڈنگز نمبر ۳۸/۳۹ مورخہ دسمبر ۱۸۶۶ء

(۱۴۹)

صاحب والا مناقب عالیشان قلزم فیض و عمان احسان جناب ٹی ایچ تھارنٹن صاحب بہادر چیف سکریٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب زاد شوکتہ' کی خدمت میں بصد ہزار انکسار عرض کیا جاتا ہے کہ کل روز شنبہ ۱۸ دسمبر ۱۸۶۶ء کو بواسطہ جناب صاحب کمشنر بہادر قسمت دہلی آپ کا نوازش نامہ محررہ ۱۵ دسمبر ۱۸۶۶ء نمبر ۴۹۹ میں نے پایا' سر پر رکھا' آنکھوں سے لگایا۔ چونکہ وہ تحریر دو دسمبر کی ہے۔ پہلے نمبر کے جواب میں یہ عرض کیا جاتا ہے کہ قاطع برہان کا بعد بڑھانے مطالب اور کچھ تبدیل عبارت کے درفش کاویانی نام رکھا گیا ہے اور اس کو میں نے اپنے صرف زر سے چھپوایا ہے۔ وہ جلدیں فوراً ہی تقسیم ہو گئیں۔ فی الحال ۱۴ جلدیں باقی تھیں۔ حسب الحکم ۱۳ جلدیں اس خط کے ساتھ بسبیل نذر بھیجتا ہوں اور متوقع ہوں کہ اس نذر کے قبول کرنے سے میری آبرو بڑھائی جائے گی۔

دوسرے نمبر کے مطالب کا جواب سوچ کر لکھوں گا۔

ایسا خیال کرتا ہوں کہ یہ تحریر لاہور میں آپ کی نظر سے گزرے گی۔

گورنمنٹ بہادر کا غلام اور
آپ کا خدمت گزار
محمد اسد اللہ خان غالب☆

چہار شنبہ ۱۹ دسمبر ۱۸۶۶ء

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ "پی" پروسیڈنگز نمبر ۳۹/۳۸ مورخہ دسمبر ۱۸۶۶ء

(۱۵۰)

بخدمت گرامی: ٹی' ایچ' تھارنٹن صاحب بہادر'
معتمد برائے حکومت پنجاب' لاہور۔

جناب والا!

عزت مآب جناب لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر کے قیام دہلی کے دوران میں' میں نے آپ کے دفتر سے موصولہ احکام کے تحت "برہان قاطع"☆ جس کا نام "درفش کاویانی" بھی ہے کے بارہ نسخے کیمپ بھجوا دیے تھے۔ مجھے ابھی تک ان کی رسید سے مطلع نہیں کیا گیا ہے۔ بعد ازاں' میں نے عزت مآب کی خدمت میں ایک عرضی بھی روانہ کی تھی اور ایک سند کے اجرا کی درخواست کی تھی' لیکن مجھے اب تک یہ بھی نہیں ملی ہے۔ امید ہے کہ آپ میری التجا کو شرف قبولیت بخشیں گے۔

دہلی

۷ فروری ۱۸۶۷ء

آپ کا تابعدار

شاعر اسداللہ خاں☆☆



☆ اصل نام "قاطع برہان" ہے شاید حروف چینی کے موقع پر "برہان قاطع" لکھا گیا ہے۔ (گ۔ ن)

☆☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز "بی" پروسیڈنگز نمبر۲۹/۲۸ مورخہ فروری ۱۸۶۷ء

(۱۵۱)

بخدمت گرامی:
ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر
دہلی

آپ سے درخواست ہے کہ اسداللہ خاں (شاعر) کو اطلاع دے دیں کہ انہوں نے "برہان قاطع"☆ کے جو [illegible] نسخے ارسال کیے تھے، وہ موصول ہو گئے ہیں۔ ان سے مذکورہ نسخوں کی قیمت بھی دریافت کر لیں۔ ادائیگی قیمت [illegible] ہوتے ہی کر دی جائے گی۔

مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۶۷ء (دستخط) ٹی، ایچ، تھارنٹن☆☆

☆ اصل نام "قاطع برہان" ہے شاید حروف چینی کے موقع پر "برہان قاطع" لکھا گیا ہے

☆☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز "بی" پروسیڈنگز نمبر۲۹/۲۸ مورخہ فروری ۱۸۶۷ء

(۱۵۲)

منجانب ڈی' فٹز پیٹرک صاحب بہادر(۶۳)
قائم مقام ڈپٹی کمشنر' دہلی۔

بخدمت گرامی :
ٹی' ایچ' تھارنٹن صاحب بہادر'
معتمد برائے حکومت پنجاب' لاہور۔

شعبہ تعلیم' ۱۸۶۷ء

مکتوب نمبر ۷۵' مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۶۷ء کا جواب

عرض ہے کہ شاعر اسداللہ خاں عرف مرزا نوشہ نے یہ کہا ہے کہ وہ اپنی تصنیف کا معاوضہ نہیں لیں گے۔

مورخہ ۲۷ فروری ۱۸۶۷ء

(دستخط) ڈی' فٹز پیٹرک
قائم مقام ڈپٹی کمشنر☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز "بی" پروسیڈنگز نمبر ۳ مورخہ مارچ ۱۸۶۷ء

(۱۵۳)

منجانب: ڈی فٹز پیٹرک صاحب بہادر' قائم مقام ڈپٹی کمشنر' دہلی۔

بخدمت گرامی:
ٹی' ایچ' تھارنٹن صاحب بہادر'
معتمد برائے حکومت پنجاب'
لاہور۔

شعبہ تعلیم' ۱۸۶۷ء

مرزا نوشہ کی مطبوعہ فارسی تصنیف کے ۱۰ نسخے ارسال ہیں۔

مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۶۷ء (دستخط) ڈی فٹز پیٹرک
قائم مقام ڈپٹی کمشنر

لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر

ناظم تعلیمات عامہ کی اطلاع اور مشورے کے لیے ایک نسخہ ارسال کر دیں تا کہ بقیہ نسخے تقسیم کیے جا سکیں اور ضرورت پڑنے پر مزید خریدے جا سکیں۔

(دستخط) ڈی' ایف میکلوڈ☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز "بی" پروسیڈنگز نمبر۱۶/۱۵ مورخہ اکتوبر ۱۸۶۷ء

(۱۵۴)

بخدمت گرامی قائم مقام ناظم تعلیمات عامہ

مورخہ ۱۷ اکتوبر

مرزا نوشہ دہلوی کی مطبوعہ فارسی تصنیف کا ایک نسخہ اطلاع اور مشورے کے لیے ارسال ہے تا کہ مزید ۹ نسخے جو دفتر میں موجود ہیں، تقسیم کیے جا سکیں اور ضرورت پڑنے پر مزید خریدے جا سکیں☆۔

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز "بی" پروسیڈنگز نمبر۱۶/۱۵ مورخہ اکتوبر ۱۸۶۷ء

(۱۵۵)

منجانب کیپٹن ڈبلیو' آر' ایم ہالرائیڈ(۶۴) صاحب بہادر
ناظم تعلیمات عامہ' پنجاب

بخدمت گرامی:
جناب سی یو ایچیسن صاحب بہادر(۶۵)
قائم مقام معتمد برائے حکومت پنجاب

مراسلہ نمبر ۴۵ مورخہ ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۶۷ء کا جواب

عرض ہے کہ سبد چین مصنفہ مرزا نوشہ ساکن دہلی اگرچہ شاعرانہ انشاء ہونے کی بنا پر مصنف کے نزدیک نہایت مستند ہے مگر اسے مدارس کے نصاب میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔

التماس ہے کہ اس تصنیف کے جو آٹھ نسخے معتمدی میں موجود ہیں وہ دفتر ہذا کو ارسال کر دیے جائیں تاکہ اعلیٰ مدارس میں اساتذہ اور محققین کے فارغ اوقات میں مطالعہ کے لیے تقسیم کیے جا سکیں۔

مورخہ ۲ مارچ ۱۸۶۸ء

(دستخط) ڈبلیو' آر' ایم' ہالرائیڈ
ناظم تعلیمات عامہ پنجاب☆

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز "بی" پروسیڈنگز نمبر ۱۱/۱۰ مورخہ مارچ ۱۸۶۸ء

(۱۵٦)

جواب

مورخہ ۵ مارچ ۱۸٦۸ء

جیسا کہ انہوں نے مشورہ دیا ہے مرزا نوشہ کی تصنیف کے تمام کے تمام ۸ نسخے جو موجود ہیں ارسال خدمت ہیں تاکہ اعلیٰ مدارس میں تقسیم کیے جا سکیں☆۔

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز "بی" پروسیڈنگز نمبر۱۱/۱۰ مورخہ مارچ☆☆ ۱۸٦٦ء
☆☆ یہاں غلطی سے ۱۸٦٦ء لکھا گیا ہے صحیح مارچ ۱۸٦۸ ہو گا۔ (مرتب)

حواشی و تعلیقات

از

ڈاکٹر گوہر نوشاہی

(۱) اس دستاویز کا انگریزی سے اردو ترجمہ غالبیات کے معروف محقق آنجہانی مالک رام نے بھی انڈیا آفس لندن میں موجود غالب کی اصل درخواست سے براہ راست کیا تھا جو ان کی تصنیف فسانہ غالب میں "مقدمہ پنشن کا عرضی دعویٰ" کے عنوان سے شامل ہے۔ ان کے ترجمے اور زیر نظر ترجمے کو ملانے سے اندازہ ہوا کہ جناب مالک رام نے عجلت میں متن کی کئی سطریں نظرانداز کر دی ہیں۔ اس اعتبار سے زیر نظر ترجمہ زیادہ مکمل اور جامع ہے۔ (گوہر نوشاہی)

(۲) جنرل پیرون کا اصلی نام پائرے کیولیر تھا۔ فرانس کے رہنے والے ۱۷۸۰ء میں چیتی افسر کی حیثیت سے ہندوستان آئے۔ بحری جہاز سے فرار کر کے ۱۷۸۱ء میں پہلے ایک اور ہندوستانی راجے کے پاس آئے پھر راجہ بھرت پور کے پاس آ گئے۔ ۱۸۰۵ء میں یورپ واپس گئے اور ۱۸۳۴ء میں وفات تک فرانس میں قیام رہا۔

(۳) مرزا نصراللہ بیگ خاں' مرزا قوقان بیگ خاں کے چھوٹے صاجزادے اور غالب کے حقیقی چچا تھے۔ ان کی شادی نواب احمد بخش خاں والئی فیروز پور جھرکہ و جاگیردار لوہارو کی بہن سے ہوئی تھی۔ اس وقت اکبر آباد اور اس کے گردو نواح میں مرہٹوں کا راج تھا۔ جب ۱۲ فروری ۱۷۹۴ء کو مادھو جی سندھیا نے انتقال کیا اور اس کے بھائی کے پوتے دولت راؤ سندھیا نے گدی سنبھالی۔ انگریزوں نے مرہٹوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو روکنا چاہا۔ چنانچہ انہوں نے سپیرون کی کمان میں مرہٹہ سپہ سالاروں سے مل کر سازش کی اور ان کے تمام مستحکم قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ یہ صورت حال مرہٹوں کے لئے انتہائی تشویشناک اور پریشان کن تھی۔ انہوں نے نصراللہ بیگ خاں کو آگرہ کا قلعہ دار مقرر کیا۔ ۱۸۰۳ء میں لارڈ لیک نے آگرہ کے قرب و جوار میں پیش قدمی کی تو نصراللہ بیگ خاں نے ہتھیار ڈال دیئے اور پورا شہر کسی مزاحمت کے بغیر انگریزوں کے حوالے کر دیا جس پر لارڈ لیک نے ان کو ہی قلعہ دار رہنے دیا۔ اس واقعہ کے چند دنوں بعد ان کی جگہ مسٹر ولیر کی تعیناتی عمل میں آئی۔ نصراللہ بیگ خاں نے متھرا پہنچ کر لارڈ لیک سے ملاقات کی جس پر لارڈ لیک نے ان کی کمان میں چار سو سواروں کا دستہ دے دیا اور سترہ سو روپے ماہانہ تنخواہ مقرر کی۔

جب انگریزوں اور بھرت پور میں ایک معاہدہ کی رو سے دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے اور لارڈ لیک نے انگلستان جانے کا قصد کیا تو اسے نصراللہ بیگ خاں کی خدمات اور وفاداریاں یاد آ گئیں' چنانچہ اس نے ۲۱ ستمبر ۱۸۰۵ء کو سونسا کے دو پرگنے تاحین حیات ان کو مرحمت کر دیئے جو متھرا سے سولہ میل دور کھمیر جانے والی سڑک پر واقع تھے' ان دونوں پرگنوں کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ روپے سے زائد تھی۔

نصراللہ بیگ خاں کو ان دونوں پرگنوں کی آمدنی سے زیادہ دنوں فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا۔ وہ ان کو اپنے انصرام و تصرف میں لینے کے دس گیارہ ماہ بعد سیر کو جاتے ہوئے ہاتھی سے گر پڑے' جس سے ان کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی اور شدید زخم آئے۔ ۱۸۰۶ء میں ان کا انتقال ہو گیا جس پر انگریزوں نے سونک اور سونسا کے پرگنے واپس لے لئے اور پسماندگان کے لئے پانچ ہزار روپے سالانہ کی رقم مقرر کر دی۔ (احوال غالب ۲۸' مکاتیب غالب ۸ ۔ ۱۲۳ ذکر غالب ۲۸' آجکل فروری ۶۳ بزم غالب ۳۸۷)۔

میری عمر پانچ سال ہو گی کہ شفیق باپ کا سایہ عاطفت میرے سر سے اٹھ گیا۔ میرے چچا نصراللہ بیگ خان نے چاہا کہ ناز و نعم کے ساتھ میری پرورش کرے تو اس کو اجل نے امان نہ دی اور بڑے بھائی کے مرنے کے بعد خود اس نے بھی اسی کے نقش قدم پر چل کر راہ مرگ طے کی اور مجھے اس ویرانہ آباد میں تنہا چھوڑ دیا اور یہ حادثہ کہ میرے لئے

نشان جان گدازی اور آسمان کے لئے کینہ سازی کا وقت تھا ۱۸۰۶ء / ۱۲۲۱ھ میں پیش آیا۔
(مکتوب فارسی بنام مولوی سراج الدین احمد : پنج آہنگ بحوالہ اوراق معانی ص ۱۴۳)

(۴) لیک، لارڈ گیررڈ (Gerard Lake)، غالب نے ان کا ذکر منشی حبیب اللہ خاں ذکا، یوسف مرزا اور نواب علاء الدین خاں علائی کے نام خطوط میں کیا ہے۔ یہ چارلس لیک کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ۲۷ جولائی ۱۷۴۴ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۳ اکتوبر ۱۸۰۰ء کو لیک ہندوستان میں برطانوی فوج کے کمانڈر ان چیف اور ہندوستان کونسل کے دوسرے ممبر مقرر ہوئے۔ لیک نے برطانوی فوج کی تربیت پر بہت زور دیا۔ ہندوستان میں مرہٹوں کی طاقت کو ختم کرنے میں لیکن کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ گنگا اور جمنا کے درمیان کا علاقہ جسے دو آبہ کہتے ہیں اور جس پر سندھیا نے قبضہ کر لیا تھا، لارڈ لیک کی کوششوں سے کمپنی بہادر کے تحت آیا۔ ۹ فروری ۱۸۰۷ء کو یہ انگلستان واپس گئے۔ ۲۰ فروری ۱۸۰۸ء کو ہیں ان کا انتقال ہو گیا۔

غالب کے چچا نصراللہ بیگ خاں مرہٹوں کی طرف سے اکبر آباد کے گورنر تھے۔ جب ۱۸۰۳ء میں لارڈ لیک نے اکبر آباد پر حملہ کیا تو بغیر کسی مزاحمت کے نصراللہ بیگ خاں نے ہتھیار ڈال دیئے اور قلعہ لارڈ لیک کے حوالے کر دیا۔ بعد کے کئی معرکوں میں نصراللہ بیگ خاں، لارڈ لیک کے ہمراہ رہے۔ لارڈ لیک نے نصراللہ بیگ کو انگریزی فوج میں شامل کر لیا۔ چار سو سوار کا رسالدار بنا کر سترہ سو روپے مہینا تنخواہ مقرر کر دی۔ نصراللہ بیگ نے ہلکر کے سپاہیوں کو شکست دے کر بھرت پور کے نواح میں سونک اور سونسا دو سیر حاصل پرگنوں پر قبضہ کر لیا۔ لارڈ لیک نے نصراللہ بیگ خاں کی بہادری کے اعتراف کے طور پر ان کو یہ دونوں پرگنے حین حیات مقرری جاگیر میں دے دیئے۔ ۱۸۰۶ء میں ہاتھی پر سے گر کر نصراللہ بیگ خاں کا انتقال ہو گیا۔ لارڈ لیک نے مرحوم کے خاندان کے لئے دس ہزار روپے سالانہ کی پنشن مقرر کر دی۔ غالب کے حصے میں ساڑھے سات سو روپے سال آئے جو زندگی بھر ملتے رہے۔
(جہان غالب مشمولہ خطوط غالب، جلد چہارم ص ۱۷۰۶، ص ۲۴۲ نیز بک لینڈ ص ۲۴۲)

(۵) اصحار الغالب میں شامل شجرہ مرزا غالب میں نصراللہ بیگ کے ایک بیٹے فتح اللہ بیگ خاں عرف رجب بیگ خان کا نام دیا گیا ہے۔ ممکن ہے یہ شجرہ صاحبزادہ ناصرالدین احمد خاں عرف خسرو مرزا تک خاندانی روایات میں پہنچا ہو۔ اگر یہ درست ہے تو وفات کے وقت نصراللہ بیگ خاں کی کوئی اولاد زندہ تو نہ تھی لیکن وہ اولا یا بے اولاد نہیں تھے۔ (گ ۔ ن)

(۶) خواجہ حاجی، مرزا فرحت اللہ بیگ نے خواجہ حاجی کو غالب کے جدا اعلیٰ ترسم خاں کے چھوٹے بھائی رستم خاں کی اولاد میں سے بتایا ہے اور کہا ہے کہ چار پشت اوپر غالب اور خواجہ حاجی کا سلسلہ نسب مل جاتا ہے۔ یہ بات حد درجہ غلط اور مشکوک ہے۔ غالب کے بیانات اس کے برعکس ہیں، انہوں نے خواجہ حاجی کے باپ کے اپنے دادا قوقان بیگ خاں کا سائیس بتایا ہے۔

خواجہ حاجی، مرزا قوقان بیگ خاں ۔کے سواروں کے دستے میں سائیس کا کام کرتا تھا، جس کے معاوضہ میں اس کو پانچ روپے ماہوار ملتے تھے۔ قوقان بیگ خاں نے اس کی خدمات اور دیانتداری کے اعتراف کے طور پر اپنی بیوی کی بیوہ بہن کی لڑکی کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا تھا۔ خواجہ حاجی کا ذکر، غالب نے اپنی بعض تحریروں میں انتہائی حقارت کے ساتھ کیا ہے۔ یہ اسی خواجہ مرزا کی اولاد میں قطب الدین کے بیٹے تھے، جن کو قوقان بیگ کی بیوی نے اپنے بچوں کی طرح ناز و نعم سے پرورش کیا تھا۔

جب مرزا نصراللہ بیگ خاں کا ہاتھی پر سے گرنے کی وجہ سے انتقال ہو گیا تو خواجہ ہاتھیوں' اونٹوں' پالکیوں اور ستر اسی سواروں کو لے کر نواب احمد بخش خاں' والئی فیروز پور جھرکہ کی خدمت میں پہنچے نواب احمد بخش خاں پہلے سے ہی خواجہ حاجی سے واقف تھے۔ ان کو اس بات کا علم تھا کہ خواجہ حاجی ان کے بہنوئی مرزا نصراللہ بیگ خاں کا ملازم اور لے پالک ہے۔ انہوں نے اس کو اپنے ملازموں میں شامل کر لیا اور انگریزوں کی جانب سے مرزا نصراللہ بیگ خاں کے پسماندگان کے لئے ان کی وساطت سے پانچ ہزار روپے کی جو پنشن مقرر ہوئی تھی اس میں سے دو ہزار روپے مرزا حاجی اور اس کے لواحقین کو دینے لگے۔

جب غالب سن شعور کو پہنچے تو انہیں محسوس ہوا کہ نواب احمد بخش خاں نے ان کے چچا مرزا نصراللہ بیگ خاں کی پنشن میں بد دیانتی کی ہے اور انہیں اور ان کے اہل خاندان کو دھوکہ میں رکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں متعدد مرتبہ تحریری اور زبانی احتجاج کیا جس پر نواب احمد بخش خاں اپنی مجبوریاں اور معذوریاں بیان کرتے اور انہیں ٹالتے رہے۔ ان کا کہنا تھا:

"مجھ سے غلطی ہو گئی' میں لارڈ لیک کے سامنے حاجی مرزا کو مرزا نصراللہ بیگ خاں کا رشتہ دار کہہ چکا ہوں اور اگر اب میں کچھ اس کے خلاف کہوں تو یہ میری بے عزتی کا باعث ہوگا' چند دن اور صبر کرو خواجہ حاجی کے مرنے کے بعد میں اس کے دو ہزار روپے بھی تم دونوں بھائیوں کے دینے لگوں گا"

نواب احمد بخش کی اس وضاحت کے بعد غالب نے خاموشی اختیار کر لی اور یہ جان کر مطمئن ہو گئے کہ خواجہ حاجی کے بعد ان کی پنشن ان کے نام منتقل ہو جائے گی۔ لیکن جب ۱۸۲۵ء میں خواجہ حاجی جذام میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا تو نواب احمد بخش خاں نے اس کے بیٹوں خواجہ جان اور خواجہ امان کو دو ہزار روپے سالانہ دینا شروع کئے۔ جس پر غالب کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا کہ وہ کلکتہ جا کر گورنر جنرل ہند کو اپنے استحقاق اور مطالبات یک سلسلہ میں درخواست دیں۔ چنانچہ انہوں نے کلکتہ جا کر ۲۸ اپریل ۱۸۲۸ء کو گورنر جنرل ہند کو جو درخواست پیش کی اس میں پہلا مطالبہ یہی کیا کہ "ان کے خاندان کے ایک ملازم خواجہ حاجی کو ان کی پنشن میں برابر کا حصہ دار کیوں کیا گیا۔ حکومت اس معاملہ کی تحقیق کرے"۔ (بزم غالب ص ۱۳۴ و ۱۳۵)

اس بیان میں خواجہ حاجی کا سائیس ہونا محل نظر ہے۔ (گوہر نوشاہی)

(۷) **نواب احمد بخش خاں**: مرزا عارف جان کا سلسلہ نسب' باب ارسلاف کے ایک بزرگ خواجہ احمد یسوئی سے ہوتا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ تک پہنچتا ہے۔ وہ اپنے بھائیوں قاسم جان اور عالم جان کے ہمراہ ہندوستان آتے وقت کچھ دنوں اٹک میں رک گئے۔ اس دوران وہاں کے صوبہ دار محمد بیگ خاں نے ان کو فرزندی میں لے کر اپنی صاحبزادی سے ان کا نکاح کر دیا۔ نواب احمد بخش خاں ان ہی کے صاحبزادے اور نبی بخش خاں' الٰہی بخش خاں اور محمد علی خاں کے بڑے بھائی تھے۔ غالب نے اپنے اکثر خطوط میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا سال ولادت ۱۷۶۵ء اور مقام ولادت اٹک ہے۔ جب مرزا عارف جان نے دہلی کی راہ لی تو یہ بھی اپنے والد کے ساتھ ہو لئے اس طرح ان کی جوانی کا زمانہ دہلی ہی میں گزرا بعد ازاں انہوں نے گوالیار جا کر مہاراجہ کی فوج میں ملازمت کر لی لیکن اس ملازمت کا سلسلہ زیادہ دنوں نہیں چل سکا اور وہ گھوڑوں کی تجارت کرنے لگے۔ ایک دفعہ وہ اسی غرض سے دہلی جا رہے تھے کہ ریاست الور کے مہاراجہ بختاور سنگھ سے ان کی ملاقات ہو گئی۔ اس نے ان کو دیکھتے ہی ان کی صلاحیتوں کا اندازہ کر لیا اور اپنے دربار میں ملازمت کی پیش کش کی جسے انہوں نے قبول کر لیا اور عمائدین ریاست میں شمار ہونے لگے۔ جب

انگریزوں نے جمنا کی جانب ریاست الور کے بعض حصوں پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور اسے عملی حیثیت دینے کی کوشش کرنے لگے تو مہاراجہ بختاور سنگھ نے نواب احمد بخش خاں کو اپنا وکیل بنا کر لارڈ لیک کی خدمت میں بھیجا' جس کے بعد ان کے ذریعہ انگریزوں کے اور ریاست کے درمیان ایک عہد نامہ طے پا گیا۔

جب ۱۸۰۱ء میں انگریزوں نے ریاست بھرت پور کے قلعہ ڈیگ پر چڑھائی کی تو مہاراجہ بختاور سنگھ نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ نواب احمد بخش خاں مہاراجہ کی فوجوں کے ساتھ انگریزوں کی کمک کے لئے بھرت پور پہنچ گئے۔ نواب احمد بخش خاں نے اس موقع پر بڑی دلیری اور بہادر کا ثبوت دیا اور اپنی جان پر کھیل کر جنرل فریزر کو دشمنوں کی زد سے نکالا لیکن اس کے اتنے کاری زخم لگے تھے کہ وہ زندہ نہیں رہ سکا۔ اس نے اپنے مرنے سے پہلے نواب احمد بخش خاں کو سند خوشنودی لکھ کر دی جس پر لارڈ لیک نے فیروز پور جھرکہ اور اس کے نواح کے کچھ علاقے اعزازی جاگیر کے طور پر انہیں دیئے اور فخرالدولہ اور دارا دلاور نواب احمد بخش خاں بہادر رستم جنگ کے خطاب سے سرفراز کیا۔ مہاراجہ بختاور سنگھ نے بھی ان کی بہادری اور دلیری کے اعتراف کے طور پر ان کو پرگنہ لوہارو کی جاگیر عطا کی اس طرح وہ بیک وقت فیروز پور جھرکہ اور لوہارو کے رئیس بن گئے۔ مہاراجہ بختاور سنگھ نے ۱۸۱۵ء کو انتقال کیا۔ اس کے انتقال پر بنے سنگھ اور بلونت سنگھ نے مسند نشینی کا دعویٰ کیا۔ نواب احمد بخش خاں نے بلونت سنگھ کی حمایت کی۔ اس وقت اختر لونی ریذیڈنٹ تھا۔ اس نے بنے سنگھ کو جائز حق دار قرار دیا اور اس باب میں صدر دفتر کو رپورٹ ارسال کی۔ جس پر نواب احمد بخش خاں نے گورنر جنرل سے ایک تحریر کے ذریعہ اختر لونی کی شکایت کی جس پر اس سے کہا گیا کہ وہ نواب احمد بخش خاں کی مرضی کے مطابق کام کرے۔ جس کے نتیجہ میں وہ نواب احمد بخش خاں کا دشمن ہو گیا۔ اس کے ساتھ بنے سنگھ کے حامی بھی در پردہ ان کو ہلاک کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔ ۱۸۲۲ء میں ایک رات جب کہ نواب احمد بخش خاں دہلی میں اپنی خواب گاہ میں سو رہے تھے۔ میو نامی ایک شخص نے ان کے سرہانے پہونچ کر' ان پر تلوار کے تین وار کئے۔ تیسرے وار پر تلوار ٹوٹ گئی۔ لیکن نواب احمد بخش خاں کو کوئی کاری زخم نہیں آیا۔ اور وہ چند دنوں کے بعد صحت یاب ہو گئے۔

نواب احمد بخش خاں کی دو بیویاں تھیں' ایک میواتی الاصل اور دوسری ہم قوم' پہلی کے بطن سے نواب شمس الدین خاں اور ابراہیم علی خاں اور دوسری کے بطن سے نواب امین الدین خاں اور نواب علاء الدین خاں پیدا ہوئے۔ نواب احمد بخش خاں نے اپنی زندگی ہی میں ریاست الور اور سرکار انگریزی کی منظوری سے نواب شمس الدین خاں کے نام فیروز پور جھرکہ اور نواب امین الدین خاں اور ضیاء الدین خاں کے نام لوہارو کی جائیداد تقسیم کر دی اور ریاست کے انتظامی امور سے دست بردار ہو کر گوشہ نشین ہو گئے۔ اس واقعہ کے ایک سال بعد اکتوبر ۱۸۲۷ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ مینو مقام فخرالدولہ سے ان کا سال وفات نکلتا ہے۔ درگاہ حضرت خواجہ بختیار کاکی کے احاطہ میں مولانا فخرالدین کے مزار کے بائیں جانب ان کی تدفین عمل میں آئی (بزم غالب ص ۱۰ تا ۱۲)

(۸) مطابق اصل - انگریزی مترجم غالب کے فارسی متن کو شاید درست نہیں سمجھ سکے۔ مرزا نصراللہ بیگ خاں' نواب احمد بخش خاں کے داماد نہیں بہنوئی تھے اور غالب کے تمام مستند سوانح نگاروں نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ اسی طرح اس کے بعد کی سطر میں نصراللہ خاں کی اہلیہ کو احمد بخش خاں کی بیٹی کی بجائے بہن پڑھنا چاہیے۔ (گ۔ ن)

(۹) انگریزی متن میں (Son in law) لکھا ہے جس کا ترجمہ داماد ہی ہو گا لیکن یہاں بھی انگریزی مترجم کو اشتباہ ہوا ہے۔

Brother in law یعنی بہنوئی ہونا چاہیے۔ (گ۔ ن)

(۱۰) **مرزا الٰہی بخش خاں :** معروف، مرزا عارف جان کے صاحبزادے، نواب احمد بخش خاں والی لوہارو کے بھائی اور غالب کے خسر تھے۔ انہوں نے جس زمانے میں ہوش سنبھالا، دہلی علماء اور صوفیا کا مرجع پر مرکز بنی ہوئی تھی۔ مولانا فخرالدین دہلوی کے فیوض باطنی اور کمالات کا شہرہ دور دور تک پھیل گیا تھا۔ معروف کے دوستوں اور ملنے والوں میں بڑی تعداد انہی لوگوں کی تھی جو اس متصوفانہ ماحول سے متاثر تھے۔ اس ماحول نے معروف کو بھی متاثر کیا اور وہ درویشوں اور صوفیوں کی "بزم حال وقال" کو ذریعہ نجات خیال کرنے لگے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت جلد ان کا امارت اور ریاست سے جی اچاٹ ہو گیا۔ انہوں نے اس سے اپنے بھائی نواب احمد بخش خاں کے حق میں دستکش ہو کر مولانا سید ضیاء الدین کے ہاتھوں پر چشتیہ سلسلہ میں بیعت کر لی۔ جو مولانا فخر الدین دہلوی کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ مولانا سید ضیاء الدین نے ان کی ظاہری اور باطنی تربیت ہی نہیں کی بلکہ ان کو لوگوں کے مرید کرنے کا اختیار بھی دے دیا لیکن انہوں نے اس اختیار سے کام نہیں لیا۔ ان کے مریدوں میں محمد حیات خاں اور شاہ نظام الدین کے علاوہ اور کسی کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

معروف ایک طرف صاحب حال وقال فقیر و صوفی اور دوسری طرف کہنہ مشق اور قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کے حالات و شاعری کے بارے میں گلشن بے خار پہلا تذکرہ ہے۔ جس کے بیانات کی تائید بعد کے متعدد تذکروں سے ہوئی۔ معروف کو شاہ نصیر دہلوی سے تلمذ تھا۔ قادر بخش صابرؔ نے ان کے بارے میں لکھا ہے۔

> "فن شاعری سے مناسبت تام تھی۔ مدت مدید تک مشق سخن شاہ نصیر مرحوم سے کی تھی لیکن طبیعت خدا داد کی رہنمائی سے کشور سخن میں برخلاف استاد کے ایک رستہ اور صاف اور پاکیزہ ہاتھ لگ گیا"۔

اس کے برعکس محمد حسین آزاد نے معروف کو ذوق کا شاگرد بتاتے ہوئے ان کا سارا کلام اپنے استاد کی ذہنی کاوش کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ یہ نہ صرف غلط بلکہ دروغ بیانی کی بدترین مثال بھی ہے جو کسی وقائع نگار یا تذکرہ نویس کو زیب نہیں دیتی۔ مرزا سعید الدین احمد خاں طالب نے اپنے والد کے حوالے سے اس سلسلہ میں لکھا ہے کہ :

> "ذوق معروف کی خدمت میں اہل ارادت کی طرح حاضر ہوتے تھے اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہو کر دینی و دنیوی فائدہ اٹھاتے رہے، وہ زمانہ تو ذوق کی نوجوانی کا تھا، اس زمانے میں ذوق کو اتنی استعداد اور لیاقت ہی کہاں تھی جو معروف جیسے کہنہ مشق اور پختہ کلام کو اصلاح دیتے"

معروف نے ۱۲۴۴ھ میں انتقال کیا اور درگاہ نظام الدین اولیاء کے احاطہ میں دفن کئے گئے۔ قادر بخش صابر کے بیان کے مطابق معروف کو تمام اصناف سخن پر قدرت اور انواع کلام سے آگاہی تھی۔ کریم الدین نے ان کا دیوان دیکھا تھا۔ ان کے بقول معروف کے شعر اکثر اچھے ہیں۔ (بزم غالب ۲۵۳)

(۱۱) **خواجہ شمس الدین :** عرف خواجہ جان اور خواجہ بدرالدین عرف خواجہ امان دونوں سگے بھائی اور خواجہ حاجی کے بیٹے تھے۔ خواجہ امان کے سوانح کی تفصیل یہ ہے :

خواجہ بدرالدین عرف خواجہ امان بوستان خیال کے مترجم کی حیثیت سے بہت مشہور ہیں۔ غالب نے اپنے خطوط میں ان کے والد خواجہ حاجی کو اچھے نام سے یاد نہیں کیا ہے۔ ان کے بیان کے مطابق خواجہ حاجی کا باپ ان کے دادا

مرزا قوقان بیگ کا سائیس تھا جس کو پانچ روپے ماہانہ معاوضہ کے طور پر دیئے جاتے تھے۔

خواجہ امان کا سال ولادت ۱۸۱۷ء ہے۔ ترکی، فارسی اور اردو ان کے گھر کی زبان تھی، اس لیے ان کو اس سلسلے میں کسی کا دست نگر نہیں ہونا پڑا۔ جو کمی رہ گئی تھی وہ حکیم مومن خاں مومن اور غالب کی صحبتوں سے پوری ہو گئی۔

خواجہ امان کے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ نواب احمد بخش خاں والی فیروز پور جھرکہ و جاگیردار لوہارو کی جانب سے ملنے والے وظیفہ پر عیش و عشرت اور آرام کی زندگی گزار سکیں۔ انہوں نے تلاش روزگار میں دہلی سے باہر قدم نکالا اور الور پہنچ کر راجہ شیودھان سنگھ کے مصاحبوں میں شامل ہو گئے۔ راجہ شیودھان سنگھ نے ان کی بڑی قدر دانی کی اور ان کو بوستان خیال کے ترجمے کے کام پر مامور کیا۔ خواجہ امان بوستان خیال کی پندرہ جلدوں کا ترجمہ کرنا چاہتے تھے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے ترجمہ کا آغاز کب کیا۔ لیکن اغلب ہے کہ وہ ۱۸۵۷ء سے بہت پہلے ترجمہ کا کام شروع کر چکے تھے۔

بوستان خیال کی پہلی جلد حدایق انظار کے نام سے دہلی کے اکمل المطابع سے ۱۲۹۲ھ میں شائع ہوئی تو اس کا دیباچہ غالب نے لکھا۔ اس میں خواجہ امان کو "بھتیجا اور پیارا بھتیجا" ظاہر کرتے ہوئے ان کی بڑی تعریف کی۔ اس دیباچہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ امان نے موسیقی اور مصوری میں کمال حاصل کیا اور ان پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ غالب نے اس دیباچہ کی اطلاع غلام غوث خاں بے خبر کو ان الفاظ میں دی ہے:

"میرے ایک رشتہ کے بھتیجے نے بوستان خیال کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ میں نے اس کا دیباچہ لکھا ہے۔ ایک دو ورقہ بہ صورت پارسل ہلکہ بہ ہیئت خط بھیجتا ہوں"

بوستان خیال کی دوسری جلد بدرالدجی پریس سے شائع ہوئی تھی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے اس کی پانچ جلدیں ۱۸۷۶ء تک شائع ہوئیں۔ چھٹی جلد چھپنے کے لئے پریس جا رہی تھی کہ خواجہ امان کو اس بات کا علم ہوا کہ ساتویں جلد ۲ کے ترجمہ کا مسودہ کسی نے چرا لیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ساتویں جلد کے ترجمہ کا کام از سر نو شروع کر دیا۔ ابھی اس پر نظرثانی بھی نہ کرنے پائے تھے کہ ان کا وقت آگیا اور وہ ۱۸۷۹ء میں راہی عدم ہوئے۔ (بزم غالب ص ۵۵)

(۱۲) **سر ڈیوڈ بارنٹ آرکٹرلونی:** (اختر لونی) ۱۲ فروری ۱۸۵۸ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۷۷۷ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی بنگال کی ملازمت اختیار کی۔ ۱۸۰۳ء میں دہلی کے ریذیڈنٹ بنائے گئے۔ ۱۸۰۴ء میں ہلکر کے حملے کے دوران انہوں نے دہلی کا دفاع کیا۔ ۱۸۰۶ء میں الہ آباد میں کمانڈر تھے۔ ۱۸۰۸ء میں ستلج کی مہم میں رنجیت سنگھ کے خلاف کمان کی۔ ۱۵ جولائی ۱۸۲۵ء کو ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے علاج سے مایوس ہو کر وفات پائی۔ وفات سے پہلے وہ دہلی کے انگریزی ریذیڈنٹ بھی تھے۔ (بک لینڈ ص ۳۲۱)

(۱۳) **معظم الدولہ چارلس تھیوفیلس بارون منکاف:** آئی۔ سی۔ ایس۔ عارضی گورنر جنرل ۳۰ جنوری ۱۷۸۵ء کو کلکتہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام میجر تھامس تھیوفیلس منکاف تھا جو آخر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹر بھی رہے۔ بارون منکاف کی تعلیم بروٹلی اور ا-ٹن میں ہوئی وہ جنوری ۱۸۰۱ء میں بحیثیت ادیب ایسٹ انڈیا کمپنی کلکتہ میں ملازم ہوئے۔ وہ فورٹ ولیم کالج کے اولین طلبہ میں سے بھی تھے۔ ۱۸۰۳ء میں گورنر جنرل آفس میں قائم دولت راؤ سندھیا عدالت کے ریذیڈنٹ تھے۔ ۱۸۰۴ء کی مرہٹہ جنگ میں لارڈ لیک کے پولٹیکل افسر اور ۱۸۰۶ میں ریذیڈنٹ دہلی کے اسسٹنٹ تھے۔ ۱۸۰۹ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کے ساتھ معاہدہ کرنے کے لیے خصوصی مشن پر لاہور آئے۔

۱۸۰۹ء سے ۱۸۱۰ء تک لارڈ منٹو کے ڈپٹی سکریٹری رہے۔ ۱۸۱۰ء میں ریذیڈنٹ گوالیار اور ۱۸۱۱ء سے ۱۸۱۹ء تک ریذیڈنٹ دہلی کے عہدے پر فائز رہے۔ جنوری ۱۸۱۹ء سے ستمبر ۱۸۲۰ء تک سیاسی اور خفیہ محکمے کے سیکریٹری اور گورنر جنرل مارکوس ہیٹنگز کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر کام کیا اور ۱۸۲۰ء میں حیدر آباد کے ریذیڈنٹ مقرر ہوئے۔ اگست ۱۸۲۷ سے نومبر ۱۸۳۴ء تک مٹکاف ریذیڈنٹ دہلی قائم مقام گورنر جنرل راجپوتانہ اور سپریم کونسل کے ممبر تھے۔ نومبر ۱۸۳۴ء میں آگرہ کے گورنر تھے۔ اور مارچ ۱۸۳۵ سے مارچ ۱۸۳۶ء تک دوبارہ قائم مقام گورنر جنرل رہے۔ جون ۱۸۳۶ء میں شمالی مغربی صوبے کے لیفٹیننٹ گورنر بنائے گئے۔ یہ نذر جون ۱۸۳۸ء تک رہا۔ مدراس کی گورنری سے مایوس ہو کر مستعفی ہوئے جس پر ۱۸۳۹ء سے ۱۸۴۲ء تک انھیں جیکا کا گورنر اور ۱۸۴۳ سے ۱۸۴۵ تک کینیڈا کا گورنر جنرل مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد ان کے رخسار پر سرطان نمودار ہوا جس سے ان کی ایک آنکھ کی بصارت ختم ہو گئی۔ مٹکاف ۵ ستمبر ۱۸۴۶ کو فوت ہوئے۔ بک لینڈ ص ۲۸۷

غالب ان کی مدح میں لکھتے ہیں:

در ثنای معظم الدولہ عقل فعال ہم زبان منست
منش امیدگاہ خود سنجم عقل سنجد کہ قدردان منست
من خداوند خویشتن گویم عقل گوید خدایگان منست

کلیات غالب فارسی جلد اول ص ۱۹۴ تا ص ۱۹۶

علاوہ ازیں کلیات فارسی میں مٹکاف کے نام ۴۸ اشعار کا ایک قصیدہ بھی موجود ہے جس کا مطلع ہے۔

یافت آئینہ بخت تو ز دولت پرواز
ہلہ کلکتہ بدین حسن خدا ساز بناز

اس قصیدے کے بارے میں قیاس کیا جاتا ہے کہ پہلے ہاکنز کے نام تھا (کلیات غالب فارسی جلد دوم ص ۱۴۰)

(۱۴) **میر فضل مولیٰ خاں:** میرے ایک دوست ہیں، دوران سفر مرشد آباد میں اچانک ان سے ملاقات ہو گئی سلسلہ گفتگو میں یہ بات ان کی زبان پر آئی کہ نواب فخرالدولہ کا انتقال ہو گیا۔ کلکتہ پہنچا تو مرزا افضل بیگ اور دوسرے کچھ دوستوں سے وہی معلوم ہوا۔ افسوس کہ اس خاندان کا چراغ روشن نہ رہا اور اس کے شبستان آرزو میں اندھیرا چھا گیا۔
(مکتوب غالب بنام مرزا علی بخش، پنج آہنگ بحوالہ اوراق معانی ص ۵۲)

(۱۵) **مرزا یوسف خاں:** غالب کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے۔ ان کا سال ولادت ۱۲۱۴ھ ہے۔ جس وقت غالب نے آگرہ کا قیام ترک کیا اور دہلی میں آ کر رہ گئے تو مرزا یوسف خاں نے بھی ان ہی کی تقلید کی اور ان کے مکان سے دو ہزار قدم کے فاصلہ پر فراش خانے کے قرب سرس کی گلی میں تنہا رہنے لگے۔

مرزا یوسف خاں کی عمر ابھی اٹھائیس برس ہی کی تھی کہ ان پر اچانک دیوانگی کا دورہ پڑ گیا اور وہ آخر تک اسی میں مبتلا رہے۔ دیوانگی کی کیفیت یہ تھی کہ نہ وہ کسی کو ستاتے تھے نہ شور و غوغا کرتے تھے۔

۱۸۵۷ء کی سعی انقلاب ناکام ہوئی اور انگریزوں نے دوبارہ دہلی پر قبضہ کر کے ظلم و تعدی کا لامتناہی سلسلہ شروع کیا تو بقول غالب "مرزا یوسف کی خاں کی بیوی اور لڑکیوں نے بچوں اور کنیزوں کے ساتھ جے پور کی طرف بھاگ جانے میں عافیت سمجھی۔ اور ان کو گھر کے سامان سمیت ایک بوڑھے دربان اور بڑھیا کنیز کے ساتھ چھوڑ دیا۔ غالب ہر چند ان تینوں افراد کو بلانا اور ان کا سامان منگوانا چاہتے تھے۔ لیکن دہلی کی فضا کچھ ایسی مکدر تھی کہ گھر سے نکلتے ہوئے انسانوں کا

زہرہ آب ہوتا تھا۔ غالب کے لیے ممکن نہیں تھا' وہ صرف یہ سوچ کر رہ جاتے تھے کہ ان کے بھائی نے دن میں کیا کھایا ہو گا۔ اور رات کس طرح کاٹی ہو گی اور ناواقفیت کا یہ عالم تھا کہ ان کو اس بات کی بھی خبر نہیں تھی کہ ان کا بھائی زندہ ہے یا انگریزوں نے اس کو قتل کر دیا۔

اسی یاس و بیم کی حالت میں غالب نے ۲۱ ستمبر کو یہ اطلاع سنی کہ انگریزوں نے شہر کو فتح کر لینے کے بعد اس کی گلی کا دروازہ بند کر لیا اور ان کے بھائی کے مکان پر چڑھ دوڑے۔ سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ دیوانے مرزا یوسف خاں ان کے دربان اور کنیز کو زندہ چھوڑ دیا۔ اسی دوران دو ہندو خاندانوں نے ان کے مکان میں پناہ لی اور ان کے خورد و نوش کا انتظام کرنے لگے۔

اس واقعہ کے چند روز بعد مرزا یوسف خان کے بوڑھے دربان نے ۱۹ اکتوبر کو غالب کے پاس پہنچ کر یہ خبر سنائی کہ مرزا یوسف خاں پانچ دن تیز بخار میں مبتلا رہے اور آدھی رات کے قریب ان کا انتقال ہو گیا۔

اس سلسلہ میں معین الدین حسن خاں کا بیان ہے کہ مرزا یوسف خاں مدت دراز سے حالت جنون میں تھے۔ گولیوں کی آواز سن کر یکایک گھر سے باہر نکلے اور مارے گئے۔ مرزا یوسف خاں کے انتقال سے زیادہ ان کی تدفین کا واقعہ درد انگیز تھا۔ شہر میں پانی' رومال' غسال' گورکن' اینٹ' چونے اور گارے کا حصول اور کفن کے لیے اچھے برے کپڑے کی تلاش بے سود تھی۔ میت کو قبرستان تک لے جانے کا مسئلہ اس سے کہیں زیادہ مشکل تھا۔ اس موقعہ پر چند پڑوسیوں نے مدد کی۔ پٹیالہ کے ایک سپاہی کو آگے کیا اور غالب کے دو نوکروں کو لے کر تدفین کے لیے چل پڑے۔ اور دو تین پرانی سفید چادروں میں لپیٹ کر مکان سے قریب ایک مسجد کی زمین میں دفن کر دیا۔

مرزا یوسف خان کی تاریخ انتقال ۲۹ صفر ۱۲۷۴ھ ہے۔ غالب نے لکھا ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے مرزا یوسف کی تاریخ وفات پوچھی میں نے ایک آہ کھینچی اور کہا "دریغ دیوانہ" دریغ دیوانہ سے ۱۲۹۰ کے عدد حاصل ہوتے ہیں۔ اس میں آہ کے ۱۶ عدد نکال دیے جائیں تو مطلوبہ تاریخ برآمد ہوتی ہے۔

(غدر کا نتیجہ ص ۶۵' غدر کے صبح و شام ص ۸۸' احوال غالب ص ۸۷' دستنبو مشمولہ اردوئے معلی دہلی' بزم غالب ص ۴۲۱ تا ۴۱۴)

(۱۹) غالب نے اس شادی پر مندرجہ ذیل قطعہ کہا جو باغ دو در میں شامل ہے۔

طراز انجمن طوی میرزا یوسف
قرار یافت ، درین مہ بحکم رب ودود
دو شنبہ بست و دوم روز از مہ شعبان
دمیکہ مہر نہد سوی قبلہ سر بسجود
کرم کنند و فزایند زیب بزم نشاط
بہ فر فرخ فرخندگی فزای ورود
بسر برند شب اینجا کہ تا سفیدۂ صبح
ہمین نظارۂ رقص است و استماع سرود
سپیدہ دم کہ ز فیض شمول نکہت گل
دم نسیم سحر مشکبار خواہد بود

شوند جانب کاشانہ عروس روان
بہ شادمانی بخت مبارک و مسعود
پس بہ امری جمع وقت بر گشتن
سپاس بندہ نوازی ہمی توان افزود

اس قطعے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے سید وزیرالحسن عابدی لکھتے ہیں :

یہ قطعہ غالب کے چھوٹے بھائی مرزا یوسف کی شادی کا منظوم رقعہ یعنی دعوت نامہ ہے۔ مرزا یوسف غالب سے دو سال چھوٹے تھے (دستنبو ص ۱۹۷)۔ اس طرح ان کا سال ولادت ۱۲۱۴ھ قرار پاتا ہے۔ تمیں سال کی عمر تک وہ اچھے رہے اور اس کے بعد سے ان کی عمر کے تمیں سال دیوانگی کی حالت میں گزرے (ایضاً) اور ان کی موت ساٹھ سال کی عمر میں ۱۷ اکتوبر ۱۸۵۷ء (شب بیست و نہم ماہ صفر ۱۲۷۴ء) کو واقع ہوئی۔ (دستنبو ص ۲۰۰) اس حساب سے مرزا یوسف کی شادی ۲۹ صفر ۱۲۴۴ھ سے پہلے کی مدت میں ہوئی ہو گی۔ اس قطعے میں کہا گیا ہے کہ اس تقریب کی بزم نشاط دو شنبہ ۲۲ ماہ شعبان کا دن گزر کر (سہ شنبہ ۲۳ ماہ شعبان کی) شب میں منعقد ہو گی اور دوسرے دن صبح کو برات دولہن کے گھر روانہ ہو گی اور اسی دن دولہا کے گھر واپس آئے گی، جہاں مہمانوں کی پذیرائی کی جائے گی۔

اس بات کو نظر میں رکھتے ہوئے کہ مرزا یوسف کی شادی قاعدۃً غالب کی شادی کی طرح تیرہ سال کی عمر میں یا اس کے کچھ بعد ہوئی ہو گی، اس تقریب کی امکانی تاریخیں از روے تقدیم صرف دو قرار دی ہونگی، ایک سہ شنبہ ۲۳ شعبان ۱۲۲۷ھ (مطابق یکم ستمبر ۱۸۱۲ء) دوسری سہ شنبہ ۲۳ شعبان ۱۲۳۲ھ (مطابق ۸ جولائی ۱۸۱۷ء)۔ ہماری نظر میں شادی کی تاریخ ان میں سے پہلی تاریخ ہے، اس لیے کہ یہ تاریخ غالب کی شادی سے زیادہ دور نہیں، بلکہ ان دونوں شادیوں میں اتنا ہی فصل رہتا ہے جتنا دونوں بھائیوں کی عمروں میں تھا۔ غالب کی شادی اکبر آباد سے دہلی آنے پر ۱۲۲۵ھ (مطابق ۱۸۱۰ء) میں مانی گئی ہے۔ غالب اور مرزا یوسف کے حالات اور مشرقی رسوم و روایات کا تقاضا بھی یہی تھا کہ چھوٹے بھائی کی شادی غالب کی شادی کے بعد جلد از جلد انجام پائے۔ اس بنا پر تیسری امکانی تاریخ سہ شنبہ ۲۲ مارچ ۱۲۴۰ھ خارج از بحث ہو جاتی ہے اور دوسری مذکورہ تاریخ کا بھی امکان نہیں رہتا، خصوصاً اس بنا پر کہ یہ دوسری تاریخ جولائی میں پڑتی ہے، جو دہلی میں شدید گرمی اور حبس کا زمانہ ہے۔ برخلاف اس کے پہلی مذکورہ تاریخ ماہ ستمبر کی ہے، جس میں اعتدال خریفی واقع ہوتا ہے اور وہ موسم ہوتا ہے کہ دم باد سحر، فیض شمول نکہت گل، سے مشکبار، ہو سکتا ہے، معنیوہ کیفیت ہو سکتی ہے جو اس قطعے کے پانچویں شعر میں بیان ہوئی ہے۔ جولائی کے مہینے میں دلی کی گلیاں پھولوں کی خوشبو سے مشکیں، یہ قابل تصور نہیں۔ اس کے علاوہ ۱۸۵۷ء میں مرزا یوسف کی صاحبزادی عزیاالنساء زوجہ غلام فخرالدین چار بچوں کی ماں تھیں۔ یہ بات اس کے ساتھ کامل توافق رکھتی ہے کہ اس وقت مرزا یوسف کی شادی کو تقریباً اکتالیس برس گزر چکے تھے اور انہیں دیوانہ ہوئے تیس برس ہوئے تھے۔

یہ شادی بھی غالب کی شادی کی طرح دہلی میں ہوئی تھی۔ فاضل گرامی مالک رام صاحب نے سرکاری دستاویزوں سے تحقیق کر کے معلوم کیا ہے کہ مرزا یوسف کی شادی لاڈو بیگم سے ہوئی تھی، جو سیدانی تھیں اور ان کا خاندان فراشخانے (شہر دہلی) میں آباد تھا۔ (نوائے ادب، بمبئی شمارہ اپریل ۱۹۵۹ء، مقالہ بعنوان مرزا یوسف)

۵ : شمول : یہاں اس لفظ کا استعمال فارسی محاورے کے لحاظ سے غلط ہے۔ اس کے بجائے غالب وجود، یا نفوذ، کہہ سکتے تھے۔ (باغ دودر : ورق ۱۲ ـ الف)

(۱۷) عزیز النساء: زوجہ غلام فخر الدین خاں ولد مرزا علی بخش ولد نواب الٰہی بخش معروف۔

(۱۸) مرزا عبداللہ بیگ خاں: مرزا قوقان بیگ خاں کے صاحبزادے اور غالب کے والد تھے۔ ان کی ولادت دہلی میں ہوئی۔ ان کو ان کے خاندان میں مرزا دولھا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ مرزا قوقان بیگ خاں جب تک زندہ رہے، مرزا عبداللہ بیگ خاں کو کسی قسم کی فکر نہیں ہوئی، ان کا انتقال ہو گیا تو مرزا عبداللہ بیگ خاں نے تلاش روزگار میں دہلی کی سکونت ترک کر دی اور امیر مینائی کے بیان کے مطابق مہاراجہ جے پور کی خدمت میں پہنچ کر ان کے ملازم ہو گئے۔ اس دوران غلام حسین کمیدان کی صاحبزادی عزت النساء بیگم سے ان کا عقد ہو گیا جس پر انھوں نے مہاراجہ جے پور کی ملازمت چھوڑ دی اور خانہ داماد کی حیثیت سے آگرہ میں رہنے لگے۔

غالب کے ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دادا قوقان بیگ خاں کو شاہان دہلی کی طرف سے پرگنہ پہاسو بطور جاگیر ملا تھا۔ ان کے انتقال کے وقت جو طوائف الملوکی کا ہنگامہ گرم تھا، اس کی وجہ سے پرگنہ پہاسو کی جاگیر جاتی رہی۔ اور مرزا عبداللہ بیگ خاں معاش کی فکر میں سرگرداں رہنے لگے۔ غالب نے لکھا ہے:

> "باپ میرا مرزا عبداللہ بیگ خاں بہادر لکھنؤ جا کر نواب آصف الدولہ کا نوکر ہوا۔ بعد چند روز حیدرآباد جا کر نواب نظام علی خاں کا نوکر ہو گیا۔ تین سو سوار کی جمعیت کے ساتھ ملازم رہا، کئی برس وہاں رہا۔ وہ نوکری ایک خانہ جنگی کے بکھیڑے میں جاتی رہی، عبداللہ بیگ خان بہادر نے گھبرا کر الور کا قصد کیا۔ راؤ راجہ بختاور سنگھ کا نوکر ہوا"۔

مرزا عبداللہ بیگ خاں کو راؤ بختاور سنگھ کا ملازم ہوئے چند ہی دن گزرے تھے اور ان کو مناسب حال نوکری نہیں دی گئی تھی کہ راج گڑھ کا معرکہ پیش آ گیا۔ حالی کے بیان کے مطابق:

> "ایک گڑھی کے زمیندار راج سے پھر گئے جو فوج اس گڑھی پر سرکوبی کے لیے بھیجی گئی، اس کے ساتھ مرزا عبداللہ خاں کو بھی بھیجا گیا تھا، وہاں پہنچتے ہی ان کے گولی لگی اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا اور راج گڑھ میں دفن ہوئے"۔

غالب کے ایک اور خط سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ راج گڑھ کا معرکہ ۱۸۰۲ء میں وقوع پذیر ہوا تھا اور اسی میں مرزا عبداللہ بیگ خاں کام آئے تھے۔ غالب نے ۱۸۶۰ء میں راجہ شیو دھان سنگھ والی الور کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا تھا جس کے ایک شعر میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے:

کافی بود مشاہدہ شاہد ضرور نیست
در خاک راج گڑھ پدرم را بود ضرور

مرزا عبداللہ بیگ کے مارے جانے کے بعد راج بختاور سنگھ والی الور نے دو گاؤں اور کسی قدر روزینہ ان کے دونوں لڑکوں یعنی غالب اور ان کے بھائی مرزا یوسف خاں کی پرورش کے لیے مقرر کر دیا۔ جس کے متعلق یہ بات ہنوز تحقیق طلب ہے کہ یہ گاؤں اور یہ وظیفہ کب اور کیوں مسدود ہوا؟

(یادگار غالب ص ۱۸، کلیات نثر ص ۱۵۴، انتخاب یادگار ص ۲۴۰، آجکل فروری ۱۸۶۳ء، کلیات نظم فارسی دوم ۳۴۶، بزم غالب ص ۲۶۳ تا ۲۶۵)

(۱۹) غلام حسین کمیدان: غالب کے نانا سرکار سہارنپور میں عسکری خدمات پر مامور رہنے کے بعد سبکدوش ہوئے۔

(اوراق معانی ص ۱۸)

(۲۰) **یا اسداللہ الغالب :** بہ والا خدمت رفعات درجت خواجہ صاحب جمیل المناقب عظیم الشاں' مخدوم و مطاع نیاز منداں' جناب خواجہ فخراللہ صاحب زاد مجدہ' و علاوہ منظور و مقبول باد۔ قبلہ حاجات' در آغاز نامہ دوست را بہ گراں مایگی ستودن باد خواں و افسانہ گوے بودن است' ایں زمزمہ بہ سخن سازان مبارک و در نورد نگارش سرگذشت حرف شوق نبشتن نقاب برروے شاہد راز فروہشتن است' ایں شیوہ بہ پردہ طرازاں ارزانی۔ گزیں روشے کہ نامہ نگاری را شاید آنست کہ نبشتن از گفتن آں مایہ دور تر نہ رود کہ سرایں ہردو رشتہ باہم دگرنہ تواں تافت و نقش یکے در آئینہ دیگرے نتواں یافت۔ بالجملہ بہ جرم ایں کہ دیدہ را آئینہ دار جلوۂ شاہد مدعا خواستمے چہ روز ہائے سیاہ کہ نہ دید ستم و بادافرہ ایں کہ پنجہ را شانہ زلف لیلاے مراد نقش بستمے چہ بلا ہا کہ از دہر نہ کشید ستم۔ از بیداد سطوت عدو نالاں و سینہ بردم تیغ مالاں بہ کلکتہ رفتن و عمرے دراز دراں مینوکدۂ فراخ ور کشا کش بیم وامید دل تنگ زیستن وانگاہ چوں دعاے نامستجاب برگردیدن و چوں بلائے ناخواندہ و وباے ناگہاں بہ وطن رسیدن و آمیزش حکام ستم پیشہ با دشمن و گم گشتن سر رشتہ کار از دست و رسیدن آبگینہ تدبیر برسنگ و فرو رفتن مینا ریزہ در پاے و مردن مستراند رواسترلنگ بہ مرگ ناگہاں در آغاز داوری و رفتن مولوی محمد محسن از میانہ ہنگام پایان تظلم و عارض گشتن ایں چنیں اعراض رویہ بر جوہر صحت حال و آبی گشتن کارہا در کشا کش امواج طوفاں۔ ایں گونہ حوادث اگر خواہے کہ بر استیفا برگزارے و سرابسر عرضہ دارے بہ صد صفحہ کراں نپذیرد' و بہ ہزار نامہ انجام گراے نہ گردد۔ مخدومی خواجہ محمد حسن صاحب تیرگی روز سیاہ نامہ نگار دیدہ اند' و غربت من در وطن تماشا کردہ اند۔ دل از آمیزش بے وفایان فرنگ بہم برآمدہ ورداں از اختلاط ایں تاری در و نان شید رنگ آزردہ۔ حالیا برآں سرم کہ اگر کسے از جاہ منداں ہندوستان بہ من پردازد و بہ ہنجار اندازہ نگاہ داری و قانون پایہ شناسی مرابہ سوے خود خواند' دل بہ پیچاک طرۂ دل آویز گردرہش بندے درخت سفر بہ سایہ دیوار قصروالایش گشائے' ورنہ قلندرانہ از سرایں تیرہ خاکدان برخیزمے' دگرد جہاں گردمے و سراسر آفاق پیمائے۔ دل بہ طوف آتش کدہائے یزدمے کشد و دیدہ تماشاے می خانہ ہاے شیراز مے جوید' چناں کہ شوقم دریں پردہ بدیں آہنگ فراواں زمزمہ ہادارد۔

غالب از ہندوستاں بگریز فرصت مفت تست
در نجف مردن خوش است و در صفاہاں زیستن

سطرے چند بہ صنعت تعطیل از رگ کلک فروترا دیدہ و دل از ہوس ناکی شہید جلوۂ ایں آرزو گردیدہ است کہ عنوان ایں ورق بہ لمعہ نگاہ معلی القاب سید عالم و قبلہ اہل عالم خاورستاں رود۔ اگر از گزلک مدطول زمان فراق حرف وفا از صفحہ خاطرنہ ستردہ' و صرصر استغنا خاکسارہاے غالب مستہام از یاد نہ بردہ باشد' ہمت دریغ نباید داشت۔ والسلام والاکرام۔ از اسداللہ نگاشتہ دہم رمضان ۱۲۴۸ ہجری۔ (آثار غالب : مرتبہ قاضی عبدالودود' علی گڑھ میگزین ۱۹۴۸ء نامہ بنام مرزا احمد بیگ)۔

(۲۱) **نواب شمس الدین خاں :** جن دنوں نواب احمد بخش خاں کا قیام الور میں تھا۔ انھوں نے ایک عورت مدی بیگم سے شادی کرلی تھی جس کے بطن سے دو لڑکے نواب شمس الدین خاں اور ابراہیم علی خاں اور دو لڑکیاں نواب بیگم اور جہانگیرہ بیگم پیدا ہوئیں۔ اسی کے کچھ دنوں بعد ایک برلاس مغل نیاز محمد بیگ خاں کی صاحبزادی بیگم جان سے بھی ان کا نکاح ہوگیا۔ بیگم جان کے بطن سے دو لڑکیاں ماہ رخ بیگم اور بادشاہ بیگم اور دو لڑکے نواب امین الدین احمد خاں اور نواب ضیاء الدین احمد خاں پیدا ہوئے۔

مولوی عبدالقادر رام پوری نے نواب احمد بخش خاں کا ذکر مناسب الفاظ میں نہیں کیا ہے۔ نواب احمد بخش خاں

نے انتہائی دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے اپنی جائیداد اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹوں کے درمیان تقسیم کر دی۔ فیروزپوری جھرکہ کا علاقہ نواب شمس الدین خاں کو اور لوہارو کا علاقہ نواب امین الدین احمد خاں اور ضیاء الدین احمد خاں کو دیا۔

نواب احمد بخش خاں کے انتقال پر نواب شمس الدین خاں نے اس تقسیم کے خلاف آوازہ بلند کیا اور سرکار انگریزی میں مستدعی ہوئے کہ میں خلف اکبر ہونے کی حیثیت سے فیروزپور جھرکہ کا بلاشرکت غیر حق دار ہوں۔ فرانسس ہاکنس نے اپنی ریذیڈنسی کے زمانے میں ان کو ان کے بھائیوں کا علاقہ یعنی لوہارو بھی دلا دیا' جس پر نواب امین الدین احمد خاں نے ۱۸۳۴ء میں کلکتہ جا کر عدالت العالیہ میں اپیل کی۔ اس اپیل کا فیصلہ نواب شمس الدین خان کے خلاف ہوا اور اس کے کچھ دنوں بعد ۲۲ مارچ ۱۸۳۴ء کو کسی نامعلوم شخص نے دہلی کے ریذیڈنٹ ولیم فریزر کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔ لوگوں میں مختلف قسم کی چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔ خوش حال گوجر' بلاقی جمعدار' سنگین بیگ کوتوال' حمایت علی' اوینا' منولال' آغا جان اور اسی قسم کے دوسرے جاہ طلب افراد انعام و اکرام کے لالچ میں تحقیقاتی افسروں سے مل گئے اور ان کو چھوٹی رپورٹیں پہنچا کر' اس امر کا یقین دلانا شروع کیا کہ ریذیڈنٹ ولیم فریزر کو نواب شمس الدین خان کی ا نگیخت پر ان کے ملازم کریم خاں نے ہلاک کیا ہے۔ مقدمہ کی ابتدائی سماعت کے بعد کریم خاں کو پھانسی دی گئی۔ اس کے بعد نواب شمس الدین خاں کے مقدمہ کی باقاعدہ سماعت کا آغاز ہوا۔ ۹ اگست ۱۸۳۴ء کو شائع ہونے والے سلطان الاخبار کی اطلاع کے مطابق عدالت گواہوں سے جو چاہتی انگریزی میں لکھوا لیتی تھی۔ وہ انگریزی نہیں جانتے تھے اس لیے ان کو اس امر کا پتہ نہیں چلتا تھا کہ وہ نواب شمس الدین خاں کے خلاف بیان دے رہے ہیں یا ان کی صفائی میں۔ ان فرضی اور جعلی بیانات کا سلسلہ ختم ہونے پر عدالت کی جانب سے پھانسی کا فیصلہ کیا گیا۔ اس فیصلہ کا علم ہونے پر نواب شمس الدین خاں نے اسفندیار بیگ کو اپنا وکیل بنا کر کلکتہ بھیجا' لیکن اس سے پہلے کہ کلکتہ میں اس فیصلے پر نظرثانی کی جاتی' سزا کو بحال رکھا گیا۔

انگریزوں کو خدشہ تھا کہ اگر نواب شمس الدین خاں کو پھانسی دی گئی تو پورا شہر مشتعل ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے پھانسی دیئے جانے سے ایک روز قبل یعنی ۷ اکتوبر ۱۸۳۵ء کو ہی احتیاط کے طور پر اور شہریوں کو خوفزدہ کرنے کے لیے موری دروازہ اور کشمیری دروازہ درمیانی علاقہ میں تین ہزار مسلح سپاہیوں کو متعین کر دیا اور جگہ جگہ بھاری توپیں نصب کرا دیں۔ ان تمام اقدامات کے مکمل ہونے پر ۹ اکتوبر کی صبح نواب شمس الدین کو پالکی میں بٹھا کر قتل گاہ میں لایا گیا۔ اس وقت ان کے چہرے پر کسی قسم کا تکدر یا ملال نہیں تھا وہ انتہائی فاتحانہ انداز میں قتل گاہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت ایک پادری نے آگے بڑھ کر ان کو عیسائی ہونے کی ترغیب دی' جس پر انہوں نے جواب دیا کہ میں عیسیٰؑ کا منکر نہیں ہوں' جس طرح اہل یہود نے ان کو بلاجرم پھانسی دی تھی اسی طرح تم ان کے پیرو ہونے کے باوجود مجھ کو بلا جرم پھانسی پر چڑھا رہے ہو۔

اس گفتگو کے فوری بعد نواب شمس الدین خاں کو پھانسی کے تختہ پر لایا گیا۔ اس وقت ان کے دونوں ہاتھ پشت کی جانب باندھ دیئے گئے اور گلے میں رسی ڈال کر پھانسی دے دی گئی۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد ان کی لاش کو ان کے ورثا کے حوالے کیا گیا ان کے خسر مرزا افضل بیگ نے ان کی لاش کو غسل دیا۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نواسے شاہ محمد اسحاق نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی' جس میں آٹھ ہزار افراد شریک ہوئے۔ اردو کے مشہور شاعر نواب مرزا داغ ان ہی کے صاحبزادے ہیں جن کی والدہ نے اپنے شوہر کی شہادت کے بعد مرزا فخرو ولی عہد بہادر شاہ ظفر سے نکاح کر لیا تھا۔

(دیباچہ دیوان معروف' آجکل فروری ۱۹۵۶ کلیات نثر غالب ص ۱۰۷' واقعات دارالحکومت دہلی دوم ص ۹۲' ص ۴۹۳' تاریخ صحافت اردو ص ۱۰۱' بزم غالب ص ۲۲۳ تا ۲۵۵)

(۲۳) **انڈریو سٹرلنگ :** ۱۷۹۳ء کے قریب پیدا ہوئے۔ وہ ایڈمرل سٹرلنگ کے بیٹے تھے۔ ۱۸۱۱ء سے ۱۸۱۲ء تک ہیلی بری میں تعلیم حاصل کر کے ۱۸۱۳ء میں ہندوستان آئے۔ حکومت کے فارس سیکرٹری اور پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ میں ڈپٹی سیکرٹری رہنے کے بعد ۱۸۲۸ء میں قائم مقام گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ وہ بہت ذہین انسان مانے جاتے تھے۔ انھوں نے اڑیسہ پر قابل قدر تحقیقی کام کیا۔ ۲۳ مئی ۱۸۳۰ء کلکتہ میں وفات پائی۔

(بک لینڈ ص ۴۰۵)

سٹرلنگ کی وفات پر غالب کا بیس اشعار پر مبنی ایک قطعہ بھی ہے جس سے چند شعر درج یوں ہیں :

فروغ طالع ایام مستر استرلنگ
که فر خسرویش تافتی چو خور ز جبین
تنی چنان که شگفتی بهار از و گل گل
سری چنان که فشاندی فلک برا و پروین
برای آنکه بهشت برین بود جائیش
زمن و دعا و انصاف بیشگاں آمین

(کلیات غالب فارسی جلد اول ص ۲۱۷ و ۲۱۸)

پنج آہنگ میں شامل مولوی سراج الدین احمد کے نام ایک خط میں سٹرلنگ کی وفات پر اظہار غم کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"میرے منہ میں خاک اگر میں یہ کہوں اور نہ کہوں تو بہرحال ہر شخص یہ جانتا ہے کہ مسٹر اندرو اسٹرلنگ کا انتقال ہو گیا۔ دنیا سے نیک نامی کے سوا کوئی چیز اس نے اپنے ہمراہ نہیں لی۔ کاش کہ میرے کانوں میں روئی جلا کر بھر دی جاتی تاکہ میں اس بری خبر کو سننے سے بچ جاتا۔ اب میں غم خواری کی امید کس سے رکھوں اور کس کی گردش چشم کا خیال مجھے تسکین دے۔"

(اوراق معانی ص ۱۲۳)

غالب جب پنشن کے مقدمے کے لیے کلکتہ گئے تو اس وقت انڈریو سٹرلنگ گورنر جنرل کے شعبہ فارسی میں سیکریٹری تھے انھوں نے اور ان کے اسسٹنٹ سیکرٹری سیمن فریزر نے غالب کی پذیرائی کی۔ دونوں فارسی کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اور غالب اپنی داد رسی کے لیے ان کی امداد کو بے حد مفید سمجھتے تھے۔ سٹرلنگ کی مدح میں غالب کا پچیس اشعار کا قصیدہ کلیات فارسی میں موجود ہے جس کا مطلع ہے :

فغان که نیست سرو برگ دامن افشانی
به بند خویش فرومانده ام ز عریانی

اس کا مطلع ثانی یہ ہے :

زہی کریم که دست بگوہر افشانی
بگاه عرض گرو برده ز ابر نیسانی

اور عرض مدعا یوں کیا ہے :

گدایم و بہ تمنائے داد آمدہ ام ‌ ‌ بہ درگہے کہ بود قیصرش بہ دربانی
نہ ملک خواہم و نے مال، ایں قدر خواہم ‌ ‌ کہ گرد غم زرخ بخت من بیفشانی
مرا دلیست ز درد شکستگی لبریز ‌ ‌ نہ آرزوے امیری، نہ حسرت خانی
زبست سال فزوں می شود کہ می سوزد ‌ ‌ نفس چورشتہ شمع بہ بزم حیرانی
بہ داد گاہ رسیدم چنانکہ دانستم ‌ ‌ برس بہ داد غریباں چنانکہ می دانی

(کلیات غالب فارسی ص ۱۶۰ تا ۱۶۵)

(۲۳) سرجان مالکم : ۲ مئی ۱۷۶۹ء کو پیدا ہوئے۔ باپ کا نام جارج مالکم تھا۔ ویسٹر کرک میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۷۸۲ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملٹری سروس میں ملازم ہوئے اور ۱۷۸۳ء میں مدراس پہنچے۔ ۱۷۹۲ء میں سرنگا پٹم پر قبضے کے دوران وہ نظام حیدر آباد کی افواج کے لیے فارسی ترجمان کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ ۱۷۹۷ء سے ۱۷۹۸ء تک وہ لارڈ ہاریس کے سکریٹری اور اسسٹنٹ ریذیڈنٹ حیدر آباد کی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۷۹۹ء اور ۱۸۰۲ء کے درمیان کی مہم میں لارڈ ولزلی نے ان کا انتخاب کیا۔ ۱۸۰۲ء سے ۱۸۰۳ء تک لارڈ ولزلی کے سکریٹری رہے۔ ہندوستان میں قیام کے دوران ان کی زندگی سرکاری مصروفیات اور کارگزاریوں سے بھری ہوئی ہے۔ انھوں نے ۱۸۳۰ء میں ہندوستان کو ترک کیا اور ۳۰ جولائی ۱۸۳۳ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۲۷۱)

(۲۴) خواجہ مرزا : کے حالات اور خاندانی تفصیل کے لیے دیکھئے خواجہ قمرالدین راقم کا مضمون بعنوان "مرزا غالب کا نسب نامہ" مرتبہ مرزا رفیق بیگ مشمولہ مجلہ اعتمادیہ دہلی۔

(۲۵) مرزا افضل بیگ : غالب کے بہنوئی مرزا اکبر بیگ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ۱۵ نومبر ۱۸۳۰ء اور ۱۵ مارچ ۱۸۳۲ء کے درمیان کسی تاریخ کو دلی میں فوت ہوئے۔ صاحب "کارنامہ سروری" نے لکھا ہے کہ ضعیف ہو گئے تھے اور انتقال کیا۔ مگر یہ ضعیفی کوئی ستر اسی سالہ بوڑھے کی سی نہ ہوگی کیونکہ وہ مرتے دم تک اکبر شاہ ثانی کی طرف سے انگریزی دربار کلکتہ میں سفیر رہے اس لیے قیاس ہے کہ بوقت مرگ ان کی عمر ۶۰ سال یا اس سے کچھ زیادہ ہوگی۔ اس طرح ولادت کا سال ۱۷۷۰ء کے آس پاس متعین کیا جا سکتا ہے۔

انگریزی دربار کلکتہ میں سفیر مقرر ہونے کے وقت ان کے والد اور دوسرے اہل خاندان دلی میں نہیں رہتے تھے۔ تقرر کے بعد ہی دلی میں سکونت اختیار کی۔ مرزا مقرب الدولہ، معزز الملک، دلاور جنگ کے خطابات سے سرفراز ہوئے اور کلکتہ بھیج دیئے گئے تاکہ وہاں انگریزوں سے تصفیہ طلب امور سلطنت کا حل نکال سکیں۔

یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کلکتہ کب گئے مگر یہ یقینی ہے کہ جب غالب پنشن کی بحالی کے سلسلہ میں کلکتہ میں مقیم تھے (فروری ۱۸۲۸ء سے اکتوبر ۱۸۲۹ء تک) تو مرزا ہمہ وقت وہیں تھے۔ پھر وہیں کلکتہ میں رہ کر انھوں نے مشہور دانشور رام موہن رائے کو دلی دربار سے راجا کا خطاب دلوا کر غیر تصفیہ شدہ امور کی مزید پیروی کے لیے انگلینڈ بھیجا۔ راجا رام موہن رائے ۱۵ نومبر ۱۸۳۰ء کو البین (Albion) نامی جہاز سے عازم انگلستان ہوئے۔ مرزا افضل بیگ دلی واپس آ گئے۔

مرزا افضل بیگ کی شادی حکیم مومن خاں مومن کی بھانجی سے ہوئی تھی تاہم کلکتہ سے واپسی پر وہ اپنے ساتھ ایک خوبصورت بنگالن کو بھی لے آئے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ پہلی بیوی کا انتقال ہو چکا ہو) یہ وہی عورت ہے جسے مرزا

افضل بیگ کی وفات کے بعد مرزا عباس بیگ (مرزا افضل بیگ کے بھتیجے) بھگا کر پنجاب کی طرف سے لے گئے تھے اور گھروالوں سے دائمی ناراضگی مول لے لی تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ بنگالن کوئی بازاری عورت یا طوائف نہ تھی بلکہ افضل بیگ کی باقاعدہ بیوی تھی کیونکہ "صاحب کارنامہ سروری" اس عورت کو مرزا عباس بیگ کی چچی کہتا ہے۔ فرحت اللہ بیگ نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں ہر گھر کے ساتھ ایک نہ ایک طوائف کا نام جڑا رہتا تھا مگر یہ گھر (مرزا عبداللہ بیگ پسر مرزا افضل بیگ کا) ایسا تھا جس میں طوائف کا نام نہیں آیا تھا۔

مرزا افضل بیگ کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام مرزا عبداللہ بیگ عرف مرزا دولا تھا۔ ان کا مکان محلہ چوڑی والان کی میگزین والی گلی میں تھا۔ ممکن ہے یہ مکان مرزا افضل بیگ نے خریدا ہو یا بنوایا ہو اور اپنی عمر کے آخری سانس یہیں لیے ہوں۔

مرزا عبداللہ بیگ کی آٹھ اولادیں تھیں۔ چھ بیٹے اور دو بیٹیاں۔ جب مرزا افضل بیگ کے انتقال کے بعد آمدنی کے سب راستے بند ہو گئے تو مرزا عبداللہ بیگ سخت پریشان ہوئے کہ اب اتنے بڑے کنبے کی پرورش کیسے ہو گی۔ آخر ایک روز وہ اپنے والد کے سرٹیفکیٹ لے کر جو انھیں وائسرائے نے دیئے تھے دلی کے ریذیڈنٹ کے پاس ملازمت مانگنے کے لیے گئے۔ ریذیڈنٹ نے از راہ مہربانی انبالہ سے کانپور تک کی ڈاک گاڑی کا انتظام ان کو دے دیا۔ جابجا سینکڑوں چوکیاں قائم کی گئیں۔ مرزا عبداللہ بیگ اکثر ان چوکیوں کی دیکھ بھال کے لیے جایا کرتے تھے۔ اس طرح خاندان کی حالت سنبھل گئی۔

آج تک مرزا افضل بیگ کے نام غالب کا کوئی خط نہیں ملا۔ تاہم ان کا ذکر دوسروں کے خطوں میں کثرت سے ملتا ہے۔ ایسے ہی خطوں سے مرزا افضل بیگ کے انتقال کی خبر بھی ملتی ہے۔ مرزا احمد بیگ خاں (طپان) کو لکھتے ہیں :
"فلاں بیگ زندہ نیست ورنہ خونہا خوردمی . . . . . " "حضرت اکبر شاہ از روز رحلت فلاں بیگ بہ انواع و عوارض مبتلا بود۔ پریروز کہ چہار شنبہ آخری صفربود غسل صحت کردہ اند' آمانا توانند و دماغ شنیدن ملتمسات ندارند"
(متفرقات غالب طبع دوم ص ۹۳ ـ ۹۴ خط نمبر ۲۲)

دن اور مہینہ نہ سہی مگر اس خط سے مرزا افضل بیگ کا سال وفات متعین ہو جاتا ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ راجا رام موہن رائے کے ۱۵ نومبر ۱۸۳۰ء کو عازم انگلستان ہونے تک نہ صرف مرزا زندہ تھے بلکہ اس کے بعد وہ دلی واپس آئے اور اپنے ساتھ ایک حسین بنگالی بیوی بھی لائے تھے۔ صفر چونکہ ۱۸۳۰ء میں جولائی اگست میں پڑتا ہے اس لیے جولائی اگست ۱۸۳۰ء یا اس سے پہلے کے کسی انگریزی مہینے میں مرزا کا وفات پانا درست نہیں ہو سکتا۔ مرزا احمد بیگ خان طپان کا انتقال ۱۵ مارچ (شوال) ۱۸۳۲ء سے کچھ روز قبل ہوتا ہے۔ اس لیے مرزا کا انتقال ۱۸۳۲ء کے جولائی ـ صفر) میں بھی ممکن نہیں کیونکہ اوپر کے خط سے ظاہر ہے طپان کی زندگی ہی میں مرزا انتقال کر چکے تھے۔ اب رہ گیا ۱۸۳۱ء تو یہی مرزا کا سال وفات ہے۔ صفر کا آخری چہار شنبہ ۲۳ صفر ۱۲۴۷ھ میں پڑتا ہے جو ۳ اگست ۱۸۳۱ء سے مطابق ہوتا ہے۔

بادشاہ (اکبر شاہ ثانی) کو مرزا کے انتقال کا سخت رنج ہوا اور وہ طرح طرح کے عارضوں میں مبتلا رہنے لگے خدا خدا کر کے شفا پائی اور ۳ اگست ۱۸۳۱ء کو غسل صحت فرمایا۔ مگر بیماری اس قدر شدید اور لمبی تھی کہ عرصے تک ناتوانی باقی رہی۔ مرزا کا انتقال بادشاہ کے غسل صحت سے ایک دو ماہ پہلے ہوا ہو گا مگر سال وفات ۱۸۳۱ء ہی ہے۔

غالب کو شبہ ہی نہیں بلکہ یقین تھا کہ مرزا افضل بیگ پنشن کے مقدمے میں مدد کی بجائے ان کی مخالفت کر رہے

ہیں اور اپنے خواہر زادوں (یعنی اپنے بہنوئی خواجہ حاجی کی اولاد) کی مدد کر رہے ہیں۔ غالب کلکتے کے قیام کے دوران مرزا افضل بیگ کے (شاید مصلحتہً) شاکی نہیں ہوئے تھے۔ لیکن واپسی کے بعد انہیں اپنا شدید مخالف سمجھنے لگے تھے۔ اس سلسلے میں غالب کے مندرجہ ذیل خطوط ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

(متفرقات غالب طبع دوم خط نمبر ۱۴ بنام مولوی سراج الدین احمد
" " " خط نمبر ۲۲ " مرزا احمد بیگ خاں
" " " خط نمبر ۳۶ " مرزا ابوالقاسم خاں)

(۲۶) ایڈورڈ کول بروک: ۱۸۲۸ء تک دہلی کا ریذیڈنٹ تھا مولوی محمد علی خاں صدر الدین باندہ کے نام ایک فارسی خط میں جو پنج آہنگ میں شامل ہے غالب نے ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"دیگر یہ کہ ابھی دہلی سے آنے والا خط کاشف حالات ہوا کہ میرے بھیجے ہوئے کاغذ وہاں پہنچ گئے اور میرے کارفرما کو مل گئے اور وکیل کو وکالت نامہ دے دیا گیا۔ ابھی وکالت قوت فعل میں نہیں آئی تھی کہ روشن الدولہ لارڈ کول بروک صاحب بہادر فرماں روائے دہلی بطریق دورہ اس شہر سے باہر چلے گئے۔۔ ہر آئینہ اب انتظار کرنا ہو گا اور اس کی وجہ سے مقدمے کی کارگزاری ملتوی رہے گی۔ اب کیا کہوں کہ خواہ مخواہ یہ تاخیر درمیان میں آ گئی"۔ یہ خط یقیناً قیام کلکتہ کے دوران لکھا گیا ہو گا۔ (اوراق معانی ص ۸۱)

(۲۷) چارلس لشنگٹن: ۱۷۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۰۱ء میں ہندوستان آئے۔ ۱۸۰۴ء میں گورنر جنرل کے دفتر میں اسسٹنٹ مقرر ہوئے۔ جہاں سے ۱۸۰۹ء میں وہ خفیہ' سیاسی اور خارجہ محکموں میں ڈپٹی سیکریٹری بنا دیے گئے۔ ۱۸۲۳ء میں وہ گورنر جنرل کے پرائیویٹ سیکرٹری اور ۱۸۲۵ء میں حکومت ہند کے چیف سیکریٹری تھے۔ جہاں ۲۳ ستمبر ۱۸۶۶ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۲۵۶)

کتاب کے انگریزی متن میں جی لشنٹن ہے جو شاید پروف خوانی کے باعث ہو گیا ممکن اصل ہی لشنگٹن ہو۔ (گ ۔ ن)

(۲۸) لارڈ ولیم کونڈیش بنٹنک: گورنر جنرل ۱۴ ستمبر ۱۷۷۴ کو پیدا ہوئے پورٹ لینڈ کے تیسرے ڈیوک کے بیٹے تھے۔ ۱۷۹۱ء میں فوج میں بھرتی ہوئے۔ نیدرلینڈ (موجودہ ہالینڈ)' اٹلی اور آسٹریلیا میں فوجی خدمات انجام دیں۔ اگست ۱۸۰۳ء سے ستمبر ۱۸۰۷ء تک مدراس کے گورنر رہے۔ ملازمت کے دوران میں وہ کچھ مدت کے لیے بے روزگار بھی ہوئے۔ اس کے بعد وہ بنگال کے گورنر مقرر کیے گئے۔ وہ ۱۸۳۴ء سے ۱۸۳۵ء تک ہندوستان کے پہلے انگریز گورنر جنرل بنے۔ ولیم بنٹنک نے ۱۷ جون ۱۸۳۹ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۳۶)

ولیم بنٹنک کی دہلی آمد پر غالب نے تاریخ ورود موزوں کی تھی جس کا پہلا اور آخری شعر یوں ہے:

داور شاہ نشاں' لارڈ کونڈش بنٹنک
کز نہیبش تپش از شعلہ رمیدن دارد

گفت نواب ز آغاز و ز انجام ورود
از کرم جان بتن خلق دمیدن دارد

(کلیات غالب فارسی جلد اول ص ۲۱۸ - ۲۱۹)

(۲۹) فرانسس ہاکنز (یا ہاکنس) کو ۱۸۲۸ء کے بعد دہلی کا ریذیڈنٹ بنایا گیا۔ وہ ۱۸۲۹ء اور ۱۸۳۰ء کے درمیان اس عہدہ پر فائز تھے۔ ہاکنز نے غالب کے خلاف رپورٹ لکھی تھی۔ پنج آہنگ کے دو خطوں میں غالب نے ہاکنز کی اس زیادتی کا ذکر کیا ہے۔ مولوی سراج الدین احمد کے نام خط میں لکھا ہے :

"اس خراب آباد کے حاکم نے جسے فرانسس ہاکنس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، مرزبان فیروزپور کے ساتھ پیمان یکدلی باندھ رکھا ہے۔ نتیجہ یہ کہ اس کی مرضی کے مطابق رپورٹ صدر میں بھیج دی"۔ (اوراق معانی ص ۱۰۶)

اور انہی کے نام دوسرے خط میں لکھتے ہیں :

"جو رپورٹ کہ فرانس ہاکنس (ہاکنز) بہادر نے خصوصیت کے ساتھ میری داد خواہی کے بارے میں صدر میں بھیجی ہے۔ کیا کہوں کہ وہ کس حد تک امیدوں کو گھٹانے اور غموں کو بڑھانے والی ہے"۔ (اوراق معانی ص ۱۲۳)

غالب نے ہاکنس کی رپورٹ پر مندرجہ ذیل قطعہ بھی لکھا تھا جو کلیات غالب فارسی کے ص ۱۶۷ پر موجود ہے :

ایا ستم زدہ غالب ز ہاکنس مثال
منہ بسینہ بی کینہ از شکایت داغ
اگر بصدر خلاف تو کردہ است رپورٹ
وگر بخصم بقتل تو بستہ است جناغ
قضا بنای خرابی فگندہ ہم ز نخست
ندیدہ ای کہ ہمان عکس غالب است بلاغ

(گوہر نوشاہی)

ہاکنس بڑا ہی بددماغ شخص تھا۔ اس کی نخوت اور کبر کی کوئی حد اور انتہا نہ تھی۔ وہ سب لوگوں کو بتانا چاہتا تھا کہ برطانوی اقتدار کے آگے مغل بادشاہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ وہ ایک کٹھ پتلی کے مثل ہے کہ جدھر چاہو اس کا منہ موڑ دو۔ چاہے یہ بات صحیح بھی ہو تب بھی ظاہری آداب کا لحاظ سیاست کاری میں ضروری ہوتا ہے۔ وہ شاہی دربار میں بھی بدتمیزی سے پیش آتا تھا۔ وہ پہلا ریذیڈنٹ تھا جس نے دربار میں بیٹھنے کے لیے کرسی طلب کی۔ ایک مرتبہ کسی مہمان کو دربار خاص دکھانے کے لیے لایا تو بادشاہ کی اجازت کے بغیر گھوڑے کو اندر تک لے گیا۔ بادشاہ نے اس کی شکایت کی لیکن وہ مجبور اور بے بس تھا۔ چپ ہو رہا۔ جب کلکتہ گورنمنٹ کو یہ اطلاعیں پہنچیں تو اسے واپس بلا لیا گیا۔

(غالب اور آہنگ غالب ص ۸۱)

(۳۰) نیل بنجمن ایڈمون سٹون : ۶ دسمبر ۱۷۶۵ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۷۸۳ء میں سول سروس اختیار کر کے کلکتہ آئے اور سب سے پہلے سیکریٹریٹ میں تقرر ہوا اور حکومت کے فارسی مترجم مقرر کیے گئے۔ اس کے بعد قائم مقام گورنر جنرل

کے سیکرٹری' اس کے بعد سر لارڈ کلارک سر جی ایچ بارلو اور لارڈ ولزلی کے ساتھ سکریٹری کے طور پر کام کیا۔ مدراس میں سلطان ٹیپو کے خلاف مہم میں بھی شامل رہے۔ ۱۸۰۹ء میں علاوہ حکومت ہند کے محکمہ خارجہ میں بحیثیت چیف سیکریٹری کام کیا۔ ۳۰ اکتوبر ۱۸۱۲ء سے ۲۷ جنوری ۱۸۱۸ء تک سپریم کونسل کے رکن رہے وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹر تھے جبکہ ۴ مئی ۱۸۴۱ء کو فوت ہو گئے۔ اڈمونسٹون کے بارے میں غالب کے مدحیہ قطع کے چند اشعار یہ ہیں :

فرزانہ یگانہ اڈمنسٹن بہادر
کاموخت دانش ازوی آئین کاروانی
در محفل نشاطش زہرہ بہ نغمہ سنجی
ہر گوشہ رباطش' کیوان بپاسبانی
حاشا کہ بودہ باشم ہائی بہ آشکارا
حاشا کہ کردہ باشم ترک وفانہانی
رونق فزای ملکی در معدلت طرازی
امیدگاہ خلقی در منفعت رسانی

(کلیات غالب فارسی جلد اول ص ۱۸۳ - ۱۸۴)

(۳۱) ہنری تھوبی پرنسپ : والد کا نام جون پرنسپ' ۱۵ جولائی ۱۷۸۲ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پرائیوٹ طور پر حاصل کی۔ اس کے بعد ٹن برج اور ایسٹ انڈیا کمپنی کالج ہرٹ فورٹ کاسل میں زیر تعلیم رہے۔ ۱۸۰۹ء میں بنگال پہنچے۔ ۱۸۱۴ء میں گورنر جنرل ماکویس ہیسٹنگز کے پرائیوٹ سیکریٹری بنائے گئے۔ اودھ' شمالی مغربی صوبے اور نیپال کے دوروں میں وہ گورنر جنرل کے ساتھ تھے۔ انھوں نے ۱۸۲۳ء میں مارکویس ہیسٹنگز کے انتظامی دور کی تاریخ بھی شائع کی۔ ۱۸۲۰ء میں وہ حکومت کے فارسی سیکریٹری اور ۱۸۵۰ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹر تھے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے جن میں رنجیت سنگھ کی سوانح قابل ذکر ہے۔ وہ شاعری بھی کرتے تھے۔ ۱۱ فروری ۱۸۷۸ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۳۴۴)

(۳۲) سرولیم ہے بارنٹ میکناٹن : اگست ۱۷۹۳ء میں پیدا ہوئے۔ وہ سر ورک مین میکناٹن بار ایٹ لا' جج سپریم کورٹ مدراس کے دوسرے بیٹے تھے۔ چارٹر ہاؤس میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۸۰۹ء میں مدراس آئے۔ حیدر آباد' بنگال اور کلکتہ میں خدمات انجام دیں۔ ۱۸۳۰ء سے ۱۸۳۳ء بالائی ہندوستان کی سیاحت پر رہے۔ ولیم بنٹنک نے جب روپڑ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ سے ملاقات کی تو ولیم ہے اس کے ساتھ تھے۔ انھوں نے قندھار' غزنی اور کابل کی مہموں میں بھی حصہ لیا۔ ۱۸۴۱ء میں وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۲۶۹)

غالب کے فارسی قطعات میں ولیم میکناٹن کا ایک مدحیہ قطعہ موجود ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں :

ہر کجا منشور اقبالی پدید آوردہ اند
نام مکناٹن بہادر زیب عنوان دیدہ ام
تا مر او را در جہان فرمانروایی دادہ اند
چرخ را از فتنہ انگیزی پشیمان دیدہ ام

داورا، امیدگاہا من کہ اندر عمر خویش
سختی و بی مہری از گردون فراوان دیدہ ام
بعد عمری کاین چنین بگذشت در پایان عمر
از تو نیروی دل و آسایش جان دیدہ ام

(کلیات غالب فارسی جلد اول ص ۱۷۱ تا ۱۷۴)

(۳۳) **گورنر سر چارلس ایڈورڈ ٹریولیان** : والد کا نام جارج ٹریولیان، ۲ اپریل ۱۸۰۷ء کو پیدا ہوئے۔ ٹاؤنٹن چسٹر ہاؤس اور ہیلی بری میں ۱۸۲۵ء تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۲۶ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی سول سروس میں ملازم ہو کر آئے اور دہلی میں اسسٹنٹ کمشنر مقرر ہوئے۔ ۱۸۳۱ء میں برطانوی ہند کے محکمہ امور خارجہ میں انڈر سیکریٹری کا عہدہ حاصل کیا۔ تعلیمی منصوبہ بندی میں لارڈ میکالے کے ساتھ بھرپور حصہ لیا اور انہی کی بہن سے شادی کی۔ اس تحریک کا مقصد مشرقی زبانوں کے مقابلے میں انگریزی کو ذریعہ تعلیم کے طور پر نافذ کرنا تھا۔ ۱۸۳۶ء سے ۱۸۳۸ء تک ریونیو بورڈ کے سیکریٹری تھے۔ ۱۸۴۰ء سے ۱۸۵۰ء تک سیکرٹری خزانہ کے عہدے پر فائز رہے۔ ۱۸۵۹ء میں وہ مدراس کے گورنر مقرر کیے گئے۔ جنوری ۱۸۶۳ء میں سپریم کونسل کے ممبر بنائے گئے۔ اس عہدے پر ۱۸۶۵ء تک رہے۔ ۱۹ جون ۱۸۸۶ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۴۲۸)

(۳۴) **سر چارلس ولیم بارونٹ بلنٹ** : ۱۷۳۱ء میں پیدا ہوئے۔ اپنی وفات سے بیس سال پہلے ۱۷۸۲ء کے قریب ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازم ہو کر ہندوستان آئے۔ کلکتے کے قریب پلٹا کے مقام پر ۲۷ ستمبر ۱۸۰۲ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۴۶)

(۳۵) **جارج ایڈن آکلینڈ** : ۲۵ اگست ۱۷۸۴ء کو پیدا ہوئے۔ وہ آکلینڈ کے پہلے لارڈ کے دوسرے بیٹے تھے۔ کرائسٹ چرچ آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کی۔ ۴ اپریل ۱۸۳۶ء کو گورنر جنرل ہندوستان کا عہدہ ملا۔ کابل کی مہم میں شریک رہے۔ ۱۸۳۹ء میں ارل بنائے گئے۔ ۱۲ مارچ ۱۸۴۲ء کو کابل پر قبضہ کے بعد ہندوستان سے واپس چلے گئے۔ یکم جنوری ۱۸۴۹ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۱۹)

گورنر جنرل آکلینڈ کی مدح میں دسمبر ۱۸۳۷ء کا لکھا ہوا غالب کا قصیدہ موجود ہے جس کے چند شعر یہ ہیں :

باز باطراف باغ آتش گل در گرفت
مرغ برسم فغاں زمزمہ از سر گرفت
آنکہ بفرزانگی دفتر بقراط شست
آنکہ بمردانگی تخت سکندر گرفت
شست بمشک و گلاب کام و زبان چند بار
تا اسداللہ خاں نام گورنر گرفت
نامہ بنازد بخویش کز اثر فیض مدح
نقطہ ز بس روشنی تابش نیر گرفت

رایت لارڈ آکلینڈ باد بد انسان بلند
کش رسد از محل خویش ملک سراسر گرفت

(کلیات غالب فارسی جلد دوم ص ۱۲۸ تا ۱۳۲)

(۳۶) ولیم بٹر ورتھ بیلی : آئی۔ ایس۔ ایس۔ تھامس بٹرورتھ بیلی کے بیٹے تھے۔ ایٹن اور کیمبرج میں تعلیم حاصل کر کے ۱۷۹۹ء میں ہندوستان آئے۔ ۱۸۰۳ء میں گورنر جنرل لارڈ ولزلی کے دفتر کے ذہین ماحول میں کام کا آغاز کیا۔ ۱۸۰۷ء میں صدر کورٹ کے رجسٹرار مقرر ہوئے۔ ۱۸۱۴ء میں سیکرٹری ریونیو اور ۱۸۱۹ء میں کمپنی حکومت کے چیف سیکرٹری مقرر ہوئے۔ جولائی سے دسمبر ۱۸۲۲ء کے دوران سپریم کونسل کے ممبر تھے۔ مارچ سے جولائی ۱۸۲۸ء تک قائم مقام گورنر جنرل ہوئے۔ ۱۸۳۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹر بنائے گئے۔ ۱۸۵۸ء میں سبکدوش ہوئے اور ۲۹ مئی ۱۸۶۰ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۳۱)

(۳۷) الیگزنڈر جارج رس : ۹ جنوری ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ ایڈمبرا اکیڈمی اور یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۵۷ء میں ہندوستان میں فوجی ملازمت اختیار کی۔ ۱۸۹۷ء میں لیفٹیننٹ گورنر بنائے گئے۔ ۱۸۵۸ء سے ۱۸۵۹ء تک ہندوستان کی جنگ آزادی میں بھی شریک رہے۔ وہ شمالی علاقہ جات' سرحدی علاقوں' افغانستان اور پنجاب میں بھی فوجی کمان کرتے رہے۔ (بک لینڈ ص ۳۶۳)

(۳۸) لیفٹیننٹ گورنر جان رسل کالون : آئی۔ سی۔ ایس' ولد جیمز کالون ۲۹ مارچ ۱۸۰۷ء کو کلکتہ میں پیدا ہوئے۔ سینٹ اینڈریوس اور ہیلی بیری میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۲۶ء میں بنگال اور ۱۸۲۷ء میں حیدر آباد میں تقرر ہوا۔ ۱۸۳۱ء سے ۱۸۳۵ء تک حکومت ہند کے محکمہ حال گزاری میں اسسٹنٹ سیکریٹری اور ڈپٹی سیکریٹری کے عہدوں پر کام کیا۔ ۱۸۳۶ء میں گورنر جنرل آکلینڈ کے پرائیویٹ سیکریٹری مقرر ہوئے اس عہدے پر ۱۸۴۲ء تک کام کیا۔ ۱۸۴۵ء میں وہ نیپال کے ریذیڈنٹ تھے۔ ۱۸۵۳ء تک وہ صدر کورٹ کلکتہ کے جج اور لیفٹیننٹ گورنر شمال مغربی صوبہ جات کے عہدوں پر فائز رہے۔ انھوں نے حکومتی مشینری کو چلانے میں بڑا فعال کردار ادا کیا۔ انھوں نے ۹ ستمبر ۱۸۵۷ء کو انتقال کیا اور آگرہ کے قلع میں دفنائے گئے۔ غالب ان کی مدح میں لکھتے ہیں :

اسکوئر کالون کہ درگاہش
اہل دل راست کعبہ آمال
آن معنی طلسم دانش و داد
آن بصورت جہان جاہ و جلال
از تو در خواہ آبرو دارم
گرچہ ریزد خود آبرو بسوال

(کلیات فارسی جلد دوم ص ۲۷۱ تا ۲۷۹)

(۳۹) چارلس گرنویلی منسل' آئی۔ سی۔ ایس۔ نے ۱۸۲۶ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت اختیار کی۔ شمال مغربی

صوبے اور آگرہ میں ۱۸۳۵ء تک کئی عہدوں پر فائز رہ کر مجسٹریٹ کلکٹر تک کا منصب حاصل کیا۔ ۱۸۳۸ء سے ۱۸۴۱ء تک سیٹلمنٹ آفیسر، پھر محکمہ مالیات اور پھر ۱۸۴۹ سے ۱۸۵۰ء تک لارڈ لارنس کے ساتھ پنجاب کے انتظامی بورڈ میں شامل رہے۔ ۱۸۵۲ سے ۱۸۵۴ء تک ناگپور کے ریذیڈنٹ رہ کر سبکدوش ہوئے اور ۱۹ نومبر ۱۸۸۶ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۲۷۴)

(۴۰) **نواب امین الدین احمد خاں اور نواب ضیاء الدین احمد خاں** نواب احمد بخش کی ہم کفو بیاہتا بیوی بیگم جان کی اولاد تھے۔ بیگم جان نیاز محمد بیگ کی صاحبزادی تھیں جن کے بھائی نذر محمد بیگ لوہرو میں فوج کے کپتان تھے۔ اس لیے ان کے خاندان کو "کپتان فیملی" کا نام دیا گیا تھا۔ بیگم جان ۴ نومبر ۱۱۲۶ھ کو انتقال کر گئیں۔

نواب امین الدین خاں کا سال ولادت ۱۲۲۹ھ ہے۔ وہ فیروزپور جھرکہ میں پیدا ہوئے تھے۔ نواب احمد بخش خاں نے اپنی زندگی ہی میں اپنی ریاست فیروزپور جھرکہ کا علاقہ اپنے حرم زادہ نواب شمس الدین خاں کو اور لوہارو کا علاقہ نواب امین الدین خاں اور نواب ضیاء الدین خاں کو دے دیا تھا۔ نواب شمس الدین خاں کو یہ تقسیم پسند نہیں تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے بھائیوں کا حق بھی ان ہی کو مل جائے بالآخر انہوں نے ۱۸۳۳ء میں لوہارو کا علاقہ اپنے نام منتقل کروا لیا۔ اس وقت ولیم فیرزر دہلی کے ریذیڈنٹ تھے۔ انہوں نے دونوں بھائیوں نواب امین الدین خاں اور نواب ضیاء الدین خاں کا حق ان کو واپس دلانے کی سعی کی اور اس سلسلہ میں نواب امین الدین خاں کو مشورہ دیا کہ وہ کلکتہ جائیں۔ ۱۸۳۴ء میں نواب امین الدین خاں نے کلکتہ کا قصد کیا اور وہاں جا کر اپیل دائر کی جس پر لوہارو کا علاقہ واگذاشت ہو گیا۔

غالب نواب امین الدین خاں اور ضیاء الدین خاں سے بے انتہا خلوص رکھتے تھے۔ انہوں نے مقدور بھر ان دونوں بھائیوں کی مدد کی، نواب امین الدین خاں لوہارو کی بازیافت کے لیے کلکتہ کو روانہ ہوئے تو غالب نے متعدد دوستوں کے نام تعارفی خط اور سفارشی عرضیاں لکھ کر دیں۔ نواب امین الدین خاں کو بھی غالب سے اسی درجہ محبت اور خلوص تھا۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ ایک انگریز شراب فروش میکفرسن نے ۱۸۳۷ء میں اپنے قرض کی وصولی کے لیے دو سو پچاس روپے کی نالش کر دی۔ جس وقت غالب اپنے بھائی یوسف خاں کی ملاقات کے لیے جا رہے تھے۔ عدالت کے چپراسی نے اس قرض کی وصولی کے لیے ان کو گرفتار کر لیا اور ناظر کے مکان پر لے جا کر قید کرا دیا۔ نواب امین الدین خاں کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے ڈھائی سو روپے اصل اور ڈیڑھ سو روپے سود دے کر ان کو چھڑایا۔

آخر عمر میں نواب امین الدین خاں بیمار رہنے لگے تھے۔ دماغ میں بھی کچھ خلل پیدا ہو گیا تھا۔ اس بنا پر ان کے صاحبزادے نواب علاء الدین خاں علائی کو مسند نشین کر دیا گیا تھا۔ نواب امین الدین خاں نے ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۸۶ھ کو وفات پائی اور دہلی میں اپنے موروثی قبرستان میں دفن ہوئے۔ ان کے لوح مزار پر مدفن امین الدین خاں بہادر کندہ ہے جس سے ۱۲۸۶ھ کے اعداد برآمد ہوتے ہیں۔

(اردوئے معلیٰ ص ۲۸۹، ادبی خطوط غالب ص ۲۰۷، ذکر غالب ص ۲۸۷، واقعات دارالحکومت دہلی)

(۴۱) **نیر رخشاں نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر دہلوی:** چھٹی صدی ہجری میں سادات علوی میں سے ایک بزرگ خواجہ احمد یسویؒ (ف: ۵۳۴ھ) باب ارسلان (ترکستان) کے مشہور ولی اللہ گزرے ہیں (یہ حضرت علی ؓ کے چھوٹے صاحبزادے محمد بن الحنفیہ کی نسل میں سے تھے) انہوں نے سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور شیخ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے اکتساب فیض کیا اور انھیں سے سند خلافت لی۔ ترک انھیں ادب اور عقیدت سے "اتایسوی" سے

خطاب کرتے تھے۔ ان کی اولاد میں دین و دنیا کے مشاہیر پیدا ہوئے۔ انھیں میں سے ایک خواجہ محمد امین حکومت بخارا میں سلطان بیگی کے عہدۂ جلیلہ پر فائز تھے۔ خواجہ محمد امین کے صاحبزادے خواجہ عبدالرحمٰن بلخ میں منتظم دیہات اور مہتمم دارالضرب شاہی رہے۔ اگرچہ یہ خاندان نسب کے لحاظ سے طبقہ سادات میں سے تھا' مگر شاہی منصبدار ہونے کے باعث مورخوں اور تذکرہ نگاروں نے ان کا ذکر مرزا اور خان کے القاب سے کیا ہے۔

خواجہ عبدالرحمٰن کے تین صاحبزادے تھے: قاسم جان' عالم جان' عارف جان' مرزا عارف جان سب سے چھوٹے تھے۔ یہ تینوں بھائی احمد شاہ ((۱۷۴۸ء - ۱۷۵۴ء) کے عہد میں ترکوں کا ایک مسلح دستہ ساتھ لیے بخارا سے ۱۷۵۰ء کے قریب ہندوستان آئے۔ اس زمانے میں وسطی ایشیا (ماوراء النہر) کی سکونت انتہائی سیاسی افراتفری کے باعث ناممکن ہو گئی تھی۔ اسی سے یہ خاندان ترک وطن پر مجبور ہوا۔ ان دنوں حکومت دہلی کی طرف سے مرزا محمد بیگ اٹک کے صوبہ دار تھے۔ یہ قافلہ چند دن ان کے پاس ٹھہرا۔ اسی اثنا میں صوبہ دار موصوف نے مرزا عارف جان کو اپنی فرزندی میں لے لیا اور اپنی دختر بلند اختر ان کے حبالہ عقد میں دے دی۔ اس کے بعد ایک عرصے تک مرزا عارف جان یہاں رہ کر علاقے کے نظم و نسق میں مرزا محمد بیگ کی مدد کرتے رہے۔ آخر ان کی شجاعت اور قابلیت کی شہرت اس دور دست علاقے سے نکل کر پایہ تخت دہلی تک جا پہنچی اور یہ حسب طلب شاہ عالم کے عہد میں (۱۷۵۹ء - ۱۸۰۶ء) دارالخلافے میں حاضر ہوئے۔

مرزا عارف جان کے چار بیٹے ہوئے۔ نبی بخش خان' احمد بخش خان' الٰہی بخش خان اور محمد علی خان ان میں سے احمد بخش خان اور الٰہی بخش خان نے شہرت دوام کے خلعت حاصل کیے۔ یہی وہ الٰہی بخش خان ہیں جو اردو زبان میں معروف کے تخلص سے مشہور ہیں' وہ حضرت مولانا فخرالدین چشتی (ف: ۱۱۹۹ھ) کے مرید خاص اور خلیفہ تھے۔ معروف نے اگر علم و فضل اور تصوف و سلوک کے میدان میں شہرت حاصل کی' تو ان کے بڑے بھائی احمد بخش خان نے ریاست و جہانبانی کی دنیا میں اپنا سکہ جاری کیا۔

احمد بخش خان اٹک میں ۱۷۶۵ء میں پیدا ہوئے۔ جب خاندان دلی منتقل ہوا' تو یہ بھی یہاں آ گئے۔ جوانی کا زمانہ یہی گزرا۔ پہلے گوالیار میں بزمرۂ سواراں ملازم ہوئے۔ معقول بسر اوقات تھی' لیکن کسی سبب سے یہ روزگار ہاتھ سے جاتا رہا۔ اس کے بعد گھوڑوں کی تجارت کرنے لگے۔ ایک دفعہ اسی سلسلے میں دلی آ رہے تھے کہ راستے میں مہاراجہ بختاور سنگھ بہادر والی الور سے ملاقات ہو گئی' جس کے نتیجے میں انھوں نے دربار الور کی ملازمت قبول کر لی۔

مہاراجہ بختاور سنگھ ان کی فرض شناسی اور حسن کارکردگی سے بہت خوش ہوئے اور انھیں دلی میں لارڈ لیک کے یہاں اپنا وکیل مقرر کر دیا' یہ عہدہ آج کل کی سفارت کے مترادف تھا۔ یہاں بھی انھوں نے اپنے فرائض منصبی کو اس خوش اسلوبی سے ادا کیا کہ ایک طرف انگریز ان کی معاملہ فہمی کے مداح تھے' تو دوسری طرف مہاراجہ بہادر بھی ان کی وفاداری سے ہر طرح مطمئن تھے۔ (۱۸۰۱ء) میں انگریزوں نے ریاست بھرتپور میں قلعہ ڈیگ پر چڑھائی کی۔ احمد بخش کی درخواست پر دربار الور نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ یہ بڑی گھمسان کی لڑائی تھی۔ ایک موقع پر انگریز جرنیل فریزر کی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ احمد بخش خان اپنی جان پر کھیل کر اسے دشمنوں کے نرغے میں سے نکال لائے۔ میدان تو انگریزوں کے ہاتھ رہا' لیکن جرنیل فریزر کے زخم مہلک ثابت ہوئے اور وہ جانبر نہ ہو سکے۔ مرنے سے پہلے انھوں نے احمد بخش خان کو ایک سند خوشنودی لکھ دی جس میں حکومت انگریزی سے سفارش کی کہ احمد بخش خان کی خدمات کا مناسب صلہ دیا جائے۔ چنانچہ دلی میں فتح کا دربار ہوا' تو لارڈ لیک نے انھیں فیروزپور جھرکہ' سانگرس' پوناہانہ' بچھور اور نگینہ کا علاقہ استمراری جاگیر میں عطا کیا اور فرمان میں ان کا نام لکھوایا: فخرالدولہ' دلاور الملک نواب احمد بخش خان بہادر'

رستم جنگ۔ مہاراجا بختاور سنگھ نے اس پر اپنی طرف سے پرگنہ لوہارو کا اضافہ کر دیا۔

نواب احمد بخش خان نے اپنے پیچھے چار بیٹے چھوڑے۔ ایک بیوی سے نواب شمس الدین احمد خان' (ف : ۱۸۳۵ء) اور ابراہیم علی خان' اور دوسری سے نواب امین الدین احمد خان اور نواب ضیاء الدین احمد خان۔ شمس الدین احمد خان اپنے والد کی حین حیات ۱۸۲۶ء میں فیروز پور جھرکہ کے حکمران ہو گئے تھے۔ لوہارو کی جاگیر نواب احمد بخش خان نے اپنے دوسرے بیٹوں کے نام لکھ دی۔ ہماری زبان کے مشہور شاعر نواب مرزا داغ ان ہی نواب شمس الدین احمد خان کے بیٹے تھے۔

نواب احمد بخش خان اکتوبر ۱۸۲۷ء (ربیع الاول ۱۲۴۳ھ) میں فوت ہوئے۔ "مینو مقام فخرالدولہ" تاریخ وفات ہے۔ دلی کے باہر مہرولی میں درگاہ حضرت خواجہ بختیار کاکی (ف : ۶۳۳ ھ) میں مولانا فخرالدین کے مزار کے پائین مدفون ہیں۔

نواب ضیاء الدین احمد خان اپنے والد بزرگوار کی وفات کے وقت ۶ برس کے تھے' یہ فیروز پور جھرکہ میں اکتوبر ۱۸۲۱ء میں پیدا ہوئے تقسیم جائیداد کی رو سے پرگنہ لوہارو ان کے ساتھ' ان کے بڑے بھائی نواب امین الدین احمد خان دونوں کے حصے میں آیا تھا۔ جب تک ضیاء الدین خان سن بلوغ کو نہیں پہنچے' جائداد کا نظم و نسق بڑے بھائی کے ہاتھ میں رہا اور ان کے حصے کی آمدنی خزانے میں جمع ہوتی رہی۔ بالغ ہونے پر نواب ضیاء الدین احمد خان نے مطالبہ کیا کہ مجھے بھی ریاست میں برابر کا شریک بنایا جائے۔ ورنہ ریاست دو حصوں میں تقسیم کر دی جائے۔ حکومت انگریزی نے یہ تجویزیں نامنظور کیں اور چونکہ بھائیوں میں کشمکش روز بروز بڑھتی جا رہی تھی' اس لیے ۱۸۴۸ء میں فیصلہ کیا کہ آئندہ نواب ضیاء الدین احمد خان کو خزانہ ریاست سے اٹھارہ ہزار روپیہ نقد سالانہ وظیفہ ملتا رہے' اور وہ ریاست کے معاملات میں دخل نہ دیں۔ اس پر یہ لوہارو سے نقل مکانی کر کے مستقلاً" دہلی میں مقیم ہو گئے۔ ان کی وفات کے بعد یہ وظیفہ گھٹا کر بارہ ہزار سالانہ کر دیا گیا تھا' جو ملک کی آزادی تک ان کے خاندان میں جاری رہا۔

نواب ضیاء الدین احمد خان کی تعلیم و تربیت گھر پر ہوئی۔ علم تفسیر و حدیث حضرت شاہ عبدالقادر (بن حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی) کے شاگرد رشید مولوی کریم اللہ سے' ادب و فقہ جناب مفتی صدر الدین آزردہ سے' اور فلسفہ و منطق مولانا فضل حق خیرآبادی سے حاصل کیے۔ فارسی میں غالب کے شاگرد تھے اور مشق سے خود اس زبان کے استاد بے بدل ہو گئے۔ عربی اور ترکی بھی اچھی جانتے تھے۔ ان کی فارسی میں استادانہ حیثیت کا اعتراف ان کے معاصرین کو بھی تھا جس کا ثبوت مولانا شبلی مرحوم کی زندگی کے ایک واقعہ سے ہوتا ہے۔

مولانا شبلی نے علی گڑھ کے قیام کے ابتدائی زمانے میں (۱۸۸۴ء) شیخ علی حزیں کی ایک زمین میں غزل کہی : حیراں چہ کنم' فراداں چہ کنم۔ بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ استاد کی غزل پر غزل لکھنے سے حاصل؟ آخر یہ ٹھہری کہ حزیں اور شبلی دونوں کی غزلیں اہل رائے حضرات کے پاس محاکمے کے لیے بھیجی جائیں۔ خواجہ عزیز الدین عزیز لکھنوی اور نواب ضیاء الدین احمد خان نیر رخشاں (اور غالباً ذوالقدر خان بہادر غلام غوث خان بیخبر بھی) حکم ٹھہرے۔ دونوں غزلیں مقطع حذف کر کے ان اصحاب کی خدمت میں بھیجی گئیں۔ سب نے فیصلہ کیا کہ شبلی کا کلام اہل زبان کی شان رکھتا ہے اور سلف کے کلام کا ہم پلہ ہے۔

نواب ضیاء الدین احمد خان نجوم اور ہیئت میں بھی اعلیٰ واقفیت رکھتے تھے۔ تاریخ اور جغرافیہ میں ان کی دستگاہ کا اعتراف سب نے کیا ہے۔ بالخصوص ایشیاء کے مختلف ممالک کی تاریخ پر ایسا عبور تھا کہ حیرت ہوتی تھی۔ تمام عمر مطالعہ کتب میں گزری۔ ان کے کتبخانے میں مختلف علوم کی مستند اور بلند پایہ کتابیں موجود تھیں۔ افسوس کہ یہ سارا سرمایہ

۱۸۵۷ء میں وقف تاراج ہو گیا۔ غالب ایک خط میں لکھتے ہیں کہ یہ بیس ہزار سے کم مالیت کا نہ ہو گا۔ غدر کے بعد پھر جمع کرنے لگے مشہور مستشرق چارلس شیفر نے ناصر خسرو علوی کا سفرنامہ اور اس کا فرانسیسی ترجمہ شائع کیا تھا۔ اس نے فارسی مخطوطہ نیر درخشاں کے کتابخانے میں سے حکومت ہند کی وساطت سے حاصل کیا تھا۔ جب حکومت ہند کے سکریٹری ایلیٹ صاحب نے اپنی مشہور تاریخ لکھی' جس میں ہندوستان کے فارسی اور عربی مورخوں کی کتابوں کے ترجمے شائع کیے ہیں' تو نواب ضیاء الدین احمد خان نے انھیں فراہمی کتب اور ترجمے میں بہت مدد دی تھی' جس کا اعتراف صاحب موصوف نے کتاب کے دیباچے میں کیا ہے نواب صاحب کا یہ کتابخانہ جو غدر کے بعد جمع ہوا تھا' ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے نواب سعید الدین احمد خان نے ندوۃ العلماء کو دے دیا۔

غالب کے جو تعلقات اس خاندان سے تھے' اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ غالب کی بیوی امراؤ بیگم نواب الٰہی بخش خان معروف کی چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ جس زمانے میں نواب شمس الدین احمد خان فیروز پور جھرکہ کے حکمران تھے' انھوں نے کوشش کی کہ کسی طرح لوہارو بھی مجھے مل جائے۔ وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئے۔ اور یہ پرگنہ بھی انھیں مل گیا۔ اس معاملے میں غالب نے ان دونوں بھائیوں کا ساتھ دیا اور لوہارو کے نواب شمس الدین احمد خان کی تحویل میں دیے جانے کی سخت مخالفت کی۔ چنانچہ اس علاقے کی ان دونوں بھائیوں کے نام بحالی میں غالب کی مساعی کا بھی کچھ دخل تھا۔

نواب ضیاء الدین احمد خان کی تعلیم و تربیت میں قدرتاً غالب نے بہت دلچسپی لی۔ فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ فارسی میں نیر اور اردو میں رخشاں تخلص تھا۔ اپنے استاد کے مایہ ناز شاگرد ثابت ہوئے اور میرزا کو ان پر فخر تھا۔ انھوں نے ایک زور دار فارسی قصیدہ نیر رخشاں کی مدح میں کہا ہے (قصیدہ ۶۲) غالب نے اپنی زندگی میں سند خلافت لکھ دی تھی۔ خلیفہ اول نیر رخشاں مقرر ہوئے' اور خلیفہ دوم نواب علاء الدین احمد خان علائی۔ نیر رخشاں کا تمام کلام نظم و نثر بھی غدر میں ضائع ہو گیا تھا۔ بعد کو جو کچھ جمع ہو سکا' اسے ان کے صاحبزادے نواب سعید الدین احمد خان طالب نے "جلوۂ صحیفہ زریں نیر رخشاں" کے تاریخی نام سے شائع کرایا تھا (۱۹۱۵ء)

مدت سے ضیق النفس کا عارضہ تھا جس سے آخر عمر میں بہت مضمحل ہو گئے تھے۔ موت سے پہلے صرف دو تین روز تپ رہی' تیسرے دن شدت اور اس کے ساتھ بے ہوشی بھی ہو گئی۔ ایک رات اور آدھے دن یہ حالت رہی۔ آخر شنبہ ۱۳ رمضان ۱۳۰۲ھ (مطابق ۲۷ جون ۱۸۸۵ء) دو پہر کے وقت رحلت فرمائی۔ اسی دن شام کے پانچ بجے اجمیری دروازے کے باہر نماز جنازہ ہوئی اور مہرولی میں حضرت خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ کی درگاہ میں اپنے والد ماجد اور برادر بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مولوی رضی الدین احمد خان دہلوی نے بیمثل مادہ تاریخ بہم پہنچایا۔ جس پر مولانا حالی نے مصرعے لگائے۔

چوں ضیاء الدین احمد خاں کشید رخت از دنیا سوے دارالسلام
گفت ہاتف با رضی سال وفات "روز شنبہ سیزدہ شہر صیام"

یہی کتبہ لوح قبر پر کندہ ہے۔ خود مولانا حالی نے اس موقع پر دو رباعیاں کہی تھیں۔

غالب ہے' نہ شیفتہ' نہ نیر باقی
وحشت ہے' نہ سالک ہے نہ انور باقی
حالیؔ' اب اسی کو بزم یاراں سمجھو
یاروں کے جو کچھ داغ ہیں دل پر باقی

قمری ہے نہ طاؤس نہ کبک طناز
آتے ہی خزاں کے سب کر گئے پرواز
تھی باغ کی یادگار، اک بلبل زار
سو اس کی بھی کل سے نہیں آتی آواز

شمس العلماء مولانا شبلی نے فارسی زبان میں مرثیہ لکھا تھا، جو ان کے کلیات میں موجود ہے۔ نواب ضیا الدین احمد خان کا نکاح شرف الدولہ قاسم جان کی پوتی اور مرزا قدرت اللہ خان کی صاحبزادی امتیاز زمانی بیگم عرف حاجی بیگم (وفات ۵ اکتوبر ۱۸۹۵ء) سے ہوا تھا۔ اولاد میں ایک صاحبزادی معظم زمانی بیگم صاحبہ اور دو صاحبزادے شہاب الدین احمد خان ثاقب اور سعید الدین احمد خان طالب تھے۔ ثاقب زندگی ہی میں انھیں جوانا مرگی کا داغ دے گئے۔ طالب ۱۹۱۹ء تک زندہ رہے۔ دونوں کے حالات لکھے جا چکے ہیں۔ معظم زمانی بیگم عرف بگا بیگم کا نکاح زین العابدین خان عارف کے بڑے صاحبزادے باقر علی خان کامل سے ہوا تھا۔ ان کا بھی ۱۰ مئی ۱۹۴۵ء کو انتقال ہو گیا۔ ہمیشہ رہے نام اللہ کا۔ (تلامذۂ غالب ص ۵۳۲)

(۴۲) سر رابرٹ نارتھ کوی بارنٹ ہملٹن : ۷ اپریل ۱۸۰۲ء میں پیدا ہوئے، سر فیڈرک ہملٹن کے بیٹے تھے۔ لی بری میں تعلیم حاصل کر کے ۱۸۱۹ء میں ہندوستان آئے۔ شمال مغربی صوبے میں ملازمت کا آغاز کیا۔ اس کے بد کمشنر آگرہ رہے۔ ۱۸۴۳ء میں شمال مغربی صوبے کی حکومت میں سیکریٹری مقرر ہوئے۔

۱۸۴۴ء میں اندور میں ریذیڈنٹ ہوئے۔ ۱۸۵۷ء میں مرکزی انڈیا میں گورنر جنرل کے ایجنٹ بنائے گئے۔ ۱۸۵۹ء میں سپریم کونسل میں صوبائی رکن تھے۔ اسی سال خرابی صحت کی بنا پر سبکدوش ہو گئے اور ۳۰ مئی ۱۸۸۷ء کو وفات پائی۔

(۴۳) بنیادی بیگم : نواب الٰہی بخش معروف کی بڑی بیٹی تھی۔ مرزا غالب کی اہلیہ امراؤ بیگم ان سے چھوٹی تھیں۔ ان کی شادی شرف الدولہ نواب غلام حسین خاں بہادر سہراب جنگ سیوکی جو نواب فیض اللہ خاں بہادر کے بیٹے تھے۔ نواب غلام حسین شاعر بھی تھے اور مسرور تخلص کرتے تھے۔ ان سے بنیادی بیگم کے دو بیٹے ہوئے۔ زین العابدین خاں عارف اور حیدر حسین خاں۔ میاں بیوی میں نہ بن سکی اور علیحدگی ہو گی۔ شوہر نے ایک مکان بنیادی بیگم کے نام ہبہ کر دیا جس میں وہ اپنے طور پر الگ رہتی تھیں۔ (تلامذۂ غالب ص ۳۹۱)

(۴۴) امراؤ بیگم : نواب الٰہی بخش خاں معروف کی صاحبزادی اور نواب احمد بخش خاں والی فیروزپور جھرکہ و جاگیردار لوہارو کی بھتیجی تھیں، ابھی ان کی عمر گیارہ سال کی تھی کہ ان کو ۷ رجب ۱۲۲۵ھ کو غالب کے عقد میں دے دیا گیا۔ غالب علاء الدین احمد خاں علائی کے نام ایک خط میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"۷ رجب ۱۲۲۵ھ کو میرے واسطے حکم دوام حبس صادر ہوا، ایک بیڑی (یعنی بیوی) میرے پاؤں میں ڈال دی اور دلی شہر کو زنداں مقرر کیا اور مجھے اس زنداں میں ڈال دیا"۔

امراؤ بیگم کے سات بچے ہوئے لیکن ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہ سکا جس پر امراؤ بیگم نے اپنے حقیقی بھانجے نواب زین العابدین خاں عارف کو اور ان کے انتقال کے بعد ان کے دو کمسن بیٹوں باقر علی خاں کامل اور حسین علی خاں شاداں کو متبنّیٰ بنا لیا اور ان ہی سے اپنی بچپن ماتا کو تسکین دیتی رہیں۔

غالب آٹھ سو روپے کا قرض چھوڑ کر مرے تھے۔ ان کے مرتے ہی امراؤ بیگم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ بیوگی کا غم، قرض خواہوں کے تقاضے، بچوں کی پریشانی، آمدنی کی مسدودی، یہ سب باتیں ایسی تھیں جن سے امراؤ بیگم کا متاثر ہونا یقینی تھا۔ انھوں نے کمشنر دہلی کو درخواست دی کہ ان کے شوہر کی پنشن ان کے اور پسر متبنیٰ حسین علی خاں شاداں کے نام منتقل کر دی جائے، کمشنر نے ڈپٹی کمشنر کی ہمدردانہ رپورٹ کے باوجود اس درخواست کو مسترد کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ پسر متبنیٰ کو پنشن نہیں مل سکتی البتہ درخواست گزار کچہری میں حاضر ہو تو دس روپے تجویز کیے جائیں گے امراؤ بیگم، ایک معزز گھرانے کی باعزت خاتون تھیں، انھوں نے اپنے والد، چچا اور شوہر کے مرتبہ کا خیال کیا اور کچہری میں حاضر ہو کر پنشن وصول کرنے کی تجویز ٹھکرا دی اور یکم اگست ۱۸۶۹ء کو نواب کلب علی خاں والی رام پور کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا جس میں بتایا گیا کہ آٹھ سو روپے شوہر کا قرض باقی ہے اس کی ادائیگی کے لیے مالی امداد دی جائے، نواب کلب علی خاں کو اپنی عیش سامانیوں سے اتنی فرصت کہاں تھی کہ وہ اپنے استاد کی بیوہ کی درخواست پر ہمدردانہ غور کرتے۔ امراؤ بیگم نے ۲ ستمبر ۱۸۶۹ء کو ایک اور عریضہ کے ذریعے ان کی توجہ اپنی پریشانی کی طرف مبذول کرائی تو انھوں نے کسی قسم کی مالی امداد کرنے کی بجائے نواب مرزا داغ کو امراؤ بیگم کے حالات و واقعات کی تحقیق کا حکم دیا۔ یہ تحقیقات غالباً ۳۰ اکتوبر ۱۸۶۹ء تک جاری رہیں۔ اس کے بعد کہیں اس عریضہ پر حکم صادر ہوا کہ امراؤ بیگم کو چھ سو روپے کی ہنڈی بھیجی جائے۔ کتب خانہ رضائیہ میں ایسا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے جس کی بنا پر یہ کہا جا سکے کہ امراؤ بیگم کو چھ سو روپے کی ہنڈوی موصول ہوئی تھی۔ اس بناء پر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ کارروائی محض کاغذی تھی۔ امتیاز علی عرشی کا کہنا محض قیاس آرائی پر مبنی ہے کہ "چھ سو روپے کی ہنڈوی رام کشن کی دکان سے حکیم غلام نجف خاں کی معرفت مرزا صاحب کی بیوی کو بھیجی گئی تھی"۔ مالک رام نے درست لکھا ہے کہ "یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ جب قرض آٹھ سو روپے کا تھا۔ مرزا غالب بھی اپنی زندگی میں اسی قسم کی درخواست کرتے رہے اور امراؤ بیگم نے بھی یہی رقم طلب کی گئی تو چھ سو روپے کیوں بھیجے گئے"۔

امراؤ بیگم نے نواب کلب علی خاں والی رام پور کو دوسری مرتبہ جو عریضہ ارسال کیا تھا اس میں اپنے بارے میں یہ پیشین گوئی بھی کی تھی کہ میری زندگی اسی میعاد میں پوری ہو جائیگی ان کی یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی۔ معظم زمانی بیگم کے بیان کے مطابق امراؤ بیگم نے غالب کے برسی کے دن ۲ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ مطابق ۴ فروری ۱۸۷۰ء کو دن کے گیارہ بجے انتقال کیا۔ ابھی ان کی تجہیز و تکفین کی تیاریاں کی جا رہی تھیں کہ کچہری کے ملازم نے پنشن کا حکم لا کر دیا۔ جس کی آرزو لیے وہ دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ (بزم غالب ص ۵۹ تا ۶۰)

(۴۵) ہنری وائٹ لاک ٹورنز : آئی۔ سی۔ ایس۔ ولد میجر جنرل ہنری ٹورنز، ۲۰ مئی ۱۸۰۶ء کو پیدا ہوئے۔ بروک گرین چارٹر ہاؤس اور آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کی اور ۱۸۲۵ء میں بی۔ اے کیا۔ ایک مختصر مدت فارن آفس میں ملازمت کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ آف ڈائریکٹرز سے رائٹر شپ حاصل کی۔ نومبر ۱۸۲۸ء میں ہندوستان آئے اور میرٹھ میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۸۳۵ء میں سیکریٹریٹ میں آئے جہاں وہ حکومت ہند کے مختلف محکموں سے وابستہ رہے۔ دسمبر ۱۸۴۶ء میں مرشد آباد میں گورنر جنرل کے ایجنٹ مقرر ہوئے۔ ۱۶ اگست ۱۸۵۲ء کو کلکتہ میں وفات پائی۔

(۴۶) زین العابدین خاں عارف : غالب کی بیوی کے حقیقی بھانجے تھے، ان کے والد کا نام شرف الدولہ غلام حسین خاں بہار سراب جنگ تھا۔ جو نواب فیض اللہ خاں بہادر کے بیٹے اور نواب قاسم جان برادر عارف جان کے پوتے تھے۔

عارف ۱۲۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ بنیادی بیگم اپنے شوہر سے علیحدہ رہتی تھیں۔ انہوں نے ہی اپنے بیٹے کی تمام تر تربیت کا بوجھ سنبھالا اور تعلیم کے تمام مراحل گھر پر ہی طے کرا دیئے۔ عارف نے دوسرے علوم و فنون کے علاوہ خط نسخ میں بھی ضروری استعداد بہم پہنچائی اور اس سلسلے میں بہادر شاہ ظفر کے استاد یاقوت رقم خاں ثانی' میر جلال الدین خوشنویس کے شاگرد ہوئے اور ان سے ایک سال کے اندر اندر استادی کی سند حاصل کر لی۔

عارف کے والد مسرور اور نانا معروف تخلص کرتے تھے۔ اس بنا پر عارف نے ابتدا ہی سے شاعری میں دلچسپی لینا شروع کی تھی۔ اس وقت دلی میں شاہ نصیر کا طوطی بولتا تھا اور ان کی سنگلاخ اور مشکل زمینیں خاص و عام سب کے لیے لمحہ فکر بنی ہوئی تھیں۔ عارف بھی ان کے تلامذہ میں شامل ہو گئے اور چند ہی دنوں کی مشق میں مطلع مہر سعادت کے عنوان سے ان کے رنگ کا ایک دیوان مرتب کر لیا۔ جب شاہ نصیر چندولال شاداں کی دعوت پر حیدر آباد چلے گئے تو عارف نے اپنا کلام غالب کو دکھانا شروع کیا۔ غالب کی کوئی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی انہوں نے عارف کو اپنا متبنّٰی کر لیا تھا۔ انہوں نے عارف کی شعری تربیت پر ضروری توجہ ہی نہیں دی بلکہ ان کو شاہ نصیر کے رنگ سے اس قدر دور کر دیا کہ وہ اپنے سابقہ کلام کو لغو قرار دینے لگے۔

عارف نے دو نکاح کیے تھے۔ ان کی پہلی بیوی نواب احمد بخش خاں والی لوہار کی صاحبزادی نواب بیگم تھیں۔ ستوانسہ بچہ ہونے پر زچگی کے دوران ان کا انتقال ہو گیا تو عارف نے دوسرا نکاح مرزا محمد علی بیگ بخارا کی صاحبزادی بستی بیگم سے کیا۔ بستی بیگم ہی کے بطن سے ان کے دو لڑکے مرزا باقر علی خاں کامل اور مرزا حسین علی خاں پیدا ہوئے۔ جن کی پرورش غالب نے کی۔

عارف کو اپنی بیوی بستی بیگم سے بے حد محبت تھی۔ وہ اپریل ۱۸۵۱ء میں یا اس سے کچھ پہلے بیمار ہوئیں۔ غالب نے مرزا نبی بخش حقیر کو اس واقعہ کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا ہے کہ -----

> "تین مہینہ سے کھانسی اور تپ میں گرفتار ہے۔ خدا اس پر اور اس کے بچوں پر رحم کرے اور اس کو بچا لے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ مگر یوں سمجھو کہ اگر بچ جائے تو مردہ جیا"۔

اس خط کے چند دنوں بعد بستی بیگم کو افاقہ ہو گیا اور ان کے مرض کی صورت خطرناک نہیں رہی لیکن وہ زندہ نہیں رہ سکیں۔ مالک رام کے مطابق جنوری ۱۸۵۲ء میں درد گردہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔ عارف کو رعاف ہوا۔ رعاف میں ناک سے لہو آتا ہے مگر اس کو منہ سے لہو آیا۔ ناک سے تھوڑا' اور منہ کا کیا حال تھا گویا مشک کا دہانہ کھول دیا ہے۔ ایک ہفتہ میں خدا جھوٹ نہ بلوائے دس سیر خون نکلا' سیاہ بدبودار۔ بہرحال بستی بیگم کے انتقال نے ان کو اور بھی پست اور نڈھال کر دیا اور جلد ہی تشویشناک صورت حال تک پہنچ گئے۔ موت سے چند روز پہلے خون کی قے ہوئی۔ غالب کی عیادت کو گئے تو یہ شعر سنایا۔

آنکھوں میں دم ہے مثل چراغ سحر ہوں میں
لو لگ رہی ہے جان کو کیا انتظار ہے

عارف کا انتقال جمادی الثانی ۱۲۶۸ھ میں ہوا۔ اس وقت ان کی عمر صرف ۲۶ سال تھی ان کی جواں مرگی پر غالب نے اپنا مشہور مرثیہ لازم تھا کہ دیکھو میرا رستہ کوئی دن اور لکھا نساخ نے تاریخ وفات نکالی ۔

سال مرگش چوں از خرد جستم
خلد اعلیٰ مقام عارف گفت

(بزم غالب ص ۲۹۴)

(۴۷) **سر تھامس ہربرٹ میڈاک : آئی۔ سی۔ ایس**= ۱۷۹۰ء میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام ریونڈ تھامس میڈاک تھا۔ فری گریم سکول مانچسٹر اور بلی بری میں ۱۸۱۲ء یا ۱۸۱۳ء تک تعلیم پائی' ۱۸۱۴ء میں ہندوستان آئے' ساگر اور نربدا کی سرحدوں پر تعینات رہے۔ ۱۸۳۱ء تک بھوپال کے پولٹیکل ایجنٹ اور لکھنؤ کے ریذیڈنٹ رہے۔ ۱۸۳۱ء میں پولٹیکل آفیسر بھوپال مقرر ہوئے۔ ۱۸۳۸ء سے ۱۸۴۳ء تک قانون سیاسی' عدالتی اور مالیاتی امور میں گورنر جنرل کے سیکریٹری تھے۔ ۱۸۴۳ء سے ۱۸۴۹ء تک سپریم کونسل کے ممبر رہے۔ وہ ۱۸۴۵ء اور ۱۸۴۸ء میں ڈپٹی گورنر بنگال بھی تھے۔ ۱۸۴۹ء میں ریٹائر ہوئے اور ۱۵ جنوری ۱۸۷۰ء کو وفات پائی۔

(۴۸) **ایڈورڈ لاایلن برا گورنر جنرل :** انگلستان کے لارڈ چیف جسٹس ایڈورڈ بارون ایلن برا کے بیٹے تھے۔ ۸ ستمبر ۱۷۹۰ء کو پیدا ہوئے۔ ایٹن اور سینٹ جان کالج کیمبرج میں ۱۸۱۳ء تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۰ء تک بورڈ آف کنٹرول کے صدر تھے۔ دسمبر ۱۸۳۴ء سے اپریل ۱۸۳۵ء تک دوسری مرتبہ اور ستمبر سے اکتوبر ۱۸۴۱ء تک تیسر بار اس نے ایلگزنڈر برنیز کو ۱۸۳۲ء میں لاہور روانہ کیا تاکہ وہ سنٹرل ایشیاء جائیں۔ اکتوبر ۱۸۴۱ء میں انہیں گورنر جنرل نامزد کیا گیا۔ وہ ۲۸ فروری ۱۸۴۲ء سے ۱۵ جون ۱۸۴۴ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ وہ امن کی پالیسی اپنانا چاہتے تھے لیکن انھیں کبھی جنگ سے چھٹکارا نہ ملا۔ ہندوستان میں فرائض کی ادائیگی کے دوران وہ فوجی زندگی سے وابستہ رہے اور عوام میں مقبولیت حاصل نہ کر سکے۔ ۲۲ دسمبر ۱۸۷۱ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۱۳۴ و ۱۳۵)

گورنر جنرل ایلن برا کے بارے میں غالب کے دو فارسی قصیدے کلیات میں موجود ہیں :

۱۔ بہر کس شیوۂ خاصی در ایثار ست ارزانی
زمن مدح و ز لارڈ ایلن برا گنجینہ افشانی
مرا درد بست اندر دل کہ جانفرسائی آنرا
ندانم چارہ اما ایں‌قدر دانم کہ میدانی
بسان درد کاندر تنگنا برخویشتن پیچد
ستوہم در نورد تنگدستی از پریشانی
کرم می کرد لارڈ آکلینڈ از راہ غم خواری
تو نیز از را غم خواری کرم کن کز کریمانی

۲۔ اے برتر از سپہر بلند آستان تو
تو پاسبان ملک و فلک پاسبان تو
ایلن برا کہ شاہ نشان داوری بدہر
ملک و سپاہ و شاہ گدا در امان تو

پہلا قصیدہ ۲۷ اشعار کا ہے جبکہ دوسرا تین مطلعوں کے ساتھ چالیس اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ قصیدہ دسمبر ۱۸۴۲ء کو سیدالاخبار میں شائع ہوا تھا لہٰذا گمان کیا جاتا ہے کہ اسی زمانے کا لکھا ہوا ہو گا۔ (کلیات غالب فارسی ص ۱۲۸)

(۴۹) **سرجان کاسمو میلویل :** ۱۷۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام کیپٹن فلپ میلویل تھا۔ ۱۸۰۸ء سے ایسٹ انڈیا کمپنی

کی ہوم سروس میں تھے۔ جہاں ۱۸۲۴ء میں وہ انڈین آکاؤنٹس کے آڈیٹر' ۱۸۳۴ء میں فینانس سیکریٹری' ۱۸۳۶ء میں چیف سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۸ء تک جبکہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت تاج برطانیہ کے زیر نگین آگئی' وہ انڈین ریلوے کے ڈائرکٹر رہے۔ انھیں ۱۸۴۱ء میں ایف آر ایس اور ۱۸۵۳ء میں کے سی بی کے خطابات دیئے گئے۔ انھوں نے ۲۳ جولائی ۱۸۶۱ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۲۸۵)

(۵۰) **سرفیڈرک بارونٹ کیوری :** آئی۔ سی۔ ایس مارک کیوری کے بیٹے ۳ فروری ۱۷۹۹ء کو پیدا ہوئے چارٹر ہاؤس اور ہیلی بری میں تعلیم حاصل کر کے ۱۸۲۰ء میں ہندوستان آئے اور ۱۸۴۰ء میں شمال مغربی صوبے میں صدر عدالت کے جج کی حقیقت سے تقرر ہوا' ۱۸۴۵ء سے ۱۸۴۶ء کی پہلی خالصہ جنگ میں وہ سرہنری ہارنگ سے منسلک تھے۔ اپریل ۱۸۴۷ء سے جنوری ۱۸۴۸ء تک سپریم کونسل کے قائم مقام ممبر رہے۔ ۱۸۴۸ء میں مستعفی ہو کر لارڈ لارنس کی جگہ لاہور کے ریذیڈنٹ مقرر ہوئے۔ سراج گورنر ملتان کا استعفیٰ انھوں نے ہی منظور کیا۔ مارچ ۱۸۴۹ء میں سپریم کونسل کے ممبر کی جگہ حاصل کی۔ ۱۸۵۳ء میں ریٹائر ہوئے۔ ۱۸۵۴ء مین ایسٹ انڈیا کے ڈائرکٹر اور ۱۸۵۷ء میں چیئرمین بنائے گئے۔ ۱۸۷۵ میں وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۱۰۴)

(۵۱) **گورنر جنرل فیلڈ مارشل ہنری ہارڈنگ :** لاہور کے پہلے وسکاؤنٹ ۳۰ مارچ ۱۷۸۵ء کو پیدا ہوئے۔ باپ کا نام ہنری ہارڈنگ تھا۔ ۱۷۹۹ء میں فون سے وابستہ ہوئے اور رائل ملٹری کالج سے تعلیم حاصل کی اور فراغت کے بعد مختلف محاذوں پر رہے۔ ۱۸۴۵ء میں جب سکھوں نے دریائے ستلج عبور کیا تو وہ مدکی اور فیروزپور کی جنگ کے دوران ہارڈنگ سپہ سالار ثانی سے سرہیوگ گف کے ساتھ تھے۔ جنگ کے فاتح کے بعد جب ہارڈنگ نے سکھوں سے اپنی شرائط منوا لیں تو انھیں عمائدین سلطنت میں شمار کر لیا گیا۔ ۱۸۴۵ء میں وہ گورنر جنرل ہندوستان تھے۔ ۱۸۵۴ء سے ۱۸۵۶ء تک وہ افواج کے سپہ سالار بھی تھے جہاں ۱۸۵۵ء میں انھیں فیلڈمارشل کا اعزاز ملا۔ ۲۴ ستمبر۱۸۵۶ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۱۸۹)

جہان ستان و جہان بخش ہارڈنگ کہ ہست
شہاب رمح و فلک توسن و ہلال رکاب
زہی مزرع امید ابر دریا بار
زہی بہ مشرق فیض آفتاب عالمتاب
ستارہ روی ترا گفتہ شمع بزم مجال
سپہر رای تراخواندہ خضر راہ صواب
بہر مقام زمن چشم بود و از تو قدم
بہرخرام زمن دست بود و از تو رکاب

کلیات فارسی جلد دوم ص ۲۷۷ تا ص ۲۸۳)

(۵۲) **فیلڈ مارشل سرجارج بارونٹ پولوک :** ۴ جون ۱۷۸۶ء کو پیدا ہوئے۔ باپ کا نام ڈیوڈ پولوک تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی بنگال آرٹلری میں ۱۸۰۳ء میں شامل ہوئے ۱۸۰۴ء میں وہ لارڈ لیک کے زیرکمان اس فوجی دستے میں تھے جو جسونت راؤ ہلکر کے خلاف برسرپیکار تھا۔ انھوں نے نیپال کے خلاف جنگ میں ۱۸۱۴ء سے ۱۸۱۵ء تک آرٹلری کی کمان

کی۔ اسی طرح ۱۸۲۴ اور ۱۸۲۶ء کے درمیان برما وار میں بھی آرٹلری کے کمانڈار رہے۔

۱۸۳۸ء میں ضلع آگرہ کے میجر جنرل تھے۔ ۱۸۴۲ء میں افغان محاذ کی نگرانی کے لیے پشاور اور جلال آباد گئے۔ جب لارڈ ایڈمبرا نے افغانستان سے فوجوں کی واپسی کا حکم دیا تو جارج پولوک نے دستوں کو بحفاظت پہنچانے میں فعال کردار ادا کیا۔ ۱۸۴۳ء میں قائم مقام ریذیڈنٹ لکھنؤ تھے۔ ۲۰ ستمبر ۱۸۴۴ء میں ۳۱ مارچ ۱۸۴۷ء تک سپریم کونسل کے فوجی رکن تھے ۔ ۱۸۶۱ء میں فیلڈ مارشل بنائے گئے اور ۱۸۷۲ء میں فوت ہو کر ویسٹ منسٹرایبے میں دفن ہوئے۔

(۵۳) جیمس تھامسن : آئی۔ سی۔ ایس۔ ۵ مئی ۱۸۰۴ کو پیدا ہوئے۔ باپ کا نام ریورنڈ تھامس ٹروبوڈ تھا۔ سٹینڈسڈ اور ہیلی بری میں تعلیم مکمل کر کے صدر کورٹ کے رجسٹرار کے طور پر ۱۸۲۲ء میں ہندوستان آئے۔ ۱۸۳۹ء سے ۱۸۳۲ء تک حکومت کے سیکریٹری رہے۔ ۱۸۳۲ء سے ۱۸۳۷ء کے درمیاں مجسٹریٹ کلکٹر اعظم گڑھ تھے۔ ۱۸۳۷ء سے ۱۸۴۱ء تک آگرہ حکومت کے سیکرٹری ۱۸۴۱ء میں ممبر بورڈ آف ریونیو ۱۸۴۳ء سے ۱۸۴۳ء تک حکومت ہند کے سیکرٹری خارجہ اور دسمبر ۱۸۴۳ء سے ستمبر ۱۸۵۵ء تک شمال مغربی صوبے کے لیفٹیننٹ گورنر تھے۔ ۲۹ ستمبر ۱۸۵۳ء کو بریلی میں وفات پائی۔ وفات کے دن اس کا تقرر مدراس کے گورنر کی حیثیت سے ہوا تھا۔ (بک لینڈ ص ۴۲۱)

غالب ان کی مدح میں لکھتے ہیں :

هزار بار فزون گفتم و کم است هنوز
گودنری جمس طامسن مبارک باد

(کلیات فارسی جلد اول ص ۱۷۱)

(۵۴) سرہنری میرز ایلیٹ : ولد جون ایلیٹ آئی سی ایس یکم مارچ ۱۸۰۸ء کو پیدا ہوئے۔ ونچسٹر میں تعلیم پائی ۱۸۲۶ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے کھلے امتحان مقابلہ میں کامیاب ہو کر ملازمت حاصل کی اور شمال مغربی صوبے میں خدمات انجام دی۔ سیکریٹری بورد آف ریویو رہے۔ ۱۸۴۷ء میں حکومت ہند کے خارجہ سیکریٹری تھے پنجاب میں لارڈ ہاؤنگ اور لارڈ ڈلہوزی کے ساتھ رہے مسلمان مورخین کا سوانحی اشاریہ مرتب کیا۔ ۲۰ دسمبر ۱۸۵۳ء کو جبکہ وہ اپنے وطن واپس جا رہے تھے۔ فوت ہو گئے۔ ان کے بہت سارے تاریخی آثار ان کے وفات کے بعد دوسروں کے ذریعے منظر عام پر آئے۔

(۵۵) مرزا حسین علی خاں شاداں : مرزا زین العابدین عارف کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ عارف کے انتقال کے وقت ان کی عمر صرف دو سال تھی۔ جس پر غالب نے ان کو اپنا فرزند متبنی بنا لیا اور بڑے لارڈ پیار سے پرورش کی۔ غالب ایک لمحے کے لیے بھی ان کو اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے۔ رامپور کے سفر کے دوران بھی ان کو اپنے ساتھ رکھا تھا۔

حسین علی خاں سن بلوغ کو پہنچے تو غالب نے اپنی کوششوں سے ان کی منگنی نواب احمد بخش خاں مرحوم والئی لوہارو کے حقیقی بھائی کی پوتی اور اکبر علی خاں کی بیٹی حسن جہاں بیگم سے کر دی اور اس سلسلہ میں تاریخ عقد کا تعین بھی کر دیا۔ اس کے باوجود غالب کے مالی حالات اور وسائل ایسے نہیں تھے کہ وہ اس بارگزاری سے سلامت گزر جائیں انہوں نے مالی امداد کے لیے نواب کلب علی خاں والی رامپور سے درخواست کی اور اس میں لکھا۔ "آپ کے غلام زر خرید حسین علی خاں کی منگنی ہو گئی . . . . . رجب کا مہینہ قرار پایا۔ اب میرے بڑھاپے اور مفلسی کی شرم آپ کے ہاتھ ہے۔" مغرور نواب نے اپنے باپ کے استاد کی اس درخواست کو مجمل قرار دے دیا اور ہدایت کی کہ خلاصہ مکنون خاطر

تحریر کیا جائے۔ اس سے غالب پر کیا گزری اس کا اندازہ ممکن نہیں۔ بہرحال انہوں نے یہ جبر بھی سہ لیا اور دوبارہ لکھا۔۔۔!

"مجملا یہ کہ میں در دولت کا گدائے خاک نشینؐ اور وہ (حسین علی خاں) آپ کا غلام' تفصیل یہ کہ میرے پاس نقد' جنس اسباب' املاک اور میرے گھر میں زیور زرینہ و سیمینہ کا نام و نشاں نہیں' ادھار قرض کوئی دیتا نہیں۔ آپ روپیہ عنایت فرمائیں تا کہ یہ کام سرانجام پائے۔ اور بوڑھے فقیر کی برادری میں شرم رہ جائے۔

انہوں نے اس وضاحت میں بھی نئی ڈھونڈ نکالی اور حکم دیا گیا کہ مصارف کی تعداد لکھی جائے تا کہ حکم مناسب دیا جائے۔

غالب نے ایک بار اور لکھ بھیجا۔

یہ رسم نہیں ہے کہ سائل مقدار سوال عرضکرے۔ حال مصارف شادی خاندان لکھ دیا۔ دو ڈھائی ہزار میں شادی اچھی ہو جائے گی لیکن یہ بھی ساتھ عرض کرتا ہوں کہ میرا حق خدمات اتنا نہیں کہ اتنا مانگ سکوں جو کچھ دو گے اس میں شاد کر دونگا۔ اس پر بھی نواب کا دل نہ پسیجا۔ غالب مالی امداد کی امید پر شادی کو ملتوی کرتے اور تاریخوں کو بڑھاتے رہے۔ حسین علی خاں کی سسرال والوں کی جانب سے شادی کے سخت تقاضوں کی اطلاع بھی دی کاربرآری کے لیے قصیدہ بھی لکھا لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ بالاخر اس باب میں یہ کہہ کر خاموش ہو گئے: "ناچار حسین علی خاں کی شادی سے قطع نظر کی' اب اس باب میں عرض ـدوں کیا مجال کبھی نہ کہوں گا شادی کیسی میری آبرو بچ جائے تو غنیمت ہے"۔

غالب کی زندگی میں حسین علی خاں کی شادی کا ارمان پورا نہیں ہو سکا۔ ان کے انتقال کے ایک ماہ بعد حسین علی خاں نے نواب کلب علی خاں سے اپنے تقرر کی درخواست کی۔

اس درخواست پر امتیاز علی عرشی کے قیاس کے مطابق نواب کلب علی خاں نے حسین علی خاں کو اپنے دربار کے متوسلین میں شامل کر لیا اور پچیس روپے ماہوار مقرر کر دیئے۔ مولوی بشیرالدین دہلوی کے بیان کے مطابق حسین علی خاں کو لاہور سے پہلے تیس اور بعد میں ساٹھ روپے ملنے لگے۔ لالہ سریرام اور مالک رام نے بھی کسی جواز کے بغیر اسی بات کا اعادہ کیا ہے لالہ سریرام کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ حسین علی خاں کا اپنے بڑے بھائی مرزا باقر علی خاں کی موت کے صدمے سے دماغی توازن بگڑ گیا تھا۔ اور وہ آخر زمانے میں مالی خولیا کا شکار ہو گئے تھے اور یہ فرض کر لیا تھا کہ شاعر کے لیے دبلا ہونا بہت ضروری ہے۔ اس وہم نے صورتحال یہاں تک پہنچا دی کہ پانی اور غذا کا استعمال بھی کم کر دیا۔ حکیم رضا خاں نے ایک خمیرہ کا نسخہ لکھ کر دیا تھا۔ جب بھی پیسے ہوتے' بازار جا کر اسے خریدتے اور کھاتے تھے۔ غذا اور پانی کے بغیر زندگی کہاں تک وفا کرتی' نقاہت اور کمزوری نے طول کھینچا اور یکم شوال ۱۲۹۶ھ کو تیس سال کی عمر میں چل بسے۔ نساخ نے "شاداں فرخ نماد" سے ان کی تاریخ وفات نکالی ہے۔ (غالب ص ۲۱۲ تا ۲۱۴)

(۵۶) سرڈونلڈ فریر میکلوڈ: لیفٹیننٹ گورنر' لیفٹیننٹ جنرل ڈنکن میکلوڈ کے فرزند تھے۔ ۶ مئی ۱۸۱۰ء کو فورٹ ولیم کلکتہ میں پیدا ہوئے۔ ایڈمبرا ہائی سکول ڈلوچ پٹنی اور ہیلی بری میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۲۸ء میں بنگال آئے۔ اس صوبے سے اپنی ملازمت کا آغاز کیا۔ ۱۸۳۱ سے ۱۸۴۹ء تک مساک نربدا کے علاقوں اور بنارس میں کام کیا ۱۸۴۹ء میں جالندھر کے کمشنر مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۴ء میں جوڈیشنل کمشنر پنجاب بنائے گئے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے دوران لاہور میں تعینات تھے۔ ۱۸۶۵ سے ۱۸۷۰ء تک لیفٹیننٹ گورنر پنجاب تھے۔ ان کی شان میں میرزا غالب کا قصیدہ موود ہے جس کا مطلع

ہے۔

کرتا ہے روز چرخ بصد گونہ احترام
فرمانروائے کشور پنجاب کو سلام

اور جم رتبہ میکلوڈ بہادر کہہ کر ان کی عظمت کا اعتراف کیا گیا ہے۔ وہ سندھ پنجاب اور دہلی ریلوے کے چیئرمین بھی رہے۔ ڈونل میکلوڈ لندن میں زیرزمین ریلوے کے حادثے میں ۲۸ نومبر ۱۸۷۲ء کو فوت ہوئے۔ (بک لینڈ ص ۲۸۱)

ان کی مدح میں غالب کے متعدد اشعار موجود ہیں۔ ایک فارسی قطعہ یوں ہے :

بزم نواب جم ، حشم میکلوڈ
بوستانیست پر ز نعمت و ناز
وندر آن بزم گاہ گسترده
اطلس چرخ جای پا انداز
در فیفش بسان آئینہ
مانده ہموار بر رخ ہمہ باز
آمدم تا بہ پیش وی نالم
از جفای زمانہ ناساز

(کلیات غالب فارسی جلد اول ص ۲۰۵، ۲۰۶)

(۵۷) ڈاکٹر گوٹلیب ولہلم لائٹنر : ۱۸۳۰ء میں بوڈاپسٹ (ہنگری) میں پیدا ہوئے۔ تعلیم پروٹسٹنٹ کالج مالٹا میں کنگز کالج میں عربی زبان و ادب اور قانون اسلامی کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۸۶۲ء میں فرائی برگ سے ایم۔ اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۸۶۴ء میں گورنمنٹ کالج لاہور کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۱۸۶۵ء میں انجمن پنجاب قائم کی۔ جس نے یہاں کے لوگوں کی ذہنی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔ انجمن کی اورینٹل یونیورسٹی کی تحریک کے نتیجے میں ۷۰۔ ۱۸۶۹ء کے دوران میں پنجاب یونیورسٹی اور اورینٹل کالج کی بنیاد پڑی۔ اورینٹل کالج کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۲ء میں پنجاب یونیورسٹی نے ڈی۔ او۔ ایل کی ڈگری عطا کی۔ زبان دان اور زبان شناس تھے اور مشرق و مغرب کی پچیس زبانوں میں گفتگو پر قادر تھے۔ یونیورسٹی میں انہی کی کوششوں سے مشرقی زبانوں کے فروغ کو بنیادی اہمیت دی گئی۔ ۱۸۸۷ء میں اورینٹل کالج اور گورنمنٹ کالج کے پرنسپل کے عہدوں سے سبکدوش ہوئے۔ انگلستان واپسی پر ووکنگ میں رائل ڈرامیٹک کالج کی عمارت حاصل کر کے اسے اورینٹل انسٹیٹیوٹ میں تبدیل کیا۔ ۱۸۹۰ء میں سہ ماہی مجلّہ "دی ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو" جاری کیا۔ ۲۲ مارچ ۱۸۹۹ء کو برلن (جرمنی) میں وفات پائی۔ گیارہ کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے بیشتر کا تعلق لسانیات سے ہے۔ (زندگی نامہ، ص ۱۲۸ ۔ ۱۲۹)

(۵۸) نوبین چندر رائے : انجمن پنجاب کے رکن، مولانا محمد حسین آزاد وغیرہ کے دوستوں میں سے تھے۔

(۵۹) شیخ فیروز الدین : انجمن پنجاب کے رکن تھے۔ تفصیلی حالات فی الحال دسترس میں نہیں۔

(۶۰) میجر آے۔ آر۔ فلر: ناظم تعلیمات پنجاب، متعدد کتابوں کے مصنف اور معروف شخصیت۔

(۶۱) مولوی کریم الدین: محکمہ تعلیم پنجاب کے انسپکٹر مدارس۔ متعدد کتابوں کے مصنف۔ پنجاب کے تعلیمی تذکروں مقالات گارساں دتاسی میں ذکر موجود ہے۔

(۶۲) مولوی علمدار حسین: ممتاز شیعہ عالم دین اور پنجاب کی نامور شخصیت تھے۔

(۶۳) سر ڈینس فٹز پیٹرک (Fitzpatric Sir Dennis): ۲۶ اگست ۱۸۳۷ء کو پیدا ہوئے۔ ٹرنٹی کالج ڈبلن میں تعلیم پائی۔ ۱۸۵۸ء میں آئی۔ سی۔ ایس (انڈین سول سروس) کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ ۱۸۵۹ء میں دہلی میں اسٹنٹ مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ ۱۸۷۴ء سے ۱۸۷۶ء تک حکومت ہند کے محکمہ، قانون سازی میں ڈپٹی سیکرٹری رہے۔ ۷۷-۱۸۷۶ میں پنجاب چیف کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۵ء کے اواخر میں سی۔ پی کے چیف کمشنر کا عہدہ ملا۔ ۱۸۸۷ء میں یکے بعد دیگرے میسور کے ساتھ ریذیڈنٹ، کورگ کے چیف کمشنر اور پھر آسام کے چیف کمشنر بنائے گئے۔ ۱۸۸۹ء میں حیدر آباد دکن کے ریذیڈنٹ مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۲ء میں پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر کا عہدہ ملا۔ ۱۸۹۷ء میں ملازمت سے سبکدوش ہونے کے فوراً بعد کونسل آف انڈیا کے ممبر بنائے گئے اور ۱۸۰۱ میں اس کے نائب صدر مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۷ء میں سی۔ ایس۔ آئی، ۱۸۹۰ء میں کے۔ سی۔ ایس۔ آئی اور ۱۹۱۱ء میں جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کے خطابات عطا ہوئے۔ ۲۰ فروری ۱۹۲۰ء کو لندن میں انتقال کر گئے۔ (زندگی نامہ ص ۴)

(۶۴) کرنل ڈبلیو آر۔ ایم۔ ہالرائیڈ: محکمہ تعلیمات پنجاب کے ناظم تھے۔ پنجاب میں اردو کی ترویج کے لیے انتھک کوشش کی۔ ۱۸۶۹ء میں ان کی کتاب رسوم ہند شائع ہوئی۔ ۱۸۹۰ء میں محکمہ تعلیم کی نظامت سے سبکدوش ہو گئے۔ (اردو جامع انسائیکلوپیڈیا ص ۱۸۳۷ء مدیر اعلیٰ مولانا حامد علی خاں ناشر: غلام علی اینڈ سنز، لاہور ۱۹۸۸ء)

(۶۵) سر چارلس امفرسٹن ایچیسن (Aitchison Sir Charles Umpherston): مئی ۱۸۳۲ء میں پیدا ہوئے۔ ایڈنبرا یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ سول سروس کے امتحان میں کامیاب ہو کر ۱۸۵۶ء میں برصغیر میں پہنچے۔ ۶۵ - ۱۸۵۹ء کے دوران میں حکومت ہند کے محکمہ خارجہ میں انڈر سکرٹری رہے۔ ۸۰ - ۱۸۷۸ء تک پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر رہے۔ بہ حیثیت عہدہ پنجاب یونیورسٹی کے پہلے چانسلر بننے کا اعزاز حاصل ہے۔ ۸۸ - ۱۸۸۷ء میں سپریم کونسل کے رکن اور پبلک سروس کمشن کے صدر رہے۔ ایڈنبرا یونیورسٹی سے ایل ایل ڈی کی ڈگری ملی۔ ۱۸۸۱ء میں سی - آئی - ای اور ۱۸۸۲ء میں کے - سی - آئی کا خطاب عطا ہوا۔ سوانحی اور تاریخی نوعیت کی تین کتابوں کے مصنف ہیں۔ سال انتقال ۱۸۹۶ء ہے۔ (زندگی نامہ ص ۱)

ماخذ و منابع (مقدمہ و حواشی)

۱۔ کلیات غالب فارسی (جلد اول) مرتبہ مرتضیٰ حسین فاضل، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۷ء

۲۔ کلیات غالب فارسی (جلد دوم) مرتبہ مرتضیٰ حسین فاضل، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۷ء

۳۔ ڈکشنری آف انڈین بائیو گرافی : بک لینڈ : سنگ میل، لاہور

۴۔ باغ دو در مرتبہ : سید وزیر الحسن عابدی، مجلس یادگار غالب لاہور، ۱۹۶۹ء

۵۔ اوراق معانی (ترجمہ پنج آہنگ) : ڈاکٹر کنور احمد علوی، اردو اکادمی دہلی، ۱۹۹۲ء

۶۔ اسرار الغالب : صاحبزادہ ناصر الدین احمد خاں، دہلی ۱۹۶۹ء

۷۔ یادگار غالب : الطاف حسین حالی، مجلس ترقی ادب لاہور

۸۔ خطوط غالب (مقالہ) : ڈاکٹر خلیق انجم، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی ۱۹۹۵ء

۹۔ غالب : مولانا غلام رسول مہر، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

۱۰۔ حیات غالب : شیخ محمد اکرام : مکتبہ جامعہ، دہلی اکتوبر، ۱۹۷۷ء

۱۱۔ فسانہ غالب : مالک رام : مکتبہ جامعہ دہلی اکتوبر، ۱۹۵۰ء

۱۲۔ فسانہ غالب : مالک رام، مکتبہ جامعہ دہلی، ۱۹۷۷ء

۱۳۔ بزم غالب : عبدالرؤف عروج، یادگار غالب کراچی، مارچ ۱۹۶۹ء

۱۴۔ دود چراغ محفل : سید حسام الدین راشدی، یادگار غالب، کراچی، مارچ ۱۹۶۹ء

۱۵۔ غالب اور عصر غالب : ڈاکٹر محمد ایوب قادری، غضنفر اکیڈمی کراچی ۱۹۸۲ء

۱۶۔ تلامذہ غالب : مالک رام مکتبہ جامعہ دہلی ۱۹۸۲ء

۱۷۔ آثار غالب : قاضی عبدالودود، علی گڑھ میگزین ۱۹۴۸ء

۱۸۔ زندگی نامہ : ڈاکٹر عبدالشکور احسن : ادارہ تحقیقات پاکستان لاہور، ۱۹۸۳ء

۱۹۔ غالب اور آہنگ غالب : ڈاکٹر یوسف حسین خان، غالب اکیڈمی نئی دہلی، ۱۹۷۱ء

۲۰۔ اختر حسن : چراغ دیر (مقدمہ)، انڈین لینگو یجز فورم، حیدر آباد

۲۱۔ حیات غالب کا ایک باب : ملک حسن اختر، مکتبہ عالیہ لاہور ۱۹۸۷ء

۲۲۔ جاگیر غالب : پرتھوی چندر، مرتبہ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن، مکتبہ کاروان لاہور ۱۹۹۴ء

۲۳۔ جاگیر غالب : پرتھوی چندر، مرتبہ پروفیسر لطیف الزمان، ماہنامہ سورج لاہور

۲۴۔ مطالعہ غالب : ڈاکٹر گوہر نوشاہی، مکتبہ عالیہ لاہور

۲۵۔ غالب کا مقدمہ پنشن : انیس ناگی، القمر انٹر پرائزز لاہور ۱۹۹۶ء

۲۶۔ غالب نامہ : شمارہ جولائی ۱۹۸۲ء تا جنوری ۱۹۹۵ء

۲۷۔ اردو جامع انسائیکلو پیڈیا : چیف ایڈیٹر مولانا حامد علی خاں، غلام علی اینڈ سنز لاہور۔

الفاظ نامہ

عدالت عالیہ (عربی فارسی) : مجلس اعلیٰ، انجمن اعلیٰ، سپریم کونسل

عالیہ (عربی) : اعلیٰ، بلند دیکھیے عدالت اور کونسل

عملہ (عربی) (عامل بمعنی افسر کی جمع) : عدالت انصاف یا عدالت مالگزاری کے افسران جو جج یا افسر محاصل کے ماتحت ہوں۔

نوٹ : انگریزی گلاسری کے مرتب نے اس لفظ کے معنی محدود کر دیے ہیں۔ اس کے اصل معانی کسی محکمہ کے ملازم، دفتر کے ملازم، کارکن لوگ اور اہلکار ہیں۔

عرضداشت : (عربی فارسی) : دعویٰ، خطاب، یادداشت، کوئی مؤدبانہ گزارش یا ترجمانی چاہے وہ زبانی ہو یا تحریری۔

ایمہ : (عربی، یہ لفظ عربی نہیں بلکہ ترکی ہے انگریزی گلاسری کے مرتب کو غلط فہمی ہوئی انھوں نے ائمہ جو امام کی جمع سمجھ کر اسے عربی گردانا ہے) مغل حکومت کی طرف سے خیراتی یا اسلام سے متعلق مذہبی مقاصد کے لیے عطا کردہ جاگیر جس پر لگان یا تو بالکل معاف ہو یا اس پر معمولی سا مقررہ لگان مقرر ہو، سرکار برطانیہ نے ایسی جاگیروں کو تسلیم کیا اور انھیں موروثی اور قابل انتقال قرار دیا۔

بندوبست (فارسی) : محاصل کا تصفیہ جو کسی زمیندار کی طرف سے واجب الادا ہوں حکومت کا لگان دار یا مزارعہ

نوٹ : انگریزی گلاسری میں جو پہلے معانی درج کیے گئے ہیں وہ صحیح ہیں باقی معانی غلط ہیں اس کے صحیح معانی یہ ہیں : انتظام و انصرام، ضابطہ، سلیقہ، تجویز، تدبیر زمین کی حد بندی اور نظام مال گزاری۔

بارگیر (فارسی) : ایسا اسپ سوار جسے گھوڑا حکومت کی طرف سے یا اس سردار کی طرف سے جس کے ہاں ملازم ہے فراہم کیا گیا ہو۔ سائیس۔

بستہ (فارسی) : مسل، کاغذات کا پلندا، جزدان۔

قانون گو فارسی) : لغوی معانی قانون کا شارح لیکن برصغیر پاک و ہند میں یہ لفظ گاؤں یا ضلع کے افسر محاصل کے لیے استعمال ہوتا ہے،

نوٹ : انگریزی گلاسری کے مرتب نے لغوی معانی تو صحیح تحریر کیے ہیں مگر عمومی معانی میں مغالطے کا شکار ہو گئے ہیں یہ دراصل پٹواریوں کے ایک حلقے کا افسر ہوتا ہے اور اس مخصوص علاقے کی زمینوں کا بندوبست اس کے پاس ہوتا ہے۔ ایک تحصیل یا ضلع میں کئی قانون گو ہو سکتے ہیں۔

ہوتا ہے۔ ایک تحصیل یا ضلع میں کئی قانون گو ہو سکتے ہیں۔
چٹھی (ہندی) : خط، مختصر خط، رقعہ، یادداشت، مراسلہ، کوئی یادداشت یا مراسلہ جس میں کوئی حکم یا فرمان جاری کیا گیا ہو۔
چودھری (ہندی) : (لغوی معنوی چار کا حامل شاید حصص یا منافع) کسی پیشہ یا حرفہ کا سربراہ کسی گاؤں کا سربراہ، حامل زمین جو زمینداروں کے زمرے میں آتے ہیں۔
کونسل عالیہ : (انگریزی لفظ کونسل اور عربی و فارسی لفظ عالیہ کا مرکب جس میں زیر بطور اضافت لگا کر لفظ بنایا گیا ہے) مجلس اعلیٰ، عدالت عالیہ، سپریم کونسل۔
کوڑی (ہندی) : سب سے کم مالیت کا سکہ۔
دفترخانہ (فارسی) : سرکاری ریکارڈ کا دفتر۔
دربار (فارسی) : بادشاہ کے درباری یا خدم و چشم کی مجلس، شاہی عدالت۔
فصل ربیع (عربی) (فصل + ربیع) : ربیع کی فصل، جو فصل سردیوں میں بوئی جاتی اور گرمیوں میں برداشت کی جاتی ہے۔
فدوی (عربی) : جان نثار، قربان ہونے والا، بندہ، عاجز، خاکسار، عاجزی کے لیے استعمال ہونے والا اصطلاح۔
فصلانہ (عربی) : پیداوار یا فصل سے متعلق، وہ رقم یا جنس جو فصل تیار ہونے پر حکومت یا کسی اور شخص کو ادا کی جائے۔
فصلی (عربی) : فصل یا پیداوار سے متعلق،
فصلی سال، فصلی سال ۱۲۳۲-۱۲۴۱ بمطابق ۱۸۲۹-۱۸۳۲ سال عیسوی۔ فصلی سال در اصل مغل شہنشاہ اکبر اعظم سے منسوب ہے جس نے برصغیر پاک و ہند پر ۱۵۵۶ء سے ۱۶۰۵ء تک حکومت کی۔ اس کے حکم پر بکرمی سال ۱۶۱۲ بمطابق ۹۶۳ ہجری (۱۵۵۵ء) کو جبراً ۹۶۳ سال فصلی قرار دیا گیا۔
استمراری (عربی) : دوامی، ہمیشہ کے لیے۔
استمرار (عربی) : ہمیشگی، دوام، کوئی زمین یا پٹہ جو حکومت یا زمیندار کی طرف سے دواماً عطا کیا جائے۔
استمرار دار (عربی فارسی) : حامل استمرار، جسے زمین یا پٹہ دیا گیا ہو۔
جاگیر (فارسی) : محاصل کی تفویض، وہ گاؤں یا زمین جو بادشاہوں یا نوابوں کی طرف سے عطا کی جائے۔
جاگیردار (فارسی) : جاگیر کی معافی/جاگیر رکھنے والا، حامل جاگیر۔
جائیداد (فارسی) : ملکیت، زمین پر مشتمل ملکیت، مال و اسباب، جاگیر، پونجی، اثاثہ، پیدوار۔
خام (فارسی) : کچا، ناپختہ، ان پکا، بطور محاصل اس اصطلاح سے مراد مجموعی محاصل (کٹوتی سے قبل) ہیں۔ یہ کسی گاؤں یا تصفیہ شدہ جائیداد سے جو کسی تیسرے شخص یا زمیندار کی مداخلت کے بغیر طے کیے گئے خالص محاصل سے ممیز ہیں۔
قلعہ دار شپ (عربی، فارسی قلعہ دار اور انگریزی شپ کا مرکب) کسی قلعہ کے گورنر یا کمانڈر کا عہدہ۔

قسط (عربی) حصہ، جز، ٹکڑا، وہ رقم جو حسب معاہدہ تھوڑی تھوڑی کر کے ادا کی جائے۔
معافی (عربی و فارسی) : بخشش، رہائی، نجات، عفو، وہ زمین یا جائیداد جس پر لگان معاف ہو، یہ اصطلاح ایسی زمینوں اور زمینداروں کے لیے استعمال ہوتی ہے جن پر کسی بھی قسم کا ٹیکس یا لگان وغیرہ نہیں ہوتا۔ ایسی جائیداد دوامی ہوتی ہے اور نسل در نسل منتقل ہوتی رہتی ہے۔
مسل (مثل (عربی) فائل : ایک ہی قسم یا ایک ہی موضوعات پر مشتمل کاغذات جو اکٹھے منسلک ہوں۔ روداد مقدمہ۔
مقرری (عربی) : تقرر یا لگان۔ مقررہ لگان سے متعلق۔ یہ اصطلاح ایسی جائیداد/جاگیر کے لیے استعمال کی جاتی ہے جس پر حکومت یا مالک کو مقررہ لگان دیا جاتا ہے۔
مختار (عربی) : ایجنٹ، گماشتہ، یا مُیب، مُیم، مجاز، اختیار دیا گیا، ایک قسم کا وکیل، نمائندہ۔
مختاری (عربی) : مختار کا پیشہ امام، سربراہی، ترجمانی، نمائندگی۔
محال (عربی) : کسی تعلقہ یا ضلع کا حصہ جس پر علیحدہ مال گزاری کی تشخیص ہو۔ وہ جائیداد غیرمنقولہ جس میں بہت سی پٹیاں ہوں، اور ان کے محاصل کی علیحدہ علیحدہ تشخیص کی جائے۔
مقدم (عربی) : (سردار، راہنما) کسی گاؤں یا کارپوریشن کا سربراہ، نمبردار، سرکردہ، چودھری۔
متعلقین (عربی) : متوسلین، اہل خانہ، بال بچے، نوکر چاکر۔
متصدی (عربی) : کلرک، منشی، دیوان، محاسب، جمع خرچ نویس۔ محرر، کاتب، نائب، گماشتہ، منتظم، ذمہ دار، کفیل۔
نواب (عربی (نائب بمعنی نائب السلطنت، نائب مختار مگر ترکیبات میں بطور واحد استعمال ہوتا ہے اور قابل عزت لفظ ہے)) : گورنر یا نائب، سلطنت شہر یا علاقے کا سردار، صوبہ دار، ناظم، عہد مغلیہ کا ایک خطاب۔
پالکی (ہندی) : ایک قسم کی ڈولی، محافہ، فنس، ایک قسم کی ڈولی جو کہار اٹھاتے ہیں۔
پروانہ (فارسی) : حکم، تحریری حکمنامہ، حاکم مجاز کی جانب سے ماتحت کو دیا گیا حکم، فرمان، پرمٹ، اجازت نامہ۔
پن ارتھ (ہندی، پن ارتھ بھی تلفظ کیا جاتا ہے پن/پن اور اورتھ کا مرکب) : پن یا پن ایک بہت بڑے حصے جیسے کسی مشترکہ گاؤں کا چوتھائی یا آدھا اور اس کی زمینیں جن کا سردار یا مقدم علیحدہ ہو۔ کچھ مقامات پر اس زمین کی طبقہ کے اراکین درمیان تقسیم نو کی جاتی ہے۔ جیسے برطانوی دور ہندوستان کے شمال مغربی صوبہ جات میں کیا گیا۔ ارتھ کا مطلب ہے دولت، زر، پن ارتھ ایسی زمینوں پر لگائے گئے لگان یا محصل کو کہتے ہیں۔
رسالہ (عربی) : گھوڑوں پر مشتمل دستہ، اسپ سواروں پر مشتمل دستہ۔
صدر (عربی) : (صدر کا مطلب عدالت صدر ہے یعنی عدالت اور صدر کے درمیان اضافت ہے) حتمی فیصلہ کرنے کی عدالت، عدالت عالیہ یا سپریم کونسل، صدر عدالت، سب سے بڑی عدالت۔
سائر (عربی) : لگان زمین کے علاوہ بقیہ یا دیگر تمام ذرائع، در آمدات، آبکاری، کسٹم، لائسنس فیس گھریلو ٹیکس نقل و حمل کے ٹیکس سے حاصل ہونے والے محاصل جو حکومت یا کسی شخص کو واجب الادا ہوں۔

سند (عربی) : دستاویز، تمسک، تصدیق نامہ، منظوری، عطیہ، اجازت نامہ، ڈپلومہ، ایسی دستاویز جس کے ذریعے کسی شخص کو اس کی خدمات کے متعلق معاوضہ، لقب، سہولیات، عہدوں وغیرہ سے متعلق آگاہ کیا جائے۔

شقہ (عربی) : شاہی فرمان، حاکم اعلیٰ کی طرف سے فرمان، وہ رقعہ یا حکم جو بادشاہ یا بڑے بڑے امیر اپنے سے کم مرتبہ حاکموں یا امیروں کو لکھیں۔

سکہ (عربی) : سرکاری منقش زر جو ملک میں چلے۔

صوبہ (عربی) : ریاست یا ملک کا وہ حصہ جس میں بہت سے اضلاع شامل ہوں۔ مغل سلطنت کی سب سے بڑی انتظامی وحدت مثلاً اودھ، بنگال، بہار وغیرہ۔ مرہٹوں کی سلطنت میں بعض اوقات یہ نسبتاً" چھوٹی وحدت کے لیے استعمال ہوتا تھا جس میں پانچ سے آٹھ طرف ہوتے تھے۔ (دیکھیے طرف۔) صوبہ آگرہ میں دو پرگنے شامل تھے۔

صوبہ داری (عربی فارسی) : صوبہ دار یا گورنر کا عہدہ۔

سرکار (فارسی) : حکومت، سلطنت، مقتدر اعلیٰ۔ صوبہ کی انتظامی وحدت جس میں کئی پرگنے شامل ہوں۔

سوار (فارسی) : گھڑسوار، رسالے کا ملازم، سواری پر بیٹھا ہوا۔

تعدد خام (عربی فارسی) : جملہ حسابات، مجموعی شمار، دیکھیے خام۔

تنخواہ (فارسی) : مشاہرہ، مقتدر اعلیٰ یا حکومت کی جانب سے کسی علاقے کے محصولات سے کسی کو مختص رقم ادا کرنے کی تعیین، مزدوری، وظیفہ، معاوضہ نوکری کا صلہ۔ پنشن، گریجوایٹی، عطیہ

طرف (عربی) : لغوی معنی جانب، سمت، حصہ، کسی ملک یا پرگنہ کی انتظامی وحدت جس میں بہت سے گاؤں شامل ہوں۔ کچھ مقامات پر یہ لفظ ایسی زمینوں یا جاگیروں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو ایک ہی آدمی کی ملکیت ہوں اور اس کے نام سے منسوب ہوں۔

وگھاروا (مرہٹی، گجراتی، اردو، سنسکرت کے لفظ وگوری بمعنی جال اور وگاری کا مرکب ہے اس ذات یا فرد کے لیے استعمال ہوتا ہے جن کا پیشہ جنگلی درندوں کو پھندا ڈال کر پکڑنا ہوتا ہے) : ایک محصول جو جنگل درندوں کا شکار کرنے اور انھیں پکڑنے کے لیے لگایا جاتا ہے۔

وکیل (عربی) : کسی دوسری کی ترجمانی کرنے والا شخص یا مختار، نائب، قائم مقام، وہ شخص جس کے سپرد اپنا کام کیا جائے، سفیر، ایجنٹ عدالت قانون میں کسی کی قانونی پیروی کرنے والا۔

زمیندار (فارسی) : زمین کا مالک، وہ شخص جو زمینوں کا مالک ہو۔

زمینداران (فارسی) : زمیندار کی جمع۔

ضلع : ملک کا حصہ جو کسی ڈپٹی کمشنر یا ڈپٹی کلکٹر کے ماتحت ہو۔

(ترجمہ : قاضی محمد عزیز الرحمٰن عاصم)

of Oriental studies, and the promotion of the acquisition of Western knowledge through the veranacular Sir John Lawrence called him "cunctator" he died from the effects of an accident on the London Underground Railway, Nov 28, 1872 (D.I B P 281)

27. **LEITNER, GOTTLIEB WILHELM (1840 - 1899)** Born in Budapest. 1840 son of a physician to Turkey. 1847 educated at Malta Protestant College at 15 was appointed Chief Interpreter to H M.'s Commissionariat in the crimean war. with rank of Colonel attended the Muhammadan Theological School at Constantinople entered at King's College London. 1858· appointed there. 1861. Professor of Arabic and Muhammadan Law M R A S , 1861 M A and Ph D Freiburg, 1862 Principal of the Government College, Lahore. 1864 founded the Anjuman-e-Punjab worked for the foundation of the Panjab University organised many schools, free libraries. literary Societies and Journals in India Registrar of the Lahore University College explored among, studied, and wrote on. the wild tribes of the N W frontier, Dards, Hanizas, etc. establishmed the Journal *Indian Public Opinion* collected information on the origins of Indian art. and specimens of Graeco-Buddhistic art claimed, to be the originator of the title Kaisar-I-Hind retired. 1887 acquired the Royal Dramatic College at Woking. and adapted it to on oriental Institute there published *Languages and Races of Dardistan The Language and People of Hanza* and many works on education. philogoy, trade, dialects, etc. spoke, read, and wrote 25 languages edited the *Asiatic Quarterly Review* from Jan 1890 died at Bonn. March 22, 1899 : Ph.D. : LL.D. : D.O.L., 1882. (D.I.B. P. 249.)

28. **FITZPATRICK, SIR DENNIS (1837-)** I.C S. : born 1837 , educated at Trinity College, Dublin entered the Indian Civil Service called to the bar from the Inner Temple acted as Judge of the Panjab Chief Court, 1879-7 was Secretary to the Government of India in the Legislative Department, 1877-85 , Secretary in the Home Department, 1885 acting Chief Commissioner of the Central Provinces 1885-87 Acting Resident in Mysore Chief Commissioner of Assam Resident at Hyderabad Lieutenant-Governor of the Panjab, 1892-7 Member of the Council of India since 1897 K C S I 1890. (D.I.B. P. 147.)

29. **AITCHISON, SIR CHARLES UMPHERSTON** (1832 - 1896) I C S born May 20, 1832, son of Hugh Aitchison, of Edinburgh educated at the High School and University there and at the University of Halle passed in the first competitive examination, while Haileybury was being abolished arrived in India in 1856 he narrowly escaped the massacre of Europeans at Hissar in 1857 was Undr Secretary in the Foreign Department of the Government of India, 1859-65, and, after some executive work, was Foreign Secretary, 1868-78. Sharing, as he did, the views of Lord Lawrence on questions of Central Asian and Afghan policy, he was strongly opposed to the meassures which led to the second Afghan War of 1878-80 He was Chief Commissioner of British Burma from March, 1878, to July, 1880, Lieutenant-Government of the Panjab, 1882-87 , Member of the Supreme Council from April, 1887, to Nov 1888 also President of the important Public Service Commission in 1887-88 K C S I in 1881, C I E in 1882 also LL D of Edinburgh an honorary M A of Oxford He compiled the first edition of the *Treaties Engagements and Sunnuds,* and authoritative work of reference, always quoted under his name Wrotes also *The Native States of Indai* and *Lord Lawrence* in the Rulers of India series he died at Oxford Feb, 18, 1896 (D I B P 8)

24. HARDINGE, HENRY, FIRST VISCOUNT, OF LAHORE (1785 - 1856) Governor-General Field Marshal born March 30, 1785 son of Rev Henry Hardinge entered the Army in 1799 went through the Royal Military College at High Wycombe, 1806-7 through the Peninsular war, first as D A Q M G , afterwards with the Portuguese Army present in a number of battles several times wounded K C B in 1815 lost an arm at Quatre Bras Commissioner with the Prussians in France, 1818 D C L of Oxford M P 1820-44, for Durham Newport and Launceston Secretary at War, 1818 30 and 1841-4 Irish Secretary in 1830, and 1834-5 Lt General in 1841 G C B in 1844 was Governor-General of India from July, 1844, to Jan 1848 the first to go out overland The Punjab being in a state of anarchy since Ranjit Singh's death in 1839, and the Sikh *Khalasa* army dominant, Hardinge strengthened the Satlaj frontier with troops when the Sikhs crossed the Satlaj they were defeated at Mudki and Firozshahi in Dec 1845, and in Feb 1846, at Sobraon, Hardinge serving as second in command under Sir Hugh Gough, the C in C On peace being made on terms dictated to the Sikhs, Hardinge received a Peerage, and pensions from Parliament and the E I Co Kashmir was annexed and made over to the Raja of Jammu for a large sum a British Resident (Sir H Lawrence), at Lahore, was appointed On returing from India he claimed to have left it in complete peace Hardinge also left his mark on the internal administration of India he established schools prohibited Sunday work in Government offices promoted railways and irrigation determined important military questions, both in the native and the European armies His equestrian statue was subsequently erected in Calcutta He was made Master-General of the Ordinance in 1852, and was C in C of the Forces, 1852-6 Field Marshal in 1855: died Sep. 24, 1856. (D.I.B. p. 189)

25. ELLIOT, SIR HENRY MIERS (1808 - 1853) ICS son of John Elliot born March 1, 1808 educated at Winchester gained his appointment to the E I. Co.'s Civil Service by open competition, 1826 served in the N W P Secretary to the Board of Revenue Foreign Secretary to the Government of India, 1847· accompained Lord Hardinge and Lord Dalhousie to the Punjab· negotiated the treaty with the Sikhs, 1849 K.C.B. brought out the first volume of a *Bibliographical Index to the Historians of Muhammadan India* his materials for *The History of India as told by its own Historians*, were edited after his death by Professor John Dowson *(q v)* and Sir E C Bayley, *(q v)* his *Memoirs of the History Folklore and Distribution of the Races of the N W P* were edited by Mr J. Beames *(q v)* he died at the Cape of Good Hope on his way home, Dec 20, 1853. A mural tablet in St Paul's Cathedral at Calcutta, testifies to his remarkable abilities and attainments, his manly rectitude of conduct, his gentle disposition and noble qualities He (like Augustus Cleveland) *(q v)* was called by Sir W W Hunter *the dulce decus* of the Bengal Civil Service. D.I.B. p - 135).

26. McLEOD, SIR DONALD FRIELL (1810 - 1872) Lieutenant-Governor . son of Lt General Duncan McLeod born May 6, 1810, at Fort William, Calcutta educated at Edinburgh High School, Dulwich, Putney, and Haileybury , arrived in Bengal in 1828, commencing his career in that province in the Sagar and Nerbudda territories and Benares, 1831-49 Commissioner of Jalandhar, 1849 Judicial Commissioner of 1854 Punjab was at Lahore during the mutiny of 1857 , C B Lieutenant-Governor of the Punjab, 1865-70 K C S I in 1866 Chairman of the Sind, Panjab and Delhi Raiway, he had pronounced religious opinions and was a philanthropist established the Panjab University, and had warm syspathy with the people he advocated a greater encouragement

21. ELLENBOROUGH, EDWARD LAW, FIRST EARL OF (1790-1871) Governor-General. son of Edward, Baron Ellenborough, Lord Chief Justice of England born Sep 8. 1790· educated at Eton and St. John's College, Cambridge M P for St. Michael's, Cornwall, 1813. was Lord Privy Seal, 1828: President of the Board of Control, from 1828 to 1830, from Dec., 1834 to April, 1835, and for a third time in Sep -Oct , 1841 He, in 1832, sent Alexander Burnes *(q v)* to Lahore, and on to Central Asia was for a forward policy and for the transfer of the Government of India to the Crown In Oct , 1841, he was nominated to be Governor-General, and held the appointment from Feb 28 1842, to June 15, 1844 He desired a peace policy, but was never free of war He pushed on the Chinese war and brought it to a conclusion successfully He desired to withdraw from interference with Afghanistan, after rescuing the Kabul captives which resotred British prestige and eventually sanctioned Sir W. Nortt's withdrawal from Kandahar via Ghazni, Kabul and Peshawar Pollock's Army of retribution forced its way through the Khyber to Kabul, and Afghanistan was evacuated in Oct-Nov., 1842 Ellenborough's bombastic proclamation, on the recovery of the gates of Somanth from Ghazni, exposed him to rediclue The troops retiring from Kabul were received at Firozpur with exaggerated pomp He annexed Sind, by means of Sir Charles Napier's victories, in 1842, though the justificiation for this act has been seriously questioned He interfered in the affairs of the Gwalior State, where the Army had rebelled and expelled the regent Mama Sahib. he was present at the battle of Maharajpur, Dec. 28, 1843. a fresh treaty was made with the State. Being disrespectful and out of control, he was recalled by the Court of Directors in June, 1844, against the views of the Cabinet: was created an Earl. in 1846 he was made First Lord of the Admiralty, and in 1858, Feb. to June, was again President of the Board of Control. In this capacity, he addressed a despatch to Lord Canning regarding the latter's Oudh proclamation, which the Cabinet disavowed, and Ellenborough had to resign his office. During his Indian career, he preferred the military to political officers, and was unpopular with the civilians His ability and eloquence were brilliant, but his other qualities detracted from his practical usefulness in high office. He died Dec 22. 1871. (D.I.B. p 134/135.)

22. MELVILL, SIR JAMES COSMO (1792 - 1861) Born 1792· son of Captain Philip Melvill: was in the E.I. Co 's home service from 1808: auditor of Indian accounts, 1824 Financial Secretary, 1834: Chief Secretary, 1836, until 1858, when the Government of India was assumed by the Crown· Government Director of Indian railways, 1858. F R S , 1841: K.C.B., 1853: died July 23, 1861. (D.I.B. p. 285)

23. CURRIE, SIR FREDERICK, BARONET (1799 - 1875) ICS: son of Mark Currie , born Feb. 3, 1799: educated at Charterhouse and Haileybury· reached India, 1820 was a Judge of the *Sadr Adalat* (court) in the N.W.P , 1840. Foreign Secretary to the Government of India, 1842· with Sir Henry Hardinge in the first Sikh war, 1845-6, and, after Sobroan, drew up the treaty with the Sikhs· made Baronet in Jan. 1847· officiated as Member of the Supreme Council, April 1847 to Jan. 1848: resigned his seat, and succeeded Sir Henry Lawrence as Resident at Lahore in 1848: accepted the resignation of Mulraj, the Governor of Multan· confirmed as Member of Supreme Council resuming his seat March, 1849: retired in 1853. was elected a Director of the E I Co in 1854, Chairman 1857 Member of the Council of India from 1858 D C L., Oxford in 1866 died Sep. 11, 1875. (D.I.B. p 104.)

17. **MANSEL, CHARLES GRENVILLE (1806 - 1886)** ICS born 1806 joined the E I Co.'s Civil Service in 1826 served in the N W P in several appointments at Agra, up to Magistrate-Collector, 1835, and Settlement Officer, 1838-41 in the Financial Department Member of the Board of Administration of the Punjab with the Lawrences, 1849-50 Resident at Nagpur, 1852-4, retired died Nov 19, 1886 (D I B p 274)

18. **HAMILTON, SIR ROBERT NORTH COLLIE, BARONET (1802 -1887)** Son of Sir Frederick Hamilton, fifth Baronet, born April 7, 1802 , educated at Haileybury went to India In 1819 · served in the N W P · Commissioner of Agra Secretary to the N W P Government in 1843 Resident at Indore with Holkar, from 1844 succeeded as Baronet, in 1853 was made Agent to the Governor General of Central India in 1854 returned from leave in England in the mutiny of 1857 and rejoined at Indore was to prepare a plan for the pacification of Central India, which was accepted he as Political Officer accompanied Sir Hugh Rose in his Central Indian campaign in 1858 was at the capture of Jhansi and defeat of Tantia Topi at the restoration of Gwalior to Sindia· KCB, and the thanks of Parliament for his mutiny services provisional Member of the Supreme Council 1859 retired in 1859, from ill - health · died May 30, 1887. (DIB - P 187)

19. **TORRENS, HENRY WHITELOCK (1806 - 1852)** ICS son of Maj - General Henry Torrens born May 20, 1806 educated at Brook Green, the Charterhouse, and Christ Church, Oxford B A in 1825, and entered at the Inner Temple After a short service under the Foreign Office, he obtained a writership from the Court of Directors of E I Co Arriving in India in Nov 1828, he held various appointments at meerut: in 1835 joined the Secretariat in which he served in several Departments under the Government of India, accompanying Lord Auckland to the N W P in Oct 1837, as Deputy Secretary under Sir W Macnaghten In Dec 1846 he was appointed Agent to the Governor - General at Murshidabad, where, in his endeavours to improve the Nizamat administration, his relations with the Nawab Nizam and his officials became greatly strained· died of dysentery at Calcutta, while on a visit to the Governor-General, Aug. 16, 1852 buried in the Lower Circular Road Cemetery In 1839 he assisted in the editing of the *Calcutta Star* a weekly paper, which became a daily paper, called the *Eastern Star* was Secretary, 1840 to 1846, to the Bengal Asiatic Society and a Vice-President in 1843-5· founded the *Meerut Observer* at Meerut, and made an incomplete translation of the *Arabian Nights*, besides editing Professor Lassen's *History of the Greek and Indo-Scythian Kings*, and writing a novel, *Madame de Malguet*, and a series of articles on the "Uses of Military Literature and History." (D.I.B. P 426)

20. **MADDOCK, SIR THOMAS HERBERT (1790 - 1870)** ICS · son of Rev Thomas Maddock born 1790 . educated at Manchester Free Grammar School and at Haileybury, 1812-3 went out to India, 1814 served in the Sagar and Nerbudda territories Political Agent at Bhopal· Political Resident at Lucknow, 1829-31, Political Officer in Nipal, 1831, Secretary to the Government of India in the Legal, Judicial and Revenue Departments, 1838-43, Member of the Supreme Council, 1843-9, Deputy-Governor of Bengal in 1845 and 1848: knighted and C B : retired, 1849: M P for Rochester, 1852-7: died Jan. 15, 1870. (D.I.B. P 269)

was reduced the subsidies were diminished the Afghans rose in 1841 Sir A Burnes was murdered on Nov 2, 1841, and the envoy, Sir W Macnaghten on Dec 23, the British army was destroyed in its retreat from Kabul to the Khyber Lord Auckland was made an Earl in 1839, on the capture of Kabul he had left India on March 12 1842, before Pollock's avenging Army had advanced beyond Jalalabad Afghan affairs chiefly engaged Auckland's attention In 1840 the British Resident at Ava was expelled by the King of Burma and not re-established Auckland was again First Lord of the Admiralty in 1846 : died Jan. 1, 1849. (D.I.B. pp. 19-20.)

14. **ROSS, ALEXANDER (1777 - ?)** I C S went to India, at 18, in 1795-6 Judge of the Provincial Court at Bareli, 1811, was Resident at Delhi, 1820-3 Puisne Judge of the Sadr Court, 1825 First Judge, 1831 Member of the Supreme Council Jan 1833 permanently in Oct 1833 Governor of Agra, Dec 1835, to June, 1836 abolished transit duties President in Council and Deputy-Governor of Bengal, Oct 20, 1837 to Oct 15 1838, when he retired. (D.I.B. P. 363.)

15. **GUBBINS, MARTIN RICHARD (1812 - 1865)** I C S educated at Haileybury, 1829-30 went out of India in 1830 served in the N W P and in Oudh on its annexation in 1856, when he was made its Financial Commissioner In the mutiny, he took a leading part in the operations at Lucknow had charge of the Intelligence Department advocated various measures, some of which were adopted, and some, such as the disarmament of the native troops, were not acepted by Sir H Lawrence served throughout the siege of Lucknow retrenched and completed the post which bore his name, and was eminent among those who fought hard and laboured unceasingly ' After the relief he was with Sir Colin Cambell at Cawnpur ill-health then compelled him to go to England, He was Judge of the Agra Chief Court, 1858-63 died May 6, 1863 wrote *The Mutinies in Oudh*
(D I B. p.)

16. **COLVIN, JOHN RUSSELL (1807 - 1857)** Lieutenant - Governor ICS son of James Colvin, Calcutta merchant . born in Calcutta, May 29, 1807 educated at St Andrews and at Haileybuey . went to Bengal in 1826, to Hyderabad in 1827 was Assistant and Deputy Secretary in the Judicial and Revenue Departments of the Government of India, 1831 - 51 Secretary to the Board of Revenue 1835 Private Secretary to the Governor General, Lord Auckland, 1836 - 42; and is said to have exercised considerable influence over the latter's Afghan policy. He was Resident in Nipal, 1845, Commissioner of Tenasserim, 1846 Judge of the Sadr Court at Calcutta Lieutenant Governor of the N.W P from Nov 7 1853 It was said that Colvin "over Governed" He worked worth extraordinary industry, and greatly increased the business of the Government His action in the mutiny has been the subject of controversy : He issued, in May, a proclamation which was not entirely approved, the violence of the outbreak fell upon him without warning, and the forces at his disposal were inadequate to meet it. He was "worn out by the unceasing anxieties and labours of his charge" - so ran Lord Canning notification of his death he fell ill became worse, and died in cantonments on Sep. 9, 1857 and was buried in the fort at Agra Sir Auckland Colvin, in his life of his father, J R Colvin, in the "Rulers of India" series has exhausted the subject. (D.I.B. - p 90.)

Muhammad Amir Khan, 1832; wrote on *The Origin of the Sikh Power in the Panjab*; on *Tibet, Tartary and Mongolia, 1851*; on the *India Question in* 1853; *A history of the Life of Ranjit Singh; Historical Results from Discoveries in Afghanistan*, and published the *Register of the Bengal Civil Servants*, 1790-1842; was the chief founder of the Bengal Civil Fund: on his actuarial calculations (approved by professional actuaries in London)the fund was started; also wrote poetry; died Feb. 11, 1878. (D.I.B. p. 344.)

12. MANCNAGHTEN, SIR WILLIAM HAY BARONET (1793 - 1841) I.C.S. second son of Sir Francis Workman Macnaghten, *Bart.* Judge of the Supreme Courts of Madras and Calcutta; born in Aug. 1793; educated at Charterhouse; went to Madras in the Army, 1809; was in the Governor's bodyguard; gained prizes in languages; served at Hyderabad and in Mysore appointed to the Bengal Civil Service, 1814; gained great distinction in languages at Fort William; became Registrar of the *Sadr Diwani Adalat* 1822-30); published his works on Hindu and Muhammadan Law; and reports of cases; on tour to Upper India, 1830-3, with Lord W Bentinck at his meeting with Ranjit Singh at Roopar; Secretary in the Secret and Politicla Depatmtents, 1833-7; accompanied Lord Auckland on tour, 1837, to the N.W.P.; made the treaty; with Ranjit Singh and Shah Shuja in June, 1838; signed Auckland's manifesto of October 1, 1838; appointed envoy and Minister at the Afghan Court of Shah Shuja; accompanied the Army of the Indus via Kandahar and Ghazni to Kabul; the whole policy accepted by Macnaghten; had difficulties with the military authorities; shah Shuja reinstated in Aug. 1839; Macnaghten made a Baronet in Jan. 1840; had great troubles in Afghanistan with Shah shuja and the tribes, and in re-organizing the government of the country . Dost Muhammad surrendered on Nov. 3, 1840 , and was sent to India. Macnaghten nominated Governor of Bombay in Sep. 1841; on the reduction of their stipends the Afghan rebelled chief: Burnes was murderd on Nov. 2, 1841 : the military atuhorities failed, and the Army remained inactive; Macnaghten accepted the terms of the rebel chiefs on Dec. 11: the terms were not adhered to by the Afghans; Macnaghten negotiated further; with Akbar Khan, son of Dost Muhammad, and at an interview on Dec. 23, 1841, was treacherously killed by Akbar himself. His character and capacity for his task have been much discussed. The whole policy was surrounded by the greatest difficulties and the inefficiency of the military commanders added to them. Macnaghten's optimism and confidence prevented him from realizing the situation correctly. Macnaghten's optimism and confidence prevented him from realizing the situation correctly: his high character and courage were conspicuous throughout; a mounment was erected to him at Calcutta.

(D.I.B. pp - 266- 267.)

13. AUCKLAND, GEORGE EDEN, EARL OF (1784 - 1849) Governor General second son of the first Lord Auckland; born Aug. 25, 1784; educated at Christ Church, Oxford; called to the bar, 1809; President of the Board of Trade and Master of the Mint, 1833; First Lord of the Admiralty, 1834-35 : G.C.B.; appointed Governor-General of India, April 4. 1836. In 1836-37 he sent Burnes (*q.v.*) on a mission to Kabul . in distrust of the Amir, Dost Muhammad, who recived in 1837 the Russian officer, Vitkievitch, at Kabul, and with a view to counteract Russian influence there, Auckland, under pressure of the English Government, decided to dethrone Dost Muhammad (*q.v.*) and reinstate Shah Shuja (*q.v.*) as Amir; his declaration of war was issued on Oct. 1. 1838; the facts of the First Afghan War are well known. Dost Muhammad fled in Aug., 1839. Shah Shuja, though set up in 1839 and supported till 1841, was unpopular as a ruler; the British force

9. **BENTINCK, LORD WILLIAM CAVENDISH (1774 - 1839)** Governor-General son of the 3rd Duke of Portland, born Sep 14, 1774 entered the Army 1791 saw service in the Netherlands, in Italy with the Austrian forces Governor of Madras, from Aug., 1803, to Sep., 1807, when on account of the mutiny of sepoys against their officers at Vellore, for which he was held responsible, the Court of Directors recalled him changes affecting the sepoys had been introduced by the C in C, with the support of the Governor He was employed in Portugal and commanded Brigade at Corunna as Lt-General he was C in C in Sicily, 1811, served in Spain and led an expedition against Genoa 1814 After 13 years without employement, he was Governor of Bengal from July, 1828, was C in C from May, 1833, and the first Governor-General of India from Nov., 1834, to March, 1835, it devolved on him to insist on economies to restore financial equilibrium, to reform the land revenue settlement in the N W P, to establish a Board of Revenue in the N.W P and to organize the judicial courts, to devote minds to education through the medium English, and to increase the employment of educated natives in higher offices He also by Regulation abolished the practice of suttee and suppressed the Thags He took over the administration of Mysore He met Ranjit Singh, ruler of the Panjab, on the Satlaj In general he reformed the administration in a liberal spirit, and established the principle that, in the Government of India, the interests of the people should have the first claim. His memory is still cherished by the natives The eloquent inscription on his statue in Calcutta was written by Macaulay (*q v*) (Legal Member of Council from Nov., 1834). Bentinck was greatly regretted on his retirement He became M P. for Glasgow in 1837, refused a peerage, and died June 17, 1839 (D I B p 36)

10. **EDMONSTONE, NEIL BENJAMIN (1766 - 1841)** I C S born Dec 6 1765 son of Sir Archibald Edmonstone, *Bart* M P went to Calcutta in the Civil Service, 1783, appointed early to the Secretariat, and became Persian translator to Government Private Secretary to the acting Governor-General, Sir Alured Clarke (*q v*) in April, 1798 and Sir G H. Barlow (*q v*)in Feb,1807. with Lord Wellesly in Madras for the campaign against Tippoo Secretary in 1801 to the Government of India in the Foreign Department. Chief Secretary to Government, 1809: Member of the Supreme Council, Oct 30, 1812, to Jan 17, 1818 became in 1820 a Director of the E I Co died May 4, 1841 (D I B p 132)

11. **PRINSEP, HENRY THOBY (1792 - 1878)** I C S son of John Prinsep, M.P. ; (*q v*) born July 15 1792, at Thoby Priortty, in Eassex educated privately, at Tunbridge and at the E I Co 's College at Hertford Castle arrived in Bengal in 1809 became Assistant Secretary to the Governor-General, the Marquis of Hastings in 1814, whom he accompanied on his tour through Oudh, the N W.P and in the Nipal, Pindari and Mahratta wars : published *A History of the Political and Military Transaction in India during the Administration of the Marquis of Hastings, 1823* was the first Superintendent and Remembrancer of legal affairs inquired into Patni tenures and, on his report the famous *Patni* Regulation of 1819 was passed, Persian Secretary to Government, 1820 Secretary, in the Territorial Department, 1826, Chief Secretary, 1834 Member of the Supreme Council, temporarily, in 1835, substantively, 1840-3 retired, 1843, was unsuccessful in attempts to enter Parliament for the Kilmarnock Burghs, Dartmouth and Dover, M P. for Harwich, 1850, but unseated for defective property qualification, and unsuccessful at the fresh election ; became a Director of the E.I. Co, 1850: was one of the original members chosen by the E.I. Co for the new Council of India in 1858, retaining the post till 1874 : translated the *Memoirs of a Pathan Soldier of Fortune, the Nawab*

treaties of Surji-Anjengaum of Dec 30. 1803, and of Burhanpar of Feb 27, 1804 Resident at Sindia's court, 1804, and in Mysore, 1805 served with Lord Lake, 1805 made the treaty of Nov 22, 1805, with Daulat Rao Sindia, and of Dec 24, 1805, with Jeswant Rao Holkar sent by Lord Minto on a mission to Persia, 1808, which was foiled by French influence deputed to deal with the mutinous Madras officers at Masulipatam again sent to Persia, 1810 , overshadowed there by Sir Harford Jones wrote his *Political History of India* 1811 and *History of Persia,* 1815 , knighted and K.C.B. in 1815 D C L at Oxford, 1816 Political Agent to the Governor-General, and Brig. General with the Army of the Dekkan in the Pindari-Mahratta war, 1817-8 won the battle of Mahidpur, Dec 21. 1817 made the treaty of Mandiswar of Jan 6, 1818, with Malhar Rao Holkar made Baji Rao, the Peshwa, abdicate took Asirghar, April 9, 1819 administered Central India, including Malwa disappointed of being Governor of Bombay, or Madras, he returned to England, 1822 made Governor of Bombay, 1827 had disputes with the Supreme Court of Bombay, the Government declining to execute the process of the Court, which Sir J P.Grant (*q v*), then sole Judge, thereupon closed new Judges were appointed, and Grant resigned left India in Dec 1830 M P for Launceston, 1831-2 : began the *Life of Lord Clive* wrote on the *Government of India* died July 30, 1833 his statue, by Chantrey, placed in Westminster Abbey : wrote also on *Central India* and *Sketch of the Sikhs* he had great diplomatic experience and skill, and was very successful and influential with all classses) (D I B p 271)

7. **BAYLEY, WILLIAM BUTTERWORTH (1782 - 1860)** I.C S · son of Thomas Butterworth Bayley: educated at Eton and Cambridge: went to India in 1799· served in 1803 in the "Governor-General's Office," in the brilliant circle under Lord Wellesley· Registrar of the Sadr Court, 1807: Judge of Burdwan and other places· in 1814 Secretary in the Judicial and Revenue Department, and in 1819 Chief Secretary to the Government· temporary Member of the Supreme Council from July to Dec , 1822, and substantively from 1825 to 1830 then he retired he officiated as Governor General from March to July, 1828, between Lord Amherst and Lord W. Bentinck. President of the Board of Trade, 1830 vice-president and Depy Governor of Bengal· in 1833 he became a Director of the E I. Co , and Chairman of the court in 1840 retired 1858 he died May 29, 1860. Kaye writes of his high official reputation, adding that "his unfailing kindness of heart and suavity of manner endeared him to all who had the privilege of coming within the reach of their genial influences." (D.I.B. p.)

8. **LUSHINGTON, CHARLES (1786 - 1866)** I C.S · son of Sir Stephen Lushington, *Bart* born 1785 · arrived in India 1801 : Assistant in the Governor-General's office, 1804 : Deputy Secretary in the Secret, political and Foreign Departments in 1809 · Secretary in the Public Department, officiating in the S.P and F.Depts . Private Secretary to the Governor-General (Mr. John Adam) in 1823 : Chief Secretary to the Government of India, 1825 : Acting Superintendent of the Botanical Garden, 1826 · member of a number of Committees . retired in 1827 . was M.P. for Ashburton, 1833-41, and for Westminster, 1847-52 ; died Sep, 23, 1866 . published a *History of Calcutta's Religious Institutions,* 1824 his first wife wrote a narrative of her *Journey from Calculta to Europe, by Way of Egypt in* 1827-8, 1829 (D.I.B p. 256.)

disapproving his action and deciding to investigate the question, Ochterlony resigned and died, heartbroken at his treatement , July 15, 1825 The Ochterlony column at Calcutta perpetuates his name and memory. (D.I B. p. 321.)

4. **METCALFE, CHARLES THEOPHILUS, BARON (1785 - 1846)** Governor - General (provisional) ICS born Jan 30, 1785, at Calcutta son of Major Thomas Theophilus Metcalfe, afterwards Director of the E I Co and Baronet educated at Bromley and Eton: to Calcutta as a writer in the E. I Co 's service in Jan 1801 the first Student of the College of Fort William , Assistant Resident at Daulat Rao Sindia's Court, in the Governor - General's office, 1803, Political Officer with Lake, in the Mahratta war, 1804 , at the storming of Deeg, Dec.24 , Assistant to Resident at Delhi 1806 on a special mission to Ranjit Singh at Lahore, 1808, leading up to the treaty of 1809 Deputy Secretary with Lord Minto, 1809 - 10 , Resident at Gwalior, Resident at Delhi, 1811 - 19 . Secretary in the Secret and Political Department and Private Secretary to the Governor - General, Marquees of Hastings Jan 1819- Sep 1820, Resident at Hyderabad 1820 had to Deal with the case of the banking firm of Palmer and Co succeeded to the Baronetecy, 1822 , in 1825, Resident at Delhi and A.G G , Rajputana , Member of the Supreme Council, Aug 1827 - Nov 1834 , Governor of Agra, Nov 1834 , Acting Governor - General, March, 1835 - March, 1836 liberated the press GCB, 1836 Lieutenant - Governor of the N W P, June, 1836, to June 1838, disappointed of the Governorship of Madras, resigned. Privy Councillor appointed Governor of Jamaica, 1839-42 , Governor-General of Canada, 1843-45 suffered from cancer in the cheek lost sight of an eye created a Peer, 1845, died Sep 5, 1846 his bust is at the Metcalfe Hall, Calcutta His epitaph was written by Macaulay, including the words, "A statesman tried in many high posts and difficult conjunctures and found equal to all The three greatest dependencies of the British Crown were successively entrusted to his care. In India his fortitude, his wisdom, his probity and his moderation are held in honourable remembrance by men of many races, languages and religions," etc , etc. (DIB - P 287)

5. **STIRLING, ANDREW (1793 ? - 1830)** I C S born about 1793 son of Admiral Stirling educated at Haileybury, 1811-12 to india in 1813 Persian Secretay to Government and Deputy Secretary in the Political Deparment Private Secretary to W B Bayley (*q v*) while acting as Governor-General in 1828 he was the author of a valuable work on Orissa distinguished by great talents throughout his career died at Calcutta, May 23, 1830. (D I B. p. 405.)

6. **MALCOLM, SIR JOHN (1769 - 1833)** Son of George Malcolm born May 2, 1769 educated at Westerkirk , to India in the E I Co.'s military service, 1782 reached Madras 1783 in 1792 was at the siege of Seringapatam, under Cornwallis, and appointed Persian Interpreter to the Nizam's troops Secretary to Sir Alured Clarke (*q v*), who was C in C , Madras, 1795-7 at the taking of the Cape Secretary to Lord Harris (*q v*) 1797-8 Assistant Resident at Hyderabad, 1798 present with the Nizam's troops at the capture of Seringapatam, May 4, 1799: Secretary, jointly with Munro, to the Commission for the Settlement of Mysore , selected by Lord Wellesley to be an Envoy to Persia, 1799-1801 negotiated two treaties, commercial and political on his return appointed Private Secretary to the Governor-General, Lord Wellesley, 1801-3 : sent on special mission to Bombay in 1802 , nominated Resident in Mysore, Feb. 1803, Political Officer with General Arthur Wellesley on the out-break of the Mahratta war, 1803 drew up the

NOTES

1. **PERROM** (**1755 - 1834**) General His proper name was Pierre Cuillier a Frenchman went out to India as a petty officer, in 1780 deserted his ship, and entered the service to the Rana of Gohud about 1781 afterwards of Bhartpur , and in 1790 was taken by Do Biogne (q v) into Madhoji Sindia's Army : was at the battles of Patan and Merta, the siege of Kanaund, where he lost a hand won the battle of Kurdla for Daulat Rao Sindia against the Nizam on De Biogne's retirement, in 1796, Perron succeeded him, as General, in command of Sindia's Army subdued Rajputana gained a victory at Sounda, 1801 carried on fighting with Georage Thomas of Georgeghar and Hansi, who was defeated said to have instigated Bonaparte's designs on India offered his resignation to Sindia in 1803 but withdrew it and was with his forces under Sindia, during the second Mahratta war of 1803, and in possession of Shah Alam, the Mogul Emperor dismissed all British officers from Sindia's service after the capture of Alighar by Lake, on Sep 4, 1803, from Sindia's troops, and defeat at Koil, Perron was superseded by Ambaji Inglia, and deposed from the command by Bourguien, and his life threatened he fled to Lake his troops were defeated at Delhi, Agra and Laswari . Perron went to Lucknow, losing most of his immense accumulated fortune he then went to Calcutta and Chandernagore reached Europe in 1805, and lived in retirement in France till his death in 1834 (D.I B p 339)

2. **LAKE, GERARD, FIRST VISCOUNT** (**1744 - 1808**) Son of Launcelot Charles Lake born July 27, 1744 entered the first Foot Guards in 1758 rose to be General in 1802 served in N. Carolina under Cornwallis, 1781 M P for Aylesbury, 1790-1802 , was in the war with France, 1793-4 commanded in Ulster, 1796, and in Ireland, 1798, seeing active service there during the rebellion , was C in C in India and Member of Council from July 1801 to July, 1805 introduced some improvements in 1802 took Sasni Bighar, Catchoura in 1803 two months he engaged the Mahratas at Coel : stormed Alighar Step 4 took Delhi, Sep, 13 defeated Sindia's forces under Perron , took Agra, Oct 18 won at Laswari, Nov 1, thus conquering Sindia made a Peer in Sep 1804 , defeated Holkar at Farrukhabad, Nov.17, 1804 took Deeg, Dec 1804 made four attempts to storm Bhartpur early in 1805 without success, but the Raja gave in and made peace Lord Cornwallis was C in C fom July to Oct., 1905 : on his death, Lake again commanded till oct. 1807 Holkar surrendered to Lake at Umritsar in Dec 1803 he returned to England and was made Viscount : died Feb 20, 1808 , very popular as a commander with all ranks, and a great General in the field (D I B p 242)

3. **OCHTERLONY, SIR DAVID, BARONET** (**1758 - 1825**) Born Feb 12, 1758 son of David Ochterlony joined the E I. Co 's Bengal Army, 1777 served in Col T D Pearse's force under Coote, 1781-83 taken prisoner at the siege of Cuddalore, 1783, and released, 1784 commanded a regt Under Lake in 1803 in the Doab , D A G at Koel Alighar, Delhi , appointed Resident at Delhi, 1803 defended it against Holkar, 1804 : commanded at Allahabad, 1806 : and on the Satlaj against Ranjit Singh, 1808 . Maj-General, 1814; commanded one of the four columns in the Nipal war, 1814-15 : the only one successful : took Fort Nalagur, 1814 , defeated Amar Sing, took Malown, 1815 K C B and Baronet defeated the Gurkhas within 20 miles of Katmandu, and obtained the signature of a treaty, 1816 G C B in the Pindari-Mahratta war of 1817-8 , commanded a column and made a treaty and settlement with Amir Khan, 1818 appointed Resident inRajputana, 1818 : Resident at Delhi : Resident in Malwa and Rajputana, 1822 when Durjan Lal revolted in 1825 against Balwant Singh, the Raja of Bhartpur, aged 6, Ochterlony supported the Raja by proclamation and force on Amhert's

Tankhwah.	(P تنخواہ) An assignment by the ruling authority upon the revenue of any particular locality in payment of wages, pay, gratuity or pension.
Taraf.	(A. طرف) Lit. Side, par—also a tract of country, a sub-division of a pargana, including several villages—in some places it merely designates the lands or estate belonging to an individual which is named after him
Umlah.	(عملہ). *See* 'Amlah'.
Vegharua.	(Marhati, Gujrati, Urdu وگھارو). From Sanskrit 'Veguri' a net and 'Vegari', a caste or an individual of it whose occupation is snaring and catching wild beasts A tax levied on snaring and catching wild beasts Also and other'
Vakeel.	(A. وکیل). A person invested with authority to act for another, an ambassador, a representative, an agent, an attorney or authorised public pleader in a Court of Justice
Zamindar	(P. زمیندار). An occupant of land, a land-holder.
Zamindaran.	(P. زمینداراں). plural of 'Zamindar' (q.v)
Zillah,	(A ضلع) A district, a tract of country constituting the jurisdiction of a Commissioner or Deputy Commissioner and the extent of a chief collectroate.

Perwannah (P پروانہ) An order, a written precept or command, a letter from a man in power to a dependent, a custom house permit or pass, an order for the possession of an estate or an assignment or revenue

Punarth (H پن ارتھ also spelt as panarth, Pun/Pan and arth) پن ارتھ Pun or pan is a large division, as a quarter or a half of a coparcenary village and its lands under a separate headman or Muqaddam In some places the lands are subject to periodical re-distribution among the members of the community, as in the North-West Provinces of India during the British period 'Arth' means wealth 'Punarth' is the rent or revenue charged on such lands

Rissallah. (A. رسالہ) A troop of horse.

Sadr. (A صدر meaning عدالتِ صدر, adalat-e-sadr Arabic words with a Persian *Izafat*) A Court of Final Decision, High Court of Justice, the Supreme Council

Saer. (A سائر) The remaining or all other sources of revenues accruing to the Government, in addition to the land-tax, from a variety of imposts, as customs, transit duties, licences, fees, house tax, market-tax, etc

Sannad. (A. سند) A grant, a diploma, charter, a patent—a document conveying to an individual emoluments, titles privileges, offices, or the Government rights to revenue from land, etc under the seal of the ruling authority.

Shooqua. (A. شقہ) A Royal letter or missive, a letter from a superior

Sicca. (A. سکہ). Coinage, or a coin.

Soubah. (A. صوبہ). A province, a Government, one of the larger sub-divisions of the Mughal dominions, such as Oudh, Bengal, Bihar, etc --among the Marhatas, it was sometimes applied to a smaller division comprising from five to eight tarafs (*See* 'Taraf') *Two Pergunnahs* annexed to the *soubah* of Agra.

Soubahdaree, (A and P صوبہداری) The Office of Viceroy or Governor.

Sudder, (صدر) *See* Sadar.

Sunnud. (سند). *See* 'Sunnad'.

Surkar. (P سرکار). The Government, the state, the supreme authority, or administration, the governing authority or administrator of affairs—a sub-division of a *Soubah*, containing many *parganas* (*See* '*Soubah*' and '*Pargana*')

Suwar, (P. سوار). A horseman.

Ta'dduda-a-Kham, (A. and P. تعدد خام). A gross calculation. *See* 'Kham' (خام)

Maufee, or Mafi (A and P معافی muafee) Forgiven, remitted 'Supst. forgiving, remission or exemption from the demands of the state, a grant of a land free of assessment The word is in common use to signify exempt or free from duty or tax lands, goods etc it also designated a particular grant formerly made by Zamindars and the revenue officers of the government, which became hereditary and transferable and was also applied to lands which were held free of revenue on condition of service

Misl. (A مثل also written as مسل in Urdu) A collection of like or similar documents forming the body of public proceedings in judicial or revenue matters The term is also applied to a suit or proceedings at law in general

Mocurrure, or Mokurruree, (A and P مقرری muqurraree) Relating to what is fixed as a revenue term it is applied to a tenure held at a fixed and permanent rate of rent when payable to a proprietor, or revenue when payable to the government.

Mookhtar. (مختار) See Mukhtar.

Muhal. (A محال) A division of a Tulluka, or district, yielding revenue according to assessment, an estate or any parcel or parcels of land which may be separately assessed with the public revenue

Mukhtar. (. مختار) Agent, representative.

Mukhtaree. (A and P مختاری) Agency, representation, the office or character of a representative

Muqaddam (A مقدم a chief, a leader) The headman of a village or corporation

Muqaddama, (A. مقدمہ) A legal case, a legal suit.

Mutaliquien, (A. متعلقین) Dependents.

Mutasaddee, (A متصدی) A writer, a clerk

Nabob, See 'Nuwaub'.

Nuwaub. (A نواب , nuwaub, plural of نائب naib, meaning a vice-generent viceroy or a deputy but used honorifically in the singular). A viceroy of governor of a province under the Mughal Government, whence it became a mere title of any man of high rank upon whom it was conferred without any office being attached to it.

Palkee. (H. پالکی) A palankeen/Palanquin.

Paragana (H Pargana پرگنہ) A district, a tract of country comprising many villages, but of which several go to constitute a *chakla* or *zilla*—the actual extent varies but the distinction is permanent.

Fidwi (A فدوی) (Fadawi, commonly pronounced as fidvi). A devoted servant, a slave used as a term of humility in speaking of oneself, particularly in petitions.

Fuslana (A. فصلانہ) Relating to the harvest or the crop a free or perquisite derived from it

Fusly (A فصلی) Relating to the harvest, i e the harvest year The Fusly years 1237--41 correspond to the years 1829-1833 A D

Fusslee. Fasli. Fusly. (A فصلی) The Fusslee are originated with Akbar the Great, the Mughal, Emperor of the Indo-Pakistan Sub-continent (ruled 1556-1605 A D) According to his directions the Hinud Samvat year 1612, corresponding to the Hijra year 963 (A D 1555), was arbitrarily called the fasli year 963.

Istamraree. (A استمراری) Istimraree, corruptly pronounced Istamraree, Perpetual

Istamrarydar (استمراری دار) See Istimraridar

Istimrar. (A استمرار) Continuance. Perpetuity a farm or lease granted in perpetuity by government or a zamindar, at a stipulated rent, and exempt from *abwabs*, i e taxes, such a lease granted in charity at a quit rent

Istumrrardar. (A.P. استمرار دار) The holder of a perpetual farm or lease.

Istumrari. (استمراری) See 'Istamraree'.

Jagheer. (جاگیر) An assignment of revenue.

Jagheerdar, (P جاگیر دار) The holder of any assignment of revenue.

Jaidad. (P جائیداد) The landed property, assets, funds, resources an estate; the means or capabilities of any district in respect of revenue, an assignment of revenues of a tract of a land for the maintenance of an establishment, or of troops, granted for life, but very commonly with permitted succession to the next of kin, sometimes with a rent reserved.

Kham (P خام) Raw, unripe, crude. As a revenue term it implies the gross as distinguished from the net revenue of a village, or a settlement made with the cultivators direct, without the intervention of a third person as a farmer or *Zamindar* (q v), the estate being managed or mismanaged by the officers of government. See 'Ta'ddude-Kham'.

Killadarship, (A.P. قلعدار and Eng. suffix 'ship') the office of the governor or commandant of a fort

Kist. (A. قسط qist.) An instalment.

Mehaul. (محل) See Muhal.

GLOSSARY OF ORIENTAL TERMS

Adalat-e-Aliyyah, (A. and P. عدالت عالیہ) Supreme Council.

Aliyyah. (A. عالیہ)' Supreme. See '*Adalat*' and Council'.

Amlah. (A عملہ, amlah plural of Amil عامل meaning an officer, commonly pronounced as amlah) The collective head native officers of a judicial or revenue court under a judge or collector

Arzdasht. (A. and P. عرضداشت) A synonym of Arzee (q.v).

Arzee. (A P عرضی) A Petition, an address, a memorial, a respectful statement or representation, whether oral or written.

Ayma, also spelt as Aima (A. ایمہ) Land granted by the Mughal Government, either rent-free or subject to a small quit rent, to learned and religious persons of the Muslim faith, or for religious and charitable uses in relation to Islam Such tenures were recognised by the British Indian Government as hereditary and transferable.

Band-o-bast, (P. بندوبست) Settlement of revenue to be paid by the *Zamindars* (q v) renter, or farmer to the Government or by the tenant to the Zamindar.

Bargeer, (P بارگیر) A trooper, who is mounted on a horse, which is provided by the State or the Chief he serves.

Basta, (P. بستہ) File, bundle.

Canongo, (P قانون گو) Literally an expander of the law, but applied in the Indo-Pak Sub-Continent especially to village and district revenue officers

Chitthee, (H چیٹھی) A note, a short letter, a letter a note conveying an order or command.

Choudhri, (H چوہدری) (*Lit*., a holder of four, perhaps shares or profits) The head man of a profession or trade in towns. The head man of a village A holder of landed property classed with *Zamindar* (q.v),

Council-e-Aliyya, (E and N کونسلِ عالیہ, with Persian *Izafat*) Supreme Council

Couree (H. کوڑی) A bit of money of the lowest value

Daftarkhana (P. دفتر خانہ) An office of public records

Darbar, (P. دربار) A court, a royal court, an audience or leve.

Fasle Rubee (A. فصل + A ربیع) The winter crop.

(156)

dated 5th March, 1868

Reply. Forwards the 8 copies of the work of Mirza Naushah for distribution among superior schools as suggested by him; being all now available.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No10/11 of March, 1866[*] .

[*] It is not correct. It should <of March, 1868".

(155)

From

Capt. W.R. M. Holroyd,
Director of Public Instruction,
Punjab.

To

C.U. Aitchison[29], Esqr.,
Offg. Secretary to Government, Punjab.
Reply to letter, dated 17th October, 1867.

States that *Sabad Cheen* in Persian by Mirza Nousha of Delhi is not adopted for study in schools, though it is very creditable to the author as regards poetical composition.

Begs that 9 copies of this work available in the Secretariat may be forwarded to this office for distribution among superior schools for the perusal of masters and advanced scholars in their leisure hours.

(Sd.) W.R.M. Holroyd,
Dir., P.I. Punjab.

Dated 2nd March, 1868.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No10/11 of March, 1868.

(154)

To

Off. Director of Public Instruction.

17th October.

Forwards a copy of a work published by Mirza Nousha of Delhi for information, and suggestions as to disposal of 9 more copies available in this office and procuring any other if required.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No15/16 of October, 1867

(153)

From

D. Fitzpatrick,
Offg. Dy. Commissioner, Delhi.

To

T. H. Thornton, Esqr.,
Secretary to Government, Punjab,
Lahore.

Educational Department, 1867.

Forwards 10 copies of a Persian work published by Mirza Nowsha.

(Sd.) D. Fitzpatrick
Offg. Deputy Commissioner

Dated 11th September, 1867.

Lieutenant-Governor.

Forward a copy to the Director, Public Instruction, for information and suggestions as to disposal of the remaining copies and procuring any others if required.

(Sd.) D. F. McLeod
16th October

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No15/16 of October, 1867

(152)

From

D. Fitzpatrick, Esqr.,
Offg. Deputy Commissioner, Delhi.

To

T. H. Thornton, Esqr.,
Secretary to Government, Punjab, Lahore.

Educational Department, 1867.

Reply to letter of 18th February, 1867.

States that Asadoollah Khan *alias* Mirza Nowsha, the poet, says that he did not accept and cannot take payment for his work.

(Sd.) D. Fitzpatrick.
Dated 17th February, 1867. Offg. Dy. Commr.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.3 of March, 1867

(151)

To

The Deputy Commissioner,
Delhi.

Requests that he will inform Assud Oolah Khan (the Poet) that 12 copies of the *Burhan-i-Kateh*[*] sent by him have been received and ask him to state the price of the above copies which will be remitted as soon as it is known.

Dated 18th February, 1867 (Sd.) T. H. Thornton.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.28/29 of February, 1867

---

[*] It is mistake, It should be Qateh-e-Burhan.

(150)

To

T H Thornton, Esquire,
Secretary to Government,
Punjab, Lahore.

Dear Sir,

During His Honour the Lieutenant-Governor's stay at Delhi I agreeably to the orders received from your office sent to the camp 12 copies of *Burhan-e-Qateh** styled also *Durafsh-i-Kavyani*. I have not yet been favored with their receipt. Neither have I had the good luck to be favored with the certificate for which I prayed in a petition which I forwarded for His Honor a few days afterwards. Hoping you will kindly grant my request.

I remain,
Sir,
Yours obediently,
Assdullah Khan Poet.



Delhi.
The 7th February, 1867.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.28/29 of February, 1867.

* It is mistake, It should be Qateh-e-Burhan.

(۱۴۹)

صاحب والا مناقب عالیشان قلزم فیض و عمان احسان جناب ٹی ایچ تھارنٹن صاحب بہادر چیف سکریٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب زاد شوکتہ' کی خدمت میں بصد ہزار انکسار عرض کیا جاتا ہے کہ کل روز شنبہ ۱۸ دسمبر ۱۸۶۶ء کو بواسطہ جناب صاحب کمشنر بہادر قسمت دہلی آپ کا نوازش نامہ محررہ ۱۵ دسمبر ۱۸۶۶ء نمبر ۴۹۹ میں نے پایا' سر پر رکھا' آنکھوں سے لگایا۔ چونکہ وہ تحریر دو دسمبر کی ہے۔ پہلے نمبر کے جواب میں یہ عرض کیا جاتا ہے کہ قاطع برہان کا بعد بڑھانے مطالب اور کچھ تبدیل عبارت کے درفش کاویانی نام رکھا گیا ہے اور اس کو میں نے اپنے صرف زر سے چھپوایا ہے۔ وہ جلدیں فوراً ہی تقسیم ہو گئیں۔ فی الحال ۱۴ جلدیں باقی تھیں۔ حسب الحکم ۱۳ جلدیں اس خط کے ساتھ بسبیل نذر بھیجتا ہوں اور متوقع ہوں کہ اس نذر کے قبول کرنے سے میری آبرو بڑھائی جائے گی۔

دوسرے نمبر کے مطالب کا جواب سوچ کر لکھوں گا۔

ایسا خیال کرتا ہوں کہ یہ تحریر لاہور میں آپ کی نظر سے گزرے گی۔

گورنمنٹ بہادر کا غلام اور
آپ کا خدمت گزار
محمد اسداللہ خان غالب☆

چہار شنبہ ۱۹ دسمبر ۱۸۶۶ء

Punjab Government Archives - 'B' Proceedings No. 38/39 of December, 1866.

(148)

To

Mirza Asadullah Khan Ghalib,
Delhi.

Sir,

In reply to your letter of the 26th July last, I am directed to state that this Government will purchase 12 copies of your work entitled "Kata-i-Burhan" for presentation to the Lahore Anjuman, the Colleges libraries and to some of the better description of schools.

2. I am at the same time to remark that as this work, though exhibiting much research, is of the nature of a Commentary or critique, and somewhat polemical in style; it is not suited for extensive Government patronage for educational purposes.

Dated 15th December, 1866 (Sd.) T. H. Thornton.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.38/39 of December, 1866

(147)

Katia-i-Borrhan

Lieutenant Governor

I think we might purchase a dozen copies for presentation to the Anjuman, the College libraries and to some of the better Schools.

(Sd.) T. H. Thornton.

Very well. But the author should be informed that being of the nature of a commentary or critique and polemical withal, it is not suited for extensive patronage by Government for educational purposes.

10th December. (Sd.) D.F. Mc. Leod.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.38/39 of December, 1866

(146)

MEMORANDUM

1 The Burhan-i-Kate is a Persian Dictionary compiled by Hakim Muhammad Hussen Tubrezi in 1057 A.H. in the Deccan during the reign of Sultan Abdullah Kutb Shah—It contains in the body of the work and its appendices altogether 22,322 words.

2. Asadullah Khan (Ghalib) also known as Mirza Nowshah, the Poet Laureate of the late *ex*-King of Delhi, finds fault in his work called *Katu Boorhan* or *Darafsh-i-Kavianie* with 284 words as given in the above Dictionary; and his objections again have been answered by several pamphleteers.

3. The balance of opinion of Oriental Scholars in the controversy that has arisen on this subject seems to be that in all but a few cases Mirza Nowshas's objections are more or less valid; and that the substance of his remarks might with great advantage be appended by way of *Corrigenda* to the *Burhan-i-Katu* but that the remarks themselves are far too lengthy and written in too satirical and sneering a tone.

(Sd.) A. R. Fuller.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No 38/39 of December, 1866.

کے جواب میں اور پھر ان جوابوں کے جواب میں محرق القاطع (کذا)، قاطع القاطع، ضارب سیف قاطع، ساطع برہان، دافع ہذیان، لطائف غیبی، نامہ غالب وغیرہ بہت سے رسالہ اب تک تالیف اور تصنیف ہو چکے ہیں۔ ان میں بعض رسالہ حقیر نے بھی دیکھے ہیں۔ خلاصہ ان کا مجھے یہ معلوم ہوا کہ مرزا اسداللہ خاں صاحب کے
۲۸۴ اعتراضوں میں سے صرف ۲۴ اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے اور ان ۲۴ میں بھی صرف پانچ چار ہی ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ جو حقیقتہ" درست ہیں اور جن میں سے صرف دو کو نواب اسداللہ خان صاحب نے بھی مان لیا۔

پس میری رائے ناقص اس مقدمہ میں یہ ہے کہ اگر برہان قاطع کے ۲۲۳۲۲ لغتوں میں سے صرف ۲۸۴ پر اعتراض کیا گیا تو ان اعتراضوں سے نہ برہان قاطع کی بے اعتمادی اور منسوخیت لازم آتی ہے اور نہ اس کے مشہور مصنف کی جلالت شان اور فیض بخشی اور احسان پر کچھ حرف آتا ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان اعتراضوں کے ضمن میں بعضے ایسے ایسے اعتراض بھی ہیں کہ مثلاً آمیختن کو بروزن آ ستن کس واسطے لکھا یہ قید زائد ہے۔ اس کو ہر شخص جانتا ہے۔ یا مصدر تو لکھا ہی تھا پھر اس کے مشتقات کو علیحدہ لغت قرار دے کر لکھنے کی کیا ضرورت تھی وغیرہ۔

علیٰ ہذا القیاس مرزا اسداللہ خان صاحب کی اگر ستم ظریفی سے اغماض کیا جائے کہ جو انھوں نے مصنف کتاب برہان قاطع کے حق میں کی ہے تو ان کا یہ کام کہ انھوں نے اس کتاب کی تقریباً ۲۸۴ غلطیوں پر ہم کو آگاہی بخشی اور آئندہ کو ان مقاموں کی غلطی میں پڑنے سے ہم کو روکا اور وہ متقدمین کی غلطیوں کی اصلاح کرنے کے بارے میں کہ جو ایک نہایت ضروری اور ترقی بخش کام اس ملک میں معیوب سمجھا چلا آتا ہے، فی الحقیقت نہایت احسان مندی کے ساتھ ان کا شکریہ ہم پر واجب ہوتا ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کے اعتراض صرف اعتراض ہی نہیں بلکہ ان کی معلومات کے نکات اور ان کی تحقیقات کے تجربوں پر بے منت تلاش کے اور بغیر رجوع کرنے کے بڑی بڑی کتابوں کی طرف ایسی آگاہی بخشتے ہیں کہ جو آگاہی بڑی بھاری تلاش کے بعد ہی حاصل ہونی تب ہی ممکن ہے کہ جبکہ ہم میں سے ہر ایک مرزا اسداللہ خان صاحب غالب بن جائے۔

پس میں برہان قاطع اور قاطع برہان دونوں کا طرفدار اور دونوں کا شکر گذار ہوں اور اس بات کو ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں برہان قاطع ہو وہاں قاطع برہان بھی ضرور رہنی چاہیے یا قاطع برہان کو سامنے رکھ کر برہان قاطع کو درست کر دیا جائے جب کہ ملک یورپ میں اگلی کتابوں کی تصحیح اور اصلاح کا دستور ہے فقط۔

عرضے

علمدار حسین، پروفیسر عربی، گورنمنٹ کالج، لاہور

۲۷ ستمبر ۱۸۶۶ء☆

Punjab Government Archives - 'B' Proceedings No. 38/39 of December, 1866.

(۱۴۵)

عالی جاہا!

چونکہ یہ مقدمہ تصنیف کتاب قاطع برہان کا بہت طول پکڑ گیا ہے۔ اسی واسطے مناسب معلوم ہوا کہ میں ابتدا ہی سے اس مقدمہ کا کچھ کچھ حال مختصر طور پر مع اپنی رائے کے گزارش کروں۔ کتاب برہان قاطع کو فارسی لغات میں حکیم محمد حسین تبریزی برہان تخلص نے تالیف کیا۔ یہ کتاب ۱۰۵۷ ہجری میں بہ عہد سلطان عبداللہ☆ قطب شاہ بن قطب شاہ کے دکن میں تالیف ہوئی۔ بموجب بیان مصنف کے اس میں ۱۸۸۸۷ لغت اور کنایہ ہیں اور اگر اس کے ملحقات کو بھی شمار کیا جائے تو اس میں ۲۲۳۲۲ لغت ہیں۔

مصنف نے اس کو نہایت محنت اور تلاش کے ساتھ فرہنگ جہانگیری، مجمع الفرس سوری، سرمہ سلیمانی، صحاح الادویہ حسین الانصاری وغیرہ بڑی بڑی معتبر اور مشہور کتابوں سے اور نیز محاورات اہل زبان کا تتبع کر کے تالیف کیا ہے اور اسے آسان اور دلچسپ ترتیب پر لکھا ہے کہ اس کتاب کے تصنیف ہونے کے بعد پہلی کتابوں پر لوگوں کی چنداں توجہ نہ رہی۔ یہ ہی کتاب مقبول طبائع ہر خاص و عام ہو کر سب جگہ پھیل گئی۔

دو سو برس سے یہ کتاب تمام فضلا اور مصنفوں کے دعووں کی دستاویز چلی آتی ہے اور اس نے سب خاص و عام فارسی دانوں کی گردنوں میں اپنے مصنف کی احسان مندی کا طوق ڈال رکھا ہے۔

باوجود اس کثرت لغات کے اور اس قدر زمانہ تصنیف گزرنے کے لیکن کسی ایک لغت پر بھی اس کے انگشت اعتراض کسی فاضل کو رکھتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ سنا۔

اب نواب اسداللہ خان صاحب غالب کہ جو اپنے زمانہ میں فارسی دانی اور شاعری کے اندر شاید ایک آدمی ہیں اور اپنا نظیر نہیں رکھتے، اس کتاب پر معترض ہوئے ہیں اور انھوں نے بموجب حساب مصنف محرق القاطع (کذا) کے ۲۸۴ لفظوں پر اس کے اعتراض کیے ہیں اور ان اعتراضوں کو فی الحقیقت ویسے ہی قوت دی ہے جیسے کہ وہ لاجواب فاضل ہیں۔ (ان ہی اعتراضوں کا نام قاطع برہان ہے کہ جس پر حضور رائے طلب فرماتے ہیں) ان اعتراضوں

☆ اصل مسودہ پروف میں غلطی سے یہ نام رہ گیا۔ اس نام کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اگلے صفحہ پر آنے والی انگریزی یادداشت میں یہ نام موجود ہے۔

(۱۴۴)

جناب عالی!

حسب الحکم حضور کے کتاب قاطع برہان بندہ نے پڑھی اور خوب غور سے اس کتاب کو دیکھا۔ اس کتاب کا یہ حال ہے کہ کتاب برہان قاطع جو ایک لغت فارسی کی کتاب ہے اور مدت سے جاری ہے اور اس مصنف کو بھی اسی سے یقینا فارسی آئی ہے' اس کے بعض بعض لغت پر اس کتاب کے مصنف نے اعتراض کیے ہیں اور اعتراض اس کے اس طور کے ہیں کہ یا تو یہ کہتا ہے کہ یہ لغت میں نے کہیں نہیں دیکھا نہ پڑھا اور یا یہ کہتا ہے کہ اس لغت کے کئی معنی جو برہان قاطع میں لکھے ہیں' ان میں سے فلاں معنی ہرگز نہیں ہیں اور دلیل اس کی کہیں نہیں لاتا۔ اپنے تئیں جامع اللغات سمجھتا ہے اور اعتراض بہت برے طور سے کیے ہیں یعنی بعضے مقام پر تو صاف صاف گالیاں مصنف برہان قاطع کو دی ہیں اور بعض جگہ اس کی ہنسی اور سخریہ ایسا کرتا ہے کہ اہل خلق سے اس طرح کی عبارت کا سرزد ہونا بہت نازیبا ہے اور باوجود اس کے میں نے سنا ہے کہ ایک کتاب اس کے جواب میں درمیان میرٹھ کے چھپ چکی ہے۔ اس میں اس کی غلطیاں بھی بتلائی گئی ہیں۔ اس کا نام قاطع القاطع ہے۔ پس میرے نزدیک یہ کتاب بے فائدہ ہے۔ البتہ ایک طرح فائدہ ہوتا کہ چند لغات جن پر اس نے اعتراض کیے تھے' ان کو صحیح کر کے برہان قاطع کے اخیر میں چھپوا دیتا اور یہ لکھ دیتا کہ یہ ایجاد میرا ہے۔ جو لغت پر اعتراض کرنا معیوب سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ مصنف سابق نے جو معنی اس لغت کے یہ لکھے ہیں بے شک کسی محاورہ یا کسی کتاب متقدم سے لکھے ہونگے وہ اس فہرست کو نہ مانتے اور جو شخص معتقد اس مصنف کے ہوتے وہ مان لیتے۔ اب اس نے جو ایک کتاب ہزل اور سخریہ آمیز لکھی ہے اس کا سوا اس کے اور کچھ فائدہ متصور نہیں ہوتا کہ طلبا کو طریقہ ہزل بولنے اور بیہودہ لکھنے کا آ جاوے جو کہ سراسر منافی اخلاق کے ہے اور عجب نہیں ہے کہ جن معنوں پر اور جن لغتوں پر اس نے اعتراض کیے ہیں وہ اس کی نظر سے نہ گزرے ہوں کیونکہ وہ غیرملک کی بولی ہے جہاں پر یہ مصنف کبھی نہیں گیا اور نہ شاید وہ محاورے اس نے سنے ہوں اور جبکہ اس کتاب کا جواب شہر میرٹھ میں چھپ چکا ہے اور اس مصنف کی غلطیاں انھوں نے سب بتلا دی ہیں تو اس کتاب سے کچھ فائدہ متصور نہیں ہے۔ فقط۔

زیادہ حد آداب

کریم الدین ڈپٹی انسپکٹر مدارس

۲۸ ستمبر ۱۸۶۶ء☆

Punjab Government Archives - 'B' Proceedings No. 33/39 of December, 1866.

(143)

From

Major A.R. Fuller, R.A.,
Director of Public Instruction,
Punjab.

To

T.H. Thornton, Esquire, D.C.L,
Secretary to Government,
Punjab.

Dated 1st December, 1866

Reply to dated 4th August, and reminder No.282, dated 23rd November, 1866.

Submits in original vernacular opinions of Maulavi Karim-ud-Din, Deputy Inspector of Schools, Lahore Circle, and of Maulavi Alamdar Hussain, Assistant Professor of Arabic, Lahore Government College; together with a memo. by Director on the *Kata-i-Boorhan* of Mirza Nowshah of Delhi, and returns copy of the work forwarded.

(Sd.) A.R. Fuller,
Director of Public
Instruction,
Punjab.

(142)

To

The Director of Public Instruction.

dated 4th August, 1866

Forwards for his opinion copy of a work by Mirza Noushah of Delhi entitled *Qata-i-Boorhan,* being a criticism on portions of the *Boorhan-i-Qata* the celebrated Persian Dictionary.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No 1/2 of August, 1866.

(141)

To

T.H. Thornton, Esquire, D.C.L,
Secretary to Government,
Punjab.

Dear Sir,

Having heard that His Honor the Lieutenant-Governor was desirous of having a work on Persian Grammar written by a competent scholar for the examination of officers in India. I ventured to compile one in Urdu and sent to the His Honor through Col. Hamiltion, the Commissioner of Delhi. I have not as yet been informed whether His Honor approves it or not and therefore solicit the favour of your letting me know if His Honor thinks it worth publishing. It is also my humble opinion that the work will be useful to the students of Government College and Schools. Hoping to be favoured with a reply.

I remain
Sir,
Your most obedient servant,

Assdullah Khan, Poet of Delhi.

Delhi,
The 26th July, 1866.



Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.1/2 of August, 1866.

(۱۴۰)

رائے نسبت کتاب قاطع برہان مولفہ مرزا نوشہ صاحب

حسب ورود چٹھی صاحب سکرٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب بنام ڈاکٹر صاحب بہادر بدیں خلاصہ کہ آیا یہ کتاب واسطے مدارس وغیرہ کے اچھی لغت متصور ہو گی یا نہیں ڈاکٹر صاحب ممدوح و دیگر ممبران انجمن نے نسخہ قاطع برہان مجھ کو واسطے دیکھنے اور لکھنے رائے مناسب کے دیا تو میں نے کتاب کو دیکھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کتاب بعض لغات برہان قاطع کے رد میں ہے خود مستقل کتاب لغت نہیں اور اگرچہ مصنف نے بہ ذکاوت خود بعض مقام میں ایسا زور طبع دکھلایا ہے کہ قابل تعریف ہے' مگر اس کتاب کی تعلیم مدارس میں ضروری نہیں ہے' اور یہ بھی خارجاً" سنا گیا ہے کہ اس کے اوپر اور رد و قدح بھی ہوا ہے۔ پس میری دانست میں اس کتاب کا تنہا مدرسوں میں رکھنا چنداں ضروری نہیں۔ البتہ اگر برہان قاطع مدرسوں میں رکھی جاوے تو اس کے ساتھ اس کا رکھنا خالی از فائدہ نہیں ہے اور جو رسائل اس کے اوپر رد و قدح کے ہوں' ان کو بھی رکھنا ضروری ہے تا کہ ناظرین کو امر تحقیقی پر آگاہی ہو فقط۔ ۲۳ اپریل ۱۸۶۶ء
مفتقر بانب: شیخ فیروز الدین(۵۹) عفی عنہ☆

Punjab Government Archives - 'B' Proceedings No. 1/2 of August, 1866.

(139)

Opinion of the Society for the Diffusion of Useful Knowledge,
On usefulness of Mirza Noushah's book—named Kati Boorhan.

The book *(Kati Boorhan)* in itself is not a dictionary, but the author having selected some works out of the celebrated Persian dictionary, called *Boorhani Ḳati*, and criticized on them. There is no doubt that the author has shown the force of his genius in compiling this book, which is admirable; but the book in itself is not useful for being introduced in public education. If *Boorhani Kati* be introduced in public schools, then this book (*Kati Boorhan*) may also be kept with it.

The opinion was originally give by Sheikh Ferozoodeen, one of the members of the Society, in which the majority of the members concurred.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.1/2 of August, 1866.

(138)

To

T.H. Thornton, Esqr.,
Secretary to Government, Punjab and its
Dependencies.

Sir,

With reference to your letter No.100, dated 15th March last, I am directed by the Society to submit herewith the opinion of Sheikh Feerozoodin, one of its members, which the *Anjuman* concurs in, on the book entitled "*Qatie Boorhan*" which is also returned herewith with thanks.

I have the honour to be,
Sir,
Your most obedient servant,
Nobeen C. Roy
Secretary to the Society.

Society for the Diffusion of
Useful Knowledge
Lahore, 2nd June, 1866.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.1/2 of August, 1866.

(137)

To

Dr. G. W. Leitner[27],
President of the Society for the Diffusion of
Useful Knowledge, Lahore.

Dated 15th March, 1866.

Sir,

I have the honour to forward herewith copy of a work, by Mirza Noshah of Delhi, entitled *Qatiee Boorhan*, being a criticism of portions of the *Booran-e-Qatie* the celebrated Persian dictionary and to request that you will lay it before the "*Anjuman-i-Punjab*" with a request that they offer their opinion as to its merits and as to whether it is likely to be valuable as a book of reference for Schools and Colleges.

(Sd.) T.H. Thornton.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.8 of March, 1866

(136)

My dear Mr. Mcleod[26]

The accompanying are four copies of a work by Mirza Noshah of Delhi, forwarded through Colonel Hamilton. Its title is "*Qatiee Boorhan*", and is a criticism on portions of the *Boorhane Qatiee*, the celebrated Persian dictionary. Colonel H. thinks it will be useful as a book of reference and will do well for School libraries. Mirza Noshah might be presented with a Khillat of Rs.50, a copy is sent to the *Anjuman* and to the College Library; and if it is really likely to be a valuable work copies might be purchased for distribution to the upper Schools.

Yours sincerely,

(Sd.) T.H. Thornton

The Hon'ble Mr. D.F. Mcleod,
C.B., Lieutenant-Governor.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.8 of March, 1866.

ADDENDUM II

Miscellaneous Correspondence relating to
Burhan-i-Qate, and ***Sabad-i-Cheen.***
11th March 1866 to 5th March 1868

(135)

In *Basta* No. 16 of the Persian Records of the Punjab Government in a Register of cases recorded in the years 1864—1872. Entry No.58, dated the 28th June, 1869, in this *Basta* reads as follows:—

عرضی امراؤ بیگم زوجہ مرزا اسداللہ خان غالب سکنہ دہلی معہ کاغذات انگریزی بگزارش نہ ہونے گزارہ ماہوار مجوزہ صاحب کمشنر بہادر میں درخواست واگزاری پنشن شوہر متوفی بنام خود حسین علی خان پسر متبنی خود

حکم ہوا

اصل عرضی بنام کمشنر بہادر دہلی مرسل ہوا در سائلہ کو اطلاع دے دی جاوے

5.	Hussun Allie Khan	40	Son of Nubbee Buksh Khan elder brother of Ahmud Buksh Khan.	100 Rs. a month from Shumsooddeen Khan.	A house in the City of Delhi worth something less than 1,000 Rs.	Subsists on money raised by sale of moveable property.— Was the *Mookhtar* of Nuwab Shum sooddeen Khan during his life-time. Has three sons one married to Nizamee Begum, daughter of Sooltan Buksh Khan. The others are young and have no employment. Was generally believed to have taken an active part in the murder of the late Agent—No provision necessary. —No orders necessary.

			Paternal uncle Koolie Khan.			household property Has three or four children. His allowance was discontinued by' Shumsoo deen Khan some years previous to his death—Is able to gain a livelihood—No orders necessary.
3.	Toora Baz Khan	45	Son of Ahmud Baksh Khan's first cousin Kale Khan and Grandson of his Paternal uncle Koolie Khan.	The village Dogonchal was given him in *Jageer* by Shumsooddeen Khan Yearly value 506 Rs.	A house in the City in which he lives valued at 2,500 Rs.	Lives on what he may have saved and by sale of his household property and by borrowing money. He has three unmarried Daughters. Shumsood deen Khan during his life-time resumed the *Jageer* of Dogonchal—Is able to gain a livelihood.—No orders necessary.
4.	Gholam Fukurood-deen Khan.	35	Son of his first cousin Kale Khan and Grandson of his Paternal uncle Koolie Khan	70 Rs. a month in the time of Shumsooddeen Khan.	A house in City in which he lives valued at about 4,000 Rs.	His monthly allowance discontinued by Shum sooddeen some four or five years before his death. His wife the daughter of Nuwab Mootuzza Khan receives 100 Rs. a month from Government settled on her on the death of her father the Jageerdar of Pulwal. —No orders necessary.

(134)

EXTRACT FROM A SCHEDULE RELATIVE TO THE SEVERAL MEMBERS OF THE FAMILY OF THE LATE NUWAB AHMUD BUKSH KHAN FURNISHED BY THE AGENT AT DELHI

No	Name	Age	Relationship	Former Allowance from Nuwab Ahmud Buksh Khan or Shumsooddeen Khan	Personal Property and the value thereof.	REMARKS: If male, his means of present subsistence. If female to whom married, his profession and [illegible] of subsistence.
1.	Oomrao Begum	42	Niece, Daughter of Nubee Buksh Khan (Daughter of Ilahi Bux Khan)	30 Rs. per month from Ahmud Buksh Khan.	No property	Married to Mirza Assud oollah Khan who received 750 Rs. per annum from the Ferozepore *Jageer* which amount has been continued to him by the Government since the attachment of that Jageer. The allowance of 30 Rs. monthly was dis-continued by Shumsood deen Khan. No provision necessary. No orders necessary.
2	Sepahdar Khan	50	Son of Ahmud Baksh Khan's first cousin Kale Khan and Grandson of his	50 Rs. a month from Shumsoodeen Khan	None	Lives on what he may have formerly accumulated and on money raised by the sale of his

(133)

To

Sir H. M. Elliot, K.C. B.,
Secretary to the Government of India.
with the Governor-General.
· Foreign Department

Sir,

I am directed by the Hon'ble the Lieutenant-Governor to acknowledge the receipt of your letter No2964, dated 23rd December, last transmitting an Extract paragraph 5 from despatch from the Hon'ble the Court of Directors, dated 30th October 1850 calling for information on the claims to pension preferred by certain relatives of the late Nuwab Ahmad Bukhs Khan of Ferozepore.

2. In reply I am desired to transmit an extract from the schedule, relative to the severl members of the late Nuwab, furnished by the Agent at Delhi under date 10th January, 1839, and to state that on the grounds therein set forth, the Governor-General in the N.W.P. decided in orders of the 27th February, 1839 that it was not necessary to assign any provision to the applicants.

I have, etc., etc.
(Sd.) J. Thornton.

Foreign Department, N.W.Ps.,
Lieut. Govr., Camp.
The 4th February, 1851.

(132)

From

Sir Henry Elliot, K.C. B.,
Secretary to the Government of India
with the Governor-General.

To

J. Thornton, Esquire,
Secretary to the Government,
North Western Provinces.

Foreign Department.

Sir,

A Memorial from certain members of the family of the late Nuwab Ahmed Buksh Khan of Ferozepore to the address of the Most Noble the Governor-General, dated the 11th May last and praying for pensionary support consequently on the resumption of the Ferozepore Jageer, having been referred for the consideration of the Hon'ble the Court of Directors, I am directed by His Lordship to transmit for the information of the Hon'ble the Lieutenant Governor the enclosed Extract paragraph 5 from a despatch from the Hon'ble Court, dated 30 October last conveying their sentiments on the reference in question.

2. You will be pleased to furnish the information required by the Hon'ble Court at your earliest convenience.

I have the honour to be,
Sir,
Your most obedient servant,
(Sd.) H.M.Elliot,
Secretary to the Government of India
with the Governor-General.

Camp Wuzeerabad
The 23rd December, 1850

(131)

Extract from a Despatch from the Hon'ble the Court of Directors, dated 30th October, 1850

Transmitting memorial form certain members of the family of the late Nuwab Ahmed Buksh Khan of Ferozepore praying for pensionary support from Government consequent on the resumption of the *Jageer.*

5. the reason assigned by the Lieutenant-Governor and concurred in by the Governor-General, for rejecting this application namely "that the reason for allotting pensions to the family of the late Nuwab had long since passed away" would have been conclusive if the claims of the petitioners were now for the first time brought forward, but they allege that they have repeatedly urged their claims from the time of the resumption of the *Jageer*. Their respective cases therefore can only be disposed of on the merits and although we have no reason to doubt that what they could urge has met with due consideration; yet having received an appeal against the decision of your Government, we desire to be furnished with the information necessary for disposing of it.

(Ture Extract).
(Sd.) H. M. Elliot,
Secretary to the Government of India
with the Governor-General .

(130)

To

Agent, Lieut. Govr., N.W.Ps.
Delhi.

Sir,

The petition forwarded with your letter of the 26th November from Seppadar Khan, Tooreh Baz Khan and other relatives and dependents of the late Ahmud Buksh Khan of Ferozepore claiming pensionary support from Government having been transmitted to the Government of India for submission to the Court of Directors I am directed transmit for your information the accompanying copy of a letter received from Mr. Secretary Elliot in reply, dated the 7th instant.

For Dept. N.W.Ps.
Hd. Qrs.
The 26th January, 1848

I have etc.
(Sd.) J. Thornton
Secretary to the Government
N.W.Ps.

(129)

From

H.M. Elliot, Esquire,
Secretary to the Government of India,
Foreign Department.

To

J. Thornton, Esqr.,
Secretary to Government,
Northern-Western Provinces.

Foreign Department.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter, dated 22nd ultimo forwarding a representation from certain relatives and dependents of the late Nawab Ahmud Buksh Khan of the Estate of Ferozepore, preferring claims to pensionary support, and in reply to state that the Governor-General in Council is of opinion that as the pensions of all those belonging to this family whose claims were admitted have been finally fixed, and the claims of the present applicants already negatived, the question ought not to be re-opened.

I have the honor to be,
Sir
Your most obedient servant,
(Sd.) H.M. Elliot
Secretary to the Government of India

Fort William
The 7th Jany. 1848

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No.9-B, Part I

(128)

To

H.M. Elliot, Esqr.,
Secretary to the Government of India,
Foreign Deptt.

Sir,

I am directed by the Hon'ble the Lt. Governor to forward the accompanying Envelope to the address of the Right Hon'ble the Governor-General forwarded by the Agent at Delhi and said to contain a representation for submission to the Hon'ble the Court of Directors from certain relatives and dependents of the late Nuwab Ahmud Buksh Khan of the Estate of Ferozepore preferring claims to pensionary support.

2. His Honor observes that the application of the petitioners for pensions upon the attachment of the Ferozepore Estate was finally negatived by the Governor-General in the N.W.Ps. on the 27th February 1839, and that the orders then passed on the subject appear to have been approved by the Hon'ble the Court of Directors whose remarks on the subject are contained in Para.65 of their despatch No.6 of 11th February 1840. The Lieutt-Governor does not therefore anticipate that the question will be re-opened, but considers it necessary to forward the enclosure as it is directed to the Right Hon'ble the Governor-General.

I have etc. etc.

Headquarters,

(Sd.) J. Thornton.

The 22nd December, 1847.

am·induced to forward their petition with reference to instructions from Mr. Secretary Thomason during the Lieut. Governorship of the Hon'ble F. Roberston appraising me that no document intended for the Home authorities could be rejected.

I have the honour to be,
Sir,
Your most obedient Servant,
(Sd.) T.T. Metcalfe,
Agent. Lieutt. Governor,
N.W.Ps.

Delhi Agency,
Camp Mirzapore,
Pergannah Hissar, Distt: Hissar,
Delhi Territory, the 26th Nove. 1847.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No.9-B, Part I

(127)

From

Sir Theophilus
Metcalfe, Bart.,
Agent, Lieutt. Governor, N.W.Ps.,
Delhi.

To

J.Thornton, Esquire,
Secretary to Government,
N.W.Provinces,
Agra. Dated Camp Mirzapure, the 26th Nov. 1847.

Sir,

At the request of Sippadar Khan, Toorrehbaz Khan, Gholam Fukroodeen Khan, Hussan Ali Khan and Oamrao Begum, relatives of the late Nawab Ahmud Buksh Khan of the Estate of Ferozepore, which was sequestered by Government in 1835, I have the honour to submit the accompanying Envelope to the address of the Hon'ble the Lieut. Governor, N.W.Ps. said to contain a representation for submission to the Hon'ble the Court of Directors, and preferring claims to pensionary support which it is only necessary to add were disallowed as per orders of Government, No.28-A, dated the 27th February, 1939.

2. It is proper to state with reference to the concluding paragraph of the orders quoted above that the petitioners having addressed the Hon'ble Court they were appraised in reply "that no representation from a party in India can be entertained" by them unless "transmitted through the Local Government", and I

(126)

To

The Honorable J. Thomason, Esquire,
Lieutenant-Governor of the N.W. Provinces,
Agra.

The humble petition of

Sippadar Khan, *Toorrabaz Khan,* *Goolam Fukroodeen Khan*	*sons of Kalay Khan*

Hussan Ali Khan, son of Nubbee Bux Khan.
Omrao Begum, daughter of Ilahliebux Khan.

Nephews and nieces of the late Nawab Ahmad Bux Khan of the Jageer of Ferozepore in the Delhi Territory.

Respectfully Sheweth:

That Petitioners beg respectfully to solicit that the enclosed representation to the Right Hon'ble the Governor-General accompanied by memorial to the Honorable the Court of Directors may be forwarded by the Earliest opportunity with reference to the annexed Copy of a Communication to the address of one of your Honours's Petitioners, dated the 19th July last. The very communication returned by Mr. Melville, is the memorial herein enclosed to the Hon'ble the Court of Directors.

Petitioners need not plead poverty to entitle them to consideration, as it is well known that everything that they possess has been sold away to maintain large and growing Families. Petitioners beg that Your Honour will give a favourable recommendation to their memorial.

And petitioners, as in duty bound, will ever pray.

(125)

East India House,
19th July, 1847.

Sir,

In reply to the petition, dated at Delhi the 19th March representing the Claims preferred by Yourself and others, I have to inform you that no representation from a party in India can be entertained by the Court of Directors unless it shall have been transmitted through the Local Government.

Your petition is accordingly returned.

I am, Sir,
Your most obedient humble servant,
(Sd.) J.C. Melville

To

Sippadar Khan,
Delhi.

(124)

India Political, 4th June, 1845

Answer to Letter, dated 19th November 1844 (No.4)

80. Her Majesty has not been pleased to make any communication to us on the subject of the memorial in question.

Request of Assudoollah Khan to be informed of the result of his memorial to Her Majesty praying for an increase of his pension,

Coll; 18

India Office Records, London—No. IOR/4/784-Political Despatch No.22 of 4th June, 1845

(123)

Foreign Department, 19th November (No.40), 1844.

To

The Honorable the Court of Directors
of the East India Company.

Honorable Sirs,

Letter to Court No.10, dated 12th August 1842. Letter from Court No.30, dated 4th October 1843 Paragraph 106

We reference to a Memorial from Assudoolah Khan to the address of Her Majesty the Queen, which was transmitted to Your Honorable Court in a Letter, dated 12th August 1842 (No.10), we now forward a petition from that individual soliciting to be informed of the result of the prayer of that Memorial for an increase of his Pension.

We have the honor to be
with the greatest respect
Honorable Sirs,
Yours most faithful
Humble Servants
(Signed) H.Hardinge
T.H. Maddock
F.Millett
G.Pollock

Fort William
19th November 1844

India Office Records, London—No. IOR/4/2093-Board's Collection No.97546

(122)

To

Lieutenant-General the Right Honorable.
Lord Sir Henry Hardinge[24] , Bart: G.C.B.
etc., etc., etc.,
Governor-General of India, Fort William

The Humble Petition of Assudoollah Khan

Most Respectfully Sheweth,

That Your Lordship's Petitioner had the honor to submit to Your Lordship's Predecessor, on the 29th July, 1842, memorial of his claims, for transmission to Her Most Gracious Majesty the Queen of England and it was intimated to the petitioner on the 5th August thro' a letter from Sir T.H. Maddock, then Secretary to the Government of India, that the memorial in question was forwarded to the Hon'ble Court of Directors, to be dealt with as Honnorable Court may think fit.

On the 25th of January 1844, the Petitioner addressed a Petition to the Government soliciting to know the result of his humble prayers contained in the Petition forwarded to England. In reply thereto, Your Lordship's Petitioner was informed, thro' a letter from the Secretary to the Government that no answer then was received from the Home Authorities.

As More than 2 years, however, have elapsed now since the dispatch of his memorial to Europe the Petitioner has the honor to solicit information on the subject of his claims, and implores humbly to be made acquainted with such orders as may have been received in his case.

And Your Lordship's Petitioner will, as in duty bound, ever pray.

India Office Records, London—No. IOR/4/2009-Board's Collection No 97546

(121)

(Copy)

From

Assad Oollah Khan

To

F.Currie[23], Esqr.
Secretary to the Government of India,
Fort William.

Respected Sir,

I have the honor to solicit the favor of your laying the enclosed Memorial before the Right Hon'ble the Governor-General of India, and to acquaint me, with your usual kindness, with such orders as may be passed thereupon—and for this act of kindness, I shall feel highly grateful to you.

Delhi.
The 23rd October, 1844

I have the honor, etc.
(Sd.) Assud Oollah Khan

India Office Records, London—No.IOR-F/4/2093-Board's Collection No.97546.

(120)

Extract Political Letter to India, dated 4th October (No.30) 1843.

Answer to Pol. letter from the Governor General dated 12th August No. 10/1842. Transmitting a Memorial from Assudoollah Khan to Her Majesty Praying for an increase in his pension.

106. This Memorial has been forwarded to the Commissioners for the Affairs of India.

India Office Records, London—IOR-E/4/776-Political Despatch No.30 of 4th October, 1843.

(119)

Fort Willima, 28th December, 1842.

Pol. Department.

Ordered that a copy of the above correspondence be sent to the Civil Auditor for his information and guidance with reference to Extract No.80 from this Department, dated 31st January last and that the Accountant-General be also furnished with a transcript of the correspondence.

India Office Records, London—India Political Proceedings Range 196—Volume 24.

(118)

East India House,
13th October, 1842.

Sir,

I am commanded by the Court of Directors to transmit to you, the accompanying Memorial from Assud Oollah Khan, addressed to Her Majesty which has been received as an enclosure to Lord Ellenborough's Letter to the Court, dated 12th August, 1842.

Hon. N.B. Baring, M.P.
etc. etc. etc.

I have etc.
(Sd.) J. C. Melville,
Secretary

India Office Records, London—No.IOR-F/4/2009-Board's Collection No.89684

(117)

(Copy)

Fort William, 28th December, 1842

From

Assud Oollah Khan.

To

T.H. Maddock, Esquire,
Secy. to the Govt. of India
with the Governor-General
etc. etc. etc.
Allahabad.

Sir,

I have the honor to acknowledge the receipt of your favor of the 5th instant, intimating to me, that my Memorial will be forwarded by the present Mail to Europe. For this act of kindness and justice, I feel most sincerely, grateful, and beg to offer my most unfeigned acknowledgments to the Right Hon'ble the Governor-General of India and to you;

May God Almighty pour down His choicest blessings upon His Lordship and Your Honor and all your endeavours to be attended with success.

I have etc.
(Sd.) Assud Oollah Khan



Delhi
The 15th August 1842

(True Copy)

(Sd.) T.H. Maddock
Secy. to the Govt. of India
with the Govr. -Genl.

India Office Records, London—India Political Proceedings Range 196—Volume 24

(116)

Political Department

12th August, 1842

To

The Honorable the Court of Directors
of the Hon'ble the East India Company.

Honorable Sirs,

I have the honor to transmit, to be dealt with as your Honorable Court may see fit, the accompanying Memorial from Assud-oollah Khan, dated 29th July, to the address of Her Most Gracious Majesty, touching his claims to a higher pensionary support.

I have the honor to be
with the greatest respect
Honorable Sirs,
Your most faithful and
humble servant,
(Sd.) Ellenborough

Allahabad.
12th August, 1842

India Office Records, London—No.IOR-F/4/2093-Board's Collection No.89684

(115)

(Copy)

Fort Walliam, 28th December, 1842

On the 5th August last the following reply was sent to the foregoing by the Secretary with the Governor-General to Assud Oollah Khan—

From

The Secretary to the Government of India
with the Governor-General.
Allahabad.

To

Assud Oollah Khan

Dated the 5th August, 1842.

Pol. Department.

Sir,

The Governor-General directs me to inform you that the Memorial forwarded in your letter of the 29th July will be transmitted to the Hon'ble Court of Directors by the present Mail to be dealt with as the Hon'ble Court may think fit.

I have etc.
(Sd.) T. H. Maddock
Secy. to the Govt. of India
with the Govr.-Genl.

Allahabad
5th August 1842

(True Copy)

(Sd.) T.H. Maddock
Secy. to the Govt. of India
with the Govr.-Genl.

enclosed memorial for the most liberal and humane consideration of Her Most Gracious Majesty.

And Your Lordship's Petitioner will, as in duty bound, ever pray.

(True Copy)

(Sd.) W. Edwards,
Assistant Secretary to the Government of India
With the Governor-General.

Delhi.
The 29th July, 1842.

India Office Records, London—India Political Proceedings Range 196—Volume 24

(114)

(Copy)

Form

Assudoollah Khan to the Governor-General.

To

The Right Hon'ble,
Lord Edward Ellenborough[24], KCB,
etc. etc. etc.
Governor-General of India,
Allahabad

The humble Petition of Assud Oollah Khan

Most Humbly Sheweth:

That Your Lordship's Petitioner was favoured with a copy of the orders of the Hon'ble Court of Directors in his case, thro' a letter from Mr. Secretary Maddock under date 15th ultimo. The Petitioner feeling dissatisfied with the orders passed in his case, has the honor to appeal to the August Throne of Her Most Gracious Majesty. He therefore begs leave to supplicate most humbly, that Your Lordship will have the kindness to take compassion on him and forward the

(113)

(Copy)

From

Assud Oollah Khan

To

T.H. Maddock, Esquire,
Secretary to the Government of India,
with the Governor-General,
Allahabad.

Sir,

I have the honour to submit in this, the enclosed Petition to the Governor-General containing a Memorial for Her Most Gracious Majesty. I beg respectfully to request the favour, that you will be so gracious as to take compassion on me, and present the enclosed before His Lordship, at a most favourable time.

After the transmission of the memorial to Europe, I humbly supplicate that you will kindly acquaint me with the date of its despatch. You will thus confer a great obligation on me, which I shall always acknowledge with sincere gratitude.

I have etc.
(Sd.) Assudoollah Khan

(True Copy)

(Sd.) W. Edwards,
Assistant Secretary to the Government of India
with the Governor-General

Delhi.
29th July, 1842.

(112)

To,

T.T.Metcalfe, Esquire,
Agent to the Lt.Govr., N.W.P. Delhi.

Pol. Deptt.
N.W.P.

Sir.

I am directed to acknowledge the receipt of your letter of the 31st of January last, reporting on the petition of Mirza Ussudoollah Khan, claiming payment of the arrears of his pension in full from the sale-proceeds of the property of the late Nawab Shumsoodeen Khan, said to be in deposit in the Delhi Treasury, and in reply to acquaint you that His Honor the Lieut. Governor concurs in opinion with you, and considers the claim wholly inadmissible.

2. You are requested to inform the petitioner accordingly.

I have etc. etc.
(Sd.)
Offg. Secretary to Govt.
N.W.Ps.

Agra.
2nd March, 1840.

India Office Records, London—India Political Proceedings Range 196—Volume 24

3rd. The petitioners on a former occasion submitted their claims for the consideration of Government but the orders of the Special Commissioners relative to the dividend adjudged to them were approved and the same communicated in a letter, dated 18th July, 1838.

4th In reply to the Petitioner's statement that there is a Deposit of Rs. 3,555 in the Delhi Treasury, it being the produce of some ruined Buildings at Ferozepore, I have to state that only Rupees 248/2/- are in deposit in the Treasury being the sale amount of Guns, Cartridges, etc. the Exclusive property of the British Government.

2. Under the above circumstances, I am of opinion that the petitioners are not entitled to any special consideration and that a compliance with their application will render the other creditors equally dissatisfied, with the Dividends assigned to them.

3. The original Enclosure of your Despatch is herewith returned.

I have the honor to be,
Sir,
Your most obedient servant,
(Sd.)T.T. Metcalfe,
Agent
Governor-General, N.W.Ps.

Delhi,
Camp Jodhka,
Distt. Sirsa,
31st Jany.1840

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part III

(111)

To

T.H. Maddock, Esquire,
Secretary to Government, Political Department,
N.W.Ps.Camp.

Sir,

I have the honor to acknowledge the receipt of your Despatch No.1 of the 2nd instant forwarding for Report a Petition in original from Mirza Ussudollah Khan and to submit for the information of the Right Hon'ble the Governor-General as follows:

1st In accordance with the *sannad* of Lord Lake, dated 7th June, 1806, among similar provisions for the heirs of Nussuroollah Beg Khan, from the Ferozepore *Jageer*, a Pension of 1,500 Rupees annually, was assigned for the support of Mirza Ussudoollah Khan and Yousoof Khan, his Brother: But during the life—time of Shumsoodeen Khan the parties refused for a period of five years to receive their Pension, on the plea of being entitled to an higher rate and for which they submitted their claims to Government.

2nd. When the orders of Government were received rejecting their claim, Shumsoodeen Khan, was unable, at once to pay the amount of arrears which had accumulated owing to the contumacy of the petitioners and on the death of the Nawab their demand in common with those of the other Creditors of the Estate of the deceased were referred by order of the Lieutt. Governor at Agra for adjustment to the Special Commissioners. It was proved on enquiry that the parties were entitled to 3,750 Rupees and a Decree to that amount was accordingly passed in their favour, but the proceeds of the Estate not being equal to the demands against it, it was decided by Government that the Creditors should receive such a dividend as the Assets admitted of and the parties in question received their Demand on this Principle.

Buildings brought down lately at Ferozepore) were sold, and the amount thereof was deposited in the Government Treasury, from which he may be paid: The fact of this assertion can be substantiated on proof; but your petitioner cannot exactly say in what Government Treasury, the amount in question, is deposited—whether at Delhi or at Goorgaon, but a reference to the Collector of Goorgaon and Ferozepore will easily ascertain this point—Besides this, the amount of the Cannons sold is also deposited in the Government Treasury, as also some landed property still exists more than sufficient to pay your petitioner's Demand.

In conclusion, your petitioner begs leave to state most respectfully, that your petitioner has appealed against the decision of T.T. Metcalfe, Esquire, in this case, with reference to the most essential point, that your petitioner's Demand being of a public nature could not be intermingled with the private Demands of other Creditors.

Under these circumstances, your Petitioner implores most humbly that your Lordship will be most graciously pleased to award such a measure of justice, as will enable your humble petitioner to realise his just Demand.

And your Lordship's Petitioner will, as in duty bound, ever pray.

عرضداشت اسداللہ خاں برادر زادہ نصراللہ بیگ خاں جاگیردار سونک سونسا



Delhi.
The 13th January, 1840.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No 9-B, Part III

(110)

To

The Right Honorable George Lord Auckland,
G.C.B., etc., etc.,
Governor-General of India.

The humble petition of Assudoolah Khan

Respectfully Sheweth,

That your petitioner had the honor to submit a petition by *Dak* to Your Lordship on 29th ultimo, praying that the Balance of arrears of pension due to your Petitioner, may be paid to him from the Estate of the *Jageerdar* of Ferozepore. Understanding that a *Keifiut* or Report on this head has been required from T.T. Metcalfe, Esquire. Your petitioner begs leave to state, with the utmost submission, and every deference, that his Application was in the shape of an appeal, and from the decision of the Gentleman, and what he may now state, it is humbly presumed, will be in support of his own orders.

That your Petitioner therefore again begs leave to offer the following points for Your Lordship's most earnest and impartial consideration *viz*:—

First. That your petitioner in strict obedience to the orders passed on the 18th July that he should be paid a moiety of his demand for arrears of pension, accepted one half of what was actually due to him, thought his Demand being for arrears of pension, could not be placed on the same footing with the claims of other creditors, who had to recover Debts for goods sold, or money advanced to the late *Jageerdar* of Ferozepore.

Second That your petitioner had the honor to state for Your Lordship's information, in his former petition, that property was forthcoming to pay your petitioner's Demand—and that the amount of the materials (belonging to the

pensioner, cannot be legally and reasonably intermingled with the private creditors of the *Jageerdar* of Ferozepore.

I have the honour to be,
Sir,
Your most obedient devoted and
humble servant,



عریضہ نیاز حق طلب دادخواہ اسداللہ

Assudoollah Khan.

Delhi.
The 13th January. 1840.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No 9-B, Part III

(109)

To

T.H. Maddock, Esquire,
Secretary to the Government of India, etc., etc.

Sir,

In submitting the enclosed Memorial for the most impartial and humane consideration of the Right Hon'able the Governor-General, I have the honour to solicit that you will be so gracious as to explain and impress upon the kind and generous attention of His Lordship how I am situated.

I beg leave to observe, that my claims being for arrears of pension due to me, must be considered a public demand, and it therefore cannot be placed on the same footing with the private Demands of other Creditors.

Generous and Respected Sir, you are aware, that my pension was originally appointed by the British Government in lieu of Lands which reverted to Government, after the demise of my uncle, the late Nussuroollah Beg Khan, who had obtained them for eminent services. The pension in question, was assigned from the Government *Istumrar* money payable to them from the *Jageer* of Ferozepore. Under these circumstances, it is plain, that I, as a public Government

extremely straitened circumstances is pleased to authorize the payment of the several stipends with six months arrears from the 1st of next month.

No.7 will draw the whole of her allowance on the increased rate from the 1st Proximo, with six months arrears. No.15 will draw the arrears of the increase allowed her for the same period, and No.19 for two months to equalize his retrospective payment with the rest.

12. Most of the members of the late Ahmud Buksh Khan's family having petitioned the Governor-General, you are requested to apprise the parties generally of the final orders now passed to prevent further unnecessary representations to Government.

I have etc.
(Sd.) T.H. Maddock[20]
Offg. Secy. to Govt., N.W.P.

Camp Goroundha.
27th Feby. 1839

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I

the receipt of an allowance from Shumsooddeen Khan, His Lordship is pleased to assign to each the monthly stipend set down opposite their respective names.

		Rs.
No.12	Sooltan Buksh Khan	30

6. As this individual has no ostensible means of support, is nearly connected to Ahmud Buksh Khan, and his late wife was in receipt of an allowance during her life-time, the Governor-General is pleased to assign him a monthly Pension of 30 Rs.

		Rs.
No.20	Afzaool Nissa Begum	30
No.21	Azeezool Nissa Begum	15

7. As both these Ladies are merely dependents upon other members of the family, the Governor-General authorizes the grant of an allowance of 30 Rs. per mensem to the former and of 15 Rs. to the latter.

		Rs.
No.22	Kwajeh Shureef Khan	70

8. His Lordship is pleased to sanction a Pension of 70 Rs. per mensem to this individual, being the amount of his former allowance.

		Rs.
No.24	Booniadee Begum	30

9. As this Lady though charged with no fault has thought herself obliged by her husband's conduct to separate herself from him and receives no support whatever from him, the Governor-General authorizes a Pension of 30 Rs. a month for her maintenance.

10. The Pensions now authorised are for life and will lapse on the demise of each incumbent, unless the Government shall see fit on special reports to continue the whole or any portion of a particular stipend to the heirs or successors of the original Pensioner.

11. The Governor-General in consideration of the length of time during which the memorials of some of the individuals to whom pensionary support has now been assigned have been before the Government and to their

(31) Meer Hussun Khan.
(32) `Koodrutoollah Beg Khan.
(33) Gholam Hossein Khan.
(34) Fattehoollah Beg Khan.

2. The Governor-General concurs with you in opinion that no provision is necessary for the above mentioned individuals.

		Amount of Pension		*Date of Orders*
		Rs.	*Annas*	
No.19	Assudoolah Khan	30	------	17th November, 1838
23	Alli Buksh Khan	50	------	25th July, 1838.

3. These individuals being already in the receipt of the allowances set down opposite their respective names, under the orders quoted, no further provision is considered necessary.

		Rs.
No. 7	Buhoo Khanum	200
No.15	Ameer Buhoo Begum	150

4. To both these Ladies an allowance of 100 Rs. each was sanctioned by the orders of the 9th May 1838 but on a reconsideration of their cases the Governor-General feels satisfied as to the inadequacy of the provision originally made, and is now pleased to authorize an augmentation of 100 Rs. to the stipend of Buhoo Khanum, and of 50 Rs. to that of Ameer Buhoo Begum, making the consolidated allowance of the former 200 Rs. per mensem, and of the latter Rs.150.

		Rs.
No.11	Zynool Abdeen Khan	50
No.13	Hadgee Begum	100
No.26	Janee Begum	10

5. Under the circumstances stated in your letter under acknowledgment, and in consideration of Hadjee Begum having held a village in Jageer yielding a Revenue of 1,200 Rs. per annum and her husband having been in

(108)

Pl. Deptt. N.W.P.

To

T.T. Metcalfe, Esquire,
Agent to the Governor-General,
Delhi.

Sir,

I am directed by the Right Hon'able the Governor-General to acknowledge the receipt of your letter No.39, dated the 10th January last submitting a statement showing the names and circumstances in life of the several members of the Family of the late Nawab Shumsoodeen Khan of Ferozepore, and to communicate the following observations and order:—

(1) Mirza Ameenooddeen Ahmed Khan.
(2) Mirza Gholam Zyaooddeen Ahmud Khan.
(3) Buhoo Begum.
(4) Munowar Juhon Begum.
(5) Badshah Begum.
(6) Mahrookh Begum.
(10) Juhangeerah Begum.
(14) Afzuloozzumanee Begum.
(17) Nuwab Begum.
(18) Husun Ally Khan
(25) Omrao Begum.
(27) Sepahdar Khan
(28) Toora Baz Khan.
(29) Gholam Fukhrooddeen Khan.
(30) Shaban Beg Khan.

	Khan		cousin. Grandson of his paternal uncle Qasim Jan being the son of Mahomad Bukhsh Khan.		in the City.	Government which allowance he has enjoyed since Lord Lake's time—No provision necessary.

Delhi Agency.
The 10th January, 1939

(Sd) T.T. Metcalfe
Agent Governor-General N.W.Ps.

			Paternal uncle Alim Khan.		about 5,000 Rs. in one of which he lives and receives 4 Rs. a month rent for the other.	
31	Meer Hussun Khan	45	An adopted son of a sister of Ahmud Buksh Khan	30 Rs. a month in the time of Shumsooddeen.	None	Married to a favourite of Moomtaz Muhul Begum the wife of the late King Akbur Shah on which account to present day he receive 20 Rs. a month from the Palace. Has two sons and two daughters — No provision necessary.
32.	Koodrutoollah Beg Khan	65	First Cousin and son of his paternal uncle Kasim Jan.	100 Rs. a month from Ahmud Baksh Khan	Has large property both [illegible] and out of the City of Delhi.	Shumsooddeen Khan discontinued his allowance on the death of Ahmud Buksh Khan. Receives 100 Rs. a month from Government in right of his brother Fyz Ollah Beg Khan—No provision necessary.
33.	Gholam Hussein Khan	42	Son of his first cousin. Grandson of his paternal uncle, Qasim Jan being the son of Fyzoollah Beg Khan.	None	Has large property in the city of Delhi.	Receives 300 Rs. a month in right of his father Fyzoollah Beg Khan. Married to Booniadee Begum No.24, —No provision necessary.
34.	Fateh-Oollah Beg	65	Son of his first	Do	Has large property	Receives 500 Rs. a year from

			Paternal uncle Koolie Khan.			was discontinued by Shumsoodeen Khan some years previous to his death. Is able to gain a livelihood.
28.	Toora Baz Khan	45	Ditto	The village Dogonchal was given him in *Jageer* by Shumsooddeen Khan yearly value 506 Rs.	A house in the City in which he lives valued at 2,500 Rs.	Lives on what he may have saved and by sale of his household property and by borrowing money. He has three unmarried Daughters — Shumsooddeen Khan during his life-time resumed the *Jageer* of Dogonchal.
29	Gholam Fukurood-deen Khan.	35	Son of his first cousin Kale Khan and Grandson of his Paternal uncle Koolie Khan	70 Rs. a month in the time of Shumsooddeen Khan.	A house in City in which he lives.	His monthly allowance discontinued by Shums-dooddeen some four or five years before his death. His wife the daughter of Nuwab Moortza Khan receives 100 Rs. a month from Government settled on her on the death of her father the Jageerdar of Pulwal. The government in April 1838 refused to grant any allowance to the above three individuals numbered 27,28, 29, and no provision now deemed necessary.
30.	Shaban Beg Khan	49	Son of his first cousin and Grand son of his	Rs.32-8–0 a month in the time of Shumsood-deen Khan.	Possesses two Houses in the City of Delhi valued at	Has two sons—No provision necessary.

						Husband is bound to support her
25.	Omrao Begum	42	Ditto	30 Rs. a month from Ahmud Bux Khan	None	Married to Meerza Assudoollah Khan who receives 750 Rs. a year from the Ferozepoor *Jageer* which amount has been continued to him by the Government since the attachment of that *Jageer* The allowance of 30 Rs. monthly was discontinued by Shumsooddeen Khan.—No provision necessary.
26.	Janee Begum	55	Wife of Mohummud Allie Khan younger brother of Ahmud Bux Khan.	10 Rs. monthly from Shumsoodeen Khan.	Has shares in houses which bring her 6 or 7 Rs. a month.	Her Husband Mohammud Allie Khan has been long dead. She subsists on the rents arising from property mentioned in the foregoing column. Besides this she is not known to have any property. A separate provision is not absolutely necessary but I would recommend that the monthly allowance granted by Shumsooddeen Khan viz. 10 Rs. be continued.
27	Sepahdar Khan	50	Son of Ahmud Baksh Khan's first cousin Kale Khan and Grandson of his	50 Rs. a month from Shumsoodeen Khan	None	Lives on what he may have formerly accumulated and on money raised by the sale of his household property. Has three or four children. His allowance

						the father.
23.	Allie Bux Khan	40	Nephew, son of a younger brother of Illahee Bux Khan.	100 Rs. a month from Shumsoodeen Khan.	Has a fourth or fifth share in a house outside the City near Rohilla Khan's Serai. Value of the house about 2,500 Rs.	Shumsooddeen Khan had discontinued his allowance of 100 Rs. a month some 5 or 6 years before his death. 50 Rs. a month have been allowed him by Government since July 1828. Has one grown up son. No further provision necessary.
24.	Booniadee Begum	45	Niece, daughter of Nabee Bux Khan	30 Rs. a month from Shumsoodeen Khan.	Has a house in Delhi valued about 700 Rs.	Is married to Gholam Hussain Khan who receives 300 Rs. a month from Government on account of his father's services but having quarreled with her, he gave her the house mentioned in the foregoing column but allows her nothing monthly for her support She lives at present by money raised on a mortgage of the house. Shumsooddeen Khan discontinued her allowance of 30 Rs. a month some 5 or 6 years before his death. She is the mother of Zynool Abdeen Khan No.11 who has no allowance or at present any means of subsistence and sister of No.23 who receives a pension of 50 Rs. a month. No provision necessary as the

21.	Azeezool Nissa Begum.	40	Ditto	Do.	Do.	Married to Allee Nuwaz Khan, Nephew of Ahmud Bux Khan the son of his younger brother Illahee Bux Khan—Her Husband received 15 Rs. a month from Shumsooddeen. Allie Nuwaz Khan died some months ago. She has a son and a daughter. The latter is married to Hafiz Meerza Jan who is in good circumstances and supports the family—No provision necessary.
22.	Khwajah Shureef Khan.	75	Husband of Musahib Khanum daughter of Nubbee Buksh Khan since dead.	70 Rs. a month from Shumsoodeen and the lease of the village of Hussunpoor and Mohunda at the fix reduced annual rent of 750 Rupees.	A house in the City of Delhi valued at about 3,000 Rs.	Besides the house in which he resides Khawajah Shureef is not known to have any other real property. He subsists on former savings. He has three sons and a daughter—of the former Khwajah Cassim and Khwajah Wuzeer nominated lately by the Magistrate to officiate as Kotewal of Delhi and at present out of employ. The third Khwajah Allaooddeen is a Government Police Officer in the Rohtuk District. The Daughter is married-There does not appear any necessity of granting any allowance in this instance—As the sons are bound to support

						provision necessary.
18.	Hussun Allie Khan	40	Son of Nubbee Buksh Khan elder brother of Ahmud Buksh Khan.	100 Rs. a month from Shumsooddeen Khan.	A house in the City of Delhi worth something less than 1,000 Rs.	Subsists on money raised by sale of moveable property. was the *Mookhtar* of Nuwab Shumsooddeen Khan during his life-time Has three sons one married to Nizamee Begum, daughter of Sooltan Buksh on No.12—the others are young and have no employment. Was generally believed to have taken an active part in the murder of the late Agent—No provision necessary.
19.	Assudoollah Khan	32	Ditto	30 Rs. a month	—	30 Rs. a month bestowed on him by Government since 1838—No further provision necessary.
20.	Afzool Nissa Begum (*sic*)	45	Daughter of -do-	None	None	Is married to Nujuf Allie Beg at present out of employment who received 20 Rs. monthly Salary and 10 Rs. a month for his children from Nuwab Shumsoodeen Khan. They have 8 children and are supported by Afzool Zumanee Begum—Nor 14—1 so, no necessity for granting any provision this case.

						movable property. She has one son 7 years and one 5 years old I would recommend 50 Rs. for her pension being the scale of allowance granted to her half sister No.10.
14.	Afzool Zumanee Begum	22	Wife of Nuwab Shumsooddeen Khan	200 Rs. a month from Shumsooddeen Khan and the village Kamedel in *Jageer* estimated at 3,000 Rs. yearly.	None	She has two daughter one of 7 years and the other of 5 years of age. She received from the Government for herself and childern the amount of the Government Promissory Note viz., of 2,50,000 Rs. She resides in the House of her Father—No further provision necessary.
15.	Ameer Buhoo Begum	26	Ditto	50 Rs. a month from Shumsooddeen Khan	Do.	Receives 100 Rs. a month from Government since May 1838. No further provision necessary.
16.	—	—	—	—	—	—
17.	Nuwab Begum	19	Widow of Ibrahim Allie Khan brother of Shumsooddeen and son of Ahmud Buksh Khan.	100 Rs. monthly from Shumsooddeen Khan.	None	Her husband died during the life of Shumsooddeen Khan and she has lately married Mohammaud Koolie Khan, son of Ahmud Koolie Khan mentioned as the 2nd husband of Jahangoorah Begum No.10. Lives with her husband in the house of her father-in-law —No

			Hous seina Begum the Daughter of Ahmud Buksh Khan.			her death and his three children by her viz., 'Nizamee Begum now 11 years old, Fyz Mohammad Khan (now 9 years old) and Mohammudee Begum, now 6, were supported and brought up by Shumsood-deen Khan. The eldest daughter is married to Hussein Allee Khan son of Hussun Allee Khan and lives with her husband's father No.18 this Roll. The other two children are living with their Grand mother. Sooltan Buksh Khan is now absent from Delhi in search of employment. He was suspected of being a party to the assassination of the late Agent. No provision necessary.
13.	Hadjee Begum	25	Daughter of Ahmud Buksh Khan	The village of Suherwurree settled on her rated at 100 Rs. a month.	Possesses a house in Delhi valued at from 2,000 to 2,500 Rs.	Married to Gholam Mooyea-nooddeen Khan a very distant connexion of Ahmud Buksh Khan who received 45 Rs. monthly besides his wife's allowance from Shamsooddeen Khan. She has now no apparent means of subsistence and her husband is not in any employment. They have lived heretofore on their form on earning and by selling and pawning their jewels and other

						services of his late father Abbass Koolie Khan—No further provision necessary.
11	Zynool Abdeen Khan	22	Husband of Nuwab Begum, the daughter of Ahmad Buksh Khan. He is grandson by the mother's side of Illahee Bux Khan the Brother of Ahmud Buksh and he is great grandson by the father's side of a paternal uncle of Ahmud Buksh Khan.	30 Rs. a month from Shumsoodeen Khan.	None	The Pension of 50 Rs. per mensem settled upon the wife the Nuwab Begum by Government in May last was discontinued on her death. The Husband is said to subsist at present on the sale of jewels and House-hold property. His father the Nuwab Gulam Hussain Khan received 300 Rs per mensem from Government settled on him on the resumption of the Hutheen Pergunnah on the demise of his father the Nuwab Fizoolla Beg Khan, Zeenool Addeen Khan cannot be said to have any claim upon the British Government but for the reasons detailed in the letter by which this Schedule is accompanied his case has been specially noticed.
12.	Sooltan Buksh Khan	45	Son of Ahmud Buksh Khan's Brother Nubbee Buksh Khan—was married to	30 Rs. a month from Shumsoodden Khan.	Possesses a House in the City of Delhi value at 200 Rs	During the life time of his wife he received 100 Rs. a month granted for her support by Shumsoodden Khan. This allowance was discontinued on

7.	Buhoo Khanum	50	Wife/Mother of Shumsooddeen Khan.	55 Rs. money and 80 Rs. Food—Monthly from Shumsooddeen Khan.	Ditto	Lives in House that belonged to Ahmud Buksh Khan free of Rent—an allowance of 100 Rs. a month settled on her by Government in May, 1838 which, however, she has refused to receive deeming it inadequate for her support, During the life time of her son Shumsooddeen Khan she is said to have received 55 Rs. monthly in case and on an average about 80 Rs or more for food. She at present lives on money borrowed or raised by the sale of her jewels and ornaments—No further provision deemed necessary.
8	—	—	—	—	—	—
9.	—	—	—	—	—	—
10.	Jehangeerah Begum	22	Daughter by Buhoo Khanum	100 Rs. monthly from Shumsooddeen Khan	None	Married 1st Mohomed Azeem Khan 2ndly his Brother Ahmud Kolie Khan. 50 Rs a month settled on her for life by Government in May last. Her present Husband is the owner of a great many Houses in Delhi and also receives 200 Rs a month from Government granted on account of the

				the Revenue of their *Pergunnah*		—No provision necessary
4.	Munowur Jahan Begum	26	Daughter by Buhoo Begum	Resides with her mother and Brother	None	Married to Khajeh Mohammud Allie Khan. She receives 50 Rs. a month from her two Brothers. Her Husband is a soldier and is entertained by her Brothers as a *Suwar* in the *Pergunnah* of Loharroo-has one daughter—No provision necessary.
5.	Badshah Begum	19	Daughter by Buhoo Begum	Resides with her mother and brother.	None	Married to Gholam Nubbee Khan. She receives 50 Rs. a month from her Brother—Her Husband deals in Houses—No provision necessary.
6.	Mahrookh Begum	17	Ditto	Ditto		Married to Hyder Hussun Khan who at one time received 30 Rs. a month from Shumsood-deen but this was discontinued some time before the Nuwab's death—She receives 50 Rupees a month from her Brother on which they both live. The Husband considering himself of too high a family to follow any profession—has one daughter—No provision necessary.

(107)

LIST AND STATEMENT OF THE CONDITION OF THE FAMILY AND CONNEXIONS OF THE LATE NUWAB AHMUD BUKSH KHAN OF FEROZEPORE

Delhi 13th December, 1838

No.	Name	Age	Relationship	Former Allowance from Nuwab Ahmud Buksh Khan or Shumsoodeen Khan	Personal Property and the value thereof	REMARKS—If male, his means of present subsistence—If female to whom married, his profession and means of subsistence.
1.	Mirza Ameenooddeen Ahmud Khan	25	Son by Buhoo Begum	The *Pergunnah* of Loharoo given in *Jageer* to him and his Brother Goolam Zyaooddeen Ahmud Khan yearly income about 40,000 Rupees.	His present Property is large	No provision necessary.
2.	Mirza Gholam Zyaooddeen Ahmud Khan.	18	Ditto	Ditto	Ditto	No provision necessary
3.	Buhoo Begum	50	Wife	Resides with her sons and was supported from	Unknown	Still lives with her sons and is supported from their Revenues.

no means of livelihood and I would therefore suggest that the allowance granted to her by the late Nuwab viz., 10 Rupees per mensem may be assigned to her for life, Her age is stated to be 55.

4. With exception to the above individuals I am not aware of any running members of the family, really deserving of special Consideration, but as the expectations of all have been excited by the late enquiry, it is not improbable that other applications will be submitted to His Lordship. In that case I trust the accompanying state will be found useful in deciding on any further claims.

Delhi Agency
10th January, 1839.

I have etc.
(Sd.) T.T. Metcalfe
Agent, Governor-General, N.W. Ps.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I

3. The Person alluded to in the last class are Zeinool-Abdeen Khan married to the Nuwab Begum, a Daughter of the Nuwab Ahmud Buksh Khan, was also his grand nephew both by Father and Mother. He received from the Nuwab Shumsooddeen a monthly allowance of 30 Rupees for his personal expenses and 100 Rs. for his wife. These stipends ceased with the resumption of the *Jageer*, but the Right Honourable the Governor-General was pleased in the month of May last to settle upon the wife a Pension of 50 Rupees. This lady died in September, and the husband has now no means of livelihood—and from my personal acquaintance with him, I should say that he is not likely to obtain employment, even if he were desirous of doing so.

He is moreover the grandson of the Nuwab Feyzoollah Beg Khan, on whom the *Pergunnah* Hutteen valued at Rupees 1,65,665 per annum was conferred by Government for services rendered to the State. On his death the *Jageer* was resumed and a Pension of 300 Rupees per mensem settled upon the son—Gholam Hoosein Khan the father of the claimant. The father and the son are however on bad terms. the former has been compelled to proceed to Lucknow to avoid his Creditors.

Considering his near affinity by marriage as well as his relation to the head of the Ferozepore Family, the services of his Grandfather the Nuwab Feyzoollah Beg Khan, his really destitute situation and his inability both from want of Talent and an hesitation in his speech to obtain employment, I am induced to recommend for the favourable consideration of the Right Hon'ble the Governor-General that the Pension allowed to his deceased wife viz., 50 Rupees per mensem may be continued to himself. He has no children by the Nuwab Begum.

The second Person is Hadgee Begum, daughter of the Nuwab Ahmud Buksh Khan by Ruheeman. She is married to Ghoolam Mahyooddeen Khan, a distant connexion of her father's who is out of employ.

They have neither of them any apparent means of subsistence and I would therefore recommend that a Monthly allowance of 50 Rs. being the scale of Pension settled on her half sister the Juhangeera Begum be assigned to her.

The Third Expectant is Janee Begum, widow of Mohammud Ullee Khan, the younger brother of the Nuwab Ahmud Baksh Khan. With the exception of small landed property which yields her an income of 6 or 7 Rs. per month she has

(106)

To

H. Torrens, Esquire,
Offg. Secretary to Government,
Pol. Department.
N.W.Ps., Camp.

Sir,

In continuation of my letter to your address No.1455 under date the 1st Ultimo, I have the honor to submit for the consideration and orders of the Right Hon`ble the Governor-General the accompanying schedule relative to the several members of the family of the late Ahmud Buksh Khan of Ferozepore.

2. The Thirty-four persons enumerated in the letter I have divided for convenient reference into 6 Classes as follows:—

Persons

Class

(1) 4 viz Nos. 1,2, 4 and 34 are in affluent circumstances.

(2) 10 viz. Nos. 7,8,9, 10, 15, 16, 19, 23, 32 and 33, have already been pensioned by Government,

(3) 7 viz. Nos. 3,4,5,6,17, 20 and 21 are provided for by Relatives or otherwise.

(4) 5 viz Nos. 22, 24, 25, 29 and 30 are not considered to have any special claim on Government and should be provided for their Relatives.

(5) 5 viz. Nos. 12, 18, 27, 28 and 31 In employ or able to provide a livelihood for themselves.

(6) 3 viz. Nos. 11, 13 and 26 Recommended for the favourable consideration of Government.

(105)

To

G.G.'s Agent at Delhi,

Pol. Deptt.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter under date 3rd instant with enclosures respecting the claim of Mirza Ussudoolah Khan on the estate of the late Nawab of Ferozepore and in reply to state that the decision of the Special Commissioners denying his right to exception from the rule observed with other creditors was in the opinion of the Governor-General with reference to the circumstances under which the amount claimed had accumulated, perfectly just and proper.

(Sd.) H. Torrens
Deputy Secretary to the
Governor-General.

Simlah.
18th July, 1838.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part II.

That your Petitioner having learnt now, that all the Creditors of the late Shumshoodeen Khan, will receive a Dividend of only 8 annas and 6 pies in the Rupee, and that your Petitioner is about to suffer the same fate, has been not a little agitated in mind; and he presumes most humbly, that Your Lordship will equally be surprized at this. Your petitioner was no Servant of the late *Jageerdar* nor his Demand is for Property sold or money lent: This Sum is due to your Petitioner towards his Pension which was fixed by the British Government for which a deduction was allowed to Ahmud Baksh Khan, in the *Istumrar* money payable to them. Therefore, Your Petitioner's demand cannot be considered on the same footing as Shumshoodeen Khan's other *Debts*.

That Your Lordship's Petitioner begs leave to quote a recent Precedent in support of his application. Ameenoodeen Khan and his Brother have received the sum of 44,000 Rs (on account of the Proceeds of Lohawroo) in full amount of their demand, from the property of the late *Jageerdar* of Ferozepore.

Under these circumstances your Petitioner trusts humbly that Your Lordship will deem your Petitioner's claims superior to those of the other Creditors (in fact of a different nature) and that Your Lordship will be most graciously pleased to send instructions to the Agent to the Governor-General at Delhi that he may see your Petitioner paid his full demand, otherwise Your Lordship's Petitioner will experience a very heavy loss, by unjustifiable deduction of a moiety of his pension, which is already curtailed too much by the intrigue of the late Nawab Ahmud Buksh Khan, and which is indeed in its present state not adequate for the support of your Petitioner and his Family.

And Your Lordship's petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi
The 2nd June, 1838.



محمد اسداللہ خاں برادر زادہ نصراللہ بیگ خاں جاگیردار سونک سونسا

مورخہ ۲ جون ۱۸۳۸ء

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part II.

(104)

To

The Right Hon'ble Lord George Auckland,
GCB, etc., etc.,
Governor-General of India.

The Petition of Assudoollah Khan, nephew of Nussuroollah Beg Khan, the late Jageerdar of Sonk and Sonsa.

Humbly Sheweth:

That your Petitioner presumes humbly, Your Lordship is aware, that his uncle the late Nussuroollah Beg Khan, possessed a *Jageer* as a Grant from the British Government, which being a life tenure, it became the Property of Government after his demise; and an annual pension of 10,000 Rupees was fixed by the Government (on Lord Lake's Report dated 4th May, 1806) for the maintenance of his Family, to be paid from Nawab Ahmud Buksh Khan's *Jageer* out of the *Istamrar* money payable to Government. But Nawab Ahmud Buksh Khan keeping *this order* a secrete, all along paid your Petitioner and his Family only 3,000 Rupees (out of the 10,000 per annum. It is almost needless to say that this point is in dispute and on appeal from your Petitioner, Your Lordship has been pleased to send for the decision of the Honorable the Court of Directors): so long the *Jageer* remained in the possession of the *Jageerdar* of Ferozepore, your Petitioner received his pension from the *Jageer*, and since its resumption, your petitioner has drawn the amount from the Government Treasury, by the orders of Government.

Up to the date the Jageer remained in the possession of the late Shumshoodeen Khan, arrears of pension are due to your Petitioner amounting to 3,750 Rupees (@ 3,000 Rs. per annum) and this Sum has been proved by the investigation of Mr. Colin Lindsay in his capacity as Special Commissioner, and the court has been pleased to give a Decree in favour of your Petitioner.

the Amount of one year's arrears until the whole was liquidated . This arrangement was approved of by Mr. Fraser but the Nawab did not live to fulfil his Agreement.

5. As it was clear from the foregoing circumstances that the accumulation of Arrears was solely to be attributed to the obstinacy of the Petitioners, who refused to receive their just dues until their unfounded claims were acknowledged—the Special Commissioners declined to make any Exception in their favour to the prejudice of the other Creditors.

I have the honour to be,
Sir
Your most obedient servant,
(Sd.) T.T. Metcalfe.
Agent, Governor-General,
N.W.Ps.

Delhi Agency
3rd July, 1838

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No 9-B, Part II.

(103)

To

W.H. Macnaghten, Esqr.,
Secretary to the Governor-General,
N.W.Ps. Simla.

Sir,

I have the honour to submit for the orders of the Right Honorable the Governor-General, the accompanying English petition presented by Mirza Ussdoollah Khan (commonly called Mirza Nawsha) one of the Heirs of the late Mirza Nussuroollah Khan, praying that the amount of a decree passed in his favour by the Special Commissioners appointed for the settlement of the affairs of the late Nawab against the estate of the late Nawab Shumsoodeen Khan may be paid in full and not considered in the light of a Debt, under which denomination he will only be held to share a dividend with other Creditors.

2. Mirza Ussudoollah Khan and his brother Mirza Yousoof filed a plaint before the Special Commissioners for Rs.3,750 being the Arrears of Pension due to them at the period of the demise of the late Nawab. As Heirs of Mirza Nussuroollah Beg Khan they were entitled under a grant and confirmed by Government of His Excellency General Lord Lake to an annual provision of 1,500 Rupees each, payable from the proceeds of the Ferozepoor *Jageer*.

3. In 1832, they solicited the aid of the late Agent in procuring for them payment of Arrears due, and the Nawab Shumsodeen was requested to satisfy the claim. The Nawab in reply apprized Mr. Fraser that the petitioners had demanded an Higher rate of pension than was fairly due to them, and that as the demand had been resisted they had refused to receive the amount to which they were really entitled. Ultimately a reference was submitted to Government and the Extra claim advanced by the Petitioners was declared inadmissible (May 1832).

4, On the receipt of the orders of Government the late Nawab intimated to my Predecessor, that he was unable to discharge in one payment the arrears which had accumulated (owing to the litigiousness of the Petitioners), but that he was willing in addition to the Pension of the current year, to pay annually

(102)

Abstract of Urzee of Ali Buksh Khan, Bunyadee Begum and Omrao Begum, Children of Illahee Buksh Khan, full brother of the late Ahmud Buksh Khan to the Right Hon'ble the Governor-General received 20th February, 1838.

State that their late uncle Ahmud Buksh Khan considering them in the light of his own children had assigned a separate allowance for their support from the *Jageer* granted to him by the British Government exclusive of food and clothing, also all other expenses attendant on marriages and other events occurring in their respective families. That the *Jageer* in question having been recently resumed by Government, their allowances have been withheld, in a measure which has reduced them to the lowest state of poverty, and made them entirely destitute of even the common necessities of life, under which circumstances relying alone on His Lordship's uniform and impartial justice they entertain a hope that their unfortunate case will be taken into consideration and some means of support be bestowed upon them.

(True abstract translation)

(Sd) H. Torrens[19].
Deputy Secretary.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part II.

(101)

Extract from Political letter to India dated 7th February, 1838

Narrative for October, 1835 (33 - 34 and 136 - 137 of Narrative for April, May and June 1835) claims of Assudoola to an increase of the provision assigned to him from the revenues of Ferozepore.

89. This claim had been negatived, and on good grounds previously to the the sequestration of the *jageer*.

India Office Records, London—No IOR-E/4/753, Political Despatch No 10 of 7 Feby. 1838

(100)

To

T.T. Metcalfe, Esqr.
Agent to the Lt.-Govr.,
N.W.Ps., Delhi.

Pol. Deptt.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter of the 17th instant reporting on the petition of Booneeadee Begum and Oomrao Begum and to acquaint you in reply that the claims preferred by these ladies appear to be against the Estate of the late Nawab Shumsoodeen Khan and the Lieut.-Governor does not therefore see any ground for interference.

On the completion of the investigations now pending before the commissioners you are requested to bring to the notice of the Lieut.-Governor any case of want or destitution amongst the family of the late Shumsoodeen which may appear to you to deserve the assistance of Government.

I have the honour to be,
Sir,
Your most obedient servant,
(Sd) R.N.C. Hamiltion
Offg. Secretary.

Agra
The 24th October, 1837.

to indemnify her in the sum of 3,000 Rs. for the sale of her Jewels, to which she had been compelled to have recourse.

9. After this, the late Agent, under date 24th August, directed the Nawab to remit to Omrao Begum 3,000 Rupees out of the arrears due to her husband and to pay to her regularly 400 Rs. per annum, her acknowledged share of the pension.

10. Of the former of these sums Omrao Begum acknowledges to have received on her husband's receipts 1,500 Rupees and for one and a half year her allowance @ 400 Rs. per annum. For the Balance of the 3,000 she filed a suit before the Special Commissioners, who concurred in opinion that her claim must be against her husband and not against the Estate of the late Nawab—the more so, as Mirza Ussudoolah has likewise instituted two claims, the one for 3,750, on account of 5 years' pension, due to him at the time of the Nawab's death and the other, for 3,500 Rs. arrears antecedent to the above period of 5 years. The proof of these statements will necessarily rest with the husband; but whether they be established or not the wife can have not separate demand.

11. The original petition is herewith returned.

I have the honor to be,
Sir
Your most obedient servant,
(Sd.) T.T. Metcalfe,
Agent to the Lt. Governor, N.W.Ps.

Delhi Agency
7th October, 1837.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I.

(99)

To

R.N. C. Hamilton, Esqr.,
Offg. Secretary to the Hon'able the Lieutt. Governor,
N.W.Ps., Pol. Deptt., Agra.

Sir,

I have the honor to acknowledge your despatch No.194 under dated the 7th Instant, forwarding for report an original Petition from Booneeadee Begum and Omrao Begum, nieces of the late Nawab Ahmud Bukhsh Khan.

* * * * * * * * * * * * * *

6. With respect to the second petitioner, Omrao Begum, I find from the records of this office, that in the month of June 1806, a pension was settled by General Lord Lake payable from the Ferozepore *Jageer* on Mirza Ussudoollah commonly called Mirza Nowsha, the petitioner's husband.

7. A quarrel having arisen between the late Nawab Shumsooddeen Khan and Mirza Ussudoollah (about the years A.D. 1828-29) the latter refused to receive his pension. On the 12th August, 1833, Omrao Begum presented a petition to the late Agent, requesting that provision might be made for her out of arrears of her husband's pension—Upon which Mr. Faser called upon Mirza Ussudoollah to state, what portion he was willing to settle upon his wife.

8. Mirza Ussudoollah replied that he had formerly settled on the Begum an annual allowance of 400 Rupees but that, for the last five years he had paid her nothing owing to the suspension of his own income, but that, on receiving his arrears, he was willing to make a suitable provision for his wife, and

(98)

To

T.T. Metcalfe, Esqur.,
Agent to the Lt. Govr., N.W.P., Delhi.

Pol. Deptt.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter of the 27th ultimo reporting on the claim preferred by Mirza Ussuddoollah Khan, against the Estate of the late Nuwab Shumsoodeen Khan, for arrears of pension.

2. In reply I am desired to observe that the arrears in question are certainly due from the property of the late Nuwab and should be liquidated from that source.

I have etc., etc.
(Sd.) R.N.C. Hamiltion
Offg. Secretary

Agra.
The 4th October, 1837.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I.

I have the honour to enclose a correct statement of the balance due to them.

I have etc. etc.
(Sd.) C. Gubbins,

Ist Astt. A.G.G. & Commissioner.

Ferozepoor
Camp Rewarree,
The 29th October, 1835

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part II.

(97)

To

T.T. Metcalfe, Esquire
Agent, Governor-General,
Delhi.

Sir,

In answer to your letter of the 20th Instant and Enclosures regarding the Installments due to Mirzas Nowsha, Yoosoof etc. I have the honor to inform you that the statement of claims furnished by them is incorrect. The allowances of the family amount to 5,000 Rupees per annum or a *Fuslana* of 2,500.

On the sequestration of the *Jageer*, 4,500 Rs. were due to Mirzas Yoosoof and Nowsha for arrears which had accumulated in the Years 1237-38-39-40 & 1241 F.S. and on the collection of the *rubbee* Installments of Revenue, 2,500 Rs. was paid to the family as the whole *Fuslana* for that season and 750 as the instalment of arrears as had formerly been agreed to by the Nawab making a total of 3,250.

There is therefore now only 3,750 Rs. balance in their favour and as this sum should have been disbursed from the receipts of former years the burthen of it would fall not upon the future Revenue of the *Jageer* but upon the amount of the property of the Nawab whether lodged in the Company's Treasury of realized from the sale of his Effects.

As I have carefully investigated the accounts of the *Jageer* I can speak confidently as to the inaccuracy of the claims advanced by Mirza Nowsha etc.

4. Should His Honor the Lieutenant Governor consider this view of the question to be just, there can be no objection to defraying this remaining portion from the amount in deposit either immediately or, on the final adjustment of the affairs of the Estate.

I have the honor to be,
Sir
Your most obedient servant,
(Sd.) T.T. Metcalfe
Agent Lt.Govr., N.W.Ps.

Delhi Agency
27th September, 1837.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I.

(96)

To

R.N.C. Hamilton, Esqr.,
Offg. Secretary to the
Hon'ble the Lieut. Governor,
N.W.Ps.

Pol. Deptt., Agra.

Sir,

I have the Honor to acknowledge your letter No.160 of the 20th instant forwarding for report, copy of a Petition presented by Ussud Oollah Khan, and in reply to submit for the information of the Honorable the Lieutenant Governor, the annexed Copy of a statement furnished in the year 1835, by the Officer-in-charge of the Ferozepore Territory relative to the claims preferred by the petitioner.

2. From this document it appears that of the original amount of Arrears *viz*. 4,000 rupees (for the *Fusly* years 1237-41) due by the late *Nawab* on the sequestration of the Estate, Rs. 3250 were liquidated from the first Installments, leaving a Balance of 3,750 Rupees in favour of Ussudoollah Khan etc. etc.

3. This Balance, having been payable from the revenues of the *Jageer* antecedent to its resumption, should, in my opinion be realized from the amount of the property confiscated and not from the Government assets.

(95)

To

T.T. Metcalfe, Esquire,
Agent to the Lt. Govr., N.W. P., Delhi.

Pol. Department.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter of the 26 ultimo, and to transmit for report a copy of the petition of Assudoollah Khan therewith submitted.

I have etc. etc
(Sd.) R.N.C. Hamilton

Agra
The 20th September, 1837.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I.

etc.) to be paid to them, in like manner, as Ameenoodeen Khan and Zeeaoodeen Khan have been paid their arrears and which Sum afterwards can be carried to account.

And your Petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi,
The 17th August, 1837.

عرضداشت اسداللہ خاں برادر زادہ نصراللہ بیگ خاں جاگیردار سونک سونسا
معروضہ ہفتدہم اگست ۱۸۳۷ عیسوی



Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I.

passed by the Agent at Delhi, on the 31st October, 1835, that this Amount should be paid to your Petitioner from among the sale of the late Shumshoodeen Khan's Property: But the remaining sum of 3,500 Rupees is due to all persons *viz.* your Petitioner, his Brother, and his three Aunts (being the arrears of pension for fourteen months at 3,000 rupees per annum). According to the order passed by C.T. Metcalfe, Esquire., your Petitioner's claims are pending in the Civil Court, and the *Missil* therewith connected is ready: As for the sum of 3,500 Rupees, it is believed will be proved from the Records of Ferozepore:—and your Petitioner's claims to the first Sum as being due had been already proved to be valid from the Records of Ferozepore: — and it is evident that your Petitioner and his Family are neither Servants nor Creditors of the late Shumshoodeen Khan, and their pension, according to the orders of Government, was assigned with Nawab Ahmud Buksh Khan' *Jageer*, to be paid from the *Istumrar* money of Government.

Third Your Petitioner with his Family in demanding this money, hopes most humbly that their claims will not be brought under consideration in common with the claims of the Creditors and Servants of the late Shumshoodeen Khan: — As a point of precedent Your Honor's petitioner begs leave respectfully to advert to a similar case that Ameenoodeen Khan and Zaeoodeen Khan have been paid 44,000 Rupees on account of arrears due to them from the sale amount of Shumshoodeen Khan's Property, and your Petitioner trusts humbly, that he and his Family may be paid accordingly: But if it be inferred, that the arrears due to Ameenoodeen Khan and Zeeaoodeen Khan, were paid to them from the proceeds of Lohawroo, your Petitioner, begs leave to state, that the amount of their pension may be considered as payable from the *Istumrar* Money of Government.

Fourth Your humble petitioner and his poor Family are thus placed in a sad predicament, and solicit most earnestly, that Your Honor will be graciously pleased to direct the Agent at Delhi that he may not include the Claims of your Petitioner and his Family with those of the Creditors and Servants of the late Shamshoodeen Khan; but that he may order the payment of this Sum (as the only source your petitioner and his family, at present, look to for paying their Debts

(94)

To

The Hon'ble Sir C.T. Metcalfe, Baronet,
CCB, Lieutenant Governor of the N.W.Ps,
Agra.

The humble petition of Assuddoollah Khan, the nephew of the late Nussuroollah Beg Khan.

Humbly Sheweth:

That Your Honor is aware that your Petitioner's uncle, the late Nussuroollah Beg Khan enjoyed a *Jageer* as a Grant from the British Government, and, after his demise on the resumption of his Lands, a pension was appointed with Ahmud Buksh Khan's *Jageer*, for the support of Nussrroollah Beg Khan's Family (consisting of 5 persons *viz.* your Petitioner, his Brother, and his 3 Aunts), and those 5 Individuals have all along received from Nawab Ahmud Buksh Khan's *Jageer*, from the year 1806, 3,000 Rs. annually, and since its resumption, they have drawn their pension from the Government Treasury; and, it may not be superfluous to state here, that the pension which Nussuroollah Beg Khan's family receive, is not from the Proceeds of Ahmud Buksh Khan's *Jageer*; but it was assigned from the *Istumrar* Money payable to Government by Ahmud Buksh Khan.

Second The sum of 7,250 Rupees is due to your Petitioner and his Family in arrears of their pension at 3,000 Rupees per annum from the late Shumshoodeen Khan; and from this Amount the sum of 3,750 Rupees is exclusively due to your Petitioner and his Brother, on account of arrears due from former Account of 4 or 5 years past, and this sum has been proved to be due in the Collectorate Department under C. Gubbins, Esquire., and an order was also

(93)

To

R.H. Scott Esquire,
Offg. Secretary to Lieut. Governor, N.W.P,
Political Department, Agra.

Sir,

I have the honor to forward the accompanying petition in the English Language from Assudoollah Khan, nephew of the late Nussuroollah Khan, to the address of the Honorable the Lieutenant Governor, N.W.P.

I have the honour to be,
Sir
Your most obedient servant,
(Sd), T.T. Metcalfe
Agent to the lieutt. Govr.
N.W.P.

Delhi Agency
The 26th August, 1837

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No.9-B, Part II.

(92)

Extract from the Narrative of the Proceedings of the Hon'able the Lieutt. Governor of the North-Western Provinces in the Political Department for the months April, May and June, 1836 dated the 29th October, 1836

Respecting the claim of Assudoolla Khan to an increased stipend out of the proceeds of the Ferozepore Jageer
Progs. 18th June 1936
Nos. 2 to 5.
Progs. 25th June 1836
Nos. 2 to 4.
Vide Collection No. 47

Para 136. Two petitions were received from the Government of India, together with certain other documents presented by Assudoollah Khan nephew of the late Nusseeroollah Beg Khan representing that on the occasion of the Ferozepore *Jageer* being assigned to the late Ahmud Buksh Khan an allowance of 10,000 Rupees per annum out of the proceeds of the *Jageer* had been set apart for the support of his uncle[8] and his family but that since his uncle's demise, he has been in the receipt of only 3,000 Rupees per annum and as the Ferozepor *Jageer* had now been resumed by the British Government the Petitioner prayed that the difference of stipend be paid to him for the last 29 years out of the Estate of the late Shumsooddeen Khan and in the event of the restoration of the *Jageer* to the family of the late Nawab, Assuddoollah Khan prayed that the stipend of 10,000 Rs. annually be paid to him prospectively from the Govt. Treasury.

Para 137. The Government under date the 27th January, 1831, had declined to interfere with the arrangement which had been made for the support of the family of Nasseeroolla Khan by Ahmud Buksh Khan the first Chieftain of Ferozepor and the Agent was directed to inform the Petitioner that his case had already been disposed of by the above decision.

India Office Records, London—No.IOR.F/4/1643-Board's Collection No.65669.

[8] It is not correct the arangement of maintenance were made after the death of Ghalib's Uncle Nassurulah Beg Khan for his family.

(91)

Ordered that the Letter addressed to Assudoollah Khan be transmitted thro' the Agent at Delhi

True Extract.

(Sd.) C.G. Mansel ,
Offg. Secretary to the Lt.Govr. N.W.Ps.

India Office Records, London—No.IOR.F/4/1643-Board's Collection No.65669.

(90)

From

W.H. Macnaghten, Esqr.
Secretary to the Government
of India.

To

Assdoollah Khan

Dated the 13th June, 1836

Sir,

I am directed by the Right Hon'able the Governor-General of India in Coucil to acknowledge the receipt of your letter dated the 22nd Ultimo to the address of His Lordship's Private Secretary together with its enclosure.

In reply I am desired to acquaint you that the communication in question has been forwarded together with the former paper connected therewith to the Hon'able the Lieutt. Governor of the North Western Provinces who will pass such decision on your claim as may appear to him to be just and proper.

I am etc.
(Sd.) W.H. Macnaghten
Secretary to the Government of India

Fort William
13th June 1836.

True copy.

(Sd.) W.H. Macnaghten
Secretary to the Govt. of India.

India Office Records, London—No.IOR.F/4/1643-Board's Collection No.65669.

That Your Lordship will have noticed that your petitioner in submitting his Calims before, has solicited that the sum due him (as stated in his several petitions) amounting to 2,03,000 Rupees may be paid to him out of the 2,60,000 Rupees now held by the British Government of the late Shumshuddeen Khan, and that the other Claimants be prohibited from monopolizing this amount as your petitioner has been the first in holding this deposit responsible for his demand and that he has already stated, that this sum is in fact Government money and forms a just claim of the family of the late Nussurroollah Beg Khan.

That the Heirs or Claimants of the late Shumshoodeen Khan having petitioned the *Dewannee* Court at Delhi for the payment of this money to them, your petitioner is therefore solicitous that Your Lordship will be pleased to issue an order to the Agent here or to the Sessions Judge that the amount of your petitioner's Demand *viz.* 2,03,000 Rs. be deducted out of this 2,60,000 Rupees and be kept in the Govt. Treasury until the final decision of your petitioner's case.

Delhi
The 22nd May, 1836



And Your Lordship's petitioner
will, as in duty bound, ever pray.

India Office Records, London—No.IOR.F/4/1643-Board's Collection No.65669

(89)

From

Assdoollah Khan
Nephew of the late Nussuroollah Beg Khan.

To

The Right Hon'ble
Lord G. Auckland, KCB.
etc. etc. etc.
Governor-General in Council,
Fort William.

Dated the 22nd May, 1836

The humble petition of Assadoollah Khan, the nephew of the late Nussuroollah Beg Khan.

Respectfully Sheweth:

That your Petitioner on the 23rd of March last had the honor of submitting his case for your Lordship's humane consideration when he enclosed the papers connected therewith. One of such papers that he possessed no duplicate he took the liberty of mentioning in a separate memorandum that they were to be found on the Records of Government in Calcutta.

That your Petitioner has learnt from the Gazette that Your Lordship's time at present is wholly occupied towards the affairs of the Country hence your petitioner most humbly presumes his case remains yet undecided , your petitioner can be in no great haste under a firm belief that in due time Your Lordship will be pleased to bestow such notice upon the Case as it merits and at the justness of Your Lordship's hands, he entertains every hope of receiving his just and Lawfull due. But a circumstance has occasioned great confusion in your Petitioner's mind and he can't reconcile himself without injuring his own interest in refraining from urging the following point for Your Lordship's kind consideration and immediate orders.

(88)

From

Assadoollah Khan

To

R.Colvin[16], Esquire,
Private Secretary to the Governor-General,
Fort William.

Dated the 22nd May, 1826.

Sir,

In submitting the enclosed Petition I have the honor to solicit that you will have the goodness to present it for the most liberal consideration of the Governor-General in Council and I have to beg most respectfully that the orders which may be passed thereupon be communicated to the local authorities at Delhi.

I also beg leave with every deference to state that I am anxious to learn whether His Lordship has passed any order on the Petition which I submitted on the 23rd of March last. May I solicit the condescension of your favouring me with a line on the subject, that a mind full of anxieties may be reconciled for a while?

I have the honor to be etc. etc.
(Sd.) Assadoollah Khan

Delhi.
The 22nd May 1836

Persian Seal

India Office Records, London—No.IOR.F/4/1643-Board's Collection No.65669.

(87)

Extract from the Proceedings of the Hon'able the Lieutenant Governor of the North-Western Provinces in the Political Department, dated the 25th June, 1836.

From
W.H. Macnaghten, Esquire,
Secretary to the Government of India.
To
G.A. Bushby, Esquire,
Secretary to the Hon'able the Lt. Govr. of the
North-Western Provinces, Allahabad.

Pol. Deptt. Dt. the 13th June, 1836.

Sir,

In continuation of my dispatch of the 23rd Ultimo, I am directed to transmit to you the accompanying original papers from Assdoollah Khan addressed to His Lordship's Private Secretary with its enclosure, dated the 22nd Ultimo.

It is requested that the accompanying reply may be forwarded to Assdoollah Khan, through the Agent at Delhi. A copy accompanies for the information of the Hon'able the Lieutenant Governor.

Fort William
13th June, 1836

I have the honour to be etc. etc.
(Sd.) W.H. Macnaghten
Secretary to the Government of India.

India Office Records, London—No.IOR.F/4/1643-Board's Collection No.65669

(86)

To

T.T. Matcalfe, Esqr.,
Agent to the Lieut. Governor,
N.W. Provinces, Delhi.

Poll. Deptt.

Sir,

I am directed to communicate to you for the information of Usudoolla Khan that his petition dated the 23rd March last has been before the Right Hon'able the Governor-General in Council but that the case is considered to have been disposed of by the decision of the Governor-General the Right Hon'able Lord William Bentinck.

I have etc., etc.

(Sd.) G.A. Bushby.

Allahabad.
The 18th June 1836

(85)

Extract Agra Presidency Political Proceedings under date the 20th December, 1835

Ordered that the Agent at Delhi be requested to communicate to Usudoolla Khan that his petition, dated 23rd March last had been before the Supreme Government but that the case was considered to have been disposed of by the decision of the Governor General the Right Honorable Lord William Bentinck.

India Office Records, London—No.IOR.F/4/1643-Board's Collection No.65669.

(84)

Note Assadullah Khan the petitioner begs leave respectfully to state that from the perusal of this despatch it will appear that the appellant in appealing to the right Honourable the Governor-General in Council, has the honour to submit three points for consideration: —

First—That in addressing the above letter to Mr. C. Gubbins, the petitioner requested of him to forward a copy of it to the Agent at Delhi that he may pass the necessary orders thereupon or submit it for the consideration of the Governor of Agra. The letter in question was sent to the Agent; but he neither passed any orders, nor submitted it for the consideration of the Governor of Agra.

Second—That the petitioner in applying to the Governor of Agra, to order the payment of arrears of allowance (of 3,000 rupees per annum) due to him and his family had solicited that the amount should be paid out of the proceeds of the State of Ferozepore (as it should be paid from the revenue of that State); but the Governor of Agra did not pass his orders to this effect.

Third—The petitioner has submitted his claim for the consideration of the Governor of Agra; but His Honour neither passed his own decision, nor submitted it for the consideration and orders of the Supreme Council, but barely expressed his opinion, that the case does not come within the sphere of his jurisdiction as it was amenable to the decision of the Supreme Government.



اسداللہ خاں برادر زادہ نصراللہ بیگ خاں جاگیردار سونک سونسا

Punjab Government Archieve—Delhi Resicency and Agency Record—Case No 9-B, Part I

In conclusion I have the honor to solicit that you will issue such orders upon this subject as may seem necessary; and that you will be pleased to forward a copy of this address to the Governor of Agra* at Delhi with a request that he may, if he thinks proper, submit the same, for the consideration and orders of the Honorable the Governor of Agra.

I have etc. etc.

(Sd.) Assdoollah Khan.

Delhi.
The—October, 1835.

---

* Here probably some words are missing. The missing words in my opinion are "To the Agent".

(83)

To

C.Gubbins[15], Esquire,
Principal Assistant, Camp Ferozepore.

Sir,

I have the honor to submit the following points for your information.

Khaja Shumshoodeen and Khaja Budroodeen, Sons of Khaja Hajee, who used to receive a sum of 2,000 Rs. from Nawab Ahmud Bukhsh Khan's *Jageer* annually are in no way related to Nassurroollah Beg Khan either in consanguinity or by marriage. The Father of these Individuals was a Servant of Nussurroollah Beg Khan and held the Situation of a *Jemadar* of the 50 Horsemen whom the Nawab Ahmud Bukhsh Khan was bound by Treaty with Lord Lake to maintain for the service of the British Government out of his *Jageer*. Though Nawab Ahmud Bukhsh Khan paid 2,000 Rupees to Khaja Hajee as a monthly stipend, he, out of Kindness dispensed with his Services which circumstance alone created the impression of his (Khaja Hajee's) being a relative of Nussurroolla Beg Khan. On the other hand, the *Jemadar* of the Horsemen can only retain his Situation and be considered entitled to the allowance he used to draw, *so long as the Horsemen continue in service*: But as the Nawab's *Jageer* has been resumed, it is uncertain whether Government will disband the Horsemen or continue them as heretofore?

As a nephew of Nussurroollah Beg Khan and a well wisher of Government, it behoves me to give you this information: I have already submitted a petition to the Hon'able the Governor of Agra wherein I have touched upon this subject in common with the points connected with my rights and Claims.

The *Jageer* in question continued in the possession of Nawab Shumshoodeen Khan until the end of April 1835 and from the month of May it has been attached by Government, it is therefore necessary, I presume that Khaja Shumshoodeen and Khaja Budroodeen be paid up to that date only from the Revenue of the *Jageer*, and any further payment be deferred until the orders of Government are known on this point.

Second. That Sir John Malcolm has only testified Lord Lake's Seal and signature, but he has not denied the validity of the English Reports.

Third Mr. George Swinton has expressed his opinion in such manner that the *Shooqua* in question cannot disannul or falsify the English Report of the 4th May 1806.

The fact of the *Shooqua* being surreptitious has been brought into question; but this deceptive Document has not been compared with the English Report as yet, the petitioner is therefore, solicitous that the Governor-General in Council will be pleased in his justness to examine these two Documents (by which it will be found that the *Shooqua* is not genuine). Without a proper examination of *these* Papers the Case cannot be brought to a conclusion.

The original ground of the petitioner's Claim is to ratify, that the *Shooqua* was not issued from Lord Lake's office by His Lordhsip's order, but that Ahmud Bukhsh Khan consulting with the *Amlah* procured the Seal and signature of Lord Lake, as explained in the petition to William Blunt, Esquire, the Governor of Agra.

In conclusion the petitioner most humbly and earnestly solicits that the Governor-General in Council will examine the *Shooqua* with the English Report and either to acquaint him on what principle Lord Lake could have issued another order so *contradictory*, after the Government had confirmed the allowance of 10,000 Rupees per annum, or to issue such order as the petitioner may receive his just and lawful due.

It is totally impossible that Lord Lake could have repealed the former order after it had been confirmed by Government without issuing another Document expressive of the ground which could have induced him to do so, or without further reference to Government.

(Sd.) Assdoollah Khan

(82)

Note—Assdoollah Khan, the petitioner begs leave to state most respectfully, that on the receipt of the above petitions, and the Report of the Agent to the Governor of Agra, from Delhi, respecting the petitioner's Case, the Honourable the Governor of Agra was pleased to pass his orders that the petitioner's Case cannot be heard in his Court, as it was investigated once in Calcutta in the Supreme Council.

Agreeable to this order of the Governor of Agra the petitioner has deemed it advisable, to submit Copies of all the Papers connected with his Case to the Right Hon'able the Governor-General in Council and to appeal to his just and impartial Tribunal in the humble hope that redress will be afforded him.

From the perusal of these petitions and the Documents specified below, the Governor-General in Council will perceive how the case stands, viz:-

The Report of Sir Edward Colebrooke to Government respecting the petitioner's Case and the reply from Government.

The Report of Francis Hawkins, Esqr., and the reply from Government.

The 2 petitions (in English) the petitioner had the honor of submitting to the Supreme Government by the English Post, and the letter from Government to Sir John Malcolm and that Gentleman's reply.

On reviewing the Case, and perusing every Document connected with it, the Governor-General in Council will be pleased to notice the following points:-

First. That the petitioner had not barely solicited to confirm that the *Shooqua* was not genuine, but that the contents of the *Shooqua* should be *compared* with that of the English Report.

That the reason of your petitioner's requiring and demanding the arrears due to him and his family on account of the allowance of 3,000 Rupees per annum is as follows:—*First*. That he is anxious to clear the accounts to that date, and secondly to provide himself and his family with support, until his Case, now pending before your impartial Tribunal, be decided.

And your petitioner etc., etc.,

(Sd) Assdoollah Khan

Delhi.
The 16th December, 1835.

(81)

To

The Hon'ble A. Ross Esqr., etc., etc.,
Governor of Agra.

The hymble petition of Asdoolah Khan the nephew of the late Nussoorallah Beg Khan.

Respectfully Sheweth,

That your petitioner most humbly presuming, in advertence to two of the Memorials, he had the honor of submitting, under date the 30th June, 1835, that on receiving the Report of T:T. Metcalf, Esquire in his Case, you will revert to them, your petitioner begs to attract your attention to the concluding paragraph of the 2nd petition and trusts humbly that according to the subject thereof, you will be pleased, to issue your orders to the Agent to the Governor of Agra at Delhi, that 2,03,000 Rupees on account of your petitioner's *Demand* be deducted out of the 2,60,000 Rupees held by Government of the late Shumshodeen Khan, and the amount be kept in deposit in the Government Treasury with a view to secure the money from being disposed of to the Creditors of the Deceased.

That your petitioner also begs to state for your information, that arrears of the allowance Ahmud Buksh Khan used to allow (of 3,000 per annum) to your petitioner, his brother and the 3 sister of Nussurroollah Beg Khan, are due to them from the Revenue of Ferozepore up to the period of 30th April, 1835. Your petitioner has the honour to solicit that you will be pleased to issue such order to T.T. Metcalfe Esquire, as he may pay them up to that period, from the Proceeds of that State.

That your petitioner has confined the payment of the arrears of allowance due to him and his family up to the month of April 1835, owing to the *Jageer* having continued till that period in the possession of the late Incumbent, as from the month of May it has been attached by Government.

(80)

Extract from Agra Presidency Political Proceedings No. 9 under date the 20th December, 1835.

No orders necessary.

(True Extract)

(R. H. Scott,
Officiating Secretary to the
Government of Agra,

India Office Records, London—No.IOR-F/4/1643-Board's Collection No. 65669

Buksh Khan or deprive your petitioner of his right, the legality of which according to the Report of Lord Lake, under date the 4th May 1806, is unquestionable.

That in a Court of Justice, your petitioner begs to state with every deffrence, this inconsistent and deceptive *Shooqua* (of which no duplicate can be traced among the Records of any Public Office), can never be held valid: Your petitioner has the honor to solicit most humbly and earnestly, that you will be so gracious and human as to review the Case well; and bestow such notice upon it, as it may seem to merit in your just, impartial and unparalleled opinion.

And your petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi.

The 16th December, 1835 (Sd.) Assdoollah Khan

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I.

(79)

To

The Hon'ble Alexander Ross[14], Esquire,
Governor of Agra.

The humble Petition of Assdoollah Khan

Respectfully Sheweth:

That in continuation of the memorials your petitioner had the honor of submitting in the month of October last, he begs most respectfully to offer the following points for your liberal consideration and most serious notice.

That a report prevails in the City, that T.T.Metcalfe, Esquire has, since his appointment to the Agency, adopted the method of making the Persian *Amlah* draw out Abstracts of Cases; and upon their statement he makes his Report. Your petitioner, is, therefore, solicitous, that in his Case your Honor will not pass your judgment barely upon the Report which you may receive from that Authority. Your petitioner being in indigent circumstances and not able to please the *Amlah*, they are inimical to his interests, and have consequently rendered a vague abstract of his Case.

That Sir John Malcolm has only testified to the Seal and signature of the Hon'ble Lord Lake which your petitioner has no hesitation to acknowledge: But the question is, how they were obtained? It is evident, that this *Shooqua* (under date, 7th June, 1806), is false and was surreptitiously procured, as your petitioner has already explained in one of his memorials: How could Lord Lake (after the Governor-General in Council had confirmed the allowance of 10,000 Rupees) have issued another order so inconsistent; and, it is very remarkable, and favourable to your petitioner's Case that there is no Document revoking the previous order and confirmation of the Allowance in question.

That the imposition and sordidness on the part of Ahmed Buksh Khan, in procuring this *Shooqua* is too manifest to require any comment: Your petitioner humbly trusts, that as the *Jageer* is now placed under the administration of the British Government they will not take advantage of the mean artifice of Ahmed

(78)

Extract from Agra Presidency Political Proceedings under date the 20th December, 1835

From

Asdoollah Khan

To

G.A. Bushby, Esquire,
Political Secretary to the Government of Agra,
Allahabad

Dated the 16th December, 1835

Sir,

In submitting the enclosed memorials I have the honor to solicit, that in receiving a report from T.T. Metcalfe, Esqr. in my case you will be so kind as to present the enclosures together with my former Petitions for the consideration and orders of the Hon'ble the Governor of Agra.

I have the honor to be etc.,
(Sd.) Asdoollah Khan,

Delhi.
The 16th December, 1835.



India Office Records, London—No IOR-F/4/1643-Board's Collection No. 65669.

(77)

Note—Assadoolla Khan the petitioner states respectfully, that on the receipt of the preceding petitions, the Honorable the Governor of Agra, after their perusal, called upon T.T. Metcalfe, Esquire for a Report of the petitioner's Case from the Records of Delhi; and, consequent to this order, the petitioner presented two petitions to His Honor the Governor of Agra, by the English Post, the following are copies of them:—

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I.

Lordship however directs me to state that if any ultimate arrangement should be made respecting these Provinces by which it should be desired to convert them into either a source of advantage or of strength to the British Government without making them immediately subject to our own administration that he knows no native Chief with whom an arrangement could be made with such a confident expectation of its answering every end as with Ahmed Buksh Khan as he possesses great activity and intelligence, has much influence in the Country, and is (His Lordship is satisfied) most sincerely attached to the British Government.

True Copy and Extract.

(Sd.) W.H. Macnaghten.
Offg. Chief Secretary to the Government
(True Copy).
(Sd.) M. Blake,
1st Assistant A.G.G.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No 9-B, art I.

(76)

Extract from a letter from Lieutenant-Colonel Malcolm, dated 4th May 1806

At the period when Ahmed Buksh Khan gave up Rohtack and Hurrianah, the Right Hon'ble Loard Lake promised to give him the Districts he held in Mewat in *Istumrar* for the term of his life for a payment of 25,000 Rupees per annum; Soon after this on the sudden death of Nussooroollah Beg Khan, a near relation of Ahmed Buksh Khan, the Districts of "Sonk" and "Sonsah" which had been given to that Chief, were resumed, but His Lordship deemed it necessary to provide in some manner for his Brother* and family, and this became more urgent from the necessity of disbanding the Corps of Irregular Cavalry in which most of them were employed and in which there were also one or two officers who had come over from the enemy on a promise of favour and protection. To effect these objects in a manner the least objectionable, His Lordship thought the best mode was to allow Ahmed Buksh Khan a deduction for this support and with this view he fixed his payment at 15,000 Rs. per annum.

The situation of the District held by Ahmed Buksh Khan, their turbulent state, and the smallness of the amount he pays to Government combined with a consideration of his Services, led His Lordship to make him an offer (if he would give up all claims to aid, and promise to maintain the peace of his own possessions, and to furnish 50 Horse if required) to grant him exemption from any payment whatever and to give him the lands he holds upon the same tenure as then held by Nejabut Ally Khan and Summud Khan. To this he most readily assented, and I enclose by desire of Lord Lake a Draft of the *Sunnud* for him drawn out in the same manner as those granted to the two Chiefs above mentioned.

I am directed by the Right Hon'ble Loard Lake to enclose copy and translation of a representation which he has received from Ahmed Buksh Khan. The Districts of "Sonah" and "Noh" he is desirous to hold are now rented to Tej Singh Chowdree of Rewarree for the term of 3 years at an increasing *Jumma*.

His Lordship is not aware of the manner in which the Governor General in Council means ultimately to dispose of these provinces and has therefore given Ahmed Buksh Khan no reason to conclude his request will be complied with. His

---

* The arrangements of pensionary provision were made for nephews and family and not for the Brother and family.

Rupees 7,000 was effected by the fraud of the *Jageerdar* of Ferozepore (and the amount he appropriated to his own purposes) and not by the orders of Government.

5th.—The *Jageer* of Shumshoodeen Khan having remained in his possession till April 1835, and was attached by Government from May 1835—an annual balance, in favour of your petitioner, of 7,000 rupees per annum for the period of 29 years, is due from the *Jageer*, reckoning from May 1806, up to the date of the *Jageer* remained in the possession of the late Incumbent.

6th.—Your petitioner is solicitous, that the Balance of Rupees 2,03,000 due to him for the period of 29 years may be paid of the 2,60,000 that Shumshoodeen Khan has left in the hands of Government, and that from the month of May 1835, he may continue always to receive his assigned annual payment of 10,000 Rs. from the Government Treasury.

7th.—Should Your Lordship deem expedient to give back the *Jageer* to Ahmud Buksh Khan's Heirs your petitioner respectfully presumes that it will revert to them on the original terms that Lord Lake made the grant: and that your petitioner most humbly suggests that Rupees 25,000 should be deducted from the *Jageer* annually in *Istumrar;* and be paid into the Government Treasury,—15,000 Rs. being the amount assigned by Government for the maintenance of the 50 Horsemen (your petitioner humbly anticipates that they will be disbanded as they are seldom or never required for the service of Government); and the 10,000 Rupees be paid to your petitioner from the Government Treasury annually.

In conclusion Your Lordship's petitioner begs respectfully to add that for want of means, he is prevented from waiting on Your Lordship in person in Calcutta, and he is unable to appoint a constituted *Vakeel* to act for him there: In fact, he has no other mode of seeking redress, but that of submitting his Case for Your Lordship's liberal and most impartial consideration; and in doing so, humbly trusts, that the door of justice will not be shut against him.

And Your Lordship's petitioner will, as in duty bound, ever pray.



اسداللہ خاں برادر زادہ نصراللہ بیگ خاں جاگیردار سونک سونسا

The 23rd March 1836.

(75)

To

The Right Honorable
Lord G. Auckland, GCB, KCB, etc. etc.,
Governor-General in Council,
Fort William.

The humble petition of Assdoollah Khan, the nephew of the late Nussrroollah Beg Khan.

Respectfully Sheweth,

That Your Lordship's petitioner having failed in obtaining proper justice at the different Tribunals established for the administration of law, is advised to lay before Your Lordship in Council the enclosed *Extract* of General Lord Lake's Report to the Suprême Council, under date the 4th May 1806: the original of this communication together with the confirmation of the Governor General in Council is on the Records of Government in Calcutta.

2nd.—From the perusal of this Document, it will appear, that on the demise of your petitioner's Uncle, Nussuroollah Beg Khan , the *Jageerdar* of "Sonk" and "Sonsa", the lands in question were resumed; and in lieu of the *Jageer,* the Honorable Lord Lake granted for the support of Nussurroollah Beg Khan's family, from the *Jageer* of Nawab Ahmed Bukhsh Khan, 10,000 Rupees per annum and this measure was confirmed by the Governor-General in Council.

3rd.— At the period of Nussuroollah Beg Khan's death, his family consisted of six Heirs, viz.. one, his mother, 3, his sisters; and two, his nephews (sons of his Brother your petitioner and his brother): After some years Nussurroollah Beg Khan's mother died, and the surviving five Individuals are yet alive.

4th.—Since the death of your petitioner's uncle, he has with his family received from the *Jageer* of Ahmud Buksh Khan 3,000 Rupees only per annum, out of the 10,000 Rupees assigned by Government. Thus an annual reduction of

(74)

Has not this case been repeatedly decided?

(Sd.) Auckland

Referred to the Political Department.

By order

(Sd.)
Private Secretary

28th April, 1836.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I.

5th Your humble petitioner in seeking justice at the hands of Your Lordship prays that Your Lordship as the representative of the King of England, will be graciously pleased to review his Case on the principles of English equity.

6th. Your Lordship's petitioner, with utmost reluctance begs to add for Your Lordship's consideration and serious notice, that his Case has been ruined by the Local Authorities (Secretaries and Agents) and that manifest injustice has been done to him; he, therefore, trusts, that the Case may be tried without their interference and whatever information Your Lordship may be pleased to obtain will be derived from the Records of Government and Lord Lake's Report, and that Your Lordship's decision may be grounded thereupon.

7th. Your petitioner has mentioned all the particulars connected with his Case, in this petition in a private shape: and, has laid his Claims for Your Lordship's consideration and final orders through another petition.

And Your Lordship's petitioner will, as in duty bound, ever pray for your long life and prosperity.

محمد اسداللہ خاں برادر زادہ نصراللہ بیگ خاں جاگیردار سونک سونسا

Delhi.
The 23rd March, 1836.

۲۳ مارچ ۱۸۳۶ء

Further: That Your Lordship's petitioner begs leave with every deference to state that in dispatching these papers for Your Lordship's consideration and orders, he will labour under anxieties with regard to his Case being presented to your notice or not: and has, therefore, the honour to solicit most earnestly, that Your Lordship will be so condescending as to honour him with a line in receipt thereof.

That Your petitioner is also solicitous, that he may be made acquainted with such orders as Your Lordship may deem proper to pass upon his Case (in instituting enquiries) from time to time. Should the Local Authorities, against whose decision, he has appealed, give a vague Statement of your petitioner's Case, on being informed, he will be ready to clear every restriction in that way.

اسداللہ خان برادر زادہ نصراللہ بیگ خاں جاگیردار سونک سونسا
معروضہ ہفت و سوم مارچ ۱۸۳۶ عیسوی

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No 9-B, Part I

(73)

To

The Right Honourable
Lord G. Auckland[13], GCB, KCB, etc. etc.,
Governor-General of India,
Fort William.

The humble petition of Assdoollah Khan, the nephew of the late Nassurroollah Beg Khan.

Respectfully Sheweth,

That Your Lordship's petitioner begs leave to submit respectfully, for Your Lordship's liberal consideration and orders a brief Statement of facts as are connected with his grievances in Transcripts of Papers with illustrative notes relative to his Case, and the firm hope that due redress will be afforded him.

2nd Your petitioner is extremely anxious to appear in Calcutta and to appeal in person to Your Lordship's just and impartial Tribunal; but he has to express his deep sorrow in stating that his reduced condition will not admit of his undertaking a journey.

3rd Your petitioner in 1828, when W. B. Bayley, Esquire, presided as Vice-President in Calcutta, ventured to represent his grievances; and that authority referred him for Report to the Acting Resident at Delhi; but no justice ever since has been done to his cause.

Government orders on different occasions—Reports made by several *Agents* from Delhi at different periods and petitions presented by your petitioner are to be found on the Records of Calcutta.

4th Your petitioner in making his appeal to Your Lordship in council, submits Copies of all the papers and orders with his petition: and of such papers he has no Copy or Duplicate, he has noted them in a memo. and they are to be found on the Records of Government in Calcutta.

(72)

To

G.A. Bushby, Esquire,
Secretary to the Hon'ble the Lt. Governor,
North Western Provinces.

Poll. Deptt

Sir,

I am directed by the Right Honorable the Governor-General of India in Council to forward to you, for such orders as the case may appear to require, the accompanying original petition and its enclosures from Assudoollah Khan nephew of the late Naseeroollah Beg Khan.

2. I am desired, however, to state that the case would appear to have been finally disposed of by the letter from the Secretary to the Governor-General to Mr. Secretary Swinton, dated the 27th January, 1831, a copy of which is herewith sent for facility of reference.

I have the honour to be,
Sir,
Your most obedient humble servant,
(Sd.) W. H. Macnaghten,
Secretary to the Government of India

Fort William
23rd May, 1836.

(71)

Extract from the notes and narratives of the Proceedings of the Government of Agra in the Political Department for the month of October, 1835 under date the 17th of February, 1836.

Para. 33. Two memorials were received from Asudoollah Khan representing that he was entitled in succession to Nussur Oolla Beg Khan to a Pension of 10,000 Rs. per annum out of the *Jageer* of Ferozepore belonging to Nuwab Shumsooddeen Khan, but that he had received from May 1806 only 3,000 Rs. annually and soliciting that the arrears might be paid from a sum of money invested by the Nuwab in the Government loans—also stating that the father of Shumsooddeen Khan had surreptitiously obtained the grant of the Ferozepore *Jageer*.

Respecting the claim of Assudoollah Khan against Nuwab Shumsooddeen Khan of Ferozpore.

Proceedings 28th October 1835 No. 20 to 23.

Proceedings 19th December 1835 No. 12.

Proceedings 26th December 1835 No. 23 to 25

Vide—Collection No. 17

Para. 34. It appeared that the claim of Assudoollah Khan had already been fully investigated and rejected by the Supreme Government and the Agent at Delhi was accordingly directed to inform that individual that his objections to the terms of this provision from the *Jageerdar* of Ferozepore were untenable.

India Office Records, London—No. IOR-F/4/1643-Board's Collection No. 65669.

(70)

Ordered that the Agent at Delhi be informed that as the claim of Assudoollah Khan had been fully investigated and rejected by the Supreme Government, no further orders are necessary and that Mr. Metcalfe be requested to communicate to the Khan that his objections to the terms of his provision from the *Jageerdars* of Ferozepore are untenable.

(True Extract)

(Sd.) R.H. Scott.
Offg. Secretary to the Government of Agra.

India Office Records, London—No. IOR-F/4/1643-Board's Collection No. 65669.

The Right Hon'ble the Governor-General having entirely concurred in opinion with the Hon'ble the Vice-President in Council your claim upon the Nuwab Shumsooddeen Khan to an increase of your present pension is untenable and the *Sunnud* of Lord Lake both as regards the amount and the several shares therein stated, is a perfectly valid document. You are accordingly apprized of the orders of the Right Hon'ble the Governor-General.

(A True Translation)

(Sd.) T.T. Metcalfe
Agent to the Governor

India Office Records, London—No IOR-F/4/1643-Board's Collection No 65669.

(69)

Translation of a letter addressed by Mr. Secretary Macnaghten under date the 1st May 1832 by order of the Right Hon'ble the Governor-General to Assudoollah Khan commonly called Mirza Nowsha.

The request contained in your Petition lately presented that the former documents, corr. (on record) etc. received with your claim for an increase to your monthly pension payable by the Nuwab Shumsooddeen Khan the *Jageerdar* of Ferozepore as per report of Lord Lake under date the 4th May 1806 might again be submitted for instructions has been acceded to. In conformity with usage the documents in question have been translated and laid before the Right Hon'able the Governor-General Lord Wm. Bentinck and all the particulars of the case have been again enquired into. Formerly in the time of Mr. Hawkins the Offg. Resident of Delhi, when the Government. called for a report in the case, the Nuwab Shamsoodden Khan filed a deed under the seal and signature of His Excellency General Lord Lake to prove that you and the other dependents of the late Nusseer Oollah Beg Khan your uncle had no claim beyond the 5,000 Rs. per annum settled upon you by the deed in question. Furthermore, the original deed (having been declared by you to be a forgery) was transmitted for authentication to Sir John Malcolm the Governor of Bombay who was well acquainted with all the public transactions of Lord Lake (at the period in question). This document has been declared by Sir John Malcolm to be authentic. Subsequently the Hon'able the Vice-President (Sir C. T. Metcalfe) in Council has recorded his opinion that the agreement under which, the Nuwab Ahmed Buksh Khan concerted to provide for the dependents of the deceased Nussur Oollah Beg Khan with reference to a *Maufee* Grant of 10,000 Rs. per annum did not bind him or his successor to appropriate the whole sum to this purpose and that it appears evident that the subsequent grant executed by Lord Lake under date the 7th June 1806 was obtained by the late Nuwab Ahmud Buksh Khan for the purpose of restricting the claims of the dependants of the said Nussur Oollah Beg Khan to the 5,000 Rs. therein stated.

4th. In June 1806 the *Jageer* of Ferozepore was conferred by His Excellency Lord Lake upon the Nuwab Ahmud Buksh Khan the father-in-law of Nussur Oolla Beg Khan under a stipulation that he should appropriate to the maintenance of the dependants of the deceased the sum of 5,000 Rupees per annum in following proportion:—

Khajeh Hajee	......	2,000
Mother and sister of the deceased	......	1,500
Mirza Nowsha and Mirza Yusoof Nephews of the deceased	......	1,500

Despatch from Chief Secy. to Government to the address of Redt. Delhi under date the 31st December, 1831.

5th. Mirza Nowsha in the first instance declared the grant in question to be a forged one, but on its being intimated to him that Sir John Malcolm had vouched for its authenticity, he next asserts that the seal and signature of His Excellency Lord Lake had been surreptitiously obtained. This is in perfect character with his well known litigious disposition.

6th. Mr. Secretary Macnaghten's Despatch to the address of the late Agent to the Governor-General under date the 1st May, 1832, as before stated in not in the records of this office, but I beg to annex translation of its enclosure being copy of a letter forwarded for delivery to the Petitioner.

This document most clearly declares the claim advanced to be inadmissible.

I have the honour to be etc.
(Sd) T.T. Metcalfe
Agent to the Governor

Delhi Agency
Camp
3rd December 1835.

India Office Records, London—No. IOR-F/4/1643-Board's Collection No. 65669.

(68)

Extract Agra Presidency Political Proceedings under the date the 19th December, 1835.

From

T.T. Metcalfe, Esquire,
Agent to the Governor at Delhi.

To

R.H. Scott, Esquire.
Offg. Secy. Pol. Deptt. to the Govt. of Agra,
Allahabad

Dated the 3rd Decr. 1835.

Sir,

I have the honor to acknowledge your Despatch of the 28th of October last forwarding for report copies of a letter and memorials from Assudoolla Khan commonly called Mirza Nowsha.

2nd. With a view of submitting for the information and orders of the Hon'ble the Governor all the points connected with the claim in Question in the most satisfactory form, I take the liberty of adverting to the correspondence noted in the margin and of annexing for the convenience of reference copies of all the documents forthcoming in this office.

From Resident at Delhi to the address of Depy. Secy. Government under date 24th Feby. 1829.
Reply from Dy. Secy. 13th March 1829 not forthcoming

From Offg. Resdt. dated 5th December 1829
Reply from Government 19 December.
From Off. Residt. 5 May 30 with enclosures

Reply from Government, 20th May 1830 with enclosures.

From Chief Secy. to Offg. Resdt. 20 Augt. 1830
Reply from Offg. Resdt. with Enco: 8th October 1830.

From Chief Secy. to Offg. Resdt. 31st Dece. 1830 with Enclos. from Secy. to Bombay Government

From Mr. Secy. Macnaghten 1 May 1832 not forthcoming.

3rd. The Petitioner is a nephew of Nusseer Oolla Beg Khan who held on a *Mocurruree* Tenure for life the *Pergunnahs* of Sonk and Sonsa and is supposed to have died early in 1806.

(67)

Ordered that the foregoing papers be transmitted to the Agent at Delhi for report.

(True Extract)
R.H. Scott.
Secretary to the Government
of Agra,

India Office, Records, London—No IOR-F/4/1643-Board's Collection No. 65669.

(66)

Abstract translation of a letter from Lord Lake to Ahmed Buksh Khan Bahadoor.

It is the earnest wish of the Servants of the Honorable Company to support the family of the late Nussurroollah Beg Khan and a *Sunnud* was formerly granted to you, which also was obscurely written, it is therefore written that the Five thousand Rupees of money current in that *Pergunnah* which has been granted to your Highness, shall be delivered every month and every year according to the Account to each of the under mentioned connections of the late Mirza that maintaining themselves thereby they may pray for the long life and prosperity of the Honorable Company's Servants.

Khaja Hajee.	Mother and Sister of the late Mirza.	Mirza Nowshah and Mirza Yusuph, nephews of the late Mirza.
2,000 Rupees.	1,500 Rupees.	1,500 Rupees.

Written on the 7th June 1806 A.D. corresponding to the 19th Rabyulaboul 1221 A.H.

Punjab Government Archives —Delhi Residency and Agency Records Case No. 9-B, Part-I.

(۶۵)

نقل خط جرنیل لارڈ لیک بہادر محررہ ہفتم جون ۱۸۰۶ عیسوی
بنام نواب احمد بخش خان بہادر

شہامت و عوالی مرتبت نواب صاحب مہربان دوستان نواب احمد بخش خان بہادر
سلمکم اللہ تعالیٰ۔

چون غور و پرداخت واماندگان مرزا نصر اللہ خان مرحوم اہالی سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر دام اقبالہ' را مرکوز و منظور است و سابق ازین سند کہ از حضور گورنر جنرل بہادر بہ ایشان مرحمت گردیدہ دران نیز برسبیل اجمال مندرج و مرقوم است لہذا نگارش میرود کہ مبلغ پنج ہزار روپیہ سکہ رائج پرگنہ کہ بہ آن شہامت مرتبت از حضور مرحمت گردیدہ بموجب تفصیل ذیل بہ ہر یک از متوسلان مرزا مرحوم مذکور بموجب حساب ماہ بہ ماہ و سال بہ سال رسانیدہ باشند کہ آنہا صرف معیشت خودہا نمودہ بہ دعای از دیار عمر و دولت اہالی مملوح مشغول و موظف باشند۔ درین باب تاکید مزید دانستہ حسب مسطور بہ عمل آرند۔

خواجہ حاجی	والدہ و ہمشیرہ مرزا مرحوم	مرزا نوشہ و مرزا یوسف
۲۰۰۰ روپیے	۱۵۰۰ روپیے	برادر زادہ ہای مرزا مرحوم
		۱۵۰۰ روپیے

مرقوم ہفتم ماہ جون ۱۸۰۶ عیسوی مطابق نوزدہم ربیع الاول ۱۲۲۱ ہجری

In conclusion your petitioner prays that in either of the three Cases the sum of 2,03,000 Rupees should be taken off the 2,60,000 Rupees held by Government of Shumshoodeen Khan because this heavy sum is in fact Government money and forms a Just Claim of the family of Nussurroollah Beg Khan and which is no way can be excused to the *Jageerdar*.

And your petitioner etc. etc.

Delhi:
The 30th June 1835.

محمد اسداللہ خاں

Punjab Government Archives —Delhi Residency and Agency Records Case No 9-B, Part-I

Documents concluded the arrangements with Ahmed Buksh Khan's *Jageer*, and the assignment of the support for the family.

Seventh: The letter of the Secretary W.H. Macnaghten, Esquire states that the original *Shooqua* was dispatched to Sir. John Malcolm at Bombay for that Gentleman to attest Lord Lake's Seal and signature, who in reply declared them genuine. This is a fact your petitioner should not attempt to deny, but from the strong reasons already presented, he believes that Ahmed Buksh Khan, by means of a handsome bribe to the *Amla* obtained the signature of Lord Lake, the *Amlah* having watched an opportunity and presented the *Shooqua* in question with a heap of other Papers to be signed, the official seal and signature depending invariably on the confidence placed on the *Amlah* who presents the papers.

Eighth: Khaja Hajee was the head of the *Sowars,* hence he ought to be paid out of the sum of 15,000 Rs. appointed for *Sowars,* it being highly unjust that Khaja Hajee or his family should be paid out of a sum expressly applied for the support of the Family of Nussurroollah Beg Khan.

The *Jageer* of Shumshoodeen Khan is, at the present moment, under seizure, by Government, but for the future, one of three conditions must ensue:-

First. It will revert to Shumshoodeen Khan;

Second. Government will retain possession of it paying in Shumshoodeen Khan and his family a certain sum for their support; or

Third. The *Jageer* will revert *in toto* by confiscation to Government.

In the first instance your petitioner humbly suggests that an order should be passed, discharging the 50 *Sowars* and directing the *Jageerdar* to .pay the 15,000 rupees the annual Salary of the *Sowars,* with the 10,000 Rupees appropriated to the family of Nussurroollah Beg Khan, into the Government Treasury.

Should the second ensue, your petitioner prays that the 15,000 Rupees, the salary of the *Sowars,* with the 10,000 Rupees appropriated to the support of Nussurroollah Beg Khan's family may be paid out of the sum that shall be appropriated to the support of Shumshoodeen Khan and his family.

If the third, nothing need be said, for the services of the *Sowars* and Khaja Hajee will of course be dispensed with, and it will be incumbent on Government to pay the 10,000 Rupees for the support of the family of Nussurroollah Beg Khan.

Office, nay, from any public office without first being inserted in the Records. But it is most extraordinary that the existence of any office Copy of the *Shooqua* in question, cannot be ascertained either among the Records of Delhi or of Calcutta. Contradiction to an established fact proves a false result.

Second: The word "Nawab" which in Persian correspondence is invariably applied to the Governor-General is omitted in the *Shooqua* before his name, hence it may be concluded this *Shooqua* to have been compiled and written by one wholly ignorant of the routine of the Persian Department in a Government office.

Third: In the body of the *Shooqua* it appears that support is directed therein to be given to the Family of Nussurroollah Beg Khan, whereas the name of Khaja Hajee appearing among the detail of names is an evident contradiction, he being in no way related to the Family, eighter in consanguinity or by marriage; which fact is still more glaring from Khaja Hajee's name being written without any description of his connection with the Family, but on the contrary, the degree of relationship is clearly defined against each of the other names.

Fourth: In this *Shooqua* the sum of 5,000 Rupees is assigned for the support of the family of Nussurroollah Beg Khan, whereas neither in the *Shooqua* in question, nor in any correspondence relative to this Case is any mention whatsoever made of this 5,000 Rupees so as to point out, with what sum it has any connection. If it be imagined that this 5,000 Rupees be increased demand over and above the 25,000 Rupees payable to Government on account of the *Jageers* according to the permanent Settlement with Ahmed Buksh Khan; this would be a contradiction of Justice and in fact an utter impossibility, for could Government make a further demand upon a sum already permanently fixed and settled?

Fifth: If for argument it be said that this 5,000 Rupees is a moiety of 10,000 Rupees alluded to in the Report of Lord Lake dated 4th May 1806 how could His Lordship deduct at once one-half of the sum after the Report had been confirmed by the Governor-General, on the 4th May 1806 the *Shooqua* in question bearing date one month later, *viz.,* 6th June 1806? Nor was any communication relative this *Shooqua* made to the Governor-General by Lord Lake, moreover no document exists to show how the remaining moiety of 5,000 Rupees was disposed of, as must have been the Case, had it been divided as represented in the *Shooqua.*

Sixth: Even the most scrutinous Eye cannot discern the slightest connection between this *Shooqua* and any other portion either of the 2 *sunnuds* of Lord Lake's Report or of the Governor-General's confirmation, which latter four

(64 - A)

To

The Hon'ble William Blunt, Esquire,
Governor of Agra.

The humble petition of Assdollah Khan known by the name of Mirza Nowsheh.

Respectfully Sheweth,

That with reference to Paragraph 2nd of the accompanying Memorial your petitioner deems it necessary to offer a few remarks on the order passed by Government in a letter addressed to your petitioner by Secretary W.H. Macnaghten, Esquire.

During the time this Case was pending before Francis Hawkins, Esquire, Shumshoodeen Khan the *Jageerdar* of Ferozepore produced a *Shooqua* alleging it to have been issued by General Lord Lake, in the Case in question. On representation being made to the Resident that this *Shooqua* was not genuine, a search took place among the Government Records for its authenticated Copy, but none could be found. The *Shooqua* was then transmitted to Sir John Malcolm, who your petitioner believes gave testimony to Lord Lake's official Seal and Signature, but could state nothing from memory only relative to the facts of the Case, a period of 25 years having intervened.

Upon the sole ground of the identification of Lord Lake's signature by Sir John Malcolm and upon no other, your petitioner's claim not having been listened to, he respectfully submits it for consideration on the following grounds.

Your petitioner has various reasons for believing that the annexed *Shooqua* (which constitutes the sole defence of Shumshoodeen Khan against your petitioner's claim) is not genuine.

First: It must be an obvious fact that no *sunnud*, *Shooqua,* Perwannah or any public paper whatsoever, could have been issued from General Lord Lake's

No. 4.

This *Shooqua,* dated 4th May 1806 was sent by Government to Ahmud Buksh Khan at the instigation of General the Hon'ble Lord Lake who had been solicited by the Nawab to obtain it. It contains a confirmation of Lord Lake's arrangement with the Nawab referred to in the report of Sir John Malcolm No. 3. This letter was written verbatim from a draft given by the Nawab to Lord Lake which draft if sought after, will no doubt be found among the Records. In this draft Ahmud Bukhsh Khan sordidly concealed the mention of 10,000 Rupees which was assigned by Government for the support of the family of Nussurroollah Beg Khan, he also omitted to use the name of Khaja Hajee at a head officer of those 50 *Sowars,* employed by Nussurroollah Beg Khan; nevertheless Khaja Hajee was in no way connected with the family either by blood or by marriage.

Punjab Government Archives —Delhi Residency and Agency Records Case No. 9-B, Part-I.

(۶۴)

نقل شقه گورنمنٹ بنام نواب احمد بخش خان مشتمل برحکم منظوری تجویز جنرل لارڈ لیک بہادر
شہامت و عوالی مرتبت احمد بخش خان در حفظ الہی باشند

چون صمصام الدوله اشجع الملک خان دوران جرنیل لارڈ لیک بهاد فتح جنگ سپه سالار بمدنظر خدمت گذاری و خیراندیشی و جانفشانی ایشان محالات فیروزپور جهرکه و تپه سانگرس و پونا بانا و بچهور و نگینه معه مال و سائر در و بست سوای باغات و املاک و ایمه و جاگیر و معافی و پن ارتهه و روزینه وغیره که از قدیم مقرر است به صیغه استمرار به آن عوالی مرتبت مشروط برین معنی که معاونت از حضور بطلبند و بندوبست محالات مذکوره را از جمیعت خود بخوبی درست دارند و پرورش و پرداخت خواجه حاجی وغیره متوسلان مرزا نصرالله بیگ خان مرحوم بذمه ایشان است و پنجاه سوار به وقت ضرورت حسب الطلب در سرکار حاضر سازند و بمواره خیراندیشی و جانفشانی نسبت به سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بهادر دام اقبالهم مصروف باشند مقرر نموده بودند۔ این معنی بحضور نیز منظور و مقبول شده نظر بر نیک نیتی و دوست خوابی و جانفشانی و خدمت گذاری بای نمایان آن عالی مرتبت نسبت به سرکار ممدوح معه مال و سائر سوای منهائی که بالا مرقوم شد مشروط به شرائط مذکوره من ابتدای فصل ربیع ۱۲۱۳ فصلی برسبیل دوام نسلاً بعد نسل به ایشان معاف و مرفوع القلم فرمودیم بعد ازین ابالی سرکار دولتمدار ممدوح را به وجهی من الوجوه از محالات مرقوم سروکاری نخوابد بود و بمواره در تصرف ایشان و فرزندان ایشان خوابد ماند و چون مکان زور طلب است نالش احدی از مردمان محالات مذکوره مسموع نخوابد گشت۔ می باید که به عنایت این عطیه عظمی مربون منت حضور بوده پیوسته در خیراندیشی و جانفشانی نسبت به سرکار معظم الیهم مصروف بوده باشند که موجب سود و بهبود ایشان خوابد بود۔

مندرجه چهارم ماه مئی ۱۸۰۶ عیسوی

(63)

Extract from a letter from Lieut. Colonel Malcolm, dated the 4th May, 1806.

Punjab Government Archives — Delhi Residency and Agency Records Case No. 9-B, Part-1.

(۶۲)

نمبر دوم

نقل سند استمرار پرگنه پوناہانا و بچهور و نگینه به مهر و دستخط
جرنیل لارڈ لیک بهادر دام اقباله'
بنام نواب احمد بخش خان مرحوم' محرر به چهارم مارچ ۱۸۰۶ عیسوی

متصدیان مهمات حال و استقبال و چودهریان و قانونگویان و مقدمان و مزارعان پرگنه پونا ہانا و بچهور و نگینه بدانند- چون نواب احمد بخش خان بهادر در خدمت گزاری و خیر خواہی و جان فشانی نسبت به سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بهادر دام اقباله' به دل و جان حاضر و مصروف مانده لهذا به مدنظر پرداخت نواب موصوف از راه مهربانی محالات مرقومه در و بست به عوض مبلغ بیست ہزار روپیه سکه رائج پرگنه بالمقطع به ہمه جهت بالعدد و خام مال و سائر من ابتدای فصل ربیع ۱۲۱۳ فصلی سوای املاک و ایمه و جاگیر و معافی و پن ارتھ و روزینه و سالیانه که از قدیم مقرر و معمول است به طریق استمرار برسبیل دوام بنام نواب موصوف مقرر و مفوض گشته- باید که آن با مشار الیه را متعهد مستقل دانسته پیش نایبان اوشان حاضر بوده در اطاعت و مال گزاری دقیقهٔ از دقائق مهمل و معطل نگزارند و شکر و شکایت اوشان درباره خود با بحضور موثر دانند و سبیل مشار الیه آنکه از حسن سلوک خود رعایا و سکنای آنجا را راضی و شاکر داشته در تکثیر زراعت و آبادی پرگنه سعی موفوره بکار برند- جمع مقرری به موجب اقساط سال به سال و فصل به فصل داخل خزانه می نموده باشند-

No. 2.

The above exhibits a grant to Ahmud Bukhsh Khan of 3 Pergunnahs, viz. Poona Hana, Butchore, and Nageena, for an annual payment of 20,000 Rupees dated the Fourth of March, 1806.

The 20,000 Rupees alluded to was fixed in perpetuity at two separate times, payable to Government by Ahmud Bukhsh Khan, and no Remission has ever been made, either in his favour, or in that of his family.

Punjab Government Archives - Delhi Residency and Agency Records Case No. 9-B, Part - I

(۶۱)

نمبر اول

نقل سند استمرار فیروزپور جهرکه و سانگرس به مهر و دستخط جرنیل لارڈ لیک بہادر بنام نواب احمد بخش خان

محرره بیست و دوم دسمبر ۱۸۰۴ء عیسوی

منصدیان و جودهریان و قانونگویان و زمینداران و مقدمان و مزارعان پرگنه فیروزپور جهرکه و سانگرس بدانند چون نواب احمد بخش خان بهادر در خدمت گزاری و خیرخواهی و جانفشانی نسبت بسرکار دولت مدار کمپنی انگریز بهادر دام اقباله به دل و جان حاضر و مصروف مانده لهذا به مدنظر پرداخت نواب موصوف از راه مهربانی علاقه مذکور به عوض مبلغ پنج ہزار و یک اصل بعوض سکه رائج پرگنه مرقوم بالمقطع به ہمه جهت به تعهد خام معه مال و سائر به طریق استمرار به نواب مومی الیه من ابتدای ۱۲۱۲ فصلی بطریق دوام نسلاً به نسل از حضور سرکار دولت مدار کمپنی انگریز بهادر مقرر و مفوض گشته باید که آنها در تابعداری و مالگزاری نزد گماشته ہای نواب موصوف حاضر بوده دقیقه از دقائق فرمان برداری نامرعی تا اصل نگذارند و سبیل مومی الیه آن که رعایا را از حسن سلوک خود آباد و راضی داشته در تکثیر زراعت کوشیده زر مشخصه را به موجب اقساط سال به سال فصل به فصل داخل خزانه حضور می کرده باشند۔

مرقومه بست و دوم دسمبر ۱۸۰۴ عیسوی۔

No. 1

The Purpot of the above is as follows:

This is a grant to Ahmed Buksh Khan of two Pergunnahs, Ferozepure Jhirka and Sukruss for an annual payment of 5001 Rupees dated the 22nd December 1804.

7,000 Rupees remains to this day unpaid reckoning from May 1806 to May of the present Year 1835 twenty-nine years have elapsed, the balance due for which amounts to 2,03,000 Rupees.

4th. The *Jageer* of Shumshoodeen Khan being at this moment under seizure by the British Government, your petitioner humbly solicits that an order may be graciously issued to the effect, that he may receive his assigned annual payment of 10,000 Rupees from the Government Treasury and further prays that the balance of 2,03,000 Rupees due to him, may be paid out of the 2,60,000 Rupees that Shumshoodeen Khan holds in the hands of Government.

And your petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi:
The 30th June, 1835.

The following are two Persian *Sunnuds* granted by General the Hon'ble Lord Lake the authenticity of which may be ascertained by the Records either of Calcutta or of Delhi.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records Case No. 9-B, Part I.

(60)

To

The Honorable William Blunt, Esquire,
Governor of Agra

The Humble petition of Assuddoollah Khan, the nephew of the late Nussuroollah Beg Khan.

Respectfully, Sheweth,

That Nussuroollah Beg Khan the late *Jageerdar* of "Sonk" and "Sonsa" left at his demise, six heirs, *viz.* one his mother, three his sisters; and two his nephews (sons of his brother); he had likewise under him a *Rissallah* of 400 *Sowars* and in addition 50 Horse were employed by him, among whom the name of the Chief was Kaja Hajee.

And that at the time of Nussuroollah Beg Khan's death General Lord Lake having it in contemplation to support his (your petitioner's uncle's) family and 50 *Sowars,* made a Report of such intention to the supreme Council, recommending 10,000 Rupees to be appropriated to the use of the family, and 15,000 Rupees for the support of the *Sowars* of Khaja Hajee; these two sums being the 25,000 Rupees deducted from the *Jageer* of Ahmed Buksh Khan, and assigned by Government for the above purpose (vide— No. 3 annexed). This Report was confirmed by the Governor-General in Council in a Persian letter (No. 4).

2nd. Your petitioner is the nephew or so closely is he allied by blood that he may call himself (as his uncle in his life time always designated him) his son and consequently on the demise of Nussuroollah Beg Khan, taking his place as head of the family, your petitioner brought his Case to the notice of the Supreme Council in 1828.

3rd. Since the death of your petitioner's uncle, he as received from the *Jageer* of Ahmed Buksh Khan 3,000 Rupees per annum out of the 10,000 Rupees assigned by Government, thus an annual balance in favour of your petitioner of

(59)

Note—Assdoolah Khan, the petitioner, begs leave most respectfully to state that when Ahmed Buksh Khan's *Jageer* came under seizure by the British Government, the petitioner presented two petitions to the Governor of Agra (by the English Post) and the following are copies of them:

محمد اسداللہ خاں برادر زادہ نصراللہ بیگ خاں جاگیردار سونک سونسا

Punjab Government Archives— Delhi Residency and Agency Records—Case No 9-B, Part I.

(58)

To

The Hon'ble William Blunt, Esquire,
etc. etc. etc.
Governor of Agra.

The humble Petition of Asdoollah Khan

Respectfully sheweth,

That in forwarding the accompanying Memorials, your petitioner begs to observe with reference to some of the paragraphs that they were written in June last and consequently just at the commencement of the late important trials, he had it in contemplation to forward the memorials immediately on their being ready but on second consideration deemed it advisable to delay until the trials were concluded.

Your Petitioner has therefore the honor to submit them for your consideration without altering the paragraphs alluded to—

And your petitioner will, as in duty bound, ever pray.



Delhi.
14th October, 1835.

India Office Records, London—No. IOR-F-4/1643/Board's Collection No 65669.

(57)

Extract from Agra Presidency Political Proceeding under date the 28th of October, 1835.

From

Assudoolla Khan

To

R. H. Scott, Esquire,
Offg. Secy. to the Government of Agra
in the Political Department,
Allahabad.

Dated the 18th October, 1835.

Sir,

In submitting the enclosed memorials for the consideration and orders of Hon'ble the Governor of Agra, I have the honor to solicit your support and patronage—

As at present there are numerous cases before T.T. Metcalfe, Esqr. respecting the private affairs (concerning debts etc) of the late Shumsooddeen Kha, I have deemed it advisable to lay my case before the impartial justice of Hon'ble the Governor of Agra direct thro' you—

In conclusion I have the honour to solicit that you will be pleased to acquaint me in due time, with the orders which Hon'ble the Governor of Agra, may be pleased to pass upon this despatch.

I have the honor to be etc.,
(Sd.) Asdoollah Khan

Delhi.
The 18th October, 1835.



India Office Records, London— No IOR F-4/1643/Board's Collection No 65669.

PART II

30TH JUNE , 1835 TO 2ND MARCH, 1840

Excellency. General Lord Lake, dated 4th May, 1806, and by issuing such an order as may secure my rights to me.

(True Translation)

(Sd.) C.E. Trevelyan

Documents referred to in the above—

(1) Copy of a Report of Sir E. Colebrooke with a copy of its reply.

(2) Copy of an English Petition which the Petitioner being aggrieved with the decision passed by Mr. Hawkins, submitted to the Supreme Government.

(3) Copies of *Sunnuds* granted by General Lord Lake to Nuwab Ahmed Buksh Khan.

(4) Copy of any English Petition which the Petitioner has forwarded by *Dak* to the Supreme Government during the time of Mr. Hawkins, the Resident at Delhi.

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. vol. No. 208.

(56)

From

Assudoollah Khan,
Nephew of Nusseeroollah Beg Khan
Jageerdar of Soonk Sonsa to the
Right Hon'ble the Governor-General.

Delivered 1st April 1832.

In the month of December last I had the honor of making a representation to Your Lordship in person at the *Durbar* at Delhi and also of submitting an *Urzee* through the medium of Mr. Secretary Prinsep soliciting that the Papers and documents connected with my case might be called for from the Presidency office and referred to, and a proper decision passed thereon. Your Lordship was graciously pleased to accept of my application, and order its being put up with the requisite papers, and also to say that an order would be immediately issued on the subject, of which a copy would be furnished to me.

My claim is in every respect just and rightful. In consequence of the non-settlement of the question the British Government is sustaining a loss in regard to the *Istumrar* Revenue due to it—While I myself am losing my own rights, I therefore request that the fixed *Istumrar* Revenue due to it— while I myself am losing my own rights, I therefore request that the fixed Istumrar Revenue may be received into the Hon'ble Company's Treasury, and the means assigned for my support may be continued to me. The real facts of my case will I humbly presume, be clear by a reference to the documents mentioned below the authenticity of which can be satisfactorily verified from the records of the Poll. Office in attendance on Your Lordship.

Being now greatly involved in embarrassment and entirely destitute of the means of subsistence I entertain a confident hope that Your Lordship will be kindly pleased to take my hard case into consideration, and award me justice by referring to the under mentioned documents as well as to the Report of His

(55)

Extract from Political Letter Fort William, dated 15th December, 1831.

1831 Corr 16th Sept. No 41, 42 & 43

Para 173— Assud Oollah Khan, Nephew of the late Nussur Oolla Beg Khan *Jageerdar* of Soonk Sausah having addressed a Petition to the Governor-General relative to the conditions upon which the Territorial Grant had been conferred on the late Nawaub Ahmed Buksh Khan, His Lordship requested the Resident at Delhi to take such notice of the representation as he might deem necessary.

Corr 16th Sept No 44

174. It appears from Mr. Martin's Report (recorded as per margin that the Petitioner had no just ground of complaint nor Government any Right to demand from the Ferozepore Nawaub the Payment which it was one of the objects of the Petition to enforce. It was moreover stated by Mr. Martin that similar representations had been already twice submitted to Government and rejected by their orders founded on previous Reports from the Resident's Office. The Governor-General accordingly did not deem it necessary to issue any further orders with respect to the Petition above referred to.

India Office Records, London —No IOR-F/4/1344- Board's Collection No 53429

مقدمه فدوی به اجلاس کونسل بمیان آید زیاده حد ادب۔ آفتاب دولت و اقبال از مطلع جاه و جلال ابداً طالع و ساطع باد۔

عرضداشت اسدالله خان برادر زاده نصرالله بیگ خان متوفی جاگیردار سونک سونسا

معروضه بیست و پنجم نومبر ۱۸۳۱ عیسوی



بجواب رپورٹ کولبرک صاحب بهادر در مقدمه فلوی از دفتر گورنمنٹ☆ .... باید که بموجب تجویز حضور موافق مضمون آن رپورٹ فیصله☆ .... صرف ده بزار روپیه سالانه بنام متعلقان نصرالله بیگ خان مندرج است و نام خواجه☆ ....

دفعه پنجم: حکم حضور پر نور بجواب رپورٹ کولبرک صاحب بهادر در مقدمه فلوی اینست که تحقیقات وجوه نالش اسدالله خان نموده رپورٹ این معنی بصدر نمایند۔ لاجرم صاحب رسیلنٹ بهادر دہلی را باید که حسب الحکم حضور رپورٹ مقدمه فلوی نمایند و حکم اخیر از حضور حاصل کنند۔

دفعه ششم: درینولا شمس الدین و بدرالدین پسران خواجه حاجی متوفی مذکور اجازت یافتن دو بزار روپیه سالانه مذکور از صاحب ریزیڈنٹ بهادر دہلی حاصل کرده اند۔ اما فلوی حیرانست که بکدام دلیل حاصل کرده اند۔ اگر قرابت خود به نصرالله بیگ خان ظاہر نموده اند ظاہر است که ہر گاه خواجه حاجی از اقربای نصرالله بیگ خان نیست پسرانش چگونه از اقربای نصرالله بیگ خان خواہند بود۔

دفعه ہفتم: در شقه گورنر جنرل بهادر که در ۱۸۰۶ء از صدر بنام احمد بخش خان صادر شده است نام خواجه حاجی بدانگونه مرقوم است که حالیا بدیدن آن اشتباه آن می افتد که مگر خواجه حاجی از اقربای نصرالله بیگ خان است۔ حال آنکه نوشته شدن نام خواجه حاجی دران شقه محض به استدعای احمد بخش خان است و این دعوی از جانب فلوی به اجلاس کونسل پیش است و ہنوز حضور پرنور☆ بر ...... این دعوی حکم اخیر نداده اند۔

دفعه ہشتم: مقدمه خواجه حاجی دفعه از دفعات نالش فلوی است و پیش از انفصال اصل مقدمه صدور حکم در فرعی از فروع آن مقدمه حیرانی و سرگردانی دادخواه است و در ہر مقدمه که به اجلاس کونسل زیر تجویز باشد صدور حکم از سررشته رسیلنٹی و اجنٹی دستور نیست۔

دفعه نهم: امیدوارم که حکم محکم مبرم شرف نفاذ یابد که تازمانی که مقدمه فلوی زیر تجویز حضور است شمس الدین و بدرالدین پسران خواجه حاجی متوفی مذکور بران دو بزار روپیه سالانه قابض و متصرف نشوند و دیگر استدعای آن دارم که عرضی ہذا بموجب حکم حضور به سررشته گورنمنٹ فرستاده شود و شامل دیگر افراد مقدمه فلوی گردد و بشمول این تجویز

☆ عبارت میں لفظ موجود نہیں تھا۔ اندازے سے فقرہ مکمل کیا گیا ہے۔

(۵۴)

Copy of a Petition from Asadullah Khan Ghalib, dated the 25th November, 1831 addressed to the Governor-General

بجناب مستطاب معلی القاب جهانیان ماب جمجاه انجم سپاه کیوان بارگاه نواب گورنر جنرل بهادر دام اقباله' میرساند:

بعز عرض عالی متعالی

مقدمه فدوی از ابتدای ۱۸۲۸ عیسوی به اجلاس کونسل زیر تجویز حضور است. خلاصه دعوی اینکه در وجه معاش متعلقان نصرالله بیگ خان ده بزار روپیه سالانه برای دوام شامل جاگیر نواب احمد بخش خان مقرر است و نواب احمد بخش خان پنجهزار روپیه سالانه ظاهر کرده و از آنهم دو بزار روپیه سالانه بخواجه حاجی داده و سه بزار روپیه سالانه به متعلقان نصرالله بیگ خان رسانیده است.

دفعه دوم: خواجه حاجی جماعه دار سواران نصرالله بیگ خان بود و پانزده بزار روپیه سالانه بابت تنخواه سواران نصرالله بیگ خان نیز شامل جاگیر نواب احمد بخش خان مقرر است. لاجرم به اجلاس کونسل عرض کرده ام که زر بازیافت خواجه حاجی در وجه معاش متعلقان نصرالله بیگ خان بجاگیردار فیروزپور مجرا نشود زیراکه تنخواه افسر سواران' شامل تنخواه سواران باید.

دفعه سوم: در ابتدای نالش به اجلاس کونسل عرض کرده ام که تحقیقات بر دعوی فدوی از روی دفتر بمیان آید و مدار انفصال بر دعوی فدوی بر حکم حضور باشد و حضور پرنور بر دو ملتمس فدوی را به اجلاس منظور فرموده اند.

دفعه چهارم: قطعه رپورٹ جنرل لارڈلیک بهادر محرره ۱۸۰۶ء که نقلش بموجب حکم حضور

کمشنر اعظم باشد صاحب کمشنر بهادر مداخلت نمی فرمایند۔ درین صورت در مقدمه من مستهام ناکام که به اجلاس کونسل زیر تجویز بندگان دارا دربان نواب جهانیان ماب است صدور حکم از سر رشته رسیدنٹی دہلی چه معنی دارد۔

دفعه چهارم لاجرم وجوه نارضامندی خود از صدور آن حکم بطریقے که مشتملبر شکایتی و سعایتی نباشد بحضور معدلت ظهور بندگان فیض رسان عالیجناب بمایون القاب نواب گورنر جنرل بهادر دام اقباله، عرض کرده ام و عرضداشتی متضمن عرض حال بوالا خدمت آن قبله امانی و آمال فرستاده ام۔ متوقع آنم که ترجمه این عرضداشت بنظر انور فیض اثر جناب مستطاب نواب گورنر جنرل بهادر دام اقباله بگزرد و تا زمانی که دراصل مقدمه این عبودیت کیش حکم اخیر قطعی از پیشگاه کونسل شرف نفاذ نیابد، تعمیل حکم مصدوره رسیدنٹی ملتوی ماند۔ نیر دولت و اقبال تابنده و درخشنده باد۔



عرضداشت حق طلب داد خواه اسدالله محرره بیبست و پنجم نومبر ۱۸۳۱ء عیسوی

(۵۳)

Copy of a letter, from Asadullah Khan Ghalib, dated 25th Novembr, 1831.

بجناب صاحب والا مناقب عالیشان قلزم فیض و عمان احسان زاد افضاله

پس از عرض فراوان نیایش و جهان جهان ستایش عرضه میدهد' زہی خجستگی بخت ستمکشی که بندگان دارا دربان نواب معلی القاب بحال زارش پردازند' خوشا یاوری طالع داد خواہی که ملازمان آن والا مناقب چاره کارش سازند۔

دفعه دوم : حقیقت این مستمند اینست که در ۱۸۲۸ء خود بصدر رسیده ام و به پیشگاه کونسل عالیه عرض کرده ام که از دفتر گورنمنٹ تحقیق کرده شود که بعد رحلت نصرالله بیگ خان جاگیردار سونک سونسا برای سواران و متعلقانش چقدر زر شامل جاگیر نواب احمد بخش خان قرار یافته است۔ از روی دفتر سرکار بملاحظه رپورٹ جرنیل لارڈ لیک بہادر ثابت شده است که بیست و پنجهزار و یکروپیه سالانه استمراری عین المال سرکاری که در بندوبست اول بذمه احمد بخش خان واجب الادا بود در بندوبست ثانی به تجویز جرنیل لارڈ لیک بہادر و منظوری صدر ودر وجه نوکری سواران و وجه پنشن متعلقان نصرالله بیگ خان مقرر شده است۔ لاجرم استدعای آن کرده ام که آینده موافق بندوبست اول زر استمراری سرکار بخزانه میرسیده باشد و پرورش کسانیکه از روی شرع و عرف و آئین وارث و عزیز نصرالله بیگ خان باشند از حکم خزانه سرکار جهانمدار بعمل می آمده باشد۔ اما ہنوز درین مقدمه حکم اخیر قطعی از پیشگاه عالم پناه کونسل عالیه شرف صدور نیافته و مقدمه ہمچنان بصدر زیر تجویز است۔

دفعه سوم : درین روزہا در فرعی از فروع مقدمه من که تجویز آن ہم شامل اصل مقدمه به اجلاس کونسل درپیش است۔ حکمی از سر رشته رسیدنٹی دہلی صادر شده است که قطع نظر از واجبی وغیر واجبی بودن آن حکم مرا در صدور آن حکم حیرت است زیرا که درین دیار می بینم و ہم در دیار ہای دگر رسم و راه ہمین است کی در ہر مقدمه که زیر تجویز صاحب کمشنر بہادر می باشد صاحب میجسٹریٹ بہادر حکم نمی دہند۔ و ہمچنین در ہر مقدمه که زیر تجویز صاحب

(52)

Pol. Deptt.

To

The Resident at Delhi.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter dated the 24th Instant and in reply to intimate that the Report therein submitted on the Petition of Assud Oollah Khan is satisfactory and calls. for no further orders from His Lordship.

I have etc.,
(Sd.) H.T. Prinsep,
Secy. to the Govr. Genl.

Shimla,
31st August, 1831.

(A True Copy)

(Sd.) H. T. Prinsep.
Secy. to the Gover. Genl.

National Archives of India—Pol. Deptt. Proceedings No. 45.

making that provision was generally expressed and with reference to this circumstance, and in order to ascertain the extent of that obligation, a supplementary *Sunnud,* on the 7th June 1806, of which a copy and translation are enclosed was afterwards prepared, limiting the annual amount of the provision to Rs. 5,000 and specifying the individuals to whom it should be paid, and the sums to which they were respectively entitled.

6. This is the document which Assudoolla Khan, alleged to have been fabricated: but of which the authenticity has been attested by the Evidence of Sir John Malcolm, to whom the Original was transmitted for inspection; and under these circumstances, it appears to me that neither has the petitioner any just ground of complaint nor Government any right to demand the payment which, it appears to be one of the objects of the Petition, to enforce.

7. It may be necessary for me to add that similar representations have been already twice submitted to Government, and rejected by their orders, founded on previous Reports transmitted from this office.

8. The original document which accompanied your letter is herewith returned.

I have &ca.

Delhi Residency, (Sd.) W. B. Martin.

24th August 1831

National Archives of India—Pol. Deptt Proceedings No 44

(51)

To

The Secretary to the
Governor-General

Headquarters

Sir,

I have the honour to acknowledge the receipt of your letter, dated the 10th Instant, together with it's Enclosure, and to transmit to you, in reply, the accompanying Extract from a letter addressed to Government by Sir John Malcolm and dated on the 4th of May 1806.

2. It will be evident to the Right Hon'ble the Governor-General from a consideration of that Extract that the Petitioner's statement of the Circumstances under which the maintenance of 50 Horsemen forms a condition of the Territorial grant conferred on the late Ahmed Buksh Khan, is not warranted by the authority of that Document.

3. Altho' it appears to have been the Original Intention of Lord Lake to render the Grant in question conditional on the annual payment of Rs. 1,5001 after providing a suitable maintenance for the family of Nusseer Oolla Khan, yet upon a further consideration of the services of Ahmed Buksh Khan of the turbulent state of the Districts included in his Grant, His Lordship finally recommended that it should be made subject only to the conditions of furnishing 50 Horsemen, if required, and of maintaining the family of Nusseeroolla Khan, and the draft of a *Sunnud,* corresponding with this recommendation, was accordingly submitted for the sanction of Government.

4. As no reply to Sir John Malcolm's letter can be found among the records of this office, the accordance of that sanction can be presumed only from a consideration of the existing *Sunnud* which bears the same date of May 1806, and of which the terms are precisely the same as those recommended by lord Lake.

5. Instead of binding Ahmed Buksh Khan to the payment of a specific sum, as a provision for the family of the late Nusseeroolla Khan, the obligation of

(50)

To

The Resident at Delhi,
Delhi.

Sir,

I am directed to transmit to you the enclosed Petition in original from Assudollah Khan to the address of the Governor-General and to request you will take such notice of the representation as you may deem necessary.

You will be pleased to return the Original Document when no longer required.

I have &ca.
(Sd.) H. T. Prinsep.

Shimla,
10th August, 1831.

Secretary to the Governor-General.

(A True Copy).
(Sd.) H. T. Prinsep.
Secretary to the Governor-General .

National Archives of India—Pol. Deptt. Proceedings No. 41 of 16th September, 1831.

for the support of the family by Lord Lake. And it is clear therefore that the 5,000 Rs. Guranteed in this *Sunnud,* must be an additional and separate provision ordained by the Government and payable from the British funds of the *Jageerdar* of Ferozepore.

5. If the *Jageerdar* of Ferozepore intend, to include the above 5,000 Rs. in the *Istemraree Sunnuds* of 25001 Rupees, it will be incumbent on him, your Petr. respectfully submits, to produce some authority or Document, which relieves him from the payment of the Balance, viz., 20,001 Rs. for it is evident that the production of the *Sunnud* for Rs. 5,000, does not cancel the payment of 25,001 Rupees.

And your Petr. as in duty bound shall ever pray for the prosperity of the British Government.

Delhi,
25th July, 1831.

National Archives of India—Pol. Deptt. Proceedings Nos. 46 and 47.

2. It has been ascertained, from the Record of Govt. that General Lord lake always employed in the Public Service 50 Horsemen from the Troops under the Command of the late Nassoor Ollah Beg Khan; and included the pay of these Horsemen in the provision payable from the *Jageerdar* of Ferozepoor's Treasury at 15,001 Rupees annually. But the late Nawab Ahmed Bux Khan, discharged the 50 Horsemen; and appropriated their salaries to his own use whenever Government required the services of these Horsemen, his own men were always sent to execute the required duties, Your Petr., therefore, solicits that Government may be pleased to call on the *Jageerdar* of Ferozepore to refund into the British Treasury the arrears, which have justly accumulated, from the 4th May, 1806, at the rate of 15001 Rupees annually as the right of Government and in future, cause the regular and annual payment of 15001 Rupees into the British Treasury.

3. That your Petitioner encloses herewith copies of two Persian *Sunnuds,* for the perusal of the Honor in Council, and the originals of these *Sunnuds* are deposited in the Office of the *Jageerdar* of Ferozepore bearing the seal and signature of Lord Lake and copies of them are also recorded in the Office of the Delhly Residency: and it will appear from these documents that it is incumbent on the *Jageerdar* of Ferozepore to pay annually into the British Treasury 25001 Rupees and Lord lake, as stated above, intended that this amourt (25001 Rs.) should defray the Provision for the Relatives of the late Nussoor Oollah Beg Khan, as well as the salaries of 50 Horsemen. A Report of this arrangement was made to Government at this period by Lord Lake, and sanctioned by His Lordship in Council; and the Petition of your Petr. is, that the amount 25001 Rs. may be annually paid into the Treasury of Government by the *Jageerdar* of Ferozepore; and that, whatever may be rightful and lawful provision destined for the paternal Relatives of the late Nussoor Oollah Beg Khan, may be paid by the British Government for the future.

4. That the *Sunnud,* of 7th June, 1806, lately forwarded by the *Jageerdar* of Ferozepore not having proved to be fabricated, does not falsfy or invalidate, the real claims of your Petitioner because, this *Sunnud* does not, in any point of view, nullify the *Istemraree & Sunnuds,* Copies of which are herewith enclosed; nor can it effect by impliation, in any degree the provision of 10,000 Rs. annually fixed

(49)

Petition of Ussud Oollah Khan to Sir C.T. Metcalfe.

To

The Honourable
The Vice-President in Council,
For William,

The Petition of Ussud Oollah Khan, Nephew of the late Nussor Oollah Beg Khan, Jageerdar of Sounk Sonsah.

Sir,

Most Humbly Sheweth.

That your Petitioner, in the year 1828 had visited Calcutta, and laid his case before the Right Honôrable the Governor-General in Council, and petitioned that, from the Records of Government it might be ascertained whether General Lord Lake, on the death of the late Nussoor Oollah beg Khan, *Jageerdar* of Sounk Sonsah, made any provision, and to what extent, for his family. It was proved, from the Public Records, that Lord Lake, on the 4th May, 1806 had fixed for the relatives and family 10,000 Rupees annually, to be always paid from the *Jageer* of the late Nawab Ahmed Buksh Khan. That your petitioner prays, that, according to this provision, he may receive his dues from the *Jageerdar* of Ferozepore from the 4th May, 1806 at the rate of 10,000 Rupees annually and, for the future, that Government may be pleased to cause such arrangements to be made as will insure the regular and permanent payment of the provision originally contemplated by Lord Lake, into the British Treasury.

customary to send, from *Jageerdar's* local Forces, the number of men that might be required thus appropriating the fixed pay of 50 Horsemen, to his own benefit, under the belief that, from the lapse of time, such a criminal evasion and breach of Trust will never be detected.

4. It will be optional with Your Lordship to demand the arrears which are justly due to Government from the *Jageerdar* of Ferozepore, from the 4th May, 1806, at 15001—Rs. per annum, up to the present period, amounting to Rs. 3,75025, and to exact the future regular payment of 15001, Rupees annually into the British Treasury at Delhi.

Delhi
21st July, 1831

And Your petitioner as in
duty bound, shall ever pray.
(Sd.)

National Archives of India—Pol. Deptt. Proceedings Nos. 42 and 43.

(48)

Petition of Assud Oollah Khan to the Vice-President.

To

The Right Honorable the Governor-General
of British India.

The Petition of Usud Oollah Khan Nephew of the late Nussoor Oollah Beg Khan, Jageerdar of Sosah.

Humbly Sheweth,

That your Petitioner respectfully begs permission to bring to your Lordship's immediate and personal notice, the following circumstances and facts, in the hope that, on investigation, the result will prove of a advantage, by bringing to light one Instance, among many in which the Rights and Dues of Government are withheld by the *Jageerdars* of the Delhi Territory.

2. That your Petitioner's uncle, Nussoor Oollah Beg Khan, was entertained by Lord Lake, as Commandant of 400 Horsemen. On his death, these Horsemen, having been disbanded, Lord Lake retained permanently, 50 Horsemen who personally belonged to your Petitioner's uncle: and allotted 15001 Rupees Annually for their salary, from the *Jageer* of Nawab Ahmad Bux Khan, who was bound to pay regularly the salaries of these 50 Horsemen, and to maintain them, consequently, for the Public Service. The Report of Lord Lake to Government under date 4th May, 1806, and confirmation therefore are recorded in the Political Department.

3. But, on the departure of Lord lake from India, the late Nawab Ahmed Bux Khan, totally disbanded and discharged these 50 Horsemen, whose pay was guaranteed and assimilated in his *Jageer.* Whenever during this interval of time, a demand was made, requiring the services of these Horsemen, it has been

(47)

Extract from Political Letter Fort William dated 4th March, 1831.

Para 75. In Paragraph 70 of the General Letter, dated 31st December, 1839, we called the attention of Your Honorable Court to the Memorial of Assud Oolla Khan, son* of the late *Jageerdar* of Sounk Sonsa who contended that part of the Pension granted to him by Government had been unjustly withheld from him by Nawab Ahmed Buksh Khan (later Shumsoodeen) Chief of Ferozepore who had conferred it on a favourite of his own, in virtue of a *Sunnud* alleged to have been granted by Lord Lake, but which Assud Oolla asserted had been fabricated by the Nawwab. With a view to ascertaining the truth we called for the original Document from the Nuwwab, and we now beg to call the attention of Your

Corrs. 22nd October No. 41.
Corrs. 31st December No. 3 to 9.

Honorable Court to the various papers recorded as per margin, from which it will be seen that after the receipt of the original *Sunnud* in question it was transmitted to Bombay in order that the Honorable the Governor might examine it and state his opinion on the merits of Assud Oolla's claim, and assertions respecting the Document.

76. Enclosed in the Desptach above recorded will be found a minute by Sir John Malcolm who therein expresses his opinion in favour of the authenticity of the Document in question.

Corrs. 31st December No. 10.

77. The reply of the Governor of Bombay had been forwarded to the Governor-General together with observations by the Honorable the Vice-President in Council in a letter recorded as per margin to which we beg leave to refer Your Honorable Court.

India Office Records, London—No.IOR-F/4/1344-Board's Collection No. 53429.

---

* It is mistake, it should be nephew.

(46)

To,

G. Swinton, Esqr.
Chief Secretary to Government
Fort William.

Sir.

I am directed to acknowledge the receipt of your Letter dated 31st Ultimo with its enclosures relative to the case of Ussuddoola Khan, and to convey the thanks of the Governor-General for the consideration shown in forwarding these papers.

2. No petition has yet been addressed to His Lordship by Ussudoolla Khan. Under the opinion however of Sir John Malcolm as to the genuineness of the letter of Lord Lake produced by the Heir of the late Nawab Ahmed Buksh Khan, and with this opinion confirmed by the late Vice-President in Council, His Lordship will not be disposed to interfere with the arrangement for the support of the family of Nusseer Oollah Khan, made by the deceased Chieftain of Ferozepore.

I have &ca.
(Sd.) H. T. Prinsep.
Secretary to the Governor-General

Camp Mahoby,
27th Jany., 1831.

(True Copy).
(Sd.) W. H. Macnaghten,
Secretary to the Government of India.

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. Vol. No. 208.

(45)

Extract Political Letter from Fort William dated 31st December, 1830.

1830 Corrs. 20 August No. 35 to 40.

Para. 70. The Correspondence recorded as per margin refers to various petitions presented to the Government by Assud Oollah Khan son* of Naseer Oolla Beg Khan Late *Jageerdar* of Sounk complaining of a decision passed by the Officiating Resident at Delhi regarding the pension granted to him (Asud Oolla) by the British Government, part of which the memorialist contended had been unjustly withheld from him by the Nawab Ahmed Buksh Khaun, the Ferozepore Chief, who had conferred it on a favorite of his own in virtue of a *Sunnud* alleged to have been granted by Lord Lake but which Assud Oolla asserted had been fabricated by Nawab. With a view to ascertaining the correctness or otherwise of Assud Oolla's Statement in regard to the *Sunnud* said to have been granted by Lord Lake in 1806. A letter was written to the Officiating Resident in which after promising that Government had received a Memorial from Assud Oollah Khan, in which that individual had asserted that the *Sunnud* produced by the Ferozepore Chieftain was a forged one, and it appearing that no such document was to be found in the Residency Records, Mr. Hawkins was directed to call for the original document in question from the Nawab Shums Ooddeen the son and successor of Ahmed Buksh Khan of Ferozepore (now deceased) in order that Government, might satisfy itself as to its genuiness.

India Office Records, London—No. IOR-F/4/1344-Board's Collection No. 53429.

---

* It is mistake. It should be nephew. The mistake has been repeated in some other documents.

(44)

Pol. Deptt.

To

William Byam Martin Esq.
Resident at Delhi.

Sir,

With reference to the late officiating Resident's despatch of the 8th October last relative to the case of Assudolla, I am directed to transmit to you, the accompanying copy of a despatch from the Chief Secretary to the Government of Bombay dated the 7th Instant, from which you will observe that the *Perwannah* or Letter under the seal and signature of Lord Lake, asserted by the Petitioner to be a forgery, is considered by Sir John Malcolm to be a genuine Document.

2. The *Perwanah* in question is returned herewith, for the purpose of being restored to the Nuwab Shumsood Deen Khan.

I have etc.

Fort William,
31st December, 1830.

(Sd.) Geo. Swinton
Chief Secretary to the Government

(True Copy).

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary to the Government

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. Vol. No. 208.

3. The Vice-President in Council however, does not concur in the sentiment expressed in the Conclusion of that note to the effect that "the family of Nuseer Oollah Khan appears to be entitled to the larger allowance". He is disposed to believe, that the arrangement by which Ahmed Buksh Khan bound to provide for the family of Nuseer Oolla, by the remission of 10,000 Rs. in his own favour, was a very loose one, by no means fixing that as the sum to be laid out for that purpose, and he thinks it probable, that the document, subsequently limiting the amount to 5,000 was procured by Ahmed Buksh for the purpose of checking any demand that might arise out of the amount of the remission.

I have the honour to be
Sir,
Yours most obedient humble servant
(Sd. Geo. Swinton,
Chief Secretary to the Government

Fort William,
31st December, 1830.

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc Vol. No. 208.

(43)

Pol. Deptt.

To

Henry Thooby Prinsep Esq.
Secretary to the Governor-General

Sir,

I am directed to transmit to you, for the information of the Right Honourable the Governor-General; the accompanying copies of a despatch from the Chief Secretary to the Government of Bombay date the 7th instant, and of a Letter which has been addressed to the Resident at Delhi under this date, relative to the case of Assud Oolla.

1. From Lt. Col. Malcolm - 4th May, 1806.
2. From Lt. Col. Malcolm - 16th May, 1806.
3. From Lt. Col. Malcolm - 10th June, 1806.
4. From Offg. Rest. Delhi - 8th October, 1830 with Sunnud.
5. From Mohumud Assud ollah Khan - 26th September, 1830.
6. To Chief Secretary at Bombay - 22nd October, 1830.
7. From Mohammad Assuddoollah Khan - 27th November, 1830.

2. As it is not improbable that the Petitioner will bring his complaints against the Nawab Shumsood Deen before the Governor-General. I have been directed to transmit to you, for eventual reference a copy of the note drawn up in this office, containing a summary of the case, together with copies of the correspondence on the subject.

(42)

Minute by the Honorable the Governor, dated 30th November, 1830.

According to my belief the Sunnud bears Lord Lake's signature. The period at which it was attained was one at which much business, that active operations had led to being in arrear, was settled. That superior Native Nobleman Ahmed Buksh Khan received and merited much confidence from Lord Lake, and all who were acquainted with him and that was combined with such respect from the Natives and liberality of sentiments that his character may be pleaded in refutation of his having acted in the dishonorable manner supposed. If he had been guilty of such acts there must I think have been complaints from some of the parties engaged in it.

(Sd.) John Malcolm

(True Copy).

(Sd.) C. Norris)
Chief Secretary.

(True Copy).

(Sd.) Geo Swinton,
Chief Secretary to the Government

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. Vol. No 208.

(41)

Pol. Deptt.

To

The Chief Secretary to the Supreme
Government at Fort William.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter, dated the 22nd October, with it's several enclosures, regarding the claims of Assud Oollah Khan, and requesting the sentiments of the Honorable the Governor thereon.

In reply I am directed to transmit, for the purpose of being laid before the Honorable the Vice-President in Council the accompanying copy of a Minute by the Honorable the Governor dated the 30th November, expressing his sentiments on the question under consideration.

2. The original enclosures are herewith returned.

I have etc.
(Sd.) C. Norris
Chief Secretary.

Bombay Castle,
7th December, 1830

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. Vol. No. 208.

(40)

To

George Swinton, Esquire,
Chief Secretary to Government,.
Fort William.

Sir,

As my case is under the consideration of the Honorable the Vice President in Council, and it is likely that my claims will shortly be referred to the Resident at Delhi for deliberation and examination, I have the honor to solicit that you will have the kindness to submit my prayer, for the consideration of Government, that I may be brought to the notice of Mr. Martin, the Resident at Delhi, in such manner, as will insure to me as the descendant of the late Nussoroollah Beg Khan, *Jageerdar* of Sounk, Sousah, in the District of Agra, the same degree of attention and compliance, with which I was honored by the Right Honorable the Governor-General, at the Public *Durbars,* during my stay in Calcutta.

2. I am under the necessity of making this unusual request in consequence of my first visit at the Residency during the administration of Mr. Hawkins, on my return from Calcutta; being received in a manner totally unsuited to my Rank and standing in the scale of Asiatic Society and extremely ungratifying to my Feelings, when contrasted with the urbanity and civility with which I was distinguished by the Right Honorable the Governor-General in Council.

I have, etc.,

Delhi, 27th November, 1830 Mohammad Asud Ullah Khan

(A True Copy).

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary Government

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. Vol. No. 208.

The possessions of all these Chiefs are (His Lordship believes) within the line which it is the intention of the Honorable the Governor-General to maintain, Maloghur the *Jageer* of Behauder Khan as in the District of Coel as you will observe by reference to my despatch under dated, the 24th January, 1806.

Head Quarters
Cawnpore
10th June, 1806

I have, & ca.
(Sd.) John Malcolm
Resident

(A True Copy).

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary to Government.

National Archives of India—Foreign Deptt Misc. Vol No 208.

(39)

To

N. B. Edmonstone, Esquire
&ca. &ca. &ca.

Sir,

I have the honour to acknowledge the receipt of your letter of the 16th ultimo and am directed by the Right Honorable Lord Lake to state that the *Sunnuds* transmitted in your despatch of the 18th ultimo (which has also been received) have been given to Nejabut Aly Khan and Ahmed Buksh Khan who had attended his Lordship to Cawnpore. That to Abdool Summud Khan has been delivered to his *Vakeel*.

I leave Cawnpore in a few days and shall be prepared on my arrival at Fort William to accord the Honorable the Governor General every information in my power that can assist his decision respecting the ultimate disposal of the advanced Districts of Rewaree, Noh and Sonah.

The communication of the Governor-General's eventual intention has been made to Ahmed Buksh Khan who states that he is most grateful for the favours he has already received and will endeavour to prove himself worthy of any further mark of the confidence of Government.

The *Jageer* enjoyed by Nejabut Aly Khan in the Company's Dominions is not above ten thousand Rupees per annum and not more than half as in the Dooab. The Province of Rewarri which is a settled country and not subject to internal disturbance cannot be estimated when it has recovered a little from the late Ravages to which it was exposed at less than a net revenue of two lacks of Rupees per Annum, Lord Lake conceives that the Governor General might not have been aware of this great difference on point of value between these possessions and has, therefore, not mentioned the subject to Nejabut Aly Khan.

Communications have been made in Answer to the applications of Murteza Khan and other Chiefs under similar circumstances in favour of their relations informing them in a general way that Government would hereafter take the subject of providing for their support into its consideration and that they might rely that a liberal arrangement would be made.

General in Council additional grounds for passing a judgment upon the case. It would be sufficient therefore for you to apprise Ahmed Buksh Khan that the Governor-General in council is disposed to accede to his wishes provided it should appear to be consistent with general arrangements which are now under the consideration of Government and that after your arrival at the Presidency the question will be finally decided.

7. With respect to the applications of Moorteza Khaun, Behaudur Khaun and Mohummud Khaun *Affrudee,* I am directed to state that the Governor-General in Council concurs in the expediency of the general principle of giving to the families of the different *Jageerdars* a permanent interest in the soil and with reference to that principle is not aware of any objection to granting the lands composing the *Jageers* of those persons to their descendants under the tenure of *Zemindaries* at the moderate quit rent to be now fixed, provided there are no *Zemindars* in the lands of those *Jageerdars,* and their lands are situated within the proposed line of our frontier. Hondal and Pulwul which have been granted in *Istemrar* to Moorteza Khan and Mohommed Khan *Affrudee* respectively appear to be so situated. The situation of Mallaghur granted to Behadur Khaun is unknown not being laid down in any of our Maps.

8. If there are *Zemindars* within those *Jageers* the grants might be continued to the descendants of the *Jageerdars* as *Istemrars* subject to the payment of the proposed quit rent in the room of service.

9. There is no objection according to established usage to include *Zemindars* in *Istimrary* tenure. The *Istimrarydar* in such case would stand in the place of the Government and would receive the revenue under the same rules by which Government itself collects it.

10. A report upon the several points above adverted to, will enable Government to pass a decision upon the reference contained in your dispatch.

I have, etc.

Fort William,
16th May 1806.

(Sd.) N. B. Edmonstone,
Secretary to Government.

(A True Copy).

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary to Government.

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. Vol. No. 208.

(38)

To

Lieutt. Colonel Malcolm
etc., etc.

Sir

I am directed to acknowledge the receipt of your despatch No. 192, dated the 4th Instant.

2. The drafts of *Sunnud* in favour of Nejabut Alli Khaun Abdool Summud Khan transmitted in your dispatch, are entirely approved and *Sunnuds* (or *Perwannahs)* prepared in conformity to those drafts sealed with the Governor-General's seal and signed by the Governor-General in Council will be transmitted to you without delay.

3. The Governor-General in Council approves the arrangements of rendering the jaidad of Ismael Khan and Fyz Mohommed Khawn dependent on their continuing to yield obedience to Nejabut Alli Khawn.

4. The Governor-General in Council also entirely approves the grant to Ahmed Buksh Khan of the lands assigned to him on the same tenure as those held by Nijabut Alli Khan and Abdool Summud Khan and considers the relinquishment of the Annual sum of 15,000 rupees hitherto payable by Ahmed Buksh Khan to be amply compensated by the Political advantages of the present proposed arrangement. A *Sunnud* (or *Perwannah)* in favour of Ahmed Buksh Khan will accordingly be prepared and transmitted to you in conformity to the draft enclosed in your Despatch.

5. the Governor-General in Council is not prepared to decide ultimately with regard to the disposal of the advanced Districts of Rewari, Sonah and Noh. The Governor-General in Council is however at present of opinion that it would be advisable to exclude those advanced Districts from the British Dominions and if that arrangement should be ultimately determined, it occurs to the Governor-General in Council that Rewari might be granted to Nijabut Ali Khan-in-exchange for his *Jageer* in the Doaub, and that there would be no objection to granting Sounah and Noh to Ahmed Buksh Khan on the terms proposed.

6. The Governor-General in Council observes that the decision of the question may without inconvenience be suspended until your arrival at the Presidency when a personal communication with you may afford the Governor-

Entertaining a proper sense of Gratitude for this distinguished favour, you will continue to manifest attachment to the British Government and your exertions to promote its interest.

In this consist your own advantages and welfare. Dated 4th May 1806 answering to 14th of *Suffer* 1221 *Hijree*.

(A True Translation)

(Sd.) I. Monckton
Deputy Persian Secretary to Government

(True Copies)

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary to Government.

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. Vol. No 208.

(37)

Enclosure in a despatch (No. 192) from Colonel Malcolm, dated 4th and Received 13th May 1806.

Translation of a Draft of a Perwanah in favour of Ahmed Buksh Khan Behauder

Adverting to the merit of your services and attachment to the British interests the Right Honourable Lord Lake Commander-in-Chief conferred on you *istemrauree (Perwannah)* grant of the *Mohauls* of Ferozepore Jherkeh and the Tuppah Saungris Betahanna, Nujhoor and Nugheena including the customs as well as land Revenue, of them (Excepting such gardens and *Ayma Jageer Punarthee* and other rent free lands, as have been long disposed of, and other fixed and established daily allowances & ca) on condition that you require no aid from the British Government, and that you settle the affairs of the *Mehauls* with your own Troops, and that you be charged with the expense of providing for the maintenance and support of Khauja Haujee and other dependents of the late Mirza Nusseer Oolla Beg Khan, and provided also that you furnish, on occasions of exigency, to the aid of the British Government a partly of 50 Troopers and that you always remain steadfast in your attachment and goodwill to the British Government.

The British Government having become acquainted with your character and disposition, and with the merit of your services and attachment to its interests, from the communications of the Right Honourable the Commander-in-Chief has now been pleased to reward those services by confirming to you and your Heirs in perpetuity from generation to generation the whole of the *Mehauls* above-mentioned, including both land Revenue and the Saer Duties with the deductions, and under the conditions however above specified from the beginning of the *Fuslee Rubbee* of 1213 Fusslee (answering to September 1805). From that time the British Government will have no concern whatever with those *Mehuals,* which will always remain in your possession and that of your descendants. As those lands require the exercise of arbitrary power, no complaints will be received from the Inhabitants of them.

give up all claim to aid, and promise to maintain the peace of his own possessions and to furnish 50 horse if required) to grant them exempt from any payment whatever and to give him the lands he holds upon the same tenure as those held by Nijabut Ally Khan and Summud Khan. To this he most readily assented and I enclose by desire of Lord Lake a draft of a *Sunnud* for him drawn out in the same manner as those granted to the two Chiefs above-mentioned.

I am directed by the Right Honorable Lord Lake to enclose copy and Translation of a representation which he has received from Ahmed Buksh Khan. The Districts of Sonah and Noh which he is desirous to hold are now rented to Tej Singh Choudree, Rewarree for the Term of three years at an increasing *Jummah.*

His Lordship is not aware of the manner in which the Governor-General in Council means ultimately to dispose of these provinces and has therefore given Ahmed Buksh Khan no reason to conclude his request will be complied with. His Lordship however directs me to state that if any ultimate arrangement should be made respecting the Provinces by which it should be desired to convert them into either a source of advantage or of strength to the British Government without making them immediately subject to our own administration that he knows no native Chief with whom an arrangement could be made with such a confident expectation of its answering every end as with Ahmed Buksh Khan as he possesses great activity and intelligence, has much influence in the country and is (His Lordship is satisfied) most sincerely attached to the British Government.

The Right Honorable Lord Lake directs me to state that he has received applications from Murteza Khan, Behadoor Khan and Mahomed Khan Affrudee expressive of their anxiety that some arrangement should be made to secure some provision (however comparatively small) for their descendants. This they represent may be done by either giving their Heir a small *Jageer* as has been granted to the sons of Bauany Sunker (which may be taken from the lands they now hold) or in securing them the reversion of the whole grant on paying Government a fair Revenue, that is to say giving them a *Zamindary* right in the said subject to the same rules and regulations as other possessions within the company's Dominions.

His Lordship merely promised to mention their wish but he directs me to state his opinion that it would be politic to make some arrangement by which the families of the different *Jageerdars* should have a permanent interest in the soil which would not only lead to the improvement of the country but reconcile and attach them to the British Government.

I have, etc., etc.,

Headquarters
Cawnpore, 4th May 1806.

(Sd.) John Malcolm
Lieutt.-Coll.

National Archives of India—Foreign Deptt Misc. vol. No. 208.

(36)

To

N.B. Edmonstone[10], Esqre.
etc., etc.,

Sir,

I have the honour to acknowledge the receipt of your despatch under date the 12th ultimo.

I have the honour to enclose Drafts of *Sunnuds* for Nejabut Ally Khan and Abdool Summud Khan. These are drawn out (as far as I can judge) in conformity to the intentions of the Honourable the Governor-General and will I trust be honoured with his application. In the *Sunnud* of Nejabut Ally Khan the *Jaidad* of Ismael Khan and Fyze Mahomed Khan are made dependent on their continuing to yield obedience to that Chief. The former (Ismael Khan) has no doubt a distinct personal claim on the generosity of the British Government but that is perfectly satisfied by the grant of a *Jageer* which he holds independent of the Nabob and his holding the *Jaidad* originally assigned upon any terms but those of obedience to the head of his family might hereafter introduce divisions and weakness which would be injurious to the object of the whole arrangement.

At the period when Ahmed Buksh Khan gave up Rhotuck and Hurrianah the Right Honourable Lord Lake promised to give him the districts he held in Mewat in *Istimrar* for the term of his life for a payment of twenty-five thousand rupees per annum. Soon after this on the sudden death of Nussuroollah Beg a near relation of Ahmed Buksh Khan, the Districts of Saunk and Sausah which had been given to that Chief were resumed but His Lordship deemed it necessary to provide in some manner for his Brother* and family and this became more urgent from the necessity of disbanding the corps of Irregular Cavalry in which most of them were employed and in which there were also one or two officers who had come over from the Enemy on a promise of favour and protection. To effect these objects in a manner the least objectionable His Lordship thought the best mode was to allow Ahmed Buksh Khan a deduction for their support and with this view he fixed his payment at fifteen thousand Rupees per annum.

The situation of the districts held by Ahmed Buksh Khan their turbulent state and the smallness of the amount he pays to Government combined with a consideration of his services led His Lordship to make him an offer (if he would

---

* It is correct that arrangement were made for the maintenance of brothers and family of Nasuroollah Beg rather arrangements were made for the support of Nephews and family.

same date. That grant *virtually* assigns 10,000 per annum for Nussur Oolla Beg Khan's family, tho, unfortunately from the loose manner in which the *Sunnud* of the 4th May 1806, is worded, the precise sum is not mentioned. It grants a reduction of *quit* rent from 25,000 to 15,000, for a specific purpose and that was the support and maintenance of Nussur Oolla Beg's Family. It alludes to "deductions and conditions above specified" but the deduction and conditions are only expressed above in general terms. But Lord Lake having granted this *Perwana* on the 4th May, and having received an answer from Government on the 16th of the same month, approving what had been done, is it likely, that His Lordship then at Cawnpore, would again write to Ahmed Buksh Khan on the 7th June, regarding what was settled by the orders of the 16th of the preceding month?

29. If, however, at the request of the Nabab Ahmed Buksh Khan, (then in attendance on Lord Lake at Cawnpore) His Lordship had written the Letter of the 7th June; would not Colonel Malcolm when acknowledging a few days afterwards, (the 10th June) the receipt of the orders of Government of the 16th May, have reported, that a Letter had been addressed to Ahmed Buksh Khan, fixing a specific sum of 5,000 Rupees as the amount of provision to be granted to Nussur Oolla Beg's Family, and explaining the grounds on which the remaining 5,000 Rupees of the remitted quit rent had not been reannexed to the sum payable by the Nabab on account of his *Jageer?* But no such report is forthcoming. If the Document be genuine, Ahmed Buksh Khan, it is not improbable, obtained it through some fraud: but even granting it to be an order willingly issued by Lord Lake, was His Lordship competent to disturb the previous arrangement sanctioned by the Governor-General in Council, and is it binding on Government? I should imagine not, and whether it be genuine or fabricated, the Family of Nusseer Oolla Beg Khan, appears to be entitled to the larger allowance.

30. All the papers referred to in this Note, accompany for reference.

(Sd.) Geo Swinton,

19th August, 1830. Chief Secretary to the Government.

(True Coy)

(Sd.) Geo Swinton,

19th August, 1830. Chief Secretary to the Government.

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. Vol. No. 208.

stated as his opinion, that the complainant had no right to more than what was expressly provided by Lord Lake for him and his Brother Mirza Yoosuf viz. 1,500 per annum, which the Nabab Shumsoodeen, he observed has all along been willing to pay.

19. In reply Government stated on the 28th May last, that it concurred in Mr. Hawkin's decision.

20. Assud Oollah on the 7th July forwarded an English Petition complaining against Mr. Hawkin's decision, on the basis of a *Sunnud*, which he asserts is a forgery, and requests that the records of Government may be searched in proof of this.

21. On the 28th July, he again complainted against Mr. Hawkin's proceedings as evincing a partiality for the Nabab Shumsood deen, and requests to be favoured with a copy of the orders of Government. He also enclosed a letter to my address, a translation of which accompanies and this repeated and direct appeal to myself, has induced me to look into all the papers, and to trouble Government with the foregoing narrative, more especially, as it appears to me that there are grounds to believe that Assud Oolla's complaint is not without some foundation.

22. No letter from Lord Lake dated 7th June 1806, is forthcoming on the records of Government.

23. It does not appear that the original has been submitted to Mr. Hawkins.

24. It appears to be desirable that the letter of the 7th June, should be produced and examined, and if doubts as to its real nature be entertained at Delhi, it should be sent to the Presidency.

25. If Shumsood deen Khan should endeavour to evade this demand by saying the Original is lost, there will be strong presumption against him.

26. Shumsood deen Khan's reply as submitted in Mr. Hawkin's Dispatch of the 5th May last, is written in a very flippant style—and it meets Assud Oolla's assertions by remarking that he is a poet, and avails himself of a poet's privilege to deal in romance.

27. But let the case be lookéd into seriously.

28. Let us examine the *Sunnud* to Ahmed Buksh Khan of the 4th May, 1806, which is genuine, and was ratified by the Governor-General in Council. A copy of it will be found as an enclosure in Sir John Malcolm's Dispatch of the

13. On the 24th February 1829, the Resident at Delhi, Sir E. Colebrooke reported to Government, that Assud Oollah had presented a Petition to him, the purport of which was "that on the death of Nussur Oolla Beg Khan, who held in *Mokurraree* for his life the *Pergunnas* Saunk and Sonsa at a quit rent of 15,000, the quit rent of between 20,000 and 30,000 Rupees at which the late Ahmed Buksh Khan held the lands of Ferozepore, etc., had been relinquished in consideration of Ahmed Buksh Khan making himself responsible for the support of Nussur Oolla Beg Khan's Family, and that for such support Ahmed Buksh has never paid more than 5,000 Rupees annually, out of which he has paid 2,000 to one Khajah Hajee, an alien to the Family, 1,500 Rupees to the Petitioner and 1,500 Rupees to one of the Petitioner's sisters, leaving a Brother and two other sisters* of this Petitioner wholly unprovided for."

This is mistake, it should be brother and aunts. (Sd.) G S

14. Sir Edward Colebrooke proceeds to state "The *Sunnud* of Firozepore from Government to Ahmed Buksh Khan under date the 4th May, 1806, contains the following clause which is all I can trace relative to the subject". "The support and maintenance of Khaja Hajee, and the other dependants *(Mootaulliquan)* of Mirza Nusseer Oolla Beg Khan deceased are upon you, and you will on requisition in case of necessity, have in readiness for the *Sirkar* fifty Horsemen."

15. In concluding his report, Sir Edward Colebrooke requested to be furnished with Copies of any documents on the Records of Government which might appertain, to the case.

16. In reply, an Extract from Lieutenant Colonel Malcolm's Dispatch of the 4th May 1806, regarding the settlement made with the Nawab Ahmed Buksh Khan, was sent to the Resident at Delhi on the 13th March 1829, and he was called to investigate and report on the complaint preferred by the Petitioner.

17. On the 5th December 1829 Mr Hawkins, the officiating Resident at Delhi, solicited the attention of Government to Sir Edward Colebrooke's letter of 24th February, to which he stated no answer had been returned. He was informed in reply, that an answer had been sent on the 13th March, since which time no report on the case had been received, and he was furnished with a copy lest the Original had been mislaid.

18. On the 5th May last, Mr. Hawkins submitted his report on Assud Oolla's case. It would appear, that he had referred Assud Oolla's Petition to the Nawab Shumsoodeen Khan (son and successor of the late Ahmed Buksh Khan) for his answer to the complaint. A translation of Shumsooddeen's reply, and what is called "Lord Lake's letter dated 7th June, 1806 specifying the persons who were to receive the 5,000 Rupees a year," accompanied Mr. Hawkin's report, and he

To Khaja Hajee	....	2,000-0-0
To Nussur Oollah Khan's Mother	....	1,500-0-0
To the Petitioner	....	1,500-0-0

5. On Khaja Hajee's death, Ahmed Buksh Khan continued the portion of 2,000 to his children.

6. When the Mother died, her portion went to her eldest Daughter (sister of Nusseer Oollah Khan) who out of it, supported her two younger sisters.

7. The Petitioner states, that out of his portion, he has supported his younger Brother, who, he complains was left unsupported for Ahmed Buksh Khan. It is probable, however, that the sum of 1,500 settled on Assud Oollah was intended for the joint support of the two Brothers, as the other 1,500 Rupees seem to have been intended for the Females, the three Aunts of the Petitioner.

8. It may be useless to enquire now, whether Khaja Hajee was entitled to share with the heirs of Naseer Oollah Khan, since he has been acknowledged as a Member of the Family in the *Perwanna* of the 4th May 1806, which Ahmed Buksh Khan obtained under the seal and signature of the Governor-General in Council. But it may be useful to enquire, whether Ahmed Buksh Khan acted up to the condition of his *Sunnud*, when he allotted 5,000 per annum only for the maintenance of Nusseer Oollah Khan's Family, including Khaja Hajee, and whether his heir and successor Shums-oo-deen Khan is bound to make a larger provision for them.

9. It will be useful to enquire also, whether as asserted by the Petitioner the *Sunnud* by Lord Lake dated 7th June 1806 is a forgery, and whether the case has been fully investigated.

10. Without going therefore, into all the particulars stated by the Petitioner in his several Memorials, to which however, I beg reference as containing much information, which I shall take for granted is known to Government, I propose to submit merely an account of what has lately taken place.

11. Assud Oollah came to Calcutta in 1828, and presented a Memorial to the Persian Secretary,—vide memorial received 28th April, 1828, and recorded 2nd May No. 46.

12. The order passed on that Memorial was "Ordered that the petitioner be informed that the above petition ought to be addressed to the Resident at Delhi".

(35)

National Archives of India — Foreign Deptt. Misc. vol. No. 208.

Note by the Chief Secretary on the case of Assud Oollah, 19th August, 1830.

Assud Oolla Khan states himself to be the Nephew of the late Nawab Nasseer Oolla Beg Khan, who held the District of Agra under General Perron, and who came over to Lord Lake in the Marhatta War, when, for his good services he had certain Lands bestowed on him in the District of Agra, on an *Istumraree* tenure at a *Jumma* of Rupees 15,800. These were the *Pergunnas* of Sonk and Sonsa, the revenue of which, Assud Oollah in his petition represents, amounted to more than a Lac of Rupees.

2. Nussur Oolla Beg Khan was the son-in-law of the late Nuwab Ahmed Buksh Khan, Chief of Ferozepore, etc.

3. When Nusseer Oollah Khan died, he left a Mother, a widow*, three sisters and two sons**, viz. the petitioner and his Younger Brother Yoosuf Allee Khan (or Mirza Yoosuf).

4. The Petitioner further states that there was another Person named Khaja Hajee, who was no relation of Nussur Oolla Beg Khan, but was connected by marriage, he being the son of a Niece of Nuseer Oolla Khan's father's wife. This Person, however, seems to have assumed the management of Nussur Oolla Beg Khan's affairs, and on his death, is stated to have conspired with Ahmed Buksh Khan to defraud the Family of the deceased. Ahmed Buksh Khan as the Father-in-Law of Nusseer Oolla Khan and the natural Guardian of his Family, obtained from Lord Lake a remission of the quit rent, payable by him for Ferozepore, on the condition of providing for Nusseer Oollah Khan's Family, and the petitioner asserts, that the Nawab unjustly set up Khajah Hajee as the principal Person of Nusseer Oollah Khan's Family and allotting 5,000 Rupees per annum for the general support of the Family distributed it as follows:—

---

*This is not correct. Nassurullah Beg's wife has died long before the demise of Nassurullah Beg Khan.

** They were nor sons rather they were nephews of Nassurullah Beg Khan.

(34)

To

C.Norris, Esqre,
Chief Secretary to the Government of
Bombay

Pol. Deptt.

Sir,

1. Note by the Secretary on case of Assud Oollah dated 19th August, 1830.
2. Officiting Resident at Delhi, dated 8th October.
3. Sunnud enclosed in Delhi, -do-
4. Letter from Assud Oolla Khaun, 26th September.
5. From Lieutt. Coll. Malcolm, dated 4th May 1806.
6. Translation of Sunnud in -do-
7. The Lieutt. Coll. Malcolm dated 16th May, 1806.
8. From Lieutt. Coll. Malcolm dated 10th June, 1806.

I am directed by honorable the Vice-President in Council to transmit to you the enclosed Documents noted in the margin, and to request that the Honorable the Governor, after examining the original Persian Document said to be a letter from Lord Lake by one party and pronounced to be a forgery by the other will be pleased to state his opinion on the merits of Assud Oollah's claim, and on the assertion of that individual that the Document is either a forgery or was fraudulently obtained.

2. The Honorable the Governor will observe, that the Persian Letter does not bear any English Counter-signature on the back such as is usual when Persian Letters are issued from the Persian Secretary's Office.

3. I am directed to request that the Original Papers may be returned to me, and that special care be taken of the alleged original letter from Lord Lake, that it may be returned to Nuwwab Shumsooddeen.

have etc. etc.,
(Sd.) G. Swinton,
Chief Secretary to Government.

Fort William
22nd October, 1830.

(A true copy).

Sd.) G. Swinton.
Chief Secretary to Government.

(33)

Extract Political Letter from Bengal, dated 14th October 1830 (No. 18).

Corrs· 28th May No. 12-13.

189. We concurred in Mr. Hawkins view of the claim advanced by Asud Oolla Khan, against Nawab Shums Oodeen Khan, son of Nawab Ahmed Buksh Khan relative to the sum of 5,000 Rupees per Annum assigned by Lord Lake for the maintenance of the late Nuuseer Oolla Beg Khan's dependents out of the *Jageer* of the Nawab Ahmed Buksh. In the complaint Asud Oollah had asserted that he and his brother Meerza Yousuf, had been deprived of their due share of the 5,000 Rupees per annum in consequence of the Nawab Ahmed Buksh Khan having thought proper to insert the name of Khajeh as entitled to 2,000 Rupees per annum. Mr. Hawkins however did not consider that Asud Oollah had established his right to a larger share than hitherto received by him.

India Office Records, London—No IOR-F/4/1344-Board's Collection No 53429

(32)

Extract from Fort William Political Consultations of 31st December, 1830.

From

The Officiating Resident at Delhi.

To

Mr. Chief Secretary Swinton

Dated 8th October, 1830

Sir,

Transmits the letter from Lord Lake required in Chief Secy.'s letter of 20th August last.

Immediately on receipt of your letter dated 20th of last August, viz., on the 13th ultimo, I addressed a letter to Nuwwab Shums-ud-deen Ahmed Khan requesting him to sent again to me the letter from Lord Lake to his father Nuwwab Ahmed Buksh Khan, dated 7th of June, 1806, fixing allowances to be paid to the Family of Mirza Nussur Oolla Khan deceased, which on a former occasion, when the claim of Assud Oollah Khan *alias* Mirza Nousha was under investigation, he then had submitted to my perusal, and informing him that the Governor-General in Council desired to see it, in consequence of a memorial from the said Mirza Assud Oollah Khan, in which the letter in question is asserted to be a forgery. The Nuwwab has just sent the letter required written in Persian, and bearing the great Seal and Signature of Lord Lake and in submitting it herewith, I trust that Government will, on inspecting it be as fully convinced of its genuineness as I was when in May last I reported on Assud Oolla Khan's claim, and will not suffer the false assertion of that person, which has given so much trouble to Government, to you, and to me, and so much offence to the Nuwwab, to pass unpunished.

Assud Oolla Khan's Assertion that the said letter is a forgery, utterly false and deserving of punishment.

I have etc.,
(Sd.) F. Hawkins
Acting Resident

Delhi Residency
October, 8th 1830

Rs. can be deducted or given from the allowance and how another person's right can be given to the *Jageerdar* of Ferozepore.

8. Your Petr. has presented two Petns. to the Rest. at Delhi, one under date 6th March 1830, and the other of 20th of the same month and year and it is painful to your Petr. to think that the Resident has neither taken these Petns. into consideration nor submitted them to Government.— But has decided the matter *ex parte*—.

9. Your Petr. pointed out in his Petn. to the Resident, two *Sunnuds* under the seal of Lord Lake, the originals at Ferozepore, and the copy in the office of the Resident at Delhi— one in the name of the late Nawab Ahmed Bux Khan granting Ferozepore Jheerka Jageer and Saunkrus in *Istemrar 5,000* Rs. pr. anm. dated 22nd December, 1804. The other, in the same name, granting Poonah Hanah, Bechour and Nugeena and in *Istemrar* 20,000 Rs. Per Annum—dated 4th March, 1806—And it occurs to your Petr. that the Resident has not brought the subject of these *Sunnuds* under the consideration of your Lordship.

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. Vol. No. 208.

sent by Mr. Stirling to the Rest. at Delhi, with the orders of Government that the Representations of Yr. Petr. should be examined. The Report of Sir Ed. Colebrooke, in consequence bears testimony to the present representation of Yr. Petr.

4. According to the orders of Government it was just that the allowance fixed in Col. Malcolm's letter should have been appropriated and allotted to Nussoorollah Beg's Family and the pretensions of Khaja Hajee duly examined. Mr. Blake, the Assistant to the Rest. at Delhi, sent for Yr. Petr., and informed him that he was instructed by the Rest. Mr. Hawkins, that it was decided that the Family of Nussoorollah Beg should continue to receive 5,000 Rs. annually, as they had all along recd. that sum: This decision of Mr. Hawkins, has no connection with the claims or representations preferred by Your Petr. and he therefore, begs leave to lay the particulars of his case in this case before Lordship in Council.

5. When Your Lordship in Council decided that the Family of Nussoorolah Beg Khan, should be provided for, according to the provision made in Col. Malcolm's letter, it is strange that the Decision of the Rest. at Delhi, is writing *(sic)* to its purport and letter: and it is not known from what Department any Document has been procured, which could in any manner, nullify the Provision made in Col. Malcolm's letter.

6. Your Lordship in Council has ordered that the case of Yr. Petr. should be duly investigated and examined at Delhi; But no examination has as yet been instituted into the merits of the matter, nor have the pretensions of Khaja Hajee been scrutinized: and the wonder in this case is that the complaint of Khajah Hajee being included in the Provision of 5,000 Rs. will remain in the same predicament, as if the allowance were 10,000 Rs.

7. If the Resident at Delhi, has grounded his decision on the *Sunnud* submitted by the *Jageerdar* of Ferozepore under the seal of Lord Lake, Your Petr. is surprised on three difft. grounds, first that, if no copy of the *Sunnud* produced by the *Jageerdar* of Ferozepore is on the records of the Resident at Delhi, and of Government it cannot be deemed valid: second, that the *Sunnud* now produced by the *Jagr.* of F, does not cancel any former *Sunnud* or previous provision—therefore it does not prove that it is valid— the

3d.—It is proved from the Records of Government that 25,000 Rs. Per Annum, was provided for the maintenance of 50 Horsemen and his Family. On an inspection of these Documents, it cannot be accounted how the remaining, 20,000

(31)

To,

Lord William Canvendish Bentinck, etc.
Governor-General of British India in Council

The Petition of Ussuddoollah Khan, the Nephew of Nussoorallah Beg Khan, Jageerdar of *Sounk Sousah, an inhabitant of Delhi*

Humbly Sheweth:

That Your Lordship in Council is aware that your Petitioner in the first instance laid his grievances before your Hon'ble Board at Calcutta, when the Hon'ble W.B.Bayley, Esqr. was Acting Governor-General, as the records of Government will shew: and the order passed before was, that your Petitioner should lay his statement before the Resident at Delhi.

2. On referring to the Petition presented to Yr Hon'ble Board, when Yr. Petr. was in Calcutta, it will appear, that your Petr. has preferred two complaints: one that the *Jageerdar* of Ferozepore has diminished very considerably the annual allowance conferred on Nussoorollah Beg Khan's Family since his Death; & the other, that from the limited allowance allotted to the Family an Interloper named Khajah Hajee had been foisted to whom a portion is payable by the said *Jagheedar*, irregularly, unjustly and illegally.— In that Petition, Your Petr. requested that Your Lordship in Council would investigate, from the Records, What was the allowance fixed by Lord Lake for the maintenance of Nussoorllah Beg's Family; & cause an inquiry to be instituted as to the pretensions of Khajah Hajee, to receive a portion of the allowance and in these respects your Petr. solicited Justice from Government.

3. Sir Ed. Colebrooke, the then Resident at Delhi, solicited copies of the papers connected with Your Petr.'s case from Government, as no such documents were found in the Residency office, and reported to the Government the particulars of Khawjah Hajee's pretensions: Col. Malcolm's letter of 1806, was

Lord Lake, thro' the Agency of Bribes.— when the attention of that Nobleman was engaged on other subjects of Importance,— obtained the signature of Lord Lake to a Document, the purport of which was unknown at the moment, among the mass of Persian Papers daily and hourly, brought for signature.— and this is a species of Fraud and Forgery of the worst and most dangerous tendency.

9. Your Petr. in conclusion prays most earnestly that, according to the original compact, under the guarantee of Lord Lake, the *Jageerdar* of Ferozepore may be desired to remit, annually, 25,000 rupees to the British Treasury: that 15,000 rupees in default, originally appropriated for the maintenance of a Body of 50 Horsemen, may be credited to the account of Government; and 10,000 rupees annually fixed in Colonel Malcom's letter, may be ordered to be paid in future, from the General Treasury at Delhi for the support, as it was designed, of the late N.O.B.K's family, which, at presεnt, is composed, in reality, of only 5 (five) persons, viz., Your Lordship's Petr. and his younger Brother, and 3 sisters of the late N.O.B.K., who left no Issue. Your humble Petr., being the son of the uterine Brother of the late N.O.B.K. is legally considered, the real successor, under whose protection the Family is left— The Result of a strict investigation of the Public Records at the Presidency will exhibit the Truth— and nothing but the Truth: whilst the unbiassed award of Your Lordship in Council will establish and recognize the real Rights of the Posterity of the family of the late N.O.B.K. according to the provision fixed by Lord Lake.

And Yr. Petr., as in duty bound, shall ever pray etc. etc.

Delhi.
26th September, 1830.

(Sd.) Muhammad Asadullah Khan
Nephew of Nasrullah Beg Khan
Jagirdar

True Copy

(Sd.) Geo. Swinton
Chief Secretary to Government

National Archives of India - Foreign Deptt. Misc.Vol. No. 208.

Petitioner here would crave premission to attract the attention of your Lordship in Council to the facts which follow

In the month of May 1806, however, Lord Lake deemed it expedient to make another arrangement for the appropriation of the sum of 25,000 rupees stipulated by the late Nawab to be paid annually into the Treasury of Government, viz., 15,000 rupees annually for the maintenance and continued support of a Body of 50 Horsemen, attached to N.O.B.K., on his demise and 10,000 rupees annually for the provision of his Family. Lord Lake, at the period, reported to Government on this arrangement and its sanction was obtained as the Records at the Presidency will shew. Under these circumstances, if the *Jageerdar* of Ferozepore contends on the validity of *sunnud* now brough forth,— that 5,000 rupees annually was the Provision fixed, for the Family of the late N.O.B.K.— and that he is not bound to maintain 50 Horsemen from his *Jageer*,— It is clear, beyond any effort of Sophistry, that he ought to remit 20,000 rupees annually to the Treasury of the British Government unless he can produce any document which absolves him from the original Compact.

7. When 10,000 rupees was appropriated annually for the Provision of the Family of the late N.O.B.K. out of the 25,000 rupees originally agreed by the *Jageerdar*of Ferozepore to be paid annually into the British Treasury, Lord Lake reported to, and procured the sanction of Government to this measure of intermediate expediency— It will, therefore, seem extraordinary to Your Lordship in Council, how Lord Lake could have injudiciously departed at once, from a deliberate and sanctioned pledge, under the Guarantee of his own signature, by reducing the Provision to a moiety of 5,000 rupees without holding some correspondence with Government even in the shape of intimation, abrogating the former arrangement.

8. On these various grounds, Your Petr. does not hesitate to pronounce the *Sunnud* in question to be fabricated— that it was never written or drawn up in the office of Lord Lake under the sanction of that Nobleman, who never authorized the reduction of the original provision to a moiety— and that no correspondence, Your Petr. is well assured, *is* forthcoming, in the Public Departments, either at Delhi or at the Presidency, which can, directly or indirectly afford to this isolated document, the colour of validity, or, abstractedly, by any inherent matter of consecutive application give to it the slightest pretension to legitimacy.— There seem to be 2 Points therefore to be considered, calculated to lead to a true conclusion: 1st. Either that the *Sunnud*— the seal and the signature are all forged; 2nd, that the late Nawab A.B.K., after having caused this *Sunnud* to be drawn up and written in his Private Residence, in collusion with the *Amlah* of

correspondence with Lord Lake and the Government, relative to the Provision of 5,000 rupees only, for the Family of the late Nussur Oolla Beg Khan, or of its confirmation by the British Government forthcoming on the Records of the Public Office: On these very important grounds, along, the Instrument objected to, must appear in a very questionable light.

4. In this fabricated *Sunnud*, no mention is made of the source from which 5,000 rupees annually were to be paid to the Family of the Late N.O.B.K., nor can it be known, from its general purport on what particular account, Lord Lake was pleased to make the grant. It is as worthy of observation,, as it is true, that, previously to the date which this fabricated Instrument bears, the country of the Mewats was granted, in *Jageer*, to the late Nawaub Ahmed Bux Khan; the grant of this Territory, in uninterrupted possession, became beyond a doubt, sacred. It, therefore, seems unaccountable, either with Policy or good-faith, how Lord Lake should have interfered subsequently, by foisting on the *Jageerdar* a Provision of 5,000 rupees for the Family of the late N.O.B.K., But the real state of the case is different as will appear in the 6th para of this Memorial.

5. In the letter of (then) Col. Malcolm in 1806, a provision of 10,000 rupees annually is fixed for the family of the late N.O.B.K.; without any reference to the name of Khaja Hajee, or his Posterirty. Your Petr. here respectfully begs to remark that it is extraordinary, how in the Persian *Sunnud*, now brought forward, a Provision of 5,000 rupees for the Family is mentioned, and the name of Khaja Haje introduced, without the slightest advertence or explicatory allusion to the former arrangement fixed in that letter of Col. Malcolm. This *sunnud,* besides, is totally devoid of the usual and customary detail of the services or account, on which a benevolent Grant is founded, and of the source from which it should emanate—Independently of this want of concatenation of circumstances, it exhibits no lgiht on the pretended relationship of Khaja Hajee, whether by Blood or connextion by Marriage, or by any other tie of Fraternity.

6. The country of the Mewats, was granted in *Jageer* to the late Nawab A.B.K. by Lord Lake, and 25,000 rupees annually, it was stipulated, should be perpetually paid by the former into the Treasury of the British Government. To this effect, 2 original *sunnuds,* under the seal and signature of Lord, are now lodged in the office of the *Jageerdar* of Ferozepore, and copies of those 2 *sunnuds* are recorded in the office of the Rest. at Delhi, one dated the 22nd of December, 1804, and the other, the 4th March, 1806: and it is presumed that the, Report of Lord Lake, of these respective dates must be recorded in the Political Department, with the orders and Resns of Government thereon. Your

(30)

To

The Right Hon'ble Wm. Bentinck and Lt. Gover.-Genl.
in Council, Calcutta, Fort William.

The Petition of Usudoolah Khan, the Nephew of the Late Nussur Oolla Beg Khan, Jageerdar *of Sounk Sousah, in the District of Agra, residing at Delhi.*

Humbly Sheweth

That your petr. has learnt, with gratitude and elated Hope, that your Lordship in Council has been pleased, in consequence of a petition presented by him in the month of July last, to your Hon'ble Board, to call on the Acting Resident at Delhi, for the original *Sunnud*, on which the claim of your Petitioner has been set aside.

2. In that Petition, your petitioner represented to your Lordship-in-Council, that the *sunnud* which was brought forth by the *Jageerdar* of Ferozepore, to invalidate his claims, was fabricated, false, and nugatory and as this Document is about to be laid before your Hon'ble Board, your Petitioner has presumed, most respectfully to obtrude seasonably the following explanation of the grounds on which he has pronounced that Document to be a counterfeited Instrument, possessing no circumstantial unity or connexion.

3. It is well known that Lord Lake established as an inviolable Rule that, when a *Sunnud* was granted to a *Jageerdar,* a copy of it should be deposited, as a Record, in the offices of Government. This Rule also regulated the Department of Pensions: and a Report of all the circumstances connected with each *Jageerdar's* case, was immediately made to, and the order of Government, obtained thereupon. It will appear extraordinary to your Lordship in Council that this essential precaution, and prescribed usage, in the conduct of Public Business, have not been observed in respect to the *Sunnud* in question which seems perfectly isolated, from the want of any allusive connexion with any correspondence, calculated to give it any formal or official validity for neither a copy of this *Sunnud* can be traced either in the office of the Resident at Delhi, or in the Political Department of Government at the Presidency—nor is any

(29)

(Copy)

S. Fraser, Esqre,
Deputy Secretary to Government,
Political Department,
Fort William.

Sir,

With reference to a Petition which I submitted thro' you in the month of July last, for the consideration and orders of His Lordship in Council, I have the honour to transmit to you the enclosed memorial. which I respectfully solicit may be laid before the Honorable Council Board at the same time with the original *Sunnud*, which the Acting Resident at Delhi has been desired, in Consequence of many former representation, to obtain from the *Jageerdar* of Ferozepore and forward for the inspection and consideration of the Right Honourable the Governor-General in Council.

Delhi,
26th September, 1830.

I have etc.
(Sd.) Mohammad Asadullah Khan
Nephew of Nasrullah Beg Khan
Jageerdar

National Archives of India -- Foreign. Deptt. Misc Vol No 208.

(28)

To

The Officiating Resident at Delhi.

Sir,

With reference to your Dispatch on the subject of Assud Oolla's case and the orders of Government of the 28th May last, I am directed to acquaint you that a memorial from that person having been subsequently addressed to Government requesting a revision of the decision of His Lordship in Council on the ground that the letter from Lord Lake of the 7th June 1806 is a foregery; and it appearing that no just document is forthcoming on the records at the Residency, the Governor-General has deemed it necessary that the original document should be called for from the *Nabob* Sums-ood-Din and be transmitted for the satisfaction of Government as to its genuineness.

2. You will accordingly be pleased to obtain and forwarded to me the original document with as little delay as practicable.

I have etc.,
(Sd.) G. Swinton,
Chief Secretary toGovernment.

Fort William
20th August, 1830.

National Archives of India -- Pol. Deptt. Proceedings No. 40.

(27)

Ordered that the following letter be addressed to the Officiating Resident at Delhi.

India Office Records, London—No. IOR-F/4/1344-Board's Collection No. 53429.

Lake agreeably to, or confirmatory of the *sunnud* which the Ferozeporewala has produced.

It is not my custom to calumniate or accuse but I know this much that the Ferozepore *Jageerdar* is wealthy, and that I am poor—undoubtely too, all the persons attached to the Delhi Residency agree both in heart and speech, with the Ferozeporewala—May the Almighty protect me! Should the Supreme Government not do something for me; what is to become of me?

On the 7th of this month I adressed a petition in English to the Govenor-General and sent it per *Dak* to Mr. Simon Fraser— The substance of the last paragraph was "Let the *arzees* presented by me and the *sunuds* I have referred to, be sent for from the Delhi Residency and on perusal of those papers and of documents that are in the Government office, let an enquiry be made into my case before the Supreme Council."

Last year on the 15th August on taking leave of the late Mr. Stirling I presented to that gentleman a petition regarding five points and requested that whenever a report in my case should arrive from Delhi, my petition also should be submitted together with the report, to the Supreme Government and that each of the five paragraphs of my petition should separately have orders passedon it.

Mr. Stirling approved of my request and promised that it should be attended to—Alas! that owing to my ill fortune that gentleman has departed this life;

In this state of hopelessness I prefer my complaint to you—and enclose for your information copy of the petition presented by me to Mr. Stirling.

(True translation).
(Sd.) * *G. Lushington[8]
Assistant Secretary to Government.

National Archives of India -- Pol. Deptt. Proceedings No. 38.

---

* In the text it is G. Lushington but actually it is C. Lushington (Chales Lushington) Dictionary of Indian Biography page 256.

(26)

From

Mohammad Assud Oollah

To

The Political Secretary to Government

Dated 28th July

Received 12th August.

It is well known to you that when I referred my case to the Supreme Government I appealed to the official records for evidence in my behalf, and that, in consequence of this appeal the Government sent Colonel Malcolm's letter which was among the Government records to the Delhi Residency in order that the real nature of the subsistence grant formerly conferred on me, might be ascertained.

Although I am unacquainted with English and have not seen Colonel Malcolm's letter, still I was informed by the late Mr. Andrew Striling that the sum of ten thousand Rupees per annum was granted by Colonel Malcolm's letter, above-mentioned, to the relatives of the late Nusur Oollah Beg Khan, and the "the name of Khaja Hajee is not mentioned therein."

Moreover I know full well that no document has been discovered in the Government office that cancels or contradicts the materials of Colonel Malcolm's letter but that on the contrary should search be made among the official records the reports of Lord Lake will be found to agree in every respect with the letter of Colonel Malcolm.

The Ferozeporewala wishes by means of a fogred *sunnud* and by the assistance of the Resident at Delhi to cancel my rights and to destroy my character—the fact is there is no copy of that *sunnud* in the Delhi Residency Office nor will there be found among the Government records any report by Lord

His Lordship in Council on the petition which I have forwarded lately, as above adverted to.

4. I have the honour to enclose a Persian Petition, addressed to Mr. Swinton the Chief Secretary, which I solicit, that you will be so good as to cause to be sent to that gentleman.



I have etc.,

Delhi 28th July, 1830.

(Sd.) In Persian Character,
محمد اسد الله خان

National Archives of India -- Pol. Deptt. Proceedings No. 37.

(25)

From

Ussud Ollah Khan,

To

The Deputy Secretary to Government,
Political Department, Fort William.

Sir,

Since the death of Mr. Stirling, it is well known to you, that, with the exception of yourself, I cannot claim any other Patron: and that I now consider you in the room of that much lamented gentleman, in supporting my claims on the Government, for redress.

2. Having discovered that at the Delhi Residency partiality and attention are showed to Shumshuddeen Khan, the *Jageerdar* of Ferozepore, and that I cannot hope for redress, I was under the necessity of presenting a petition on the 7th instant, to His Lordship in Council, which I have forwarded, officially to you and the greatest expectation I entertain, is that my complaint may be recognized by the Government, in whose eyes, the affluent and the Indigent are viewed alike.

3. It is customary that copies of the Orders of Government should be furnished to the individuals whom they may concern and there are several persons, to my knowledge, to whom, on application, copies have been furnished officially from the office. It is extraordinary, however, that this usual and common indulgence has been pointedly, denied to me notwithstanding my repeated applications, personally and those of my *vakeel*, to Mr. Blake, the Assistant to the Resident— on this account, I would consider myself under great obligation, if you would kindly forward to me, under an official Envelope, a copy of the orders of

Government thereon and Colonel Malcolm's letter, these documents, being formed into a *misl* may be taken into the consideration of Your Lordship in Council: when your petitioner feels satisfied that the validity of the fabricated *sunnud* will appear sufficiently questionable, and the truth and justness of your petitioner's claims discovered and after the investigation now solicited, your petitioner will rest satisfied with any decision which your Lordship in Council may be pleased to pass on the merits of his singular case.

And your Petitioner as in duty bound, shall ever pray for the prosperity and stability of the British Government.



(Sd.)

Delhi 7th July 1830. (Sd.) In Persian Character

محمد اسد اللہ خاں

National Archives of India -- Pol Deptt. Proceedings No 36, of 20th August, 1830

7. The *Jageerdar* of Ferozepore has sent from his office a *sunnud* asserted to bear the seal and signature of Lord Lake, dated 7th June 1806, to the Resident at Delhi. In the *sunnud* only five thousand Rupees annually is settled in the name of Nussur Oolla Beg Khan's family. On the weight of this forged *sunnud* the *Jageerdar* of Ferozepoor, gratuitously wishes to deprive your Petitioner's Family of their just rights. It is remarkable that this fabricated *sunnud*, does not, as usually on such occasions, contain any clause which refers to any former documents or arrangement, or which is calculated to abrogate the provision made in Colonel Malcolm's letter under the sanction of Government the wonder will increase, when your petitioner informs Your Lordship in Council that no copy or even intimation of the *sunnud* now brought forward, can be traced, by the most diligent search, either in the office of the Resident at Delhi, or that of the Government!

8. A copy of this forged *sunnud* was furnished to your petitioner, under the countersignature of Mr. Trevelyan, then Assistant to the Resident at Delhi, your peitioner presented two petitons, one dated 6th and the other 20th March last, to the Resident, offering to prove that the *sunnud* now brought forward, was a forged document. It strikes your petitioner that the Resident, in reporting on this case to Government, has not referred to these Petititons.

9. Your Petitioner pointed out 2 valid *sunnuds* under the real seal and signature of Lord lake—the originals in the office of the *Jageerdar* of Ferozepore and the copies in the office of the Resident at Delhi; one relating to the *Istimrar* of *Jheerka* and *Saunk Sousa* at five thousand rupees per annum dated 22nd December 1804 and other concerning the *Istemrar* of Poonah Hanah, Bechour and Nugeena at 20,000 Rupees per annum, both in the name of the late Nawab Ahmed Buksh Khan (the latter, dated 4th March 1806). It appears that the Resident has also omitted to report to Government on the valid *sunnuds*.

10. In this state of things, the investigation entered into at Delhi, must be considered perfectly *ex parte:* and as his Rights, and those of his Family are deeply involved, your Petitioner prays that the two Petitions presented to the Resident and referred to above, and copies of the two *sunnuds* of General Lord Lake, dated 22nd December 1804, and 4th March 1806, may be called for from the Resident at Delhi and that, in connection with the original petition presented by your Petitioner to Government whilst at Calcutta, as referred to in the 2nd Paragraph of this Petition, Sir Edward Colerbrooke's report and orders of

amount and extent of the provision allotted by the Govt. for the maintenance of your petitioners family on the demise of Nussur Oollah Beg Khan; and as to the nature of the connection, whether by blood or family descent, which might exist between Khajah Hajee, an interloper, and Nussoor Oollah Beg Khan.

4 Sir Edward Colebrooke the late Resident of Delhi, when he reported to Government on the Petition of Your Lordship's Petitioner, in order to ascertain the particulars of the annual allowance, settled for the support of his Family requested that copies of the correspondence referred to by your petitioner in his petition, might be furnished to him, from the records of Government; and adverted to the subject of Khaja Hajee being an alien to the Family; Government was pleased to send, thro' Mr. Stirling, a copy of Colonel Malcolm's letter, from the records at the Residency; and your Lordship in Council was pleased, on this occasion, to order an enquiry to be instituted into the merits of the case, the reports of Sir Edward Colebrooke, the orders of Government thereon, and Lieutenant Colonel Malcolm's letter, are recorded in the office of Government.

5. It seems just and proper, that according to the orders of Government, the Allowance fixed in the letter of Colonel Malcolm, should have been considered the legitimate basis, on which it ought to have been continued to your petitioner and family. It was also, necessary, your petitioner apprehends, nay, it was incumbent as a matter of justice, that a strict and open equiry should have been immediately instituted into the pretensions of Khajah Hajee, as a relative of Nussur Ollah Beg Khan. But your petitioner begs leave to inform your Lordship in Council that in the Delhi Residency, these prominent points were not even so much as adverted to. Mr. Blake, the Assistant to the Resident, sent for your petitioner and informed him that Mr. Hawkins, the Acting Resident had decided that the Family of Nussur Oolla Beg Khan should receive, as before, five thousand (5,000) Rupees per annum, and Khajah Hajee (the Interloper) continue to receive, from this allowance two thousand (2,000) Rupees per annum!

6. That your Petitioner is at a loss to discover what documents or correspondence have been discovered in the office of the Delhi Residency which could possibly have cancelled or contravened the provision made in Lieutenant-Colonel Malcolm's letter and in what respect, the pretensions of Khajah Hajee have been legally established, which could authroize the continuance of two thousand (2,000) Rupees to his son.

(24)

To,

The Right Honorable the Governor-General in Council,
Fort William.

The Petition of Usuddoollah Khan, the nephew of Nussur Oollah Beg Khan, late Jageerdar of Sounk, and Sousah in the Zillah of Agra at present residing in Delhi.

Humbly Sheweth

That your Petitioner, in the year 1828, personally undertook a journey to Calcutta, and presented a petition to the Acting Governor-General in Council, the Honorable W.B. Bayley[7], Esq., thro' S. Fraser, Esq., the Persian Secretary: and the orders of Government, on that petition directed your petitioner to submit his case, in the first instance, to the Resident at Delhi. The Petition presented to Government, on this occasion, is on the records of the office of the Persian Secretary.

2. In that Petition, your Petitioner had stated that General Lord Lake, after the demise of Nussur Oollah Beg Khan, his uncle, settled, for the provision of his family, some annual sum in cash, receivable from *Jageer* of the late Nuwaub Ahmed Bux Khan. But that only five thousand (5,000) Rupees per annum was paid from the said *Jageer,* from which, two thousand (2,000) Rupees annually, have been given to Khajah Hajee, an alien, and totally unconnected, in any manner, with any branch of your Pettioner's family — leaving only a residue of three thousand (3,000) Rupees, annually, for the provision of your Petitioner and Family.

3. In that petiton, your petitioner also solicited that the Government would institute an Enquiry, from the Records of the Public offices, as to the

(23)

Pol. Progs. 20 August, 1830.

To

The Deputy Secretary to Government,
Political Department, Fort William.

Sir,

I beg leave respectfully to enclose an English petition, which I solicit you will have the goodness to lay before the Right Honourable the Governor-General in Council

I have the honour to solicit, also, that copies of any orders which His Lordship in Council may be pleased to pass on my petition, may be forwarded to me at Delhi, for my guidance and information.

I have etc. etc.
(Sd.) In Persian Character.

Delhi 7th July, 1830.

محمد اسداللہ خاں

National Archives of India -- Pol Deptt Proceedings No. 35, of 20th August, 1830

(22)

To

F. Hawkings Esqr.,
Acting Resident at Delhi.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your Dispatch of the 5th instant, and to acquaint you in reply that His Lordship in Council concurs with you in your opinion regarding the claim of Ussoodulla Khan commonly called Mirza Nowsha.

I have etc.,
(Sd.) G. Swinton,
Chief Secretary to Government.

Fort William,
The 28th May, 1830

National Archives of India -- Pol Deptt Proceedings No 13 of May, 1830

(21)

Ordered that the following reply be returned to Mr. Hawkins.

India Office Records, London - No. IOR-F/4/1344, Board's Collection No 53429

(20)

Translation of Sunnud

S. S.

(Sd.) Lake

To

Ahmud Buksh Khan

The British Government being desirous to extend their protection and support to the surviving relatives of the late Nussur Oolla Baig Khan as was formerly intimated in the *Sunnud* granted to you by the Governor-General, you are accordingly instructed to pay by regular monthly installments the sum of 5,000 Rupees per annum of the coin current in the *Purgunna* which has been granted to you by Government according to the subjoined detail, to each of the dependents of the deceased Mirza to enable them to maintain themselves, and pray for the direction and prosperity of the British Government. You are to consider this Injunction as imperative.

To Khajah Hajee 2,000 Rupees.

To the mother and sister of the deceased Mirza 1,500 Rupees.

To Mirza Nowsha and Mirza Eusoof Nephews of the deceased Mirza 1,500 Rupees.

Dated the 7th of June, 1806, corresponding to the 19th Rubee ool awul 1221 Hijeree.

(True Translation)
(Sd.) M. Blake.
Assistant to the Resident, Delhi.

National Archives of India -- Pol. Deptt. Proceedings No 12, of 28th May, 1830

in the *Sunnud* of the Governor-General, whereby it would appear that His Lordship considered Khajah as a Senior Member of the Family and inserted his name in the *Sunnud*, while the rest of the Mirza's Family were included in the word "*Vagharua*". The Khan aptly enumerates four causes of poignant grief in the fourth paragraph of his representation to you, but the fact is vain desires are productive of nothing but disappointments".

I have represented the above for your information.

Sealed and signed
Shumsud-Deen Khan
(True Translation).
(Sd.) M. Blake
Assistant to the Resident, Delhi.

National Archives of India -- Pol. Deptt. Proceedings No 12, of 28th May, 1830.

stipends into the office. He has only to hand in his acknowledgement and receive his allowance as usual from the Treasurer; I am neither refusing nor unwilling to pay the dues of any person.

In the 2nd Paragraph of his representation he objects to the 50 *Sowars.* There can be no necessity on my part to reply to it with reference to him, since the dependants of the British Government are and will ever be dependent on its bounty and favour - what concern has the Khan with it? Whenever it shall please the Government to demand service, it will not be confined to 50 *Sowars.* Life and property are at its command - What return can be rendered in thankfulness for favours bestowed during the late compaign in the Deccan? My father attended on General Sir D. Ochterlony who told him that the Governor-General in a letter received from His Lordship, had expressed his high satisfaction at his (the Nawab's) attendance with the whole of his Troops. My father replied, "what can I do in requital for such gracious complaisance and approbation by the British Government, of the merits of their servants and dependents, but sacrifice my life in like manner for my own part?" I am always guided in readiness to expose my life in their service, and while such is their favour what can be misrepresentations of the self-interested avail.

Thirdly, The Khan has made mention of the equality of the revision of the stipend between the sister and the nephews of Nussuroolla Baig Khan with which I have no concern. they will receive from me what they used to receive from my father and thus far only am I responsible. If any disputes exist, they can settle them as they think proper among themselves. and

Fourthly, The Khan alleges, that it is owning to the misrepresentations of my father Khajah Hajee is reckoned for most in the list of the kindred rightful participators. On this point too, no suspicion can be entertained against my father or myself, since the maintenance of Khajah Hajee and other dependents of Nussuroolla Baig Khan is particularly mentioned

(19)

Translation of a letter from Nawab Shumsud Deen Khan of Ferozepore to the address of the Acting Resident of Dehli.

Your letter intimating that as orders had been received to investigate the complaint of Muhammad Ussudoolla Khan, you enclosed a copy of his petition to me, and desired a detailed statement to be furnished in answer, has been received and understood, although whatever provision was made for the support of the relatives of the late Mirza Nussuroolla Baig Khan from the time of my father the late Nawab Ahmud Baksh Khan is well known to him and any repetition of the subject cannot but be considered as giving you unnecessary trouble, nevertheless in obedience to your orders I beg leave to submit the following explanation:-

"Ussudoolla Khan in his narrative of the alleged wrongs which caused him to seek for redress avows in the first instance a total ignorance of the extent of the allotment for the maintenance of relations of the late Nussuroolla Baig Khan. It is however somewhat surprising that having from the beginning of the Establishment of the provision to the present time received the amount of the allotment harvest after harvest and year after year and delivered in his receipts for the same at this office, he should express his entire ignorance of the amount; but he is a poet and has of course availed himself of the latitude to which, as such, he may consider himself entitled, in his representation.

It is well known that agreeably to the orders of Lord Lake the sum of 5,000 Rupees annually has been granted of old for the maintenance of the Family of Nussuroolla Baig Khan -- out of which annuities of Rupees 2,000 for Khajah Hajee, 1,500 for the mother and sister and 1,500 for the nephew of the deceased Mirza are allowed - Which they have received regularly with (exception) to the two last Harvest, wherein the complainant had wilfully declined receiving or delivering his receipts for his

(18)

Pol. Progs. 28 May, 1830.

To

A. Stirling, Esq.,
Deputy Secretary to the Government,
Fort William.

Sir,

With reference to my letter to your address of the 5th of last December and of yours to me of the 19th of the same month I submit herewith for the information of the Right Honourable the Governor-General in Council translation of a letter from Nawab Shumsoodeen Khan in answer to the claim set up by Assudoolla Khan, commonly called Mirza Nowsha, and of the letter from Lord Lake, dated the 7th of June 1806 specifying the persons who were to receive the 5,000 Rupees a year allotted by the British Government for the maintenance of the late Nussuroolla Beg Khan's dependents and I beg leave to intimate it as my opinion that the complainant has no right to more than what was expressly provided by Lord Lake for him and his Brother Mirza Eusuf, viz., 1,500 per annum, which Nawab Shumsooddeen Khan has all along been willing to pay.

I have etc.
(Sd.) F. Hawkins
Officiating Resident,

Delhi Residency
5th May, 1830.

National Archives of India -- Pol. Deptt. Proceedings No 12, dated 28th May, 1830

عرضی وابیات چند در ماده جعل موہومی خود می نویسد۔ این ہذیان عیان اسداللہ خان قابل جواب و سزاوار غور حاکمان نیست۔

غریب پرور سلامت! عطای محالات سابق الذکر بنواب احمد بخش خان بقصد نسلا بعد نسل مشروط بدو شرط خاص است اعنی پرورش خواجہ حاجی وغیرہ متوسلین نصراللہ بیگ خان نمایند و پنجاہ سوار راحسب الطلب سرکار بحضور حاضر سازند۔ درین صورت ظاہر است کہ از عطای دوام محالات مشروط باین دو شرط اہالی سرکار دولتمدار را منظور و ملحوظ بودہ است کہ اجرای ہر دو شرط ہم علی ہذا القیاس مدام و مستمر باشد بناء علیہ از مرحمت و نصفت حضور امید بر آن دارم کہ فرمان قضاشیم بنام وارثان نواب موصوف نفاذ یابد کہ حسب قرار داد احمد بخش خان مرحوم کہ بااہالی سرکار دولتمدار بوقوع آمدہ است مبلغ چار ہزار روپیہ تنخواہ سالانہ و زر باقیات بہ پسران خواجہ حاجی خان کہ نمک پروروگان سرکار دولتمدار اند بدہند و آیندہ درین باب تنگ چشمی و تہاون راکار نفرمایند تا این نمک پروروگان قدیم معہ قبائل و عشایر بدعای دولت ابد پیوند شاغل و موظف باشند۔ ظلکم مجدد باد۔

معروضہ ہشتم ماہ مارچ ۱۸۳۰ء افضل بیگ؛ مقام کلکتہ ____ عبدہ؛ افضل بیگ

عرض آلود احمد بخش خان بوده باشد پس اعتبار عطای سند استمراری و تنخواه دائمی نوعی باقی نماند زیرا که امریکه بنای آن برفریب و خدع باشد قابل اعتبار و استمرار نباشد۔ پس بقصد ابطال حق خواجه حاجی و پسرانش اسدالله خان اتلاف حق خود می نماید۔ منشاء این سوای طمع خام و بغض نمایان اسدالله خان چیزی دیگر متصور نمی شود۔

غریب پرورا! باوجود اینکه اہالی سرکار دولتمدار را پرورش خواجه حاجی وغیره متوسلین نصرالله بیگ خان مرحوم که فدائیان سرکار دولتمدار بوده اند برحال منظور است، اسدالله خان بزعم فاسد خود ظاہر می کند که اہالی سرکار صرف پرورش اقربای نصرالله بیگ خان مرحوم منظور دارند لہذا زریکه بخواجه حاجی و پسرانش در وجه پرورش رسیده وجه پرورش اقربای نصرالله بیگ خان مرحوم شمرده نشود۔

دادگسترا! اراده و نیت اہالی سرکار امر موہوم نیست بلکه عبارت سند عطا کرده کونسل بر اراده سرکار دال صریح است۔ موقوف بر شرح توجیه اسدالله خان یا دیگری نیست۔ افسوس که خان مغلوب الحرص را اینقدر معلوم نیست که اگر خواجه حاجی باوصف صراحت نام مستحق پرداخت اہالی سرکار متصور نگردد باغیره متوسلین نصرالله بیگ خان که اسدالله خان داخل آنہا است بوجہی من الوجوه استحقاق پرورش از طرف سرکار دولتمدار نخواہد داشت و از عبارت عرضی اسدالله خان ظاہر است که ہر دو برادرزادگان نصرالله بیگ خان مرحوم اعنی اسدالله خان و مرزا یوسف وقت اصدار سند استمراری و تقرر تنخواه صغیرالسن و بی خبر☆ نبودند۔ درین صورت ظاہر است که سوای خواجه حاجی احدی از منتسبان نصرالله بیگ خان مرحوم برفاقت ایشان در ادای لوازم خدمات سرکار دولتمدار بحق نه۔ پس حق طفلان بیخبر مرجح برحق یکی از منتسبان که بذات خود خدمت و جانفشانی نموده باشد نمیتواند شد۔

غریب پرور سلامت! از اظہار اسدالله خان ثابت است که برادرزادگان نصرالله بیگ خان مرحوم قبل حین عطای سند محض بیخبر بوده اند بلکه مقام افسوس است که تاحال یکی از آنہا اعنی مرزا یوسف مغلوب جنون است و مکلف بالشرع نیست و مزاج دیگری اکثر اوقات حین زوال و کمال قمر از جاده اعتدال تجاوز می کند۔ غالب است که این عرضی مملوبه تفضیح خاندان و منتسبان خود در زمان غلبه آثار قمر مرتب شده باشد فقط۔ اسدالله خان در اواخر

☆ یہاں نبودند کی بجائے بودند ہونا چاہیے۔ ممکن مسودہ خوانی یا کتابت میں سہو ہو گیا ہو۔ گوہر نوشاہی۔

غریب پرور سلامت! اسدالله خان اولاً" از قرابت نوعی با خواجه حاجی خان انکار نموده خواجه حاجی را صرف در زمره نوکران نصرالله بیگ خان محسوب میکند بالاخر اقرار بسبب ضعیف درمیان نصرالله بیگ خان مرحوم و خواجه حاجی مغفور مینماید فقط خان مشار الیه را مخفی نبوده باشد که علی ای تقدیر خواجه حاجی اولی متوسلین نصرالله بیگ خان بود۔ عبارت سند اعنی پرورش و پرداخت خواجه حاجی وغیره متوسلان مرزا نصرالله بیگ خان مرحوم بذمه ایشانست فقط دلالت صریح برین معنی می کند۔ از روی لغت توسل عبارت است نزدیکی جستن بچیزی کما فی الصراح توسل الیه بوسیلة الی القرب الیه بعمل درین صورت اطلاق لفظ متوسل برخواجه حاجی نسبت بدیگران اصح و اوصح است و نیز در عرف لفظ متوسلین عام است که بر اقارب و رفقاء وغیرہا که متعلق بادیگر است صادق می شود چنانچه متوسل گورنر جنرل بهادر و متوسلین سلاطین نامور و امثال آن بر حال به استعمال خواص می آید۔ خواجه حاجی که نبیره خاله نصرالله بیگ خان وہم رفیق خان مرحوم در انتظام مهمات ایشان بود از راه نسبت و از روی رفاقت اخص متوسلین نصرالله بیگ خان مرحوم بوده است و دیگران بالعموم داخل متوسلین خان مرحوم بستند چنانچه عبارت وغیره متوسلین که در سند مندرج است مصرح این معنی است و نظر بران اعتبارات و جانفشانی و حسن خدمات بالذات خواجه حاجی خان برفاقت نصرالله بیگ خان مرحوم اہالی سرکار دولتمدار پرداخت خواجه حاجی مرحوم را اولی و اہم تصور فرموده پرورش خواجه حاجی و پسرانش بعد فوت خواجه حاجی مذکور نموده می آیند۔

غریب پرور سلامت! اسدالله خان بمدنظر اتلاف حق خواجه حاجی و پسرانش سند عطا کرده جناب مستطاب معلی القاب مسٹر جارج بارلو گورنر جنرل بهادر را که دعوی خواجه حاجی و پسرانش و نیز خصومت اسدالله خان و برادرش و خواہران نصرالله بیگ خان مرحوم مبنی بر آن است ساقط اعتبار اظهار می کند که سبب اندراج یافتن نام خواجه حاجی در سند حضور خلاف نمائی احمد بخش خان مرحوم است که نواب احمد بخش خان خواجه حاجی را پرده کارہای خود ساخته۔

داد گسترا! در صورتیکه اصدار سند استمراری بنواب احمد بخش خان مرحوم و عطای تنخواه بخواجه حاجی وغیره متوسلان نصرالله بیگ خان از طرف سرکار از مقتضای تجربه و تحقیق بالذات سپه سالار نامدار جنرل لارڈ لیک بهادر نبوده بلکه مدار آن بر خلاف نمائی و اظهار

نفس الامر مستلزم تفضیح بزرگان اسدالله خان است مفید مطلب خود شمرده می نگارد که خواجه حاجی ہرگز مستحق آن نیست که پرورش او از سرکار دولتمدار بعمل آید۔ غریب پرورا بغض و عناد اسدالله خان را بمرتبه مسلوب العقل نمود که ادعای آن کرد که کمر بتعلیم اہالی سرکار دولتمدار در انتظام امور ملکی ببند و نسبت خطا در تجویز مدارج دولتخواہان و تشخیص پرورش آنہا بسوی خدام عالیمقام این بارگاه بکند۔ اگر اہالی سرکار دولتمدار را اعتماد صادق و یقین واثق بر خدمتگذاری و خیرخواہی خواجه حاجی نبود و بعوض حسن خدمت خواجه حاجی خان برفاقت نصرالله بیگ خان مرحوم پرورش خواجه حاجی و اولادش تماتر مرکوز خاطر عاطر اہالی سرکار نمی بود بر آئینه بالتخصیص و بالتصریح نام خواجه در زمره متوسلان نصرالله بیگ خان مرحوم و در طبقه مستحقان پرورش سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر در سند عطا کرده حضور مندرج نمی فرمودند و قطع نظر از دلائل دیگر عبارت سند بلاشائبه تردد حجت قاطع بر استحقاق لازوال خواجه حاجی مرحوم است۔ ثانیا اسدالله خان جہت خفت پسران خواجه حاجی می نویسد که خواجه حاجی اعنی پدر خواہر زادگان فدوی با نصرالله بیگ خان خصوصیت خانه زادگی و نمک پروردگی داشت۔ خواجه مرزا پدر خواجه حاجی در سرکار پدر نصرالله بیگ خان در زمره بارگیران بمشاہره پنج روپیه ماہانه نوکر بود فقط۔ اما غافل از خوف تناقض خان مشار الیه باز می نویسد که مادر نصرالله بیگ خان دختر خواہر خود را که بمنزل دختر ذات آن ضعیفه بود با خواجه مرزا مذکور عقد نکاح بربست و خواجه حاجی متوفی پسر خواجه مرزا از بطن آن دختر بود۔

غریب پرور سلامتا وای برحال مادر نصرالله بیگ خان و جده اسدالله خان که دختر خواہر خود را بقول اسدالله خان برضای کمال بامردی اجنبی و کمینه عقد نکاح ببند و افسوس برحال اسدالله خان که برخواجه حاجی پسر خواہر زاده جده خود اطلاق لفظ خانه زاد و امثال آن می نماید۔ باوجود اینکه خان مشار الیه خود حقیر است که مادر نصرالله بیگ خان اعنی جده او از راه قدر افزائی و خاطرداری خواہر خود خواجه حاجی را شیرداد و بفرزندان خود فرمود که ہرگاه خواجه حاجی جوان گردد احدی از و پرده نکند فقط - اما اسدالله خان علی الرغم بزرگوار خود بجای قدر افزائی خواہر جده اش و اولاد ایشان روی عزت اموات را بحضور حاکمان وقت کرات و مرات از جراحات لسان مجروح می ساز و این استخفاف بزرگان خود را موجب افتخار ذات خود می داند۔

(۱۷)

Copy of Petition from Afzal Beg, dated the 8th March, 1830.

غریب پرور سلامت!

جواب اظهار اسدالله خان از طرف افضل بیگ خان مختار خواجه شمس الدین عرف خواجه جان و خواجه بدرالدین عرف خواجه امان پسران خواجه حاجی خان مرحوم پرورش یافته سرکارعالی اینست : در ۱۸۰۶ء محالات فیروز پور جهرکه و ٹپه سانگرس و پونابانه و بچهور و نگینه بصیغه استمراری نواب احمد بخش خان معه سند عطای آن نسلا بعد نسل بلو شرط خاص مرحمت شد۔ اول : اینکه پرورش و پرداخت خواجه حاجی وغیره متوسلان میرزا نصرالله بیگ خان مرحوم بذمه ایشان اعنی نواب موصوف است فقط۔ دوم : اینکه پنجاه سوار بوقت ضرورت حسب الطلب در سرکار حاضر شوند فقط۔ بر چند نواب موصوف بحضور صاحب جلیل القدر جنرل سرجان مالکم☆ صاحب بهادر تقسیم مبلغ ده بزار روپیه درمیان خواجه حاجی وغیره متوسلان نصرالله بیگ خان مرحوم بر خود لازم گردانیده اما خواجه حاجی وغیره متوسلان نصرالله بیگ خان مرحوم از تعین زر قرار داده اطلاع نداشتند۔ درین صورت نواب موصوف از راه تنگ چشمی بخواجه حاجی وغیره متوسلان نصرالله بیگ خان صرف مبلغ پنج بزار روپیه سالانه تقسیم می نمودند اعنی مبلغ دو بزار روپیه بخواجه حاجی و مبلغ یک بزار و پانصد روپیه بخوابران مرحوم و مبلغ یک بزار و پانصد روپیه باسدالله خان و مرزا یوسف برادرزادگان نصرالله بیگ خان مرحوم سالانه می دادند۔ در سال گنشته اسدالله خان اولا بدعوی اضافه تنخواه حسب الرضای شرکاء بنام وارثان نواب احمد بخش خان مرحوم قطعه عرضی بحضور گذرانید۔ ثانیا از وفور حرص و ناحق شناسی بقصد اتلاف حق پسران خواجه حاجی خان عرضی دیگر در پیش کرد و تحقیر اسلاف پسران خواجه حاجی را که در

☆ یہاں جنرل لارڈ لیک ہونا چاہیے کیونکہ نواب احمد بخش نے تمام معاملات لارڈ لیک صاحب سے طے کیے تھے۔

(۴)

Copy of a Petition from Afzal Beg, dated the 8th March, 1830

بعرعرض حساب عالی متعالی دام ظلکم میرساند۔

چون پسران حواجه حاجی خان مرحوم اعنی خواجه شمس الدین عرف خواجه حان و حواجه بدرالدین عرف خواجه امان خواہر زادگان حقیقی کمترین و نمک پروردگان سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر بستند' اسداللہ خان عرف مرزا نوشه باراده اتلاف حق پسران مذکورۃ الصدر قطعه عرضی مشعر بر استخفاف اسلاف آنها حین روانگی از کلکته بحضور معدلت ظہور گذرانیده و نیز مراتب ہماں عرضی را بحضور صاحب ریسڈنٹ بہادر در پیش نموده۔ لہذا فدوی که خال خواجه سمس الدین و خواجه بدرالدین مذکور المتن و مختار آنها بستم حسب اجارت ایشان جواب عرضی اسداللہ خان را از طرف آنها بحضور میگذرانم و چنان امیدارم که بعد دریافت مراتب مندرجه اش به سبحیکه مقدمه اسداللہ خان جہت تحقیق حال تفویض حناب رسیڈنٹ بہادر شاہجہان آباد گردیده است کیفیت درپیش کرده فدوی را نیز سپرد جناب صاحب ممدوح فرمایند۔ چون اسداللہ خان باوجود رجوع معامله بحضور صاحب رسیڈنٹ بہادر صرف ہمد نظر استخفاف اسلاف پسران خواجه حاجی خان عرضی مذکور السابق را بحضور داخل کرد۔ لہذا جہت اطلاع حضور براین معنی که اظہار اسد اللہ خان بدیہی البطلان است این جواب را داخل نموده امیدوار☆ از ملازم پروری و عنایت متوسل نوازی آن دارم که حواب فدوی را بذریعه چٹھی حضور پیش صاحب رسیڈنٹ بہادر روانه فرمایند که جناب صاحب ممدوح را وقت رپورٹ مقدمه مذکوره حال کیفیت جواب ملفوف عرضی ہذا نیز ملحوظ ماند تا داد خواہان به عنایت حضور و ہم از توجه جناب صاحب رسیڈنٹ بہادر بداد خود رسیده بدعای دولت ابد پایدار سرکار کمپنی انگریز بہادر موظف باشند فقط۔

عرضی

افضل بیگ (عبده افضل بیگ) معروضه ہشتم مارچ ۱۸۳۰ء

☆ یہاں "امیدوار" کی بجائے "امید" ہونا چاہیے' ممکن ہے کتابت یا مسوده خوانی میں سہو ہو گیا ہو۔ گوہر نوشاہی

(15)

To

The Officiating Resident at Delhi.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter, dated 5th instant and in reply to acquaint you that an answer to Sir E. Colebrooke's dispatch of the 24th February, reporting to a petition presented to him by Assud Oollah Khan, calling himself a nephew of Nussur Oolla Beg Khan, was issued on the 13th March following. No further report has been received regarding any matter in which the name of Nussur Oollah Khan is mentioned. As it would seem that the above instructions are not forthcoming in the Delhi Office, I have the honour to transmit a duplicate herewith of my letter, as well as of its enclosures.

I have, etc.
(Sd.) A. Stirling
Deputy Secretary to Government

Fort William,
The 19th December, 1829.

National Archives of India —Pol Deptt Proceedings No 29 of 19th December, 1829

(14)

Ordered that a duplicate of the letter to the Resident of the 13th March last, be forwarded to the Officiating Resident with the following letter to his address.

India Office Records, London —No. IOR-F/4/1344, Board's Collection No. 53429.

(13)

Pol. Porgs 19th December, 1829.

To

A. Stirling, Esq.,
Persian Secretary to the Government,
Political Department, For William.

Sir,

I request your attention to Sir. E. Colebrooke's Letter to your address under date 24th February last, reporting on a petition presented by Assud Oollah Khan, no reply to the above letter having yet been received in this office.

I have the honour to be,
Sir,
Your most obedient servant,
(Sd) F. Hawkins,
Acting Resident.

Delhi
Residency,
5th December, 1829.

National Archives of India — Pol. Deptt. Proceedings No. 29 of 19th December, 1829.

بدفتر خانه رسیدتی دہلی داخل کرده ہر کس بے سہامت و شرکت بمدیگر برحصه مقرره خود قابض و متصرف باشد و آینده ہر که بمیرد اگر لاولد است جزو تنخواه ذات خودش بسرکار ضبط گردد و اگر متوفی صاحب اولاد است اولاد وے روشناس سرکار گردیده بران حصه قبض و تصرف کند۔ درین صورت ہم زر عین المال سرکار تلف نخواہد شد و ہم ما پنج کس مدة العمر به آسایش و فراغت زندگی خواہیم کرد و ہم بعد از ما پنج کس درمیانه اولاد بمدگر نزاع و خلاف بمیان نخواہد آمد۔ فقط۔

دفعه چہارم:

خداوندا! امیدوار آنم که بعد انفصال مقدمه ہذا فدوی را در وصول زر باقیات سالہای گذشته حاجت نالش جداگانه نیفتد و بمجرد انفصال مقدمه زر باقیات سالہای گذشته از جاگیر دار فیروز پور بحکم سرکار بے زحمت انتظار وصول شود فقط

دفعه پنجم:

فریاد رسا! چون ظاہر است که نصرالله بیگ خاں عم حقیقی فدوی از متوسلاں ذی رتبه سرکار والا بود و فدوی را نیز بفیض اقبال سرکار علاقه ریاست حاصل است اما نواب احمد بخش خان که☆ خسر عم حقیقی فدوی و برادر حقیقی خسر فدوی بودند فدوی را نامراد و ناکام و بی رونق و گمنام ساختند لہذا تمنای آن دارم که بعد انفصال مقدمه وطی مراتب داد خواہی فدوی برگاه رنج نامرادی و ناکامی فدوی زائل گردد قدر افزائی فدوی بعمل آید و خلعت فاخره عالم پناه گورنمنت دام اقباله به فدوی مرحمت گردد تا اعاده و اعتبار فدوی گرد و غم بی رونقی و گمنامی نیز رفع شود و عالمے بداند که من ہم از متوسلاں سرکار جہانمدار بوده ام فقط

آفتاب جاه و جلال برفرق عالم سایه افگن و آفاق بمیامن انوار عدل و داد سرکار والا نورانی و روشن باد

عرضداشت

فدوی اسدالله خان عرف مرزا نوشه برادر زاده نصرالله بیگ خاں جاگیر سونک سونسا معروضه یازدہم اگست ۱۸۲۹ء

☆ نواب احمد بخش نصراللہ بیگ خاں کے خسر نہیں بلکہ برادر نسبتی تھے۔ یہ غلطی کئی اور جگہوں پر بھی دہرائی گئی ہے۔

دیده ام که نواب احمد بخش خان بوجود کثرت جاه و دستگاه در باب پرورش متعلقات نصرالله بیگ خان حیف و میل کردند۔ میترسم که مبادا در شرکاء کسی از من نارضامند ماند یا احیانا حق تلفی کسی بعمل آید لهذا خود را کفیل شرکاء نمیخواهم و التماس آن دارم که بنام هر واحد ازین پنج کس وجهے جداگانه مقرر شود که درین صورت فدوی را مجال افراط و تفریط و شرکای فدوی را گنجایش نارضامندی و زیاده طلبی باقی نماند اما اینقدر می خواهم که نظر به حفظ قاعده ریاست خاندانی فدوی را امتیازی در معاش و فراغتی در احوال و رونقی در خلق و توقیری در جاه و دستگاه باشد۔ فقط.

دفعه سوم:

مظلوم پرورا! چون ظاهر است که جاگیر نصرالله بیگ خان علیحده از جاگیر احمد بخش خان در ضلع اکبر آباد بوده است غایت ما فی الباب اینکه نصرالله بیگ خان داماد نواب احمد بخش خان بود و حالیا نیز وجهی که بعد نصرالله بیگ خان برای پرورش متعلقانش قرار یافته اگرچه شامل جاگیر احمد بخش خان است لیکن در حقیقت از نفس جاگیر احمد بخش خان علیحده و جداست زیرا که اگر این وجه در وجه پرورش معاف نمیشد هر آئینه سال بسال داخل در خزانه عامره میگردید۔ پس ازین زر استمراری عین المال سرکار والاست نظر به قوت این هر دو دلیل استدعای آن دارم که بازیافت این وجه از حکم خزانه سرکار والا مقرر شود۔ قطع نظر از قوت این هر دو دلیل وصول این وجه از سرکار شمس الدین خان مشتمل بر قباحتی عظیم است زیرا که چنانکه جاگیر به شمس الدین خان نسلا بعد نسل است این وجه نیز برای متعلقان نصرالله بیگ خان نسلا بعد نسل است و در دفعه دوم خود استدعای آن کرده ام که در متعلقان نصرالله بیگ خان برائے هر فرد ازان پنج کس وجهے جداگانه مقرر شود۔ پس درین صورت هر که ازان پنج کس خواهد مرد' لامحاله از دو حال خالی نیست یا آن متوفی صاحب اولاد خواهد بود۔ درین صورت هر آئینه اولاد او را بران وجه تصرف بهم خواهد رسید اما اگر کسی ازین پنج کس لاولد خواهد مرد' بی شبهه وجه تنخواه ذات خودش در کشاکش خواهد افتاد - از یکجانب جاگیردار فیروز پور به ضبطی آن وجه مائل خواهد بود و از یکجانب اولاد شرکای دگر بدعوی پیش خواهند آمد۔ لهذا امیدوارم که از سرکار والا قاعده قرار یابد و بجاگیردار فیروز پور فرمان شود که هر سال زر وجه پرورش متعلقان نصرالله بیگ خان سال بسال بخزانه عامره داخل میکرده باشد و از سرکار والا برائے هر واحد ازان پنج کس بقدر صرف ذات و گذاره معاش و اندازه حال هر واحد مشاهره مقرر گردد تا مدة العمر فدوی بے ذریعه و شرکای فدوی بذریعه فدوی ماه بماه قبض الوصول مهری خود

(۱۲)

Copy of a Memorandum from Asadullah Khan Ghalib,

dated the 11th August, 1829.

شرح ملتمسات خمسه درپنج دفعه

دفعه اول:

خدایگانا! فدوی راشمول خواجه حاجی و محسوب شدنش در اقربای نصرالله بیگ خان مرحوم ناگوار است نه از راه نفسانیت بلکه محض از راه حق طلبی زیرا که به اعتقاد فدوی خواجه حاجی متوفی مذکور من حیث القرابت و من حیث الاستحقاق شایسته آن نیست که پرورش وی از سرکار بعمل آید و باعث شمول وی محض خلاف نمائی احمد بخش خان مرحوم بوده است و مجرد تجویز نواب احمد بخش خان وجه استحقاق نمیتواند شد لهذا میخواهم که بعد تحقیقات حال قرابت خواجه حاجی و ملاحظه وجوه استحقاق و منشاء شمول خواجه حاجی بندگان جناب معلی القاب گورنر جنرل بهادر دام اقباله' به اجلاس کونسل عالیه حکم درین مقدمه دهند تا کار یکسو شود و آینده طرفین را مجال گفتگو نماند فقط۔

دفعه دوم:

فیضرسانا! از روی قطعه درخواست که بکونسل عالیه گزرانیده ام بویدا است که حال بر چهار شرکای حقیقی خود را که عبارت از یک برادر کوچک فدوی و سه خواهر نصرالله بیگ خان است بکمال صداقت عرض داشته ام فی الحقیقت به اعتبار توسل و من حیث الاستحقاق ما پنج کس برابریم لیکن از انجا که این وجه پرورش که عطای سرکار است حکم مال و اسباب متروکه ندارد بلکه چون عوض جاگیر است داخل اقسام ریاست است و آنکه رئیس دودمان خویش بود لاولد از عالم رفته۔ منکه برادر زاده حقیقی کلان اویم بمنزله پسرش خواهم بود و جانشین نصرالله بیگ خان توانم بود۔ شایسته آنم که وجه پرورش از سرکار بمن مرحمت گردد و پرورش شرکاء بمن تفویض باید تا وضع ریاست خاندانی باقی ماند' لیکن چون بچشم خویشتن

(ll)

Copy of a letter from Asadullah Khan Ghalib to Mr. Andrew Stirling, dated the 11th August, 1829.

جناب فیض ماب خداوند خدایگان داور فریدون فر' سنجر نشان دام اقباله' و زاد افضاله'

بعز عرض عالی متعالی میرساند

چون از حضور پرنور خدایگانی رخصت می شوم و بدہلی که وطن فدویست میروم و ہنوز در نہضت موکب جہانکشا عرصۂ سه ماہ باقیست و مقدور آن ندارم که وکیلی بجای خود در حضور بگزارم تا اگر احیانا رپورت مقدمه فدوی در غیبت فدوی برسد وکیل مذکور مطالب ضروری العرض فدویرا از جانب فدوی بحضور عرضنماید و حال آنکه اگر آن مطالب بروقت رسیدن رپورت بکونسل عالیه دام شوکتہا معروض نخواہند شد اکثر مراتب دادخواہی فدوی در نفس مقدمه ضائع خواہند گردید لہذا مطالب ضروری و واجبی خود را بدستخط خود در پنج دفعه بر فرد عرضداشت جداگانه مرقوم ساخته بنظر انور خداوند بنده پرور میگزرانم و امیدوار آنم که فرد عرضداشت ملتمسات خمسه مذکوره بفرمان قضا توامان خدایگانی مترجم بخط انگریزی گردیده شامل ترجمه درخواست گزرانیده فدوی ماند و بروقت رسیدن رپورت صاحب رسیدنت بہادر دہلی دام شوکته' به پیشگاه سپہر اشتباه کونسل عالیه بگزرد تا از حضور لامع النور جناب جہانیان ماب کیوان بارگاه سپہر اشتباه جناب نواب گورنر جنرل بہادر دام اقباله در خصوص بر ملتمس از آن ملتمسات پنجگانه حکم ناطق صادر گردد که بر آئینه درین صورت بیامن تفضلات خدایگانی به منتہای مراتب داد رسی و کامیابی خواہم رسید زیاده حد ادب۔ آفتاب جاه و جلال جلوه گر و پرتو جود و نوال برشش جہت مایه گستر باد۔

عرضی

فدوی بلا اشتباه اسدالله معروضۂ یازدہم اگست ۱۸۲۹ عیسوی

برلفافه:

بنظر فیض اثر ربوبیت مظہر جناب مستطاب خداوند خدایگان داور فریدون فر سنجرنشان آقای مظلوم پرور جناب مستراندریو استرلنگ بہادر دام اقباله' و زاد افضاله' بگزرد۔

شد کدام نسبت و قرابت خواجه حاجی با نصر الله بیگ خان ثابت گردد یا ہیچ یک دعوی فدوی دروغ بر آید فدوی بسزای دروغگوئی رسد و اگر فدوی در دعوی خویش من کل الوجوه صادق باشد زری که تا امروز بخواجه حاجی و پسرانش رسیده در وجه پرورش اقربای نصر الله بیگ خان به احمد بخش خان مجرا نداده آید و آینده پسران خواجه حاجی در وجه پرورش شریک نباشند و ازین وجه پرورش ہیچ نیابند۔ واجب بود عرض نمود۔ آفتاب دولت و اقبال طالع وساطع باد۔

عرضے

اسدالله خان عرف مرزا نوشه برادر زاده نصر الله بیگ خان

معروضه پانزدہم جولائی روز چهار شنبه ۱۸۲۹ء

برعایت تحریر سرکار عالم مطاع میتواند بود که در حساب تنخواه پنجاه سوار به احمد بخش خان مجرا داده آید و آن ہم تا زمان حیات خواجه حاجی و آن ہم محض به رعایت آداب تحریر سرکار جہانمدار دام اقباله بہرصورت ثابت شد که سه خواہر و دو برادر زاده نصرالله بیگ خان از ابتدای ۱۸۰۶ لغایت ۱۸۲۹ عیسوی سه ہزار روپیه سالانه از جاگیر نواب احمد بخش خان مرحوم یافته اند فقط۔ اما گمان آن دارم که پسران خواجه حاجی متوفی مذکور حجت خوانند آورد و ظاہر خواہند کرد که خواجه حاجی شیرمادر نصرالله بیگ خان نوشیده است و این توجیه بغایت رکیک است و این دعوی بسیار لغو' لیکن چون خواستم که حال خواجه حاجی پنہان نماند حال این مقدمه نیز بی شایبه حیف و میل بعرض میرسانم۔ مخفی نخواہد بر که در اہل اسلام خصوصا در ہندوستان رسم است که زنان از غیر پرده میکنند و سوای برادران و برادر زادگان و خواہر زادگان حقیقی روبروی دیگر کسی نمی شوند۔ چون خواجه حاجی پیدا شد و مادر نصرالله بیگ خان دید که دختران من و زوجه ہای پسران من موافق رسم و راه دودمان از خواجه حاجی پرده نخواہند کرد زیراکه پدر خواجه حاجی بارگیری بیش نیست و مادرش نسبت قوی ندارد لہذا مادر نصرالله بیگ خان از راه قدر افزای و خاطرداری خواہر خویشتن خواجه حاجی را شیر نوشانید و به فرزندان خود فرمود که ہرگاه خواجه جوان گردد کسی از وی پرده نکند چنانچه این معنی بعمل آمد به اعتقاد فدوی این امر ہر مغایرت و بیگانگی خواجه حاجی دلیلی است واضح و برہانیست قاطع که تا شیرمادر نصرالله بیگ خان ننوشید و نسبت اضافی خارجی بہم نرسانید لائق آن نشد که خواہران نصرالله بیگ خان روبروی وی شوند فقط۔ دیگر گمان آن دارم که پسران خواجه حاجی متوفی مذکور در معرکه سوال و جواب کاغذی به مہر نصرالله بیگ خان پیش خواہند کرد و آنرا دست آویز دعوی حقیقت خواہند دانست و آن ہبه نامه ایست جعلی که خواجه حاجی بعد از رحلت نصرالله بیگ خان نوشته و مہر نصرالله بیگ خان بر وی ثبت کرده است و زری بطریق رشوت به قاضی شہر متہرا داده آن ہبه نامه جعلی رامزین به مہر قاضی گردانیده است ہر چند آن تحریر برای شمول خواجه حاجی درین وجه پرورش سود مند نیست لیکن اگر پرسش بمیان خواہد آمد جعلی بودن آن ہبه نامه را به گواہی گواہان معتمد ثابت خواہم کرد و دلایل عقلی و شواہد نقلی بر صراحت و بداہت بطلان آن وثیقه جعلی خواہم گزرانید فقط۔ مدعای فدوی از تحریر و توضیح این مراتب آنست که خواجه حاجی مستحق پرورش نبود و شمول او را جز خلاف نمائی احمد بخش خان وجہی دیگر آشکار نیسته امیدوارم که صدق و کذب فدوی تحقیق شود۔ اگر سوای این نسبت ہای ضعیف و وجوه خفیف که معروض داشته

مطاع جهانمدار مرقوم گشته منشاء آن خلاف نمائی نواب احمد بخش خان مرحوم است و احمد بخش خان نیز دانسته او را در اقربای نصرالله بیگ خان شمار نه کرده اند زیرا که نصرالله بیگ خان داماد☆ نواب احمد بخش خان بود و ہرکس داماد خود و اقربای داماد خود را خوب می شناسد بلکه فی الحقیقت اینست که احمد بخش خان مادر نصرالله بیگ خان را که در آن وقت زنده بود معه ہر سه خواہر نصرالله بیگ خان که ہنوز در قید حیات اند زنان پرده نشین بی دست و پا دانستند و ہر دو برادر زاده نصرالله بیگ خان را صغیرالسن و بی خبر دیدند ہر آئینه دیده و دانسته نظر به فائده خویشتن خواجه حاجی مسطور را از اقربای نصرالله بیگ ظاہر کردند و او را پرده کاربای خویشتن ساختند چنانکه برباد رفتن اسپان نصرالله بیگ خان و بی نام و نشان گشتن رقم نوکری پنجاه سوار ہمه در آن پرده به ظہور آمد و این امر ازبسکه عیانست حاجت به بیان ندارد۔ بہرکیف ثابت شد که رقم گشتن نام خواجه حاجی بسرکار دولتمدار بسبب خلاف نمائی احمد بخش خان است و خلاف نمائی احمد بخش خان برای پرده سازی خود و رفع شہرت بدنامی خویشتن بود چنانکه بعد مردن خواجه حاجی مذکور منکه اسد الله خان عرف مرزا نوشه برادر زاده کلان نصرالله بیگ خان ہستم بخدمت نواب احمد بخش خان عرض کردم که الحال این دو ہزار روپیه سالانه که به خواجه حاجی میرسیده به من بدہید تا ہر شرکای حقیقی خود بقدر احتیاج آنان قسمت کرده باقی رامتصرف خود باشم۔ نواب احمد بخش خان از راه دوربینی و عاقبت اندیشی تنخواه خواجه حاجی جاری داشتند۔ ظاہرا ترسیدند که مبادا رفته رفته مقدمه طول کشد و بسرکار برسد و حال مقدار وجه پرورش ظاہر گردد فقط۔ اما عنوان تحریر سرکار فیض آثار آنچه در شقه حضور لامع النور جناب معلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر که در ۱۸۰۶ عیسوی بنام احمد بخش خان صادر شده مرقوم است اینست که پرورش و پرداخت خواجه حاجی وغیره متوسلان مرزا نصرالله بیگ خان مرحوم بذمه ایشانست۔ چون ظاہر است که سرکار پرورش اقربای نصرالله بیگ خان منظور دارد و خواجه حاجی را به اظہار احمد بخش خان از اقربای نصرالله بیگ خان دانسته و نام خواجه حاجی را به استدعای احمد بخش خان نوشته است و حالا حالی شد که خواجه حاجی را به نصرالله بیگ خان نسبتی است بغایت ضعیف که از غایت ضعف عدم و وجودش برابر است۔ لازم آمد که زری که به خواجه حاجی و پسرانش رسیده در پرورش نصرالله بیگ خان نشمرده شود و در حساب و وجه پرورش☆☆ محسوب نه گردد اما

☆ نصراللہ بیگ خان نواب احمد بخش خاں کا داماد نہیں بلکہ ان کا بہنوئی تھا۔

☆☆ یہاں "پرورش نصراللہ بیگ خاں شمردہ شود" کی بجائے "در پرورش اقربائی نصراللہ بیگ خان" ہونا چاہیے۔

(۱۰)

Copy of a letter from 'Asadullah Khan Ghalib, dated the 15th July 1829.

غریب پرور سلامت

دعوی فدوی درباب خواجه اینست که خواجه حاجی مستحق آن نیست که پرورش وی از سرکار دولتمدار بعمل آید و زریکه از جاگیر نواب احمد بخش خان به خواجه حاجی رسیده سزاوار آن نیست که در وجه پرورش اقربای نصرالله بیگ خان محسوب گردد۔ دلیلش این که خواجه حاجی بذات خود بلاواسطه متوسل و ملازم سرکار نبود و در رساله و جاگیر با نصرالله بیگ خان شرکت نداشت بلکه در رساله نصرالله بیگ خان مرحوم مثل چهار صد سوار دیگر نوکر بود۔ غایت اینکه با نصرالله بیگ خان خصوصیت خانه زادی و نمک پروردگی داشت فقط۔ ازینجا ثابت شد که بر قدر زر که از سرکار فیض آثار بر احمد بخش خان معاف شده برای پرورش متعلقان نصرالله بیگ خان است۔ بمانا که صله نوکری و مزد جانفشانی نصرالله خان بست باید که آن وجه بر متعلقات نصرالله بیگ خان تقسیم یابد و در متعلقات و وارثان نصرالله خان بمین پنج کس اند' سه خوابر حقیقی و دو برادر زاده حقیقی' بلکه چون نصرالله بیگ خان لاولد از دنیا رفته بلاشبه پسران برادر حقیقی وی من کل الوجوه بمنزله پسران وی خوابند بود فقط' اما اینکه خواجه حاجی در اقربای نصرالله بیگ خان مشهور است مطابق واقع نیست' بیانش اینکه خواجه مرزا نام جوانی اجنبی محض و بیگانه صرف در سرکار پدر نصرالله بیگ خان در زمره بارگیران بمشاہره پنج روپیه ماہانه نوکر بود' قضا را مادر نصرالله بیگ خان خوابری داشت بیوه و او را دختری بود ناکتخدا که مادر خواجه حاجی خوابر و دختر خوابر خود را مثل دیگر پرستاران محل پرورش میکرد۔ چون دختر مذکور جوان شد او را با خواجه مرزا بارگیر مذکور عقد نکاح بستند۔ خواه حاجی متوفی مذکور پسر خواجه مرزای متوفی مذکور است۔ خواجه مرزا پدر خواجه حاجی جز علاقه نوکری بمقوم و بمچشم پدر و مادر نصرالله بیگ خان نبود تا به قرابت چه رسد' آری مادر خواجه حاجی خوابر زاده مادر نصرالله بیگ خان بود بر آئینه خواجه حاجی بدینقدر نسبت ضعیف شرعا و عقلا و عرفا سزاوار آن نیست که در اقربا داخل و در پرورش با خوابران و برادر زادگان نصرالله بیگ خان شامل گردد۔ چنانکه بلاواسطه بالذات استحقاق پرورش نداشت بواسطه بالعرض نیز نه دارد فقط۔ اما اینکه نامش بسرکار عالم

دفعه رابـع احمد بخش خان خواجه حاجی نام شخصے را از خانه زادان و نمک پروردگارن نصرالله بیگ خان برای پرده داری ونگهبانی از خویش بحضور جنرل لارڈ لیک صاحب بهادر رشته دار نصرالله ببگ خان ظاہر کرده در وجه پرورش شریک غالب ما پنج کس داشته است۔ یقین که بر گاه داوران دادگر جزئیت و نسبت خواجه حاجی با نصرالله بیگ خان خواہند دید و پایه استحقاق او را

من کل الوجوه بمیزان نظر خواہند سنجید زری که از جاگیر احمد بخش خان به خواجه حاجی و بعد مردن خواجه حاجی به پسرانش رسیده بیچگونه لائق آن نخواہد بود که در پرورش اقربای نصرالله بیگ خان محسوب شود۔ حاصل از گزارش این دفعات اربعه آنست که بعد تحقیقات ہم زرعین المال سرکار تلف نخواہد شد و ہم ارباب استحقاق بداد خود رسیده بر وجه معاش خود که خیرات سرکار است متصرف خواہند بود۔ آفتاب دولت و اقبال تابان باد

عرضے

محمد اسدالله خان

بر لفافه:

بنظر فیص اثر ربوبیت مظهر جناب مستطاب خداوند خدایگان
فیض بخش فیض رسان دستگیر بیکسان حضور لامع النور اندرواسترلنگ
بهادر دام اقباله و زاد افضاله بگزرد

(۹)

Copy of a letter from Asadullah Khan Ghalib to
Mr. Andrew Stirling received on the 4th May, 1829.

جناب مستطاب خداوند خدایگان فیض بخش فیض رسان دستگیر بیکسان دام اقباله

بعز عرض عالی متعالی میرساند

مقدمه فدوی که معرفت وکیل در کچهری رسیدنتی دہلی روبکار است اینکه عنایت نامه فیض شمامه صاحب والا مناقب عالیشان روشن الدوله ضیاء الملک مسٹر جیمس ایڈورڈ کولبرک بارنٹ بہادر منصور جنگ دام شوکته' مرقومه ہفدہم اپریل ۱۸۲۹ء بنام فدوی در لف مکتوب وکیل فدوی از دہلی رسیده چنانکه از نظر آکسیر اثر میگزرد و ظاہرا جناب صاحب والا مناقب ممدوح در تحقیقات دفعات اربعه معروضه فدوی از حضور لامع النور جناب فیضماب صاحبان خسرونشان کونسل عالیه اجازت جدید میخواہند و دفعات اربعه اینست : **دفعه اول** بعد رحلت نصرالله بیگخان زراستمراری واجب الادای عین المال سرکار که در وجه پرورش متعلقان و نوکری سواران نصرالله بیگخان بفحوای رپورتی که جناب جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر در اواخر ۱۸۰۵ء یا اوایل ۱۸۰۶ء از مقام کانپور به کلکته فرستاده اند بر احمد بخشخان معاف گشته مقدار آن وجه بر معافی داران یعنی متعلقان نصرالله بیگ خان معلوم نیست۔ **دفعه ثانی** احمدبخشخان اسپان نصرالله بیگخان را محو و نابود و معدوم ساخته رقم تنخواه پنجاه سوار یکقلم تقلب☆ کرده است و چون فدوی و شرکای فدوی را نظر بر عدم وجود اسپان دعوی بر آن وجه نیست بر آئینه آن وجه خاص از آن سرکار است۔ **دفعه ثالث** که برادر زاده حقیقی و خواہر☆☆ حقیقی نصرالله بیگ خان از ابتدا تا امروز بہمه جہت بکمال بی سروپائی و ہزار گونه رسوائی ۳ ہزار روپیه سالیانه از جاگیر احمد بخش خان یافته اند و باقی جمله به تقلب می رود چنانکه صداقت قول فدوی عندالتحقیقات واضح رای عالم آرا خواہد شد۔

☆ پروف جو ہمیں مہیا کیے گئے اس میں تغلب ہے۔ املا" اسے تقلب ہونا چاہیے اس لیے یہ لفظ درست کر دیا گیا ہے۔

☆☆ اصل پسر خواہر۔ اشتباہ ہے۔

(8)

To

Sir E. Colebrooke, Bart,

Resident at DeLhi.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter dated 24th ultimo and to transmit for your information the enclosed Extract of a dispatch from Lieut-Colonel Malcolm, dated 4th May, 1806, regarding the settlement made with the Nawab Ahmed Buksh Khan.

2. I am further instructed to desire that you will investigate and report on the complaint preferred by Assud Oollah Khan.

I have etc.,
(Sd). A. Stirling
Secretary to Government

Fort William,
13th March, 1829.

National Archives of India - Pol. Deptt. Proceedings No 23 of 13th March 1829.

(7)

Ordered that an Extract from a Dispatch from Lieut-Colonel. Malcolm[6], dated 4th May, 1806, recorded on the Proceedings of Government in the Secret Department of 15th May, be forwarded to the Resident at Delhi with the following letter.

will on requistion in case of necessity have in readiness for the *Sirkar* fifty horsemen".

4. The Petition however, states that some explanation of the business will be found in the records of Government in the correspondence of Lord Lake at the close of the year 1805, or beginning of the year 1806, relative to the ultimate grant of Ferozepore to Ahmed Buksh Khan; and if the Right Honourable the Governor-General in Council should be pleased to authorize any enquiry into the Petitioner's allegations, I beg the favour of your procuring for me copies of any documents which may be found appertaining to the case.

I have etc.
(Sd) E. Colebrooke
Resident.

Delhi Residency,
24th February, 1829.

National Archives of India -- Pol. Deptt. Proceedings No. 22 of 13th March 1828

(6)

Pol. Progs 13th March, 1829.

To

A. Stirling[5], Esq.,
Deputy Secretary to Government,
Political Department, Fort William.

Sir,

A long petition has been presented to me on the part of Assudoolah Khan calling himself a nephew of the late Nussur Oolla Beg Khan, which from its endorsement appears to have been delivered by him into your office on the 28th April, 1828, and to have been translated on the 14th May together with an original letter to him from Mr. Fraser, dated 28th June, directing him to present his petition through the regular channel of this Residency.

2. The purport of the petition is that, on the death of Nussur Oolla Beg Khan, who held in *Mokurruree* for his life the *Pergunnahs* Sounk and Sousa at a quit rent of Rupees. 15,000, the quit rent of between 20,000 and 30,000 Rupees at which the late Ahmed Buksh Khan held the lands of Ferozepore etc., had been relinquished in consideration of Ahmed Buksh Khan making himself responsible for the support of Nussur Oolla Beg Khan's family and that for such support Ahmed Buksh Khan has never paid more than 5,000 Rs. annually out of which he has paid 2,000 Rupees to one Khajah Hajee, an alien to the Family, 1,500 Rupees to the Petitioner and 1,500 rupees to one of the Petitioner's sisters* , leaving a brother and two other sisters** of the petitioner wholly unprovided for.

3. The *Sunnud* of Ferozepore, etc., from Government to Ahmed Buksh Khan, under date the 4th May, 1806, contains the following clause which is all that I can trace of Khaja Hajee.

"The support and maintenance of Khajah Hajee and the other Dependents *(Mutaliqueen)* of Mirza Nussur Oolla Beg Khan, deceased are upon you; and you

(۵)

Copy of a letter from Asadullah Khan Ghalib received February, 1829

حدوند نعمت فیاض زمان دستگیر بیکسان قدر افزای متوسلان دام اقباله

میرساند

بعرعرض عالی

از آنجاکه ایرد بخشایشگر ذات ستوده صفات را مجمع حسنات آفریده عے از ملازمان حضور پر نور کامیاب هزار گونه مدعا گردیده و ممکن ددا علی الحصوص فدوی که سوائے بندگان در دولت ذریعه و وسیله ندرد و در حصول بر مدعا حضور میدگاہے نمیشاسد از میامن مرحمت امیدوار است که بشرف ملازمت بندگان حساب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل بهادر دام اقباله مشرف گردد که آبروی فدوی درمیانه اہل روزگار بیفراید و امیدواری بعنایات خداوند نعمت بیشتر گردد۔

مابدان مقصد عالی نتوانیم رسید
ہم مگر لطف شما پیش نهدگامے چند

زیاده حد ادب ندید۔ آفتاب دولت و اقبال تابان باد۔

عرضے

فدوی اسدالله خان برادر زاده نصرالله بیگخان

(۴)

Copy of a letter from Asadullah Khan Ghalib to Mr. Fraser, delivered on the 28th April, 1828.

صاحب والا مناقب والا شان دادر دادرس فیض رسان دام شوکته

بعز عرض عالی میرساند

فدوی از متوسلان سرکار جهانمدار کمپنی انگریز بهادر دام اقباله و نمکخواران و پرورش یافتگان این دولت ابد مدت بسته. عم حقیقی فدوی موسوم به نصرالله بیگخان در عهد جرنیل صاحب والا مناقب جرنیل لارڈ لیک صاحب بهادر رساله چهار صد سوار از سرکار داشت و جاگیر لک روپیه از سرکار یافته بود و بعد از وفات او برای پرورش متعلقان او نقدی از سرکار شامل جاگیر احمد بخشخان جاگیردار میوات قرار یافته. چون من بنده از تعین مقدار و وضع تقسیم احمد بخشخان راضی نیستم برای عرض حال خود به کلکته آمده ام و عرضی بحضور لامع النور نواب معلی القاب نواب گورنر جنرل بهادر گزرانیدن می خواهم. نرسیدن فدوی بخدمت صاحب ریزیدنٹ شاهجهان آباد دو وجه وارد. یکی از آن درضمن جفاهای احمد بخشخان کشیدن و تا فتح بهرتپور بتوقع وعده احمد بخشخان در آن سفر سرگشته مانده و حجت خود بر احمد بخشخان تمام کردن و از بیم غوغای قرضخواهان و اندیشه آبرو بشاهجهاناباد نرفتن و ره گرای کانپور گشتن و در کانپور بیمار گردیدن مفصل در عرضداشت بندگان حضور پر نور معروض و مرقوم است. وجه دوم اینکه کاغذی که مناط دعوی فدوی بر آنست در دفتر خانه ریزیدنٹی شاهجهان آباد نیست یعنی رپورٹی که جناب جرنیل صاحب والا مناقب جرنیل لارڈ لیک صاحب بهادر در ۱۸۰۶ عیسوی در باب جاگیر احمد بخشخان و معافی زر استمراری سرکاری نوشته از کانپور به کلکته ارسال داشته اند و بر آئینه نقل آن رپورٹ و کیفیت منظوری آن در دفتر خانه کلکته خواهد بود و معهذا در دهلی و کلکته و جمیع بلاد هندوستان جان یک حکم سرکار دولتمدار است لهذا فدوی بتوقع داد رسی و کامیابی در عالم بے سروسامانی و بیماری و ناتوانی دو صد فرسنگ راه طی کرده خود را بدین دادگاه رسانیده است و با اینهمه مقدمه فدوی از دولتخواهی و خیراندیشی عالی سرکار جهانمدار خالی نیست چنانچه از ملاحظه عرضداشت مفصل واضح خواهد گردید. امید که عرضی فدوی را از نظر فیض اثر بندگان حضور لامع النور بگزرانند. واجب بود عرض نمود. آفتاب دولت و اقبال تابان و درخشان باد.

عرضی

اسدالله خان عرف مرزا نوشه برادر زاده نصرالله بیگ خان جاگیردار سونک سونسا

برلفافه: از نظر فیض اثر (ربوبیت) مظهر صاحب والا مناقب والا شان

دادر دادرس فیض رسان جناب فریزر صاحب بهادر دام شوکته بگزرد

عرضداشت اسدالله خان عرف مرزا نوشه برادر زاده مرزا نصرالله بیگ خان جاگیردار سونک سونسا

معروضه بیست و هشتم اپریل ۱۸۲۸ء

Ordered that the Petitioner be informed that the above petition ought to be addressed to the Resident at Delhi.

(Sd)S. Fraser,
Acting Persian Secretary to Government

20th June, 1828.

National Archives of India - Pol Deptt. Proceedings No. 46 of 2nd May 1828.

(3)

Copy of an Order by Lord Lake

Be it known to the *Choudries, Zimindars, Canoongoes* and Overseers of the *Pergunnah* of Sonk Sonsa belonging to the Province of Agra; that whereas, the whole of the said *pergunnah*, with its revenues and duties excepting rent free *Jagheers*, Properties, Fiefs, Grants, Orchards, etc, has been settled by His Excellency on Mirza Nussur Oolla Beg Khan to hold in *Istimraree* tenure; during the whole of his life paying yearly the sum of 15,800 current *Sicca* Rupees. Upon the condition that he continues zealously and willingly to perform the commands regarding the Grantees (in whose name a *Perwannah* has been issued) and regularly to pay by Kists the fixed rent.

It is required, that they will with the utmost cheerfulness wait upon the Naibs of the aforesaid Mirza, and pay the amount due to Government and by all means act in confirmity to his pleasure, considering his praise or censure of the utmost importance.

He will endeavour by his kind conduct to make them contented and thankful to increase the produce of the *Muhal*.

His Excellency trusts that no complaint of oppression may come to his ears, and that the stipulated conditions will be acted up to on the part of the Mirza.

This is to be considered as positive.

26th, September 1805 A.D.

Here follows the *Perwannah* of Colonel George Sackville Brown which is word for word, a copy of General Lord Lake's.

(True Translation)
(Sd.) George Maxwell Batten
Assistant Persian Secretary to Government

National Archives of India -- Pol Deptt Proceedings No 46 of 2nd May, 1828.

(2)

Copy of the Perwannah of Lord Lake,

George Lord Lake, Commander-in-Chief,

Member of Council, etc.

Increase of power and honour to Nussur Oolla Beg Khan.

Whereas the sum of 5,600 Rupees has been settled by way of a charitable stipend on your daily pensioners, from the *Pergunnah* belonging to you in perpetuity, which they have always obtained, and as this stipend proceeding from the profits of the *Pergunnah* of Sonk Sonsa, is exclusive of your fixed rent.

It is required, that after paying the said stipend to each of those persons, you will take a receipt from them, and enter it into the Government office, this plan is always to be pursued, and you are not to demand a new *sunnud* from anyone.

Consider this as positive.

21st, September 1805 A.D. (Sd)

National Archives of India -- Pol. Deptt. Proceedings No. 46.

probable that the Family of Nussur Oolla Beg Khan will be found not to have received more than 5,000 Rs. per annum.

As the history of Khajah Hajee, and the destruction of Nussur Oolla Beg Khan's troop of Horse is proved, agreeably to my representation, those 2,000 Rupees will doubtless not be counted in the stipend allowed to the Relations of Nussur Oolla Beg Khan, Because partnership without right is impossible. Nor will the money assigned for the troop of horse be counted by the Government because as the existence of the *sawars* and Horses is a necessary condition, when the *Sawars* and Horses do not exist, what is the meaning of Government assigning an allowance for them? The Government should certainly claim the allowance for the troop of Horse for the beginning of the year 1806 A.D. from the estate of Ahmed Buksh Khan, and enter it into the Public Treasury, for I and my associates have no claim upon that money. But whatever sum may be the stipend of Nussur Oolla Beg Khan's connections, the Government should deduct 3,000 Rupees per annum from it and take the remainder from the estate of Ahmed Buksh Khan; and having collected it in the Treasury, the Government should make an enquiry into the Circumstances of Nussur Oolla Beg Khan's dependents, and when, in conformity with my statements, these two nephews and three sisters shall be proved to be the heirs of Nussur Oolla Beg Khan, the amount of the past years should be divided among the five person with reference to the claims, merits and distress of each individual.

And for the future it should be determined that the intrinsic sum due to the Government shall be paid to it wholly and entirely from the estate of Ahmed Buksh Khan, and that the money allowed for the troop of horse be placed in the Public Treasury; and that the Government having divided the stipend for the maintenance of the two nephews and three sisters of Nussur Oolla Beg Khan, according to their several rights and merits and with due consideration of the expenditure of each individual, shall give a separate *sunnud* to each that everyone may receive his own stipend separately from the Treasury at Delhi. So that, they may all be engaged in prayers for the lasting welfare of the State; the justice and equity of the members of Government be proclaimed throughout the World; the sum due to Government be saved and we five injured person regain our rights.

National Archives of India -- Pol Deptt Proceedings No 46 of 2nd May 1828

Brother, and if the members of Government will not take the trouble to inquire into my case, I will quit this place and stripping off my Garments, I will wander through foreign cities, in Arabia and elsewhere and spend my life in begging, because possessing the credit of connection with the Government I cannot think of asking alms at any one's door in Hindoostan.

The sum of my complaints is this that Government exempted Ahmed Buksh Khan from the payment of 20,000 or 30,000 Rupees, its due, in order to secure a fund for the provision of Nussur Oolla Beg Khan's relations and to receive the service of the troopers of Nussur Oolla Beg Khan and that Ahmed Buksh Khan, having united himself with a certain individual, one of the servants of Nussur Oolla Beg Khan, all at once made away with the said troop of horse, and without hesitation appropriated their services to himself and that discontinuing the stipend of Nussur Oolla Beg Khan's family he allowed only the sum of 5,000 Rupees out of which he gave 2,000 to Khajah Hajee as a recompense for his services in destroying Nussur Oolla Beg Khan's Horses and 3,000 to one sister, and one nephew of Nussur Beg Khan's so that one may say that out of all the money, which had been settled by the Government as a stipend for the support of Nussur Oolla Beg Khan's relations, they have received altogether 3,000 Rs. per annum, and only two persons out of five have received any, the other three having been entirely excluded. On the whole I am neither satisfied with the amount allowed by Ahmed Buksh Khan, nor contented with his manner of dividing it and I can no longer endure to injure myself to receive my rights from any other person's hands, or see my own menials set upon any equality with myself.

The substance of my requisitions is, that as the Government constitute my *sunnud'* my witness, my security, proofs, strength and resource. They will be pleased to look into the papers of General Lord Lake's time, and the reports which were sent by him to Calcutta in 1805 A.D. till the end of 1806. It will be found that this property, valued at three *lacs* of Rupees was given to Ahmed Buksh Khan by government on a stipulated payment of some thousands of rupees, and how and wherefore he was exempted from the payment. It is quite evident that such sum was settled as a stipend for the Family Nussur Oolla Beg Khan, let the Government call upon Shumsuddeen Khan for an account of this business. It is

I was obliged to set apart 600 Rupees per annum out of 1,500 for his cure. He has a wife and a daughter who was born while he had his reason, besides maid servants and attendants, four persons in particular who are set to watch and guard him. For the 600 Rupees per annum which I give a thousand are wasted on his medicines and remedies, and his wife continues to discharge the remaining demands for wages, and house hold expenses, by selling her ornaments and furniture. How long will she be able to sell them, and what will she do at last? However, I have lately learnt by a letter from home that by the Grace of God he has gained a little convalescence. There is strong hope that he will entirely recover from that malady and be restored to his original health and that through the kind consideration of Government, he may after twenty years of disappointment obtain the full accomplishment of his desires.

Another of the rightful heirs of Nussur Oolla Beg Khan is myself, your petitioner by name Mahomed Assud Oolla Khan commonly called Mirza Noshah. Ahmed Buksh Khan settled upon me 1,500 Rupees per annum. I existed for some time by selling off the property, and effects left by my deceased father, and the Treasure, goods and possessions of my maternal grandfather, Khajah Gholam Hossain Khan, who was one of the Chief nobles of Agra, and Grandees at the Court of the Nuwaub Nijuf Khan. At length, I went, urged by necessity to Delhi, which is original abode of my ancestors. Here I sold whatever effects of my grandfather and father I had remaining, and contracted debts besides, to the amount of 20,000 Rupees.

At this time; also my brother seized with mental aberration, I was obliged to spare 600 Rupees per annum for his care, and leaving 900 per annum to my creditors, I left Delhi in disguise on horseback, with two or three servants, and till the conquest of Bhurtpore I remained in the greatest distress with Ahmed Baksh Khan to put his premises to the proof. At last through fear of the due of creditors, and regard for my own reputation I found it impossible to return to Delhi and betook myself to Cawnpore. There I was taken all and remained sick five months and some days at Lucknow and six months at Bandah in Bundlecund, It is now two months since I arrived at this seat of justice. It is my purpose if the Government will redress my wrongs and listen to my claims to go home perfectly satisfied and dwell there at my ease and endeavour to obtain the cure for my poor

Koka Beg Khan gave the daughter of his wife's sister in lawful marriage to Khajah Mirza and this Khajah Hajee was their son.

Except that the mother of Khajah Hajee was the daughter of Nussur Oolla Beg Khan's mother's sister, there never has been, nor is there any relationship, connection or tie between the parents of Khajah Hjaee and those of Nussur Oolla Beg Khan.

One of the rightful heirs of Nussur Oolla Beg Khan was my grandmother, the mother of Nussur Oolla Beg Khan -- upon whom Ahmed Buksh Khan during his life time settled 1,500 Rupees per annum, and after her death the same sum was continued to her eldest daughter, who was the eldest sister of Nussur Oolla Beg Khan and still receives. The mode in which she distributes her income is this. She allots a portion to her two young sisters, and spends the remainder on her own necessities; but as she retains with her a great number of the old domestics and adherents of her brother and mother, her very small income is not sufficient for her, she has sold her old effects and every kind of goods, and chattels in her possession and having involved herself in debt to the amount of some thousands of Rupees, she lives in the hope of compensation from the Government, and those two young sisters are obliged to live contented with the pittance allowed to them by their elder sister.

Another of the heirs of my uncle Nussur Oolla Beg Khan, is Iusuf Allee Khan commonly called Mirza Iusuf the nephew of Nussur Oolla Beg Khan, and my brother. His case is this: Ahmed Buksh Khan did not settle upon him a single *'cowree'* and has left him entirely unnoticed in the arrangement. Although he went frequently to Ahmed Buksh Khan and prayed for some means of support, Ahmed Buksh Khan used to stop his mouth sometimes with promises of something after the death of Khajah Hajee and sometimes with different sorts of cajoleries. He managed to support himself chiefly by selling the property left by his deceased father and partly by my assistance.

He was young and married and his expenses accumulating the misery of being without a livelihood, and the troubles and anguish of poverty threw him into a feverish state of mind which, gradually brought on a state of delirium and insanity.

the Nuwaub, I recovered from that dangerous illness. The rainy season had by that time passed, and the Governor-General had returned to Calcutta. I who had not been able to go to Delhi from Ferozepore how and whither could I have gone from Bandah? Besides I reflected within myself, that everywhere between Delhi and Calcutta there is one and the same Law. I will rely upon the justice of the Government.

As I was not able to go by a Boat, I was forced to proceed by dry land to Calcutta on horse back, alone with two or three servants in a state of great exhaustion and debility, without any equipage or comfort.

When I arrived at Moorshedabad, I heard of the death of Ahmed Buksh Khan, and the succession of Shamsuddin Ahmed Khan. But since my pretensions lay in the territory of Ahmed Buksh Khan I thought it made no difference whether he was alive or dead; and arrived at Calcutta.

Now after this relation of the occurrences of the last twenty years, I have drawn up an account of the situation of Nussur Oolla Beg Khan's family, with a detail of my own grievances, and the substance of my particular requisitions.

My Lord !

The first among the dependents of Nussur Oolla Beg Khan was a person called Khajah Hajee, who by the means of Ahmed Buksh Khan, for 18 to 19 years used to receive 2,000 Rupees which came to his children from the estate of Ahmed Buksh Khan. His History is this-- In the time of Nussur Oolla Beg Khan's father whose name was Koka Beg Khan[*] , a young man called Khajah Mirza, served in the Troop of Horse-soldiers *(Bargeer)* with a salary of five Rupees per month.

The wife of Koka Beg Khan, *viz.*, the mother of Nussur Oolla Beg Khan had a widowed sister, who had an unmarried daughter and the mother of Nussur Oolla Beg Khan supported and protected her sister and niece like any other of her dependents.

---

[*] Nassurullah Beg Khan's father name was not Koka Beg Khan rather his name was Qauqan Beg Khan.

After the conquest of Bhurtpore, how muchsoever I spoke to Ahmed Buksh Khan, he still did not introduce me to Sir Charles Metcalfe. During this time he was suffering with a paralysis in the face, but at length under the good care of Dr. Duncan he recovered from that illness and returned to Ferozepore. 'Although' Sir C. Metcalfe stayed three days at Ferozepore and I solicited Ahmed Buksh Khan everyday, he did not introduce me.

When that Gentleman went to Delhi, I quite gave up all hopes from Ahmed Buksh Khan and said within my heart, "Equitable rulers acknowledge everyone of their adherents, what necessity is there that I should seek the mediation and intervention of Ahmed Buksh Khan"?

It is better that, independent of any third Person I should myself wait upon Sir C. Metcalfe, and give him a full account of my case from beginning to end. However, dread of the tumult and clamours of my creditors rendered it impossible for me to go to Delhi, and regard for my reputation put a stop to this undertaking. Besides at that time the news of the Governor-General's approach was made known, and it was probable that Sir C. Metcalfe would come down the country to escort him. It was my wish to go to Cawnpore, and return from thence in his suite, and in the way to introduce myself to Sir. C. Metcalfe, explain to him my ignominious state of distress, helplessness, and debt, and obtain justice. In short with this intention I set out from Ferozepore towards Furruckabad and Cawnpore, by chance, it so fell out that just as I arrived at Cawnpore I was taken ill, and all at once lost the power of stirring. As I could not find a proper physician in that city I was obliged to cross the Ganges, and make my way to Lucknow reclining upon a hired palanquin. I was confined to my bed at Lucknow five months, and some days, I heard the joyful intelligence of the Governor General's arrival, and the expedition of the King of Oude to meet him, while I was unable to rise from my couch; for the climate of Lucknow did not at all agree with me.

Since there had existed an ancient amity between my ancestors and those of the Nawaub Zoolfikar Allee Bahadoor, and as I, too, in particular felt an excessive attachment towards the Nawaub, I contrived in some way or other to reach Bandah in Bundelcund, and remained there nearly six months in the House of the said Nuwaub. By the grace of God, and the kind nursing and attentions of

annum from the Estate of Ahmed Buksh Khan was straight-away paid to the children of the deceased Khajah Hajee.

In despair I went to Ahmed Buksh Khan at Ferozepore, and said "You must now perform your promise and restore the lawful owners to their rights, or else give me leave to go away, that I may represent my case to Government." He had then just risen from his sick couch in consequence of a wound, and was in the greatest despondence on account of his loss of the *'Mukhtaree'* of Alwur, so he began weeping and sobbing before me, and said, "Boy, you are my child and the light of my eyes, you see how I have been wounded, and knocked about, and have been defrauded of my dues. Moreover, there is no longer any friendship or cordiality between me and General Ochterlony. Have patience for some little time and your rights shall be at last restored in full."

General Ochterlony[3] afterwards died, and the intelligence of Sir Charles[4] Metcalfe's arrival was announced. Ahmed Buksh Khan made me many promises, saying "Be quite at ease, when Sir Charles Metcalfe arrives, I will introduce you to him, explain your case, and the nature of your uncle's connection with the Government and yield the right to its lawful possessor, I will cause *sunnuds* to be made out by Government in the name of you five individuals, so that my children after me may likewise make no excuse or difficulty in paying the money and affording you your requisite maintenance."

After the arrival of that Gentleman, as the affair of Bhurtpore was in hand and he was directing his attention to the relief of the Rajah and the chastisement of the Rebels in that Raj, Ahmed Buksh Khan said that I must accompany him in his journey there, notwithstanding that I was all this time, afflicted with the calamity of my brother's illness, and the clamour and importunity of creditors and was in no way prepared to undertake a journey, yet in hopes of paying my devoirs to that gentleman, I left my brother in that state of fever and delirium, and having deputed four persons to watch and guard him, appeased some of my creditors with various promises, concealed and disguised myself from others and without convenience of any sort I with much difficulty proceeded in company with Ahmed Buksh Khan to Bhurtpore.

Moreover it appeared to me, very extraordinary that the General, endowed as he was with such boundless munificence and liberality and the dispenser of millions, should have fixed 5,000 Rupees per annum by way of support for the relations of an *Istimradar* holding land yielding a *lac* of Rupees yearly.

In every way that I possibly could, I attempted to agitate the question of my claims, and time after time both by writings, and verbal remonstrances urged my case to Ahmed Buksh Khan with this representation, "What motive, Sir, can induce you to number a stranger among the relations and to exclude a rightful nephew? If you are pleased with proceedings of Khajah Hajee, give him something from your own funds or grant him the wages of two or three men out of the allowance for the Horses of Nussur Oolla Beg Khan. What is the meaning of paying Khajah Hajee's salary out of the stipend of Nussur Oolla Beg Khan's connections and dependents?"

Ahmed Buksh Khan used to answer by letter as well as falsely assert with many oaths, saying "What can I do? I counted Khajah Hajee among the connections of Nussur Oolla Beg Khan to His Excellency the General and by my mistake his name has been enrolled in the records of the Government. Now do not be the cause of my disgrace; have patience for a few days. After Khajah Hajee's death I will give these 2,000 Rupees to your two Brothers".

Since Ahmed Buksh Khan was in two ways my elder and my Kinsman, first as my uncle, Nussur Oolla Beg Khan was his son-in-law;* 2ndly as I was the son-in-law of Ilahee Buksh Khan his brother. Regarding these circumstances I respected the seniority and affinity of Ahmed Buksh Khan, and devoured my own wrongs in silent mortification. I also prevented my brother from giving vent to his murmurs, and from having recourse to Government.

After a long time had passed in this manner Khajah Hajee died, leaving two children. I said to myself this years' income will of course accrue to me. When the salary was portioned out, the aforesaid sum of 2,000 Rupees per

---

* It should be brother-in-law.

the conditions of the grant of the *Jagheer* of Ahmed Buksh Khan and that it must always be obtained from him.

At length when Ahmed Buksh Khan returned from Cawnpore, and arrived at Mewat, which was his *Jagheer* he retained Khaja Hajee with those 70 or 80 horse left by Nussur Oolla Beg Khan in his own service, and with their assistance made a settlement of his own districts.

When he had satisfied his mind about the settlement of his property, and the General gone to Europe, seeing that we, the two nephews of Nussur Oolla Beg Khan were undiscerning boys and knowing the mother and sisters to be in a state of seclusion and ignorance, he first by the means of Khajah Hajee dismissed and displaced the 50 horses and then demanded from Khajah Hajee the *Perwannah* of the General with a promise and declaration that he would make him a sharer with the relations of Nussur Oolla Beg Khan in the stipend allotted for their maintenance.

As that wretch was well aware that he was nobody, and had no relationship whatever with Nussur Oolla Beg Khan, he thought this association of himself with Nussur Oolla Beg Khan's family was a rare piece of good fortune and delivered up the *parwannah* to Ahmed Baksh Khan.

Ahmed Buksh Khan kept Khajah Hajee near him for a few days after this, and then dismissed him. He then proclaimed that 5,000 Rupees per annum was the sum fixed by the Government for the maintenance of Nussur Oolla Beg Khan's relations as chargeable to his *Jagheer,* and that he had divided it at his own pleasure in the following way. 2,000 Rupees per annum to Khajah Hajee, 1,500 per annum to the mother of Nussur Oolla Beg Khan and 1,500 per annum to me (your petitioner).

After some years when I arrived at the age of discretion and could distinguish between right and wrong, good and bad, I perceived that in the division of those 5,000 Rupees Ahmed Buksh Khan had committed two palpable enormities. First in as much as among the relations he had included and associated a menial stranger, 2ndly as he had entirely excluded from the arrangement my brother who like myself was the true nephew of Nussur Oolla Beg Khan.

as the wife of Nussur Oolla Beg Khan (who was the daughter** ** of Ahmed Buksh Khan) had died before the decease of her husband leaving no issue, but merely on the consideration that the Hajee with all his Troop of Horse, elephants, retinue and power to be a valuable acquisitions, he admitted him to his friendship and leaving him in those parts went himself to Cawnpore and waited upon Lord Lake.

At this time the districts of Ferozepore, Jharkah, Poona Hana, Nugheenah, Sankurus and others were given in *Istimraree* tenure at a *Jumma* of twenty or thirty thousand Rupees annually by the Government to Ahmed Buksh Khan and his Heirs in perpetuity, it was of course incumbent therefore on Ahmed Buksh Khan and his heirs to pay regularly the sum annuall. He however made the following request to the General. "My son-in-law Nussur Oolla Beg Khan the *Jagheerdar* of Sauk Sausa is dead leaving a number of his relations and fifty *Suwars.* If the Government will remit to me the payment of that sum, and settle it as the means of support for the connections of Nussur Oolla Beg Khan, those destitute and impoverished persons will ever remain engaged in prayers for the lasting welfare of the State. Those fifty *sowars* also will always be at its disposal, and whenever the Government calls for their services, I will take care to have them in readiness".

The General assented to this request, and sent a report of it to Calcutta, where it met the approval of the Governor-General. Accordingly a *Perwannah* was issued by the Governor-General to Ahmed Buksh, enjoining generally the maintenance of the connections of Nussur Oolla Beg Khan and the condition of the stipulated service of the fifty Horse.

As the General placed implicit reliance on the words of Ahmed Buksh Khan, he did not make a strict investigation into the real state and circumstances of the connections of Nussur Oolla Beg Khan, but issued a *Perwannah* at his request to Khajah Hajee stating that the stipend for the support of the relations of Nussur Oolla Beg Khan, together with the allowance for 50 Horse was included in

---

** She was not wife of Nussuroollah Beg Khan was not daughter of Ahmed Buksh rather she was his sister.

Ten or eleven months after his appointment to the *Jagheer* Nussur Oolla Beg Khan fell by accident from the top of his elephant, while out riding and died after some days, in consequence of the fracture of his leg and several contusions. On the day of his death the Government took possession of his *Jagheer*, and shortly after his troop of 400 horse was disbanded.

As Nussur Oolla Beg Khan died without children, he had no heir excepting the under mentioned six person, viz., first, myself, who was the nephew of Nussur Oolla Beg Khan, second My own brother who is two years younger than me, third, My Grandmother, namely the mother of Nussur Oolla Beg Khan and three sisters of Nussur Oolla Beg Khan. But I myself was at that time only nine years old, and my brother seven. My Grandmother had reached her seventeeth year, and through grief and affliction for the death of her son the world had become dark in her eyes. The sisters of Nussur Oolla Beg Khan also were in like manner utterly overpowered and cast down on account of this misfortune, so that none of us exerted ourselves to collect together the goods and property left by Nussur Oolla Beg Khan nor could any one of us go to the General, and state our situation.

A person called Khajah Hajee, whose history will be contained in the account of the circumstances of Nussur Oolla Beg Khan's connections given below, one of the dependents, in the household of Nussur Oolla Beg Khan, seeing the field open, made friends with the unprincipled hangers on and parasites, took possession of all the goods, furniture, tents, studs, camels, *palkees,* etc., of Nussur Oolla Beg Khan, and carrying with him a Troop of 70 or 80 horse, one elephant and the whole of the aforesaid retinue and equipage, marched off, and united himself to the Nawab Ahmed Buksh Khan.

As Nussur Oolla Beg Khan was the son-in-law[•] * of the Nawaub Ahmed Buksh Khan and everyone is necessarily acquainted with his son-in-law and his relations, it could not have been that Ahmed Buksh Khan considered Khajah Hajee to be the heir or relation of Nussur Oolla Beg Khan, more especially

---

[•] Nussuroollah Beg Khan was not son-in-law of Nawab Ahmed Buksh rather he was nawab Ahmed Buksh's brother-in-law. Probably the mistake has been committed in the Persian Department of Fort William while translating the documents.

(1)

POLITICAL PROCEEDINGS, 2ND MAY, 1828

From

Assud Oolla Khan

Received 28th April, 1828.

When Mr. Perron[1] was in command, my uncle, Nussur Oolla Beg Khan, held, under his own authority, from that gentleman, the *Soubah* of Agra. When the English Army came to that Territory, Nussur Oolla Beg Khan submitted and attached himself to the British Power and attended upon General Lord Lake[2], who committed the *Soubah* of Agra to his charge. Afterwards, when Mr. Villiers succeeded to the *Killadarship* of Agra, the state of the *Soubahdaree* did not remain the same as under the former command, and Nussur Oolla Beg Khan betook himself to Muttra and attended upon the General from whom he obtained command of a Troop of 400 horse with a monthly salary of 1,700 Rupees.

Afterwards, friendly relations being established with the Raja of Bhurtpore, and the General's return towards the East being fixed, His Lordship, in return for the loyalty and good services of Nussur Oolla Beg Khan, kindly bestowed upon him, for the period of his own life in *Istimraree* tenure at a *Jumma* of 15,800 Rupees, Sauk and Sausa, two *Pergunnahs* annexed to the *Soubah* of Agra, the revenue of which amounted to more than one *lac* of Rupees.

This bounty and exclusive of his Monthly salary and together with the command of his cavalry Troop, certainly added much to his power and consequence. The sealed *sunnud* of the General, and that of Colonel Brown which is word for word a copy of the General's together with the sealed *Perwannah* of the General which was addressed to Nussur Oolla Beg Khan, regarding the stipendiaries, are in my possession and the copies of each of these documents are enclosed with this petition.

augmented in some significant ways. Dr. Gauhar Naushahi has among other things written a scholarly introduction to the Urdu version of the record which would provide detailed information to the interested reader.

The National Documentation Centre is the compiler of the documents but the contribution of the various individuals has been separately acknowledged.

27 December 1997
Islamabad

Nazir Ahmad
(Consultant (NCD & QAPP)

Sadullah would be suitably acknowledged. However, no reply was received. There the matter rested.

Towards the end of 1994 when Dr. Syed Mueen-ur-Rehman's reprint of Prithvi Chander's compilation appeared I decided to share with Ghalib scholars whatever was available in the NDC on the subject. Hence a bound copy of the second proof of *Seventeen Years of Ghalib's Life* together with glossary and index has been placed in the NDC reading room for research and reference.

The reason for this action is that as compared to *Jagir-e-Ghalib* reprinted by Dr. Mueen-ur-Rehman the manuscript *Seventeen Years of Ghalib's Life* contains the most comprehensive material on the dispute connected with Ghalib's family pension and some miscellaneous related matters It is easy to consult. Documents on the subject selected from the National Archives of India; the India Office Library & Records, now renamed Oriental and India Office Collections, British Library, London and the Punjab Archives, Lahore have been brought together. The total number of documents is 156. Besides petitions of Ghalib and official correspondence dealing with them, there are additional documents including record of petition submitted by the widow of Ghalib. There are also official papers relating to one of Ghalib's books *Qate* Burhan about which he corresponded with the Government of the Punjab. Most of the documents are in English but there are some in Persian including some petitions and letters written by Ghalib himself. This would incidentally correct one of the erroneous inferences drawn by Dr. Mueen-ur-Rehman that Ghalib himself did not write anything on the subject. Original record is preserved on microfilms.

The foregoing introductory note alongwith list of documents was circulated in February 1995 among leading scholars in the country. The response generally received reassured the National Documentation Centre that the record of Ghalib's family pension should be published.

The forthcoming two hundredth birth anniversary of Ghalib on 27 December 1997 gave a renewed impetus to the proposal. The opportunity was used to revise the NDC's compilation and take stock of the scholarly work done in the field during the past couple of decades or so. Mr Iftikhar Arif, Chairman of the National Language authority agreed to collaborate with the N.D.C. and chose Dr. Gauhar Naushahi for the assignment. Dr. Naushahi has made a good job of it. The manuscript in its revised form which is being issued has been enriched and

on the same subject and would like to share them with lovers of Ghalib. Before I give detail of the documents it is necessary to tell the tale that hangs from them.

A publication project that NDC pursued in seventies under the able guidance of my predecessor, Mian Muhammad Sadullah, was titled *Seventeen Years of Ghalib's Life* based on reproduction of mainly the official record of the case pertaining to Ghalib's family pension. It appears the initiative emanated from a directive of the Prime Minister given sometime in 1974.

After the manuscript had been finalized and handed over to the Government Printing Press, Punjab, Lahore composing of the text commenced in June, 1975. The first proofs of the text comprising 260 pages had been read by August, 1975 among others by Prof. Wazir-ul-Hasan Abidi, who was at that time a leading researcher and teacher at the University Oriental College, Lahore. Glossary and index had also been prepared by Prof. Abidi.

In all three proofs were corrected and manuscript cleared for printing. Somehow the organization lost interest and in March, 1981 handed over the composed text with all its accompaniments to the Directorate of Archives, Government of the Punjab, who had indicated firm intention of publishing the material. The first and the second proofs, in some respects incomplete, remained with the NDC.

In late eighties when I came to be associated with the organization, the proofs of the manuscript came to my notice whereupon I corresponded with outstanding Ghalib scholars including Dr. Waheed Quraishi, Dr. Syed Mueen-ur-Rehman and Prof. Latifuzzaman Khan. I also discussed the matter with Mr. Ahmad Nadeem Qasmi. In the light of the consultations, I concluded that the project to publish *Seventeen Years of Ghalib's Life* was worthwhile. In October, 1987 the Cabinet Division accordingly wrote to the Government of the Punjab asking for the return of the manuscript. From the reply received it transpired that the Government of the Punjab had given the composed text of the manuscript to Mian Muhammad Sadullah who intended to present it to the University of the Punjab as his doctoral thesis and thereafter revert to the Government of the Punjab to publish it. In 1992 (when once again I became incharge of NDC, Cabinet Division repeated its request to the Government of the Punjab to retrieve the manuscript and gave an understanding that the contribution of Mian Muhammad

Ahmad Khan, his main grouse against the distribution of Rs. 10,000 per annum among Nasrullah Beg Khan's dependants was based on his contention that one of the beneficiaries, namely, Khawja Haji was not a dependant of Nasrullah Beg Khan and that he was unduly paid Rs. 2000 - and that the amount continued to be paid to his two sons even after Khawja Haji's death in 1824 despite a certificate given by Nawab Ahmad Khan to Ghalib that the amount of Rs. 2000 would be added to his and his brother's share after the death of Khawja Haji. Unable to get his grievance resolved through Ahmad Bakhsh Khan, Ghalib carried his suit to the British and pursued it with extra-ordinary tenacity at all levels of the British administration for nearly twenty three years from 1828-1851. The record of this case has not been fully examined by Ghalib scholars for its implications for his creative life and for assessment of his attitude to the British in the subcontinent. It has in fact not been generally available.

Dr Syed Mueen-ur-Rehman, a distinguished Ghalib researcher, has however recently published[7] fifty one documents from this record, in fact a reprint of the original published by Prithvi Chander under the title *Jagir-e-Ghalib* on centennial death anniversary of Ghalib in 1969. Syed Mueen-ur-Rehman has added an introduction which *interalia* draws the following conclusions:

a. *Jagir-e-Ghalib* is a rare book and the few extant copies are in the jealous hands of specialists. Its republication is thus a significant literary event and an addition to *Ghalibyat*

b. As many as fifty one documents included in *Jagir-e-Ghalib* have been made available to Ghalib researchers for the first time.

c. All the petitions of Ghalib were drafted in *babu* English by hackwriters.

Dr Mueen-ur-Rehman is obviously overjoyed while releasing the treasure he has held so long. Therefore, it should make a real good news if, on behalf of the National Documentation Centre (NDC) of the Cabinet Division, Government of Pakistan, I state that we have a much larger number of documents

---

[7] Dr Syed Mueen-ur-Rehman, *Jagir-e-Ghalib*, compl & ed , Lahore, Maktaba-i-Karvan, Kachehry Road, 1994.

These (elders of mine) who enjoyed power, status and respect, being commanders of 400 cavalry, were among the loyal allies of General Lord Lake[4] Bahadur. Owing to the graciousness of that generous conqueror they were owners and rulers of two *parganas* near Agra. After their death the British resumed both the *parganas*. In lieu of the *Jagir* (subsistence) stipend was fixed for me and my real younger brother. The stipend was the source of my material comfort and well being. I received it till this year, that is upto April, 1857, from the treasury of the Delhi Collectorate which (abruptly) closed its doors on me in May (and stopped payment). (In consequence now) I have to face hardship and my heart is home to different kinds of painful thoughts."[5]

Dastambu was written from the beginning of 1857 to the end of July 1858 and it was first published in 1858. It contains a *qasida*[6], a panegyric comprising sixty couplets in praise of Queen Victoria on the occasion of conquest of India and a brief account of events of 1857 written for the British eyes and intended to be used for realization of a few objectives, one of which was to get his family pension released. However, this was not the first time that Ghalib sought the British help at a time of financial crisis.

The family pension of Rs. 1500 Ghalib refers to in the extract quoted here from *Dastambu* was first granted as part of arrangements for the maintenance of Nasrullah Beg Khan's dependants spelled out in a letter dated 4 May 1806 from Lt. Col. Malcolm, Lord Lake's Secretary, and later in a letter from Lord Lake dated 7 June 1806 specifying how the amount of Rs. 10,000 per annum meant for the dependants of Nasrullah Beg Khan was to be apportioned. On the death of Nasrullah Beg in 1806 management of the arrangements passed to his brother-in-law Ahmad Bakhsh Khan, and in 1822 on his voluntary retirement, to Ahmad Bakhsh Khan's sons one of whom was Shams-ud-din Ahmad Khan. It was through Shamas-ud-din Ahmad Khan that Ghalib's family pension then came to be routed. Apart from the fact that Ghalib did not particularly like Shams-ud-din

---

[4] Lake, Gerard (1744-1808). General, Commander-in-chief and second member of Council of India, 1800; developed military resources of East India Company; assisted Wellesley to break up Marhatta Confederacy, 1803; raised to peerage, 1804.

[5] Translation of an extract from Urdu translation of *Dastambu* included in Dr. Syed Mueen-ur-Rehman's book *Ghalib Aur Inqilab-e-Satawun*', 2nd ed. Lahore, Sang-e-Meel Publications, 1976.

[6] See Dr. Abdul Shakoor Ahsan ed. *Dastambu*, Lahore, University of the Punjab 1969.

Introduction

Robert Clive's'[1] triumph at Plassey in 1757 marked a turning point in the history of South Asian subcontinent and laid the foundation of the British empire in this part of the world. Among the local rulers the British had to contend with subsequently, Tipu Sultan[2] was the most effective and a strong bulwark against foreign onslaught. He was defeated in 1799. On 4 May 1800, "being the first anniversary of the glorious and decisive victory obtained by the British arms at Seringapatam" the Fort William College was set up. In 1803 the Mughal emperor himself accepted Wellesley's[3] protection. After the conquest of Sind in 1843 and of the Punjab in 1849 the British moved swiftly to wipe out the last vestiges of the Mughal rule in 1857.

Mirza Asadullah Khan Ghalib (27 December 1797 - 15 February 1869) lived during these rapidly changing times. He was only six years old when the British supremacy became an acknowledged fact in Delhi and elsewhere. He was sixty in 1857 when he saw Muslims in the subcontinent being humiliated and degraded. How was Ghalib affected as a person and as a poet; what was his attitude to the British and how did he view the British rule are important questions. So far answers to these questions have been provided by scholars largely on the basis of Ghalib's account of the happenings in Delhi during 1857-58 contained in his Persian book *Dastambu* in which he refers to his childhood and early connection of his family with the British as follows:

> "I was five years old when my father, Abdullah Beg Khan Bahadur, died. May God shower His countless blessings on him My uncle, Nasrullah Beg Khan Bahadur, adopted me as a son and brought me up most affectionately. When I grew to be nine, he too died. On my uncle's death I felt as if fortune had turned hostile.

[1] Clive, Robert (1725-74) Conqueror of Bengal, he arrived in India 1743 as a clerk in the English East India Company fought the French, and later Indian, forces to establish British control in Bengal where he was twice Governor (1757-60 and 1765-67).

[2] Tipu (1749-99): Sultan of Mysore, known as the tiger of Mysore, son of Haider Ali He fought frequently against the Marhattas (1767-79) He defeated the British in 1771 and succeeded to the throne in the same year He fought several further campaigns against them but was finally overpowered He laid down his life during the final British assault on his capital Seringapatam

[3] Wellesley, Richard Colley (1760-1842) Statesman and administrator Governor General of Madras and Bengal, 1797-1805 He defeated Tipu Sultan of Mysore

Acknowledgements

This compilation is based on the materials collected and arranged by **Mian Muhammad Saadullah,** as Incharge of the National Documentation Centre during 1973-1978. Revision has been carried out by **Dr. Gauhar Naushahi,** Head of the Curriculum and Research Wing of the National Language Authority. He has also edited the Urdu translation and written biographical notes that appear in the work. Persian documents have been translated into Urdu by Dr. Gauhar Naushahi. The record from English into Urdu has been translated by Dr. Mahmudur Rehman and Syed Muahmmad Arif. Qazi Muhammad Aziz-ur-Rehman Asim assisted Dr. Naushahi in the project.

We gratefully acknowledge the contribution of all concerned.

Iftikhar Arif
Chairman
National Language Authority

Nazir Ahmad
Consultant
(National Documentation Centre)

FOREWORD

On the eve of the 200th birth anniversary of Ghalib the National Language Authority and the National Documentation Centre have jointly published *Official Record on Ghalib's Pursuit of Family Pension and Related Matters (1805 1869).* It was as far back as the first quarter of the 19th Century that Mirza Asadullah Khan Ghalib submitted his family pension case in Calcutta, which was later transferred to Delhi. Ghalib spent seventeen long years of his life in pursuing the case, which he eventually lost. During this period, he submitted a number of petitions which proved futile. Their record has been preserved in Calcutta, Delhi and Lahore. Some of its copies are also available in the India Office Library, London. Twenty years ago Mian Muhammad Saadullah, as Incharge of the National Documentation Centre, collected this record from various repositories in Lahore, Delhi and London. After painstaking research he procured 156 documents which have a bearing on Ghalib's life and his times.

In 1997 the Cabinet Division gave the manuscript to the National Language Authority for publication. With a view to disseminating this valuable record, it was considered advisable to publish English and Persian texts along with their Urdu Version.

The eminent researcher and head, Curriculum and Research Wing, National Language Authority, Dr. Gauhar Naushahi was assigned to finalize the project.

We have every hope that the compilation of this material on the life of Ghalib in book form would receive equal appreciation by the expert in the field and the general reader.

Iftikhar Arif
(National Language Authority)

Nazir Ahmad
(National Documentation Centre)

Publication No. 337
ISBN: 969-474-186-6

First Edition:	1997
Copies:	1000
Price:	Rs. 300
Notes & References:	Dr. Gauhar Naushahi
Technical Editing:	Qazi Azia-ur- Rehman Asim
Composing:	Muhammad Aslam, Universal Composing Systems, Ibd.
Printer:	S.T. Priners, Rawalpindi.
Publisher:	Iftikhar Arif, (Chairman) National Language Authority, Pitras Bokhari Road, H-8/4, Islamabad.

Official Record on Ghalib's Pursuit
of
Family Pension and Related Matters
(1805-1869)

NATIONAL DOCUMENTATION CENTRE
National Language Authority
(Pakistan)

Official Record on Ghalib`s Pursuit of Family Pension and Related Matters (1805-1869)



Ghalib: 1797-1869

National Documentation Centre
National Language Authority- Pakistan